عمران سیریز

کاغذی قیامت



چند باتیں

محترمہ بہنیں!

خاص نمبر کاغذی قیامت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے نام سے آپ یہ نہ سمجھ لیجیے گا کہ کاغذی بموں اور کاغذی میزائلوں سے یہ قیامت برپا کی جائے گی۔ ایسی کوئی بات نہیں ــــ ہماری دنیا میں ایک ایسا کاغذ بھی موجود ہے جس کے گرد اس وقت پوری دنیا گھوم رہی ہے ــــ میں ــــ آپ ــــ اور ہم سب اسی کاغذ کے پیچھے دیوانے ہو رہے ہیں۔ بس کاغذ کی سرسراہٹ ہمارے کانوں کو بھلی لگتی ہے۔ اس کاغذ کی مخصوص خوشبو ہمیں زندگی بخشتی ہے اور اس کاغذ کا وزن اٹھانا ہم فخر سمجھتے ہیں۔ مگر اس کی حقیقت کیا ہے ــــ؟ محض کاغذ ــــ صرف کاغذ ــــ لیکن اس کے باوجود اس کاغذ نے پوری دنیا کو پاگل بنا رکھا ہے۔ دیوانہ کر رکھا ہے۔ اس کاغذ کے لیے قتل ہوتے ہیں۔ عزتیں نیلام ہوتی ہیں۔ معصوم بچے دودھ کی ایک ایک بوند کو ترستے ہیں۔ آپ یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ کونسا کاغذ ہے ــــ؟ اگر نہیں تو میں بتا دیتا ہوں اسے ہم اپنی زبان میں کرنسی نوٹ کہتے ہیں۔ جی ہاں! مختلف ڈیزائنوں میں چھپا ہوا کاغذ ــــ رنگ برنگی سیاہی ــــ دلکش اور خوبصورت کاغذ ــــ ظالم اور سفاک کاغذ لیکن کبھی آپ نے غور کیا کہ اس کاغذ کی اس قدر اہمیت کیوں ہے ــــ؟ اس میں ایسی کونسی بات ہے کہ ہر شخص اس کاغذ کے پیچھے دیوانہ ہو رہا ہے۔ اپنوں کے گلے کاٹ رہا ہے ــــ غیروں کی کھال کھینچ رہا ہے ــــ اگر آپ غور کریں تو آپ پر یقیناً یہ حقیقت ضرور منکشف ہو گی کہ بذاتہ اس کاغذ کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت صرف

— سنہری اعتماد کی ہے جس نے اس کاغذ کو اتنی اہمیت دی ہے۔ جی ہاں! صرف اعتماد۔ آپکو علم ہے کہ اس کاغذ کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے۔ یہ ایسا کاغذ ہے جس پر حکومت کے اعتماد کی مہر لگی ہے۔ لیکن اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے یا کر دیا جائے تو پھر کیا ہوگا؟ اس کاغذ کی اہمیت یکلخت ختم ہو جائیگی اور یقین کیجئے پھر کاغذی قیامت برپا ہو جائے گی۔ جی ہاں! کاغذی قیامت — اور اگر پوری دنیا کی حکومتوں کا ان کی مرکزی کرنسی پر موجود اعتماد ختم کر دیا جائے تو پوری دنیا کا نظام معیشت یکلخت مفلوج ہو جائیگا۔ کرنسی نوٹ گلیوں میں ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھرتے ہونگے لیکن کوئی بھی انکی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کا روادار نہ ہوگا۔ کروڑوں اربوں کرنسی نوٹ رکھنے کے باوجود ہر شخص روٹی کے ایک لقمے اور پانی کے ایک قطرے کیلئے ترس جائیگا۔ زندگی ساکت ہو جائیگی اور سوائے موت کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ رہے گا ——— اور اس بار مجرموں نے اس اعتماد کو ختم کرنے کا مشن اپنا لیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کاغذی قیامت پوری دنیا پر برپا ہو گئی۔ اس قیامت نے کیا کیا رخ اختیار کیا۔ پوری دنیا کی حکومتوں اور افراد کا کیا حشر ہوا؟ اسے روکنے کیلئے کیا کیا حربے اختیار کئے گئے۔ کیا مجرم اپنے اس خوفناک مشن میں کامیاب ہو گئے — یا ——؟ اس کہانی کی ہر ہر سطر میں خوفناک ایکشن اور اس کے ہر لفظ میں اعصاب شکن سسپنس موجود ہے۔ یہ ایک ایسی کہانی ہے جو یقیناً اس سے پہلے صفحہ قرطاس پر نہیں ابھری۔ اس کہانی کا پلاٹ اس قدر منفرد ہے کہ پہلے دنیا بھر کے جاسوسی ادب میں کہیں نظر نہیں آیا۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس کہانی میں کیا کردار ادا کیا ہے جہاں دنیا بھر کی حکومتیں اور سیکرٹ سروسز خوف و دہشت سے کانپ رہی تھیں جہاں موت کے بھیانک جبڑوں نے دنیا میں بسنے والے ہر فرد کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہو۔ وہاں عمران اور سیکرٹ سروس کے جیالوں نے کیا رنگ دکھائے۔ یہ عمران کی زندگی کا وہ لافانی اور ناقابل فراموش کارنامہ ہے کہ جس پر آج بھی عمران کو فخر ہے۔ اور کیوں نہ ہو یہ کارنامہ ہے ہی ایسا — جس طرح یہ محاورہ مشہور ہے کہ جس نے لاہور نہیں دیکھا وہ پیدا ہی نہیں ہوا اسی طرح میں یہ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ جس نے یہ ناول نہیں پڑھا اس نے کچھ بھی نہیں پڑھا۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے نئے فلیٹ کے ڈرائنگ روم میں ایک آرام دہ صوفے پر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ایک خاصی ضخیم کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا۔ سارے ڈرائنگ روم میں جگہ جگہ کتابیں بکھری نظر آ رہی تھیں۔ عمران کی داڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ بال پریشان تھے اور کپڑے کسی بوڑھے کے چہرے کی طرح سلوٹوں سے پُر تھے۔

"سلیمان! — ارے بھئی سلیمان" ——— عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہی زور سے آواز دیتے ہوئے کہا۔

"جی فرمایئے ———" چند لمحوں بعد سلیمان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی اور اس کا لہجہ محسوس کرتے ہی عمران نے چونک کر کتاب سے نظریں ہٹائیں اور پھر اس کی نظریں دروازے میں کھڑے سلیمان پر جم گئیں جو منہ لٹکائے خاموش کھڑا تھا۔

"ابے کیا ہو گیا ہے تجھے —— کیوں منہ لٹکائے کھڑا ہے" ——؟

عمران نے پوچھا۔

"کوئی بات نہیں صاحب جی! ـــــ آپ بس کتابیں پڑھیں ـــــ آپ کو اس سے کیا مطلب کہ دنیا پر کیا گزر رہی ہے" ـــــ سلیمان نے اسی طرح غصے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر دنیا کو کیا ہوا ـــــ؟ کیا ایٹمی جنگ شروع ہو گئی ہے ـــ یا پھر قیامت آ گئی ہے" ـــــ؟ عمران نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں ہوا ـــــ بس آپ کتابیں پڑھیں" ـــــ سلیمان نے جواب دیا۔

"نہیں پڑھتا میں کتابیں! ـــــ پہلے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا بیتی؟ کس نے جوتیاں ماری ہیں" ـــــ؟ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب میز پر پٹختے ہوئے کہا۔

"اب آپ ضد پر ہی اتر آئے ہیں تو سنئے! ـــــ پچھلے ایک ہفتے سے راشن ختم ہو چکا ہے ـــــ میں نے گھر کا خرچہ چلانے کے لئے اپنا تمام بینک بیلنس ختم کر دیا ہے ـــــ اپنے تمام کپڑے بیچ ڈالے ہیں ـــــ منگنی کی انگوٹھی بھی بک گئی اور ـــ" ـــــ سلیمان نے بڑے گلوگیر لہجے میں جواب دیا اور فقرے کے آخر میں اس کا گلا رندھ گیا اور آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ؟ ابھی دس دن پہلے میں نے تمہیں دو ہزار روپے دیئے تھے" ـــــ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"دس! ـــــ یعنی ایک ـــ دو ـــ تین ـــ چار ـــ پانچ ـــــ

چھ ـــــ" سلیمان نے دس کے لفظ پر انتہائی زور دینے کے بعد باقاعدہ گنتی شروع کر دی۔

"بس ـــ بس! ـــ مجھے گنتی آتی ہے ـــــ تم آگے بات کرو" ـــ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ دو ہزار روپے تو دو دن نہیں چلتے ـــــ آپ نے کبھی جا کر بازار سے کوئی چیز خریدی ہے ـــــ قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں" ـــــ سلیمان نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تو کرنے دو باتیں آسمان سے ـــــ تمہارا کیا جاتا ہے ـــ تم کوئی آسمان کے عاشق تو نہیں ہو کہ تمہیں برا محسوس ہو رہا ہے" ـــ عمران نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہوں! ـــ کرنے دو ان باتیں ـــــ ٹھیک ہے کریں ـــ بہر حال میں یہ بتا دوں کہ اب چار پانچ ہزار میں مہینہ نہیں گزر سکتا ـــــ چار پانچ لاکھ روپے ماہانہ کا بندوبست کریں تو کام چل سکتا ہے ـــــ ورنہ نہیں" ـــ سلیمان کے لہجے میں احساس یا تلخی تھی۔

"چار پانچ لاکھ روپے سے تم مہینہ چلاؤ گے ـــــ غضب خدا کا ـــ آخر یہ تم نوٹوں کا کرتے کیا ہو ـــــ؟ کیا انہیں جلا جلا کر چائے بناتے ہو" ـــ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں! ـــ کچھ ایسا ہی ہو رہا ہے ـــــ اب تو یوں سمجھئے کہ ایک پیالی چائے کے لئے ایک سو روپے کا نوٹ جلانا پڑتا ہے ـــــ اور آپ ہیں کہ گذشتہ ایک ہفتے سے بس کتابیں پڑھے جا رہے ہیں اور چائے پئے جا رہے ہیں" ـــ سلیمان نے کہا۔

"سلیمان! ____ تمہاری جنس کب سے تبدیل ہوئی ہے" ____ اچانک عمران کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہریں ابھر آئیں۔

"جنس ____ اوہ میری تبدیل ہوئی ہے ____ کیا مطلب" ____؟ سلیمان نے چونک کر پوچھا۔

"جیسے تم بڑھی بیوی کی طرح باتیں کرنے لگے ہو ____ کہ کس نکھٹو شوہر سے پالا پڑ گیا ہے ____ بس کتابیں پڑھے جا رہا ہے اور چائے پیئے جا رہا ہے ____ نہ کوئی کام کرتا ہے نہ دھندا ____ آخر گھر کا خرچ کیسے چلے گا" ____ عمران نے ناک پر انگلی رکھ کر باقاعدہ عورت کی سی آواز نکالتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا جناب" ____ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو میں کب مذاق کر رہا ہوں ____ خواہ مخواہ سارے موڈ کا بیڑہ غرق کر کے رکھ دیا ہے ____ رقم کی ضرورت تھی تو کوٹ کی جیب سے نکال لینی تھی" ____ عمران نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"وہ بھی نکال چکا ہوں" ____ سلیمان نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو سیف سے نکال لینی تھی ____ چابی تو تمہارے پاس ہے ہی" ____ عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا۔

"سیف بھی خالی ہو چکا ہے" ____ سلیمان نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"تو کیا ہوا ____ بینک میں میرے اکاؤنٹ سے نکلوا لینے تھے۔

میں نے چیک بک پر دستخط کر کے تمہیں دیئے ہوئے ہیں" ____ عمران نے اس بار آنکھیں چوڑی کرتے ہوئے کہا۔

"اکاؤنٹ خالی ہو چکا ہے" ____ سلیمان نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کک ____ کیا کہہ رہے ہو ____ یعنی جیب میں موجود دس ہزار روپے ____ سیف میں پڑے ہوئے ۲ لاکھ روپے ____ اور بینک میں موجود دس لاکھ روپے سب ختم ہو گئے ____ ایک ہفتے میں" ____ اس بار واقعی عمران کے چہرے پر لرزنے کے سے آثار ابھر آئے تھے۔

"بس آپ کتابیں پڑھیں اور چائے پیئیں ____ آپ کو اس سے کیا مطلب کہ دنیا پر کیا گزر رہی ہے" ____ سلیمان نے جواب دیا۔

"اگر یہ حالات ہیں تو بس پڑھ لیں میں نے کتابیں ____ مجھے پتہ ہوتا کہ ایک ہفتے کا مطالعہ اتنا مہنگا پڑے گا تو میں زندگی بھر نہ پڑھتا کتابیں ____ اٹھاؤ ان سب کتابوں کو" ____ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"چلئے لے آؤں" ____ سلیمان نے جلدی سے کتابیں سمیٹتے ہوئے کہا۔

"کہاں سے لے آؤ گے ____؟ میں کچھ کما کے تو لاؤں" ____ عمران نے بجھے بجھے لہجے میں کہا۔

"ابھی اتنی بھی نوبت نہیں آئی کہ سلیمان ایک چائے بھی نہ بنا سکے" ____ سلیمان نے کتابیں اٹھا کر جاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور عمران ایک طویل سانس لے کر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ سارا چکر سلیمان نے اسی لئے چلایا ہے کہ اس کا کتابیں پڑھنا بند کرا سکے۔ وہ پچھلے

ایک ہفتے سے مسلسل چائے بنا بنا کر تنگ آ چکا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ سلیمان چائے کا کپ لے آتا۔ پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔

عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ قلاش و مفلس علی عمران سپیکنگ" ـــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی ہانک لگاتے ہوئے کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب! ـــ آپ کب سے قلاش و مفلس ہو گئے ہیں" ـــ دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"جب سے کتابیں پڑھنا شروع کی ہیں ـــ اب مجھے کیا پتہ تھا کہ لوگ کتابیں پڑھنے سے مفلس ہو جاتے ہیں" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ـــ ایک ہی خزانہ ایک وقت میں مل سکتا ہے۔ چاہے آپ علم کا خزانہ لے لیں ـــ یا پھر نوٹوں والا خزانہ" ـــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر بھئی علم کے خزانے سے سلیمان جیسے باورچی کا گزارہ نہیں ہو سکتا۔ آج اس نے الٹی میٹم دے دیا ہے کہ قیمتیں آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں۔ اب بھلا تم خود اسے سمجھاؤ ـــ کہ آخر باتیں کرنے میں کیا حرج ہے ـــ؟ کرنے دو باتیں" ـــ عمران نے کہا۔

"سلیمان درست کہہ رہا ہے عمران صاحب! ـــ واقعی مہنگائی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے" ـــ صفدر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا

"بڑھنے دو یار! ـــ ملک میں آبادی کے علاوہ کوئی اور چیز بھی تو بڑھے بس آبادی ہی بڑھے چلی جا رہی تھی" ـــ عمران نے فلسفہ جھاڑتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــ ہم بھلا اسے بڑھنے سے کیسے روک سکتے ہیں ـــ میں نے تو آپ کو ٹیلیفون اس لئے کیا تھا کہ آج مس جولیا کی سالگرہ ہے ـــ آپ آ رہے ہیں ناں" ـــ صفدر نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"سالگرہ ـــ اور جولیا کی! ـــ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ـــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"کیوں ـــ؟ جولیا کی سالگرہ کیوں نہیں ہو سکتی" ـــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یار تم بھی عقل سے پیدل ہوتے جا رہے ہو ـــ شاید عقل کی کار میں پٹرول ختم ہو گیا ہوگا ـــ عورتوں کی آخری سالگرہ سولہویں سالگرہ ہوتی ہے ـــ اس کے بعد نہ ان کی عمر بڑھتی ہے ـــ اور نہ سالگرہ ہوتی ہے ـــ اور جہاں تک مجھے یاد ہے جولیا پچھلے دس سال سے سولہویں سالگرہ منا رہی ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ـــ بہرحال یہ بھی سولہویں سالگرہ ہے" ـــ صفدر نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"تب ٹھیک ہے ـــ مجھے جولیا نے فون تو کیا تھا ـــ مگر میں تو اس وقت مفلس ہونے میں مصروف تھا اس لئے میں نے دھیان نہیں دیا ـــ کیا پروگرام ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج شام سات بجے ہوٹل میٹروپول میں ـــ تمام ممبرز وہاں اکٹھے

ہوں گے" ______ صفدر نے پروگرام بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا چوہا بھی آئے گا" ______ ؟ عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"کاش! ___ اگر وہ آسکتا تو شاید جولیا سولہویں کی بجائے پندرھویں سالگرہ منانے کا اعلان کر دیتی" ______ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ______ نہ ہی آئے تو اچھا ہے ______ اگر اس نے جولیا کی دو تین سالگروں میں شرکت کر لی تو ہمیں جولیا کو بیٹی کہہ کر پکارنا پڑے گا ______ اور پھر اور جلسے کچھ ہو نہ ہو ___ تنویر کو خودکشی کرنی پڑ جائے گی" ______ عمران نے جواب دیا اور صفدر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"پھر آپ آرہے ہیں نا" ___ ؟ صفدر نے پوچھا۔

"یقیناً آؤنگا ___ مگر یار صفدر! ___ میں تو مفلس و قلاش ہو چکا ہوں ___ سالگرہ کا تحفہ کہاں سے لے آؤنگا" ___ ؟ عمران نے اچانک کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ کو شاید یاد نہیں رہا کہ مس جولیا نے تحفے لے آنے کی سختی سے ممانعت کر رکھی ہے" ______ صفدر نے جواب دیا۔

"چلو یہ بھی اچھا ہوا ______ مفلسی کا بھرم رہ گیا" ______ عمران نے اطمینان کی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یاد رکھیئے گا پروگرام ___ شام کو سات بجے ہوٹل میٹروپول ______ خدا حافظ" ______ دوسری طرف سے صفدر نے ایک بار پھر یاد دہانی کراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے

رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں ایک نئی شرارت کی کھچڑی پک رہی تھی۔

سلیمان نے اس دوران چائے کی پیالی لا کر میز پر رکھ دی تھی۔ عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ایکسٹو" ___ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز گونجی۔ ظاہر ہے بلیک زیرو بات کر رہا تھا۔

"عمران بول رہا ہوں بھئی کالے زیرو! ___ سناؤ کیا ہو رہا ہے" ___ ؟ عمران نے چہکتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ___ عمران صاحب بس گزر رہی ہے ___ آج کل فراغت ہی فراغت ہے" ______ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یار! ___ آج ہوٹل میٹروپول میں جولیا کی سالگرہ پارٹی ہے ___ کیا خیال ہے شرکت کرو گے" ___ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیسے شریک ہو سکتا ہوں عمران صاحب" ______ ؟ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

"کیوں نہیں شریک ہو سکتے ______ ؟ ضروری ہے کہ تم نقاب لگا کر شریک ہو ______ ؟ بس تم میرے فلیٹ میں آجانا ______ میں تمہیں ایک دوست کے طور پر لے جاؤنگا" ______ عمران نے جواب دیا۔

"نہیں عمران صاحب! ___ اس طرح سب تکلف میں پڑ جائیں گے۔" بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"میں انہیں پڑنے دیتا ہوں تکلف میں ______ بس تم تیاری کرو" ______ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ جیسے آپ مناسب سمجھیں ـــــ میں ساڑھے چھ بجے آپ کے فلیٹ پر پہنچ جاؤں گا" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ کوئی دلچسپ شرارت کا موڈ بنائے بیٹھا ہے۔



سیاہ رنگ کی شیورلیٹ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شہر کو پیچھے چھوڑے چلی جارہی تھی۔ اس کا رخ مضافات کی طرف تھا۔ سٹیئرنگ پر ایک خوبصورت سا نوجوان موجود تھا۔ جبکہ اس کے ساتھ بلڈاگ کی شکل والا ادھیڑ عمر آدمی بڑے بارعب طریقے سے گردن اکڑائے بیٹھا تھا۔ اور پچھلی نشست پر دو افراد موجود تھے۔ جن کے چہروں پر موجود زخموں کے آڑے ترچھے نشانات اس بات کی صاف چغلی کھا رہے تھے کہ ان کی تمام زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزر رہی ہے۔

وہ سب خاموش بیٹھے بس آگے سڑک کو دیکھ رہے تھے۔ اور کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اب شہر جیسی ہنگامہ خیز ٹریفک ختم ہو چکی تھی اور اکا دکا کاریں ہی آجارہی تھیں۔ یہ سڑک شہر کے مضافات

میں واقع نیو کالونی تک جاتی تھی۔

یہ کالونی چند سال قبل حکومت نے بسائی تھی۔ اور نیو کالونی اپنی جگہ ایک پورا شہر تھا۔ جہاں شہر جیسی ہر سہولت موجود تھی۔

"میرا خیال ہے ـــــ آج ہیڈ کوارٹر سے آپریشن کے احکامات ملنے والے ہیں" ـــــ نوجوان نے قدرے مؤدبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے خاموشی کو توڑا۔

"طارق! ـــــ کھلی جگہ پر کسی قسم کے تبصرے سے گریز کیا کرو" ـــــ بلڈاگ کی شکل والے نے انتہائی کرخت لہجے میں اسے جھڑکتے ہوئے کہا اور نوجوان نے دانت بھینچ لئے۔

کار میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔ صرف کار کے انجن کی لطیف آواز سنائی دے رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار نیو کالونی میں داخل ہوگئی اور پھر مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی کالونی کے اے بلاک میں داخل ہو گئی جہاں بڑی بڑی وسیع و عریض کوٹھیاں موجود تھیں۔

ایک نئی تعمیر شدہ کوٹھی کے گیٹ پر نوجوان نے کار موڑ کر روک دی اور پھر مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا۔ پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان گیٹ سے باہر نکل آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائیور کے قریب آیا۔

"کس سے ملنا ہے" ـــــ؟ آنے والے نے انتہائی کرخت لہجے میں پوچھا۔

"آج ہم اپنے آپ سے ملنے نکلے ہیں" ـــــ نوجوان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوڈ؟" ۔۔۔ اس بار آنے والے کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"پلیپر ماسٹرز" ۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔

"کار میں کون کون ہے؟" ۔۔۔ آنے والے نے کار کے اندر نظریں دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"نمبر ون ۔۔ ٹو ۔۔ فور" ۔۔۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔

"اوکے" ۔۔۔ آنے والے نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر مڑ کر تیزی سے ذیلی کھڑکی پار کر کے پھاٹک کے اندر غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد پھاٹک بے آواز انداز میں کھلتا چلا گیا اور ڈرائیور نے کار آگے بڑھا دی۔ وسیع و عریض لان کے درمیان موجود سرخ بجری کی سڑک پر دوڑتی ہوئی کار عمارت کے سامنے بڑے سے پورچ میں جا کر رک گئی۔ پورچ کے قریب چار مسلح افراد بڑے چاق و چوبند انداز میں کھڑے تھے۔ کار کے رکتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھے اور انہوں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی سٹین گنیں سیدھی کر لیں۔ ان کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

کار رکتے ہی دروازے کھلے اور کار میں سوار چاروں افراد باہر آ گئے۔

"کوڈ؟" ۔۔۔ ایک مسلح شخص نے کرخت لہجے میں کہا۔

"پلیپر ماسٹرز" ۔۔۔ اس بار بھی نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ اندر چلیں" ۔۔۔ اسی مسلح شخص نے بدستور کرخت لہجے میں کہا اور وہ چاروں خاموشی سے آگے بڑھ کر برآمدے میں پہنچ گئے۔ وہ چاروں سٹین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی دشمن کو کور کر کے اندر لے جا رہے ہوں۔

برآمدے کے کونے میں موجود ایک دروازے کے قریب جا کر کار سے اترنے والے چاروں افراد رک گئے۔ اور پھر نوجوان نے آگے بڑھ کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔ دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور سب سے پہلے نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے باقی تینوں بھی اندر داخل ہو گئے۔ اور مسلح افراد میں سے دو باہر ہی رک گئے۔ جبکہ دو افراد ان کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔

یہ ایک کافی وسیع کمرہ تھا جس کی شمالی دیوار کے ساتھ پانچ بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ ان مشینوں کے آگے پلاسٹک کے بڑے بڑے کنٹوپ لٹکے ہوئے تھے۔ ان چاروں نے وہ کنٹوپ کھینچ کر اپنے چہروں پر چڑھا لئے۔ اور پھر مشینوں کے بٹن آن کر دیئے گئے۔ مشینوں پر موجود چھوٹے چھوٹے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور پھر ان کے اوپر سبز رنگ کی پٹی روشن ہو گئی جس پر "نو میک اپ" کے الفاظ نمایاں تھے۔ اس کے ساتھ ہی مشینیں خودبخود بند ہو گئیں۔ اور ان چاروں نے وہ کنٹوپ اتار دیئے۔

"تھینک یو سر" ۔۔۔ مسلح افراد نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی وہ بلڈاگ کی شکل والا تیزی سے کمرے کے جنوبی کونے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دیوار کے ایک مخصوص حصے پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور وہ آگے بڑھ گیا۔ باقی تینوں بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے وہ دیوار پار کر گئے۔

دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک دروازے پر ہوا جو ان کے آخری سیڑھی پر پیر رکھتے ہی خودبخود کھلتا چلا گیا۔ اور اب وہ ایک طویل راہداری میں تھے جس میں دونوں

طرف کمروں کے دروازے موجود تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے راہداری پار کرتے چلے گئے۔

راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ وہ چاروں اس دروازے کے سامنے جا کر رک گئے۔ بلڈاگ کی شکل والے نے اپنا دایاں ہاتھ دروازے پر کھول کر رکھا اور پھر اسے آہستہ سے دبا دیا۔ چند لمحوں تک وہ ہاتھ رکھے کھڑا رہا پھر دروازے کے اوپر لگا ہوا بلب جل اٹھا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ چاروں کمرے میں داخل ہو گئے۔

کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ چاروں ان کرسیوں پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ بلڈاگ کی شکل والے نے میز کے کونے کا ایک مخصوص حصہ دبایا تو میز کی سطح درمیان سے کھلتی چلی گئی اور اس میں سے ایک کافی بڑے سائز کا ٹرانسمیٹر ابھر کر باہر آ گیا۔ ٹرانسمیٹر انتہائی جدید انداز کا تھا۔

"ابھی دو منٹ باقی رہتے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ دوسروں نے کوئی جواب نہ دیا۔

اور پھر دو منٹ تک کمرے میں مکمل خاموشی طاری رہی۔ پھر اچانک ٹرانسمیٹر کا ایک بلب خود بخود جل اٹھا۔ چند لمحے جلنے بجھنے کے بعد وہ خود بخود بجھ گیا۔ اور اس کے ساتھ موجود دوسرا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ بلڈاگ کی شکل والے نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن آن کر دیا۔ اور ٹرانسمیٹر سے زاں زاں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے سمندر کی موجیں کناروں سے سر پٹخ رہی ہوں۔ چند لمحوں بعد ایک کرخت آواز ٹرانسمیٹر پر گونج اٹھی۔

"ہیلو ۔۔۔ کالنگ ہیڈ کوارٹر ۔۔۔ شناخت کراؤ۔ اوور" ۔۔۔ بولنے

والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"پاکیشیا پوائنٹ ۔۔۔ نمبر ون ۔۔۔ ٹو ۔ فور حاضر ہیں۔ اوور" ۔۔۔ بلڈاگ کی شکل والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوڈ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے اسی لہجے میں کہا گیا۔

"پیپر اسٹرز۔ اوور" ۔۔۔ بلڈاگ کی شکل والے نے جو یقیناً نمبر ون تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ رپورٹ دو۔ اوور" ۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"تمام پوائنٹس پر کام مکمل ہو چکا ہے ۔۔۔ صرف ڈلیوری کا انتظار ہے۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیلی رپورٹ دو۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں یکدم کرختگی ابھر آئی۔

"یس باس ۔۔۔ سٹیٹ بنک کے کیش ڈیپارٹمنٹ میں کرنسی کی تبدیلی کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے ہیں ۔۔۔ یہاں چار بڑے کمرشل بنک ہیں وہاں بھی کرنسی کی تبدیلی کے انتظامات کر لیے گئے ہیں۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے جواب دیا۔

"کیا کرنسی کے نمبروں کی لسٹیں مہیا ہو گئی ہیں۔ اوور" ۔۔۔؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جی ہاں ۔۔۔ وہ لسٹیں آج ہی مائیکرو فلم کی صورت میں نمبر ٹو آفس میں موجود ہو گئی ہیں۔ اوور" ۔۔۔ نمبر ون نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ ڈلیوری جلد ہی ہو جائے گی ۔۔۔ اس سلسلے میں

تفصیلی ہدایت ڈلیوری کے ساتھ ہی مل جائیں گی۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے مطمئن لہجے میں جواب دیا گیا۔

"بہتر جناب۔ ـــــ ڈلیوری ملتے ہی ہم آپریشن شروع کر دیں گے اوور" نمبر ون نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ تمام کام ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"بہتر جناب! اوور" ـــــ نمبر ون نے جواب دیا۔

"نمبر ٹو! ـــ تم رپورٹ دو۔ اوور" ـــــ اس بار نمبر ٹو سے مخاطب ہو کر کہا گیا۔

"باس! ـــ پولیس اور انٹیلی جنس کو خرید لیا گیا ہے ـــــ وہ کسی بھی طرح آپریشن میں رکاوٹ نہیں بنیں گے۔ اوور" ـــــ نوجوان جو نمبر دو تھا، جواب دیا۔

"نمبر تھری اور فور! ـــ تمہاری کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ـــــ اس بار خطاب باقی دو افراد سے تھا۔

"باس! ـــ شہر کے چیدہ چیدہ جرائم پیشہ افراد کو آپریشن کے لئے تیار کر لیا گیا ہے۔ اوور" ـــــ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ اس کا مطلب ہے کہ تمام انتظامات اطمینان بخش ہیں۔ اوور" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس باس! اوور" ـــــ نمبر ون نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ نمبر ون نے میز کا مخصوص کونہ دبایا تو ٹرانسمیٹر میز کے اندر غائب ہو گیا اور میز کی سطح برابر ہو گئی اور وہ چاروں اٹھ کھڑے ہوئے ان کا رخ اب بیرونی دروازے کی طرف تھا۔

ہوٹل میٹروپول کے خوبصورت ہال کے ایک کونے میں ایک بڑی سی میز پر کھانے کا انواع و اقسام کا سامان سجا ہوا تھا۔ میز کے درمیان میں ایک بڑا سا کیک موجود تھا جس پر چھوٹی موم بتیوں کی قطاریں گول دائرے میں لگی ہوئی تھیں۔ میز سے ذرا ہٹ کر دائرے کی صورت میں آٹھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں جن میں سے سات کرسیوں پر اس وقت سیکرٹ سروس کے ممبران موجود تھے۔ جبکہ ایک کرسی خالی تھی۔

سیکرٹ سروس کے سب ممبران صفدر، شکیل، چوہان، تنویر، صدیقی، نعمانی اور جولیا وہاں موجود تھے۔ جولیا نے بڑا خوبصورت سا لباس پہنا ہوا تھا، جبکہ باقی سب ممبران خوبصورت اور قیمتی سوٹوں میں ملبوس تھے۔ وہ سب کوک پینے کے ساتھ ساتھ آپس میں گفتگو میں مصروف تھے۔

"عمران ابھی تک نہیں پہنچا" ـــ صفدر نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظریں ڈالتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم خواہ مخواہ عمران کا انتظار کر رہے ہیں ـــ وہ مسخرہ تو اس وقت کو لیے سرکس میں جوکری کر رہا ہوگا" ـــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر! ـــ اس بات کا خیال رکھو کہ یہ خوشی کی محفل ہے ـــ یہاں بدمزگی نہیں پیدا ہونی چاہیئے" ـــ جولیا نے قدرے سخت لہجے میں تنویر کو جھڑکتے ہوئے کہا۔

"اوہو! ـــ بھلا میں نے کونسی غلط بات کہہ دی ہے ـــ وہ ہے ہی مسخرہ ـــ خواہ مخواہ آپ لوگوں نے اُسے اہمیت دے رکھی ہے" تنویر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے ـــ اگر ایکسٹو بھی اس محفل میں شریک ہوتا تو لطف آجاتا" ـــ کیپٹن شکیل نے شاید موضوع بدلنے کی خاطر بات کرتے ہوئے کہا۔

"خاک لطف آجاتا ـــ سارے سکول کے بچوں کی طرح مؤدب بیٹھے ہوتے ـــ اور یوں لگتا جیسے ہم کسی سرکاری میٹنگ میں مصروف ہوں" تنویر نے جواب دیا۔

"ہاں! ـــ یہ بات تو ہے ـــ ایکسٹو رکھ رکھاؤ کے معاملے میں بے حد سخت ہے ـــ مجال ہے کسی سے ذرا برابر بھی بے تکلف ہو جائے" نعمانی نے کہا۔

"بے تکلف ہونے کے لئے عمران کسی سے کم ہے ـــ وہ ایکسٹو کی کمی پوری کر دیتا ہے" ـــ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ کوئی جو ان کی بات پر تبصرہ کرتا، اچانک ان کی

حریب سامنے سے آتے ہوئے عمران پر پڑی جو اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں ملبوس بڑے مطمئن انداز میں چلا آ رہا تھا۔

"عمران آگیا" ـــ جولیا نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور اس کے اس مسرت سے بھرپور انداز پر تنویر کا منہ بن گیا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ـــ عمران نے قریب آ کر باقاعدہ خشوع و خضوع سے سلام کیا۔

"وعلیکم السلام" ـــ سب نے بیک زبان ہو کر جواب دیا۔

"بھئی جولیا! ـــ تمہاری سالگرہ میں شامل ہو کر مجھے واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے ـــ یوں لگ رہا ہے جیسے تمہاری عمر کی سالگرہ نہ ہو بلکہ شادی کی سالگرہ ہو" ـــ عمران نے بڑی سنجیدگی ہوتے کہا اور سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"شٹ اپ! ـــ مجھے بیہودہ مذاق پسند نہیں ہے" ـــ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو یہ بتاؤ کہ مذاق سے ہٹ کر تمہیں اور کون کونسی بیہودہ چیزیں پسند ہیں" ـــ عمران نے کہا اور جولیا تو کٹ کر رہ گئی۔ البتہ باقی سب لوگ سوائے تنویر کے ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہیں تمیز ہے کسی محفل میں شریک ہونے کی ـــ آجاتے ہیں منہ اٹھا کر" ـــ تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ ابل پڑا۔

"ارے ارے تمہیں کیا ہو گیا ـــ میں نے تو جولیا کی شادی کی سالگرہ کی بات کی تھی ـــ تمہارے ہاتھ پر تو شادی کی لکیر ہی نہیں ہے" ـــ عمران نے ہنس کر جواب دیا۔

"میں کہتا ہوں خاموش رہو ۔۔۔ میں ایسی باتیں پسند نہیں کرتا۔"

تنویر غصے سے بڑبڑاتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو تنویر! ۔۔۔ غصہ مت دکھاؤ ۔۔۔ اٹھو جولیا! ۔۔۔ تم کیک کاٹو ۔۔۔ یہاں جھگڑا بڑھے گا کم نہیں ہوگا" ۔۔۔ صفدر نے بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سب کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اب وہ میز کے گرد پھیلتے جا رہے تھے۔

صفدر نے جیب سے ماچس نکالی تاکہ کیک پر لگی ہوئی موم بتیوں کو جلائے کہ اچانک ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

عمران نے نوجوان کو آتے دیکھ کر دل ہی دل میں زندہ باد کا نعرہ لگایا کیونکہ آنے والا جو بلیک زیرو تھا، بالکل ٹھیک وقت پر پہنچا تھا اور اب جو کچھ ہوا تھا وہ عمران کے پروگرام کے عین مطابق تھا۔

نوجوان کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ سب سیدھے ہو گئے ان سب کی نظریں اس نوجوان پر جم گئیں جو بڑے باوقار انداز میں چلتا ہوا ان کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

"معاف کیجیے" ۔۔۔ نوجوان نے جو بلیک زیرو تھا قریب آ کر بڑے سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا۔

"معاف کیا" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ شاید مس جولیانا فٹز واٹر ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کی طرف توجہ دیے بغیر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میرا نام جولیانا ہے ۔۔۔ فرمایئے!" ۔۔۔ جولیا نے حیرت بھرے انداز میں جواب دیا۔

"میرا تعلق اسپیشل برانچ سے ہے ۔۔۔ یہ میرا شناختی کارڈ ہے۔" بلیک زیرو نے جیب سے ایک سنہرے رنگ کا خوبصورت کارڈ نکال کر جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا تعلق برانچ کی بجائے ٹین لائن سے بھی ہوتا ۔۔۔ تب بھی کیا فرق پڑتا تھا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"پلیز ۔۔۔ آپ خاموش رہیں ۔۔۔ یہ سرکاری کام ہے ۔۔۔ اور سرکاری کام میں بے جا مداخلت جرم ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں عمران کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا! ۔۔۔ آپ سرکاری کام کر رہے ہیں ۔۔۔ میں سمجھا تھا کہ آپ پیر کاری کام میں مصروف ہیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں نے دیکھ لیا ہے کارڈ ۔۔۔ فرمایئے!" ۔۔۔ جولیا نے انتہائی ناگوار سے لہجے میں بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ دراصل اسے اس وقت اس کا ٹپکنا انتہائی برا لگا تھا۔

"میرے پاس آپ کی گرفتاری کے وارنٹ ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اس کے یہ الفاظ کسی بم کی طرح پوری محفل پر پھٹے سب لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ایسی کوئی بات تو شاید ان میں سے کسی کے تصور میں بھی نہ تھی۔ البتہ عمران مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

"تم ۔۔۔ میری گرفتاری کے وارنٹ! ۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔" جولیا نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا تھا۔

"ہاں مس جولیانا! ۔۔۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کی محفل میں

مداخلت کی مگر یہ میرا فرض ہے ـــــ آپ اپنے آپ کو حراست میں سمجھیں اور میرے ساتھ چلیں" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر آپ مس جولیانا کو کیوں گرفتار کر رہے ہیں" ـــــ؟ صفدر نے قدرے تیز لہجے میں پوچھا۔

"مسٹر! ـــــ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے ـــــ بہرحال اتنا عرض کردوں کہ غداری کے الزام میں ان کی گرفتاری مطلوب ہے" ـــــ بلیک زیرو نے بھی جواب میں تلخ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ـــــ ہم آپ کی عزت کر رہے ہیں اور آپ خوامخواہ سر پر چڑھے آ رہے ہیں" ـــــ تنویر اس بار پھٹ پڑا۔

"شٹ اپ! ـــــ آپ سرکاری کام میں مداخلت کر رہے ہیں ـــــ میں آپ کو اس جرم میں گرفتار کر سکتا ہوں ـــــ چلیئے مس جولیانا" ـــــ بلیک زیرو نے اس بار غصے سے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں ـــــ؟ بڑے آئے سپیشل برانچ کے۔ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ـــــ ورنہ مار مار کر بھرکس نکال دونگا" ـــــ اس بار واقعی تنویر کا غصہ عروج پر پہنچ گیا۔ اس نے اس نے فقرے کے آخر تک پہنچتے پہنچتے رسمی آداب سے بھی پیچھا چھڑا لیا۔

"آپ میرے ساتھ چلتی ہیں مس جولیانا ـــــ یا پھر میں ٹیلیفون کر کے پولیس منگواؤں ـــــ اور آپ کو ہتھکڑیاں ڈال کر یہاں سے لے جاؤں"۔ بلیک زیرو نے انتہائی سخت لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جج ـــــ جی ہاں میں چلتی ہوں" ـــــ جولیا نے انتہائی کمزور لہجے میں کہا۔ وہ شاید ہتھکڑیوں کے تصور سے ہی خوفزدہ ہو گئی تھی۔

"جناب سرکاری کام والے صاحب! ـــــ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں کچھ عرض کر دوں" ـــــ اچانک عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"جی! ـــــ آپ بھی فرمایئے" ـــــ بلیک زیرو نے غصیلے انداز میں کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ مس جولیا کی گرفتاری کچھ لمحوں کے لیے ملتوی کر دیں ـــــ تاکہ مس جولیا اپنی سالگرہ کا کیک کاٹ لیں ـــــ اور ہم بیچارے مقدور بھر تالیاں بجا سکیں ـــــ اس کے بعد آپ کو اجازت ہو گی کہ آپ بے شک سرکاری کام کریں" ـــــ عمران نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے افسوس ہے جناب! ـــــ میں ایسا نہیں کر سکتا ـــــ ہیڈ کوارٹر کو ان کی فوری گرفتاری مطلوب ہے" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــــ آپ کی مرضی" ـــــ عمران نے مایوس ہو کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے اس انداز پر جولیا سمیت سب کے چہرے لٹک گئے کیونکہ انہیں توقع تھی کہ عمران کچھ نہ کچھ کام ضرور دکھائے گا۔ مسئلہ یہ بھی تھا کہ وہ اپنی شناخت بھی نہ کرا سکتے تھے۔

"چلیئے مس جولیانا" ـــــ بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا۔

"چلیئے" ـــــ جولیا نے مردہ سے لہجے میں کہا۔

مگر عین اسی لمحے بیرہ ہاتھ میں ٹیلیفون سیٹ اٹھائے وہاں نمودار ہوا۔

"مس جولیانا ـــــ آپ کا ٹیلیفون ہے" ـــــ بیرے نے جولیا کی طرف رسیور بڑھاتے ہوئے کہا۔ ٹیلیفون سیٹ اس نے میز پر رکھ دیا تھا۔

"مم ۔ میرا فون" ۔۔۔۔۔ جولیا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ریسیور کان سے لگا لیا۔

"ایکسٹو سپیکنگ" ۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"جج ۔ جناب! ۔۔۔ میں جولیا بول رہی ہوں ۔۔۔۔ یہاں ہوٹل میٹروپول میں ہم سالگرہ منا رہے تھے کہ کوئی صاحب آئے ہیں ۔۔۔۔ وہ سپیشل برانچ کا کارڈ رکھتے ہیں ۔۔۔۔ وہ مجھے گرفتار کرنا چاہتے ہیں"۔ جولیا نے ایک ہی سانس میں پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اسے فون دو" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی اور جولیا نے ایک جھٹکے سے ریسیور قریب کھڑے بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"کون ہے" ۔۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ سنئے تو سہی" ۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"جی فرمایئے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو سپیکنگ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے آنے والی کرخت آواز اتنی اونچی تھی کہ جولیا کے ساتھ ساتھ دوسرے ممبران نے بھی سن لی۔

"جج ۔ جج ۔۔۔ جی فرمایئے" ۔۔۔۔ اس بار بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ بوکھلاہٹ تھی۔ اور اس کی اس بوکھلاہٹ نے جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ممبران کا بھی سیروں خون بڑھا دیا۔

"یہ کیا تماشہ ہے ۔۔۔۔ ؟ آپ مس جولیانا کو گرفتار کرنے کیوں آئے ہیں" ۔۔۔۔ ؟ ایکسٹو نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"جج ۔۔۔ جناب ہیڈکوارٹر ۔۔۔" بلیک زیرو نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ! ۔۔۔۔ میں تمہیں تمہاری سپیشل برانچ سمیت اسی وقت معطل کرتا ہوں ۔۔۔ نان سنس" ۔۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ انتہائی گرجدار تھا۔

"جج ۔۔۔ جناب معافی چاہتا ہوں ۔۔۔۔ میں تو ۔۔۔۔" اس بار بلیک زیرو کی بوکھلاہٹ عروج پر تھی۔

"فوراً مس جولیانا سے معافی مانگو ۔۔۔ اور فون اسے دے دو" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

اور بلیک زیرو نے فون مس جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں مس جولیانا" ۔۔۔۔ بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ شکست کے آثار تھے۔

"جولیانا ۔۔۔ تم بھی اسے معاف کر دو ۔۔۔ میں ان کی برانچ کو احکام دے دوں گا ۔۔۔۔ ایسا شاید کسی غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہے" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔۔ آپ کی مہربانی ۔۔۔" جولیا سے فقرہ مکمل نہ ہو سکا اور لہجہ گلوگیر ہو گیا۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔۔ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے ۔۔۔ بہرحال میں نے تمہیں سالگرہ کی مبارکباد دینے کے لئے فون کیا تھا۔ میری طرف سے مبارکباد قبول کرو" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔

"اب جاؤ بھی بھی مسٹر! ۔۔۔۔ خوامخواہ رنگ میں بھنگ ڈال دی" ۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں تنویر! ۔۔۔ اتنی بے مروتی بھی اچھی نہیں ۔۔۔ بیچارے سرکاری کام والے آدمی ہیں ۔۔۔ یہ بھی ہیپی برتھ ڈے کہہ دیں گے تو کم از کم ایک مبارک باد کا اضافہ ہو جائے گا" ۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر جیک زیرو کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں! ۔۔۔ آپ بھی میری خوشی میں شریک ہوں" ۔۔۔ جولیا نے کھلے دل سے کہا۔

اور پھر وہ میز کی طرف بڑھ گئی۔ صفدر نے موم بتیاں جلائیں اور پھر جولیا نے پھونک مار کر موم بتیاں بجھائیں اور کیک کاٹا۔ اس کے ساتھ ہی سب نے تالیاں بجا بجا کر ہیپی برتھ ڈے کا نعرہ لگایا اور جولیا نے خوشی کے مارے سب کو جھک جھک کر سلام کرنے اور شکریہ ادا کرنے میں مصروف ہو گئی۔

پھر کھانے کا دور چلا اور بلیک زیرو نے بھی ہلکا سا کھانا کھایا اور پھر مس جولیا کو مبارک باد دے کر مرے مرے قدم اٹھاتا واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ایک زوردار قہقہہ پڑا۔

"واہ بھئی واہ! ۔۔۔ باس ہو تو ایسا ہو ۔۔۔ مزہ آ گیا" ۔۔۔ نعمانی نے اس کے جاتے ہی کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ آج اگر باس بروقت فون نہ کرتا تو میں صدمے سے ہی مر جاتی" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

"یار! ۔۔۔ یہ چوہا کس وقت پر ٹپک پڑتا ہے ۔۔۔ اب دیکھو اچھا بھلا سسپنس سے بھرپور ڈرامہ تھا کہ اس نے سارا مزہ ہی کرکرا کر دیا"۔

عمران نے ہانک لگائی۔

"اچھا! ۔۔۔ یہاں میری جان پر بنی ہوئی تھی ۔۔۔ اور تمہیں مزہ آ رہا تھا" ۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو بڑا مزہ آ رہا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبر کو بھی گرفتار کرنے والا کوئی پیدا ہوا ۔۔۔ خوامخواہ سارے زمانے میں اکڑتے پھرتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"غلط نہیں اکڑتے ۔۔۔ دیکھا باس کا نام سنتے ہی اس کی کیا حالت ہو گئی تھی ۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے جسم سے جان ہی نکل گئی ہو" ۔۔۔ اس بار تنویر بول پڑا۔

"ماشاء اللہ! ۔۔۔ ماشاء اللہ! ۔۔۔ اور چاہے کچھ ہوا نہ ہوا ہو۔ کم از کم اس سارے ڈرامے کا یہ فائدہ تو ہوا کہ تنویر پر بھی باس چوہے نے اپنا رعب جما ہی لیا" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم بار بار چوہا کہہ کر باس کا مذاق اڑا رہے ہو ۔۔۔ اگر اب تم نے ایسا کہا تو میں تمہیں گولی مار دوں گی" ۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا اچھا! ۔۔۔ میں سمجھ گیا کہ اس سالگرہ کے بعد تم بھی بالغ ہو گئی ہو بھئی تنویر مبارک ہو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر جولیا کے ہینڈ بیگ سے بچنے کے لئے اس نے جھکائی دی اور پھر وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ اگر اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو جولیا کا پھینکا ہوا ہینڈ بیگ اس کے سر پر پڑتا۔

عمران کے جانے کے بعد جولیا نے نخوت بھرے انداز میں آگے بڑھ کر ہینڈ بیگ اٹھایا اور پھر کرسی پر آ بیٹھی۔ اب پوری محفل کا موضوع ایکسٹو ہی بنا ہوا تھا۔ وہ سب ایکسٹو پر فخر کر رہے تھے کہ اس جیسا باس شاید ہی کسی کو نصیب ہو۔

شہر کے وسط میں موجود تیس منزلہ عالیشان عمارت کے سب سے اوپر والے بلاک میں ایک افراتفری کا عالم برپا تھا۔ بے شمار لوگ ادھر سے اُدھر آجا رہے تھے۔ اس منزل کے ہر انچ پر چاق و چوبند مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے۔ ان کی تیز نظریں ہر شخص کا جائزہ لے رہی تھیں۔

اس منزل کے وسطی ہال میں تقریباً دو سو کے قریب کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان سب کے سامنے ایک کافی بڑی میز موجود تھی جس کے پیچھے دس کرسیاں تھیں۔ ان کرسیوں پر بین الاقوامی اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نمائندے بڑے تیز لہجے میں ایک دوسرے سے گفتگو میں مصروف تھے۔

یہ حکومت ایکریمیا کا پبلک پریس کانفرنس ہال تھا اور حکومت ایکریمیا کے صدر یہاں ایک اہم ترین موضوع پر پوری دنیا کے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے نمائندوں سے بات چیت کرنے کے لئے آ رہے تھے۔

اور پھر فوجی ہیلی کاپٹروں کے نرغے میں صدر کا مخصوص ہیلی کاپٹر بلڈنگ

کی چھت پر بنے ہوئے مخصوص ہیلی پیڈ پر آ کر اترا۔ جہاں حکومت کے اعلیٰ افسران صدر کے استقبال کے لئے موجود تھے۔

صدر نے نیچے اتر کر سب سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک مخصوص لفٹ کے ذریعے وہ پریس کانفرنس ہال کے عقب میں ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے۔

پھر سکیورٹی چیف نے انہیں کانفرنس ہال میں چلنے کے لئے کہا اور ایک باوردی دربان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور صدر ایکریمیا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے کانفرنس ہال میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ صرف مخصوص لوگ ہی کانفرنس ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے استقبال کے لئے ہال میں موجود سب لوگ اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر کیمروں کی فلش گنیں تیزی سے چمکنے لگ گئیں، ٹی۔ وی کیمرہ مین فلم بنانے میں مصروف ہو گیا اور اخباری نمائندوں نے کاغذ قلم سنبھال لئے۔

"دوستو! ـــــ اس وقت میں جس مسئلے پر آپ سے بات کرنے والا ہوں ـــــ یہ نہ صرف ہمارا مسئلہ ہے بلکہ یہ آہستہ آہستہ پوری دنیا میں پھیلتا چلا جا رہا ہے ـــــ اور اگر اس کا فوری طور پر کوئی تدارک نہ کیا گیا تو پھر یہ پوری دنیا اتنے بڑے بحران کا شکار ہو جائے گی کہ اسے کوئی طاقت بچا نہ سکے گی۔ ـــــ دنیا کا تمام تباہ کن اسلحہ بھی مل کر دنیا کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا ـــ جس قدر یہ مسئلہ دنیا کو نقصان پہنچا سکتا ہے ـــ یوں سمجھیے کہ اگر اس مسئلے کا فوری حل نہ نکالا گیا تو جلد ہی وہ دن آ جائے گا جب اس دنیا کے کروڑوں اربوں افراد بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے"۔

صدر ایکریمیا نے انتہائی گمبھیر لہجے میں تقریر کرتے ہوئے کہا اور ہال میں موجود ہر فرد کے چہرے پر سنسنی کے بے پناہ اثرات پھیلتے چلے گئے۔

صدر ایکریمیا نے یہ ہنگامی پریس کانفرنس بلائی تھی اور ابھی تک کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ صدر ایکریمیا کس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ان کی یہ باتیں سن کر سب لوگ پریشان ہو گئے۔

تو دوستو! ——— پوری دنیا کے کروڑوں اربوں افراد کو بھوک اور پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جانے سے بچانے کے لئے ہمیں انتہائی ہنگامی طور پر فوری اقدامات کرنے پڑیں گے ——— اور یہ بھی بتا دوں کہ صرف حکومت ایکریمیا ہی اکیلی اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتی ——— بلکہ پوری دنیا کو اکٹھے ہو کر اس کا تدارک کرنا پڑے گا ——— دوستو! ——— اس بات کا آپ سب کو علم ہے کہ ہماری دنیا کی معیشت کرنسی نوٹوں کے بل بوتے پر قائم ہے۔ پوری دنیا میں ہر قسم کا کاروبار کرنسی نوٹوں کے بل بوتے پر ہو رہا ہے ——— ہر ملک کی ایک سرکاری کرنسی ہے ——— اور پوری دنیا ہر ملک کی سرکاری کرنسی کو نہ صرف تسلیم کرتی ہے ——— بلکہ اس کرنسی کے اعتماد پر پوری دنیا کا لین دین چل رہا ہے ——— پوری دنیا کے لوگ اپنی اپنی کرنسی کے بل بوتے پر کچھ بیچتے ہیں اور کچھ خریدتے ہیں ——— چاہے وہ افراد کا آپس میں لین دین ہو یا اداروں اور حکومتوں کا ——— تمام لین دین کی بنیاد انہی کرنسی نوٹوں پر ہے ——— یہ کرنسی نوٹ بظاہر کاغذ کے پرزے ہوتے ہیں اور بذاتِ خود ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی ——— لیکن ان کاغذوں کے پرزوں کے پیچھے ہر ملک کا سرکاری اعتماد موجود ہوتا ہے ——— تو دوستو! ——— ایک لمحے کے لئے فرض کر لیجئے کہ اگر اس سرکاری کرنسی ——— یہاں میں صرف کسی حکومت کی سرکاری کرنسی کی بات نہیں کر رہا ——— بلکہ پوری دنیا کے ملکوں کی کرنسی کی بات کر رہا ہوں ——— کے پیچھے موجود اعتماد اچانک ختم ہو

جائے تو آپ سوچیئے کہ ان کاغذ کے پرزوں کی کیا اہمیت رہ جائے گی؟ اور پوری دنیا کا نظامِ معیشت کس طرح چل سکے گا ——— اس کے نتائج کیا ہوں گے ——— ذرا سوچیئے ——— کاروبار ——— لین دین ——— غلے کی خرید و فروخت ——— سرکاری ملازمت ——— غرضیکہ کونسا شعبہ ایسا ہو گا جہاں اس کے خوفناک اثرات نہ پہنچیں گے ——— ذرا غور کیجئے کیا یہ دنیا بھر کے تباہ کن اسلحے سے زیادہ خوفناک ثابت نہیں ہو گا ——— ہم خوراک کیسے حاصل کریں گے ——— ہم زندہ کیسے رہیں گے ——— ذرا سوچیئے ——— ذرا غور کیجئے" ——— صدر ایکریمیا نے انتہائی جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ یکدم خاموش ہو گئے۔ اور پورے ہال میں موت کی سی خاموشی چھا گئی ——— ہر شخص کے چہرے پر انتہائی پریشانی اور خوف کے آثار پھیلتے چلے جا رہے تھے۔

ان سب کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں یہ احساس ہو رہا ہے کہ واقعی اگر ایسا ہو جائے تو پوری دنیا آناً فاناً تباہ ہو جائے گی ——— اور واقعی کروڑوں اربوں افراد بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائیں گے اور کوئی ان کی مدد نہ کر سکے گا۔ جب ہر شخص کی اپنی جان پر بنی ہوئی ہو گی تو پھر وہ دوسرے کی کیا مدد کر سکے گا؟

"تو دوستو! ——— یقیناً میری بات کی اہمیت آپ کی سمجھ میں آ گئی ہو گی۔ اب میں اصل بات پر آتا ہوں ——— ہمیں ایک ہفتہ پہلے اطلاع ملی تھی کہ ایکریمیا میں انتہائی منظم طور پر ایسی جعلی ایکریمی کرنسی پھیلائی جا رہی ہے جسے شناخت کرنا ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے ——— یہ جعلی کرنسی اتنی بڑی تعداد میں پھیلائی جا رہی تھی کہ حکومت کے ایوانوں میں زلزلہ آ گیا اور

حکومت نے ایسی کرنسی کی روک تھام کے لئے فوری اقدامات کئے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ حکومت ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئی ــــــ اور ایسی تمام جعلی کرنسی نہ صرف فوری طور پر سمیٹ لی گئی بلکہ اس کی آئندہ کے لئے روک تھام بھی کر لی گئی ــــــ اور اس طرح حکومت ایکریمیا تباہ ہو جانے سے بچ گئی مگر اس کے ساتھ ساتھ ایسے شواہد بھی سامنے آئے جس سے اس بات کے ثبوت ملے کہ کوئی بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا میں کاغذی قیامت برپا کرنے کے لئے انتہائی وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے ــــــ اور ایسے انتظامات کئے جا رہے ہیں کہ پوری دنیا میں یکدم ایسی جعلی کرنسی ایک مخصوص وقت میں پھیلا دی جائے کہ پھر دنیا کی کوئی بھی حکومت اسے نہ سنبھال سکے۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا کہ سرکاری کرنسی پر اعتماد اٹھ جائے گا اور اس کے بعد اصلی کرنسی بھی جعلی بن جائے گی ــــــ اور پوری دنیا ایک خوفناک اور تباہ کن بحران کا شکار ہو جائیگی ــــــ ایک ایسا بحران جسے سنبھالنا کسی کے لئے بھی ممکن نہ ہو گا اور انجام کا تصور آپ پہلے ہی سوچ چکے ہیں ــــــ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس مسئلے کو بین الاقوامی پریس کانفرنس میں پیش کرنے کی تجویز سوچی اور آپ لوگوں کو یہاں آنے کی تکلیف دی ــــــ میں آپ سب کی وساطت سے پوری دنیا کے عوام اور حکومتوں کو اس بات سے آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ اس خوفناک بحران کی ننگی تلوار پوری دنیا کے ہر فرد کے سر پہ لٹک رہی ہے ــــــ اور کسی بھی لمحے یہ طوفان ٹوٹ پڑے گا ــــــ اس لئے میری گزارش ہے کہ اس مسئلے پر پوری دنیا کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے اور اس مسئلے کا کوئی ایسا حل سوچنا چاہیئے کہ جس کے ذریعے اس بحران کا خاتمہ مکمل طور پر کیا جا سکے۔ ــــــ اب آپ سوال پوچھ سکتے ہیں۔

"جناب صدر! ــــــ کیا یہ کسی ایسے ملک کی سوچ تو نہیں ــــــ جو اس طرح پوری دنیا پر اپنا اقتدار دیکھنا چاہتا ہو" ــــــ؟ ایک نے اٹھکر سوال کرتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک ہمیں رپورٹیں ملی ہیں ــــــ اور ایسے شواہد سامنے آتے ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی ملک چاہے وہ مشرقی ہے یا مغربی ــــــ شمالی ہے یا جنوبی کسی بھی نظریہ معیشت سے تعلق رکھتا ہے ــــــ اس خطرے سے بچا ہوا نہیں ہے" ــــــ صدر نے بڑے محتاط الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــــ کیا کوئی تنظیم اتنی طاقتور اور بااثر ہو سکتی ہے کہ وہ پوری دنیا میں موجود ہر ملک کی نہ صرف جعلی کرنسی تیار کر سکے ــــــ بلکہ اسے وہاں پھیلا بھی سکے" ــــــ؟ دوسرے نمائندے نے سوال کیا۔

"آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے ــــــ واقعی کوئی تنظیم اتنی طاقتور اور بااثر نہیں ہو سکتی ــــــ کیونکہ ہر ملک کی جعلی کرنسی چھاپنے کے لئے اتنا کاغذ چاہیئے کہ شاید وہ تنظیم زندگی بھر بھی اتنا کاغذ ــــــ سیاہیاں یا دیگر مشینری کا بندوبست نہ کر سکے ــــــ مگر شاید آپ نے اس پہلو پر غور نہیں کیا کہ اصل مسئلہ سرکاری کرنسی پر اعتماد کا ہے ــــــ آپ سوچیئے کہ اگر تھوڑی سی ایسی کرنسی کسی بھی ملک میں پھیلا دی جائے کہ اس کی شناخت ناممکن ہو ــــــ اور پھر اس کے ساتھ عوام میں اس بات کو پھیلا دیا جائے کہ ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آگیا ہے تو نتیجہ کیا ہو گا ــــــ؟ وہی جس کا ذکر میں نے پہلے کیا ہے ــــــ اعتماد اٹھتے ہی اصل سرکاری کرنسی بھی جعلی بن جائے گی" ــــــ صدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ کیا آپ کی یہ پریس کانفرنس اس مجرم تنظیم کا مقصد بلا واسطہ طور پر پورا نہیں کرتی کہ دنیا بھر کی کرنسی پر سے اعتماد ختم کر دیا جائے" ایک نمائندے نے اعتراض کیا۔

"آپ نے اپنے لحاظ سے درست سوچا ہو گا ــــ مگر میں اس بات کی وضاحت پہلے کر چکا ہوں ــــ ابھی اس تنظیم کے صرف منصوبے ہی سامنے آئے ہیں ــــ انتہائی محدود تعداد میں وہ کرنسی ہمارے ملک میں پھیلائی گئی جسے بروقت پتہ چل جانے کی بنا پر ہم نے سنبھال لیا اور میری اس پریس کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ پوری دنیا اس سلسلے میں ہوشیار ہو جائے ــ ہم چاہتے تو صرف اپنے طور پر تمام دنیا کی حکومتوں کو خفیہ طور پر اس مسئلے سے مطلع کر سکتے تھے ــــ مگر اس سے ایک تو وقت بہت چاہیے تھا ــــ دوسرا یہ کہ ہو سکتا تھا کہ کچھ ملک اسے ہماری کوئی سیاسی چال سمجھتے ــــ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ پوری دنیا کے عوام کو اس خوفناک مسئلے سے آگاہ کر کے انہیں ہوشیار کر دیا جائے تاکہ اس خوفناک مسئلے پر ہر ملک کے عوام اپنی اپنی حکومتوں کو اس امر پر مجبور کر سکیں کہ وہ پوری دنیا کے ساتھ مل کر اس مسئلے کا حل سوچیں" ــــ صدر نے قدرے تفصیلی لہجے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ آپ نے اس سلسلے میں کوئی حل سوچا ہے ــــ؟" ایک اور نمائندے نے سوال کیا۔

"اس سلسلے میں ہم نے یہ اقدامات کئے ہیں کہ اس تنظیم سے متعلق ملنے والے شواہد پر مشتمل رپورٹیں دنیا کے ہر ملک کے حکام کو بھجوا دی ہیں ــــ خاص طور پر دنیا کی بڑی طاقتوں کو ــــ تاکہ ان کا مطالعہ کرنے کے بعد اگر

ہو سکے تو دنیا کی بڑی طاقتوں کی ایک سربراہی کانفرنس کو عملی جامہ پہنایا جا سکے اور پھر اس کانفرنس میں اس کے حل کے لئے کوئی ٹھوس اور فوری لائن آف ایکشن اختیار کی جا سکے" ــــ صدر نے جواب دیا۔

"جناب صدر! ــــ ایک پوائنٹ غور طلب ہے ــــ ظاہر ہے ایسی تنظیم کے افراد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہوں گے ــ اور وہ کروڑوں، اربوں ڈالر خرچ کر کے جعلی کرنسی چھاپیں گے ــ اور بے پناہ ملک سے کر اُسے پوری دنیا میں پھیلائیں گے ... فرض کیا کہ کاغذی قیامت ٹوٹ پڑتی ہے ــ اور پوری دنیا کی معیشت مفلوج ہو جاتی ہے ــــ تو پھر یہ تنظیم خود کیسے زندہ رہے گی ــــ؟" ایک نمائندے نے سوال کیا۔

"آپ نے اچھا نکتہ اٹھایا ہے ــــ مگر فی الحال میں اس کا واضح جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ کیونکہ اس بات پر غور کرنا تنظیم کا اپنا کام ہے ــــ جہاں تک میری سوچ کام کرتی ہے ہو سکتا ہے انہوں نے اس سلسلے میں حفظ ماتقدم کے طور پر اقدامات کئے ہوں" ــــ صدر نے مبہم اور غیر واضح سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ــــ آخر اس تنظیم کا اس کاغذی قیامت کے لانے کا اصل مقصد کیا ہے ــــ؟ انہیں اس سے کیا فوائد حاصل ہوں گے" ؟ ایک اور نمائندے نے سوال کیا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ــــ یہ تنظیم چند جنونیوں پر مشتمل ہے جو اس طرح دنیا کو معاشی طور پر مفلوج کر کے پوری دنیا پر اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے ــــ بہرحال اصل مقصد تو اس وقت سامنے آئے گا جب اس

تنظیم کے سرغنے پکڑ لئے جائیں گے ـــــ فی الحال یہ سوال قبل از وقت ہے"۔۔۔ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ـــــ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمام ممالک مل کر یہ فیصلہ کر لیں کہ ہر ملک کی علیحدہ کرنسی کی بجائے ایک بین الاقوامی ہو ـــــ ظاہر ہے اس طرح اس تنظیم کو پوری دنیا سے بیک وقت لڑنا پڑے گا اور ایسا ہونا ناممکن ہے ـــــ اس طرح اس تنظیم کے اس خوفناک منصوبے کو آسانی سے سبوتاژ کیا جا سکتا ہے" ـــــ ایک نمائندے نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اس سلسلے میں ہم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے ـــــ ایسا تو تبھی ہو سکتا ہے جب دنیا بھر کے ممالک اس کے متعلق سوچیں ـــــ مگر جہاں تک میرا خیال ہے ـــ عملی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے" ـــــ صدر نے اس تجویز کو ابتدا میں ہی رد کرتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی صدر کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر شکریہ ادا کر کے وہ مڑے اور پچھلے دروازے میں غائب ہو گئے۔

"آپ نے سلیمان سے خوب کام لیا ـــــ اس کی آواز واقعی ایسی تھی کہ مجھے ایک لمحے کے لئے بھی محسوس نہیں ہوا کہ ایکسٹو کی بجائے سلیمان بول رہا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"سلیمان ساری عمر باورچی ہی نہیں رہنا چاہتا ـــــ میں سوچ رہا ہوں کہ وصیت کر جاؤں کہ ہمارے بعد اسے سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا جائے" ـــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ویسے آج اس کے لہجے ـــــ ڈانٹ کے انداز ـــ اور رعب داب سے اس نے واقعی اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دیا ہے" ـــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے بیچاری جولیا کا حال بہت برا ہوا تھا ـــــ مجھے خیال بھی نہ تھا کہ وہ اس قدر گھبرا جائے گی" ـــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــ یہ تو ہے ـــــ مگر عمران صاحب! ـــــ میں اب

کہ اس ڈرامے کا مقصد نہیں سمجھ سکا ــــــــ کیا یہ صرف شرارت تھی یا اس کے پیچھے کوئی مقصد بھی تھا ــــــ؟ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تھی تو شرارت ہی ــــــ مگر اس طرح سیکرٹ سروس کے ممبران کا ایک امتحان بھی میں نے لیا تھا کہ آیا ایسے موقع پر وہ سرکاری احکامات کی پرواہ کرتے ہیں ــــ یا نہیں ــــ اور مجھے خوشی ہے کہ سب نے سرکاری احکامات کا احترام کیا ــــ اور دوسری بات یہ ہوئی کہ ان پر ایکسٹو کے اعتماد کے نقوش کچھ اور زیادہ ہو گئے ہیں۔ ــ بہرحال چھوڑو ــــ تمہاری خواہش تو پوری ہو گئی کہ تم بھی جولیا کی سالگرہ میں شریک ہو سکو" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا۔ قریب پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"جی فرمائیے جناب! ــــ میں طاہر بول رہا ہوں" ــــ بلیک زیرو نے فوراً ہی اپنی اصل آواز میں انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران کہاں ہے" ــــ؟ سر سلطان نے پوچھا۔

"جی بیٹھے ہیں" ــــ بلیک زیرو نے فوراً ہی کہا۔

"اسے رسیور دو" ــــ سر سلطان کا لہجہ بے حد گمبھیر تھا اور بلیک زیرو نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کوئی خاص چکر

ہے۔ ورنہ سر سلطان اتنے سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔

"جناب بیٹھا رہوں ــــ یا ــــ کھڑا ہو جاؤں ــــ حکم دیجئے" عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"میں سنجیدہ ہوں بیٹے! ــــ ایک اہم ترین مسئلہ سامنے آیا ہے۔ تم فوراً میرے پاس پہنچو" ــــ سر سلطان نے اس کا مذاق نظرانداز کرتے ہوئے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"معاف کیجئے! ــــ میں سنجیدہ آدمیوں کے پاس نہیں جا سکتا ــــ سنجیدگی چھوت چھات کی بیماری ہے ــــ اس کے جراثیم مجھ پر چڑھ دوڑے تو خواہ مخواہ مجھے شادی کرنی پڑ جائے گی ــــ اور پھر ظاہر ہے سیکرٹ ایجنسی تو دھری کی دھری رہ جائے گی ــــ اور میں بچوں کی ٹیاؤں ٹیاؤں اور دودھ کی بوتلوں کے پیچھے دوڑ رہا ہوں گا" ــــ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح چل پڑی۔

"فوراً آؤ" ــــ دوسری طرف سے سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں دو الفاظ کہے اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"بڈھا کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ ہے ــــ خدا خیر کرے"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ میں بھی محسوس کر رہا ہوں کہ کوئی خاص چکر چل پڑا ہے"۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اچھا تم بیٹھے محسوس کرتے رہو ــــ میں ذرا سنجیدگی کے چند جراثیم وصول کر لاؤں" ــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر سڑکوں پر خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی چلی جا رہی تھی۔ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے عمران نے کار کا رخ سر سلطان کی کوٹھی کی طرف ہی رکھا تھا۔

اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد عمران کی کار سر سلطان کی عظیم الشان سرکاری کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہو گئی۔ گیٹ پر موجود سکیورٹی گارڈ عمران کو چونکہ اچھی طرح پہچانتے تھے اس لئے انہوں نے کوئی تعرض نہیں کیا اور عمران کار آگے بڑھاتا ہوا سیدھا پورچ میں جا رکا۔

پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اترا اور پھر برآمدے سے ہوتا ہوا وہ سر سلطان کے دفتر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جو انتہائی دائیں جانب تھا۔ دفتر کی کھڑکیوں سے روشنی چھن چھن کر باہر آ رہی تھی۔ دروازے پر موجود باوردی دربان نے عمران کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا جیسے اسے پہلے سے اس بارے میں ہدایات مل چکی ہوں۔

عمران دفتر میں داخل ہوا تو اس نے سر سلطان کو دفتر کی بڑی میز کے پیچھے انتہائی پریشانی اور سراسیمگی کے عالم میں بیٹھے دیکھا۔ ان کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اچانک دس سال مزید بوڑھے ہو گئے ہوں۔

"آؤ بیٹھو" ـــــ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران بھی خاموشی سے میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے جناب! ـــــ کیا دوسری شادی کا پروگرام بنا لیا ہے" عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی پھلجھڑی چھوڑ دی۔

"شٹ اپ! ـــــ ہر وقت کی ایسی باتیں مجھے اچھی نہیں لگتیں ـــــ یہ فلم دیکھو" ـــ سر سلطان نے انتہائی خشک لہجے میں اسے ڈانٹتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے انہوں نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے میں گہرا اندھیرا چھا گیا۔ اور پھر عمران کے دائیں ہاتھ والی دیوار پر ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔

چند لمحوں تک سکرین پر روشنی کے جھماکے سے ہوتے رہے پھر یکدم سکرین پر ایک بڑے ہال کا منظر نظر آنے لگا۔ ہال میں ایسے لوگوں کی اکثریت تھی جنہوں نے کیمرے اٹھائے ہوئے تھے۔ سامنے ڈائس پر ایکریمیا کے صدر نظر آ رہے تھے اور پھر ایکریمیا کے صدر کی آواز کمرے میں گونجنے لگی۔ وہ پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک فلم چلتی رہی اور صدر ایکریمیا کی تقریر کے بعد نمائندوں کے سوال جواب ہوتے رہے۔ پھر اچانک فلم ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی جٹ کی آواز سے کمرہ روشنی سے بھر گیا۔

"حیرت انگیز ـــــ انتہائی حیرت انگیز" ـــــ عمران نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"لو ـــ اب یہ فائل دیکھو! ـــــ یہ ابھی ابھی حکومت ایکریمیا کی طرف سے موصول ہوئی ہے" ـــــ سر سلطان نے سامنے میز پر پڑی ہوئی سرخ جلد کی فائل عمران کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا اور عمران نے فائل کھینچ کر اپنے سامنے رکھی اور پھر اسے کھول کر پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

سر سلطان خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے

آثار نمایاں تھے۔

عمران کے چہرے پر بھی لمحہ بہ لمحہ سنجیدگی کی تہہ گہری ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک فائل کا ایک ایک کاغذ پڑھنے کے بعد عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"انتہائی خوفناک منصوبہ ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ نہ صرف خوفناک ۔۔۔ بلکہ انتہائی درجے کا تباہ کن۔ عمران بیٹے! ۔۔۔ میں نے اس سلسلے میں وزارت خزانہ سے خصوصی رپورٹ طلب کی ہے ۔۔۔ ان کی خفیہ رپورٹ کے مطابق اگر مجرموں نے ہمارے ملک میں جعلی کرنسی پھیلا دی تو ہماری معیشت یقیناً تباہ ہو جائے گی۔ کیونکہ چند اہم اور خفیہ پراجیکٹس کے لئے حکومت نے بے پناہ رقومات خرچ کی ہیں اور ان پراجیکٹس کو دنیا کی نظروں سے خفیہ رکھنے کے لئے ہم نے اپنے ملک میں موجود سونے کے ذخائر کی نسبت کافی زیادہ مقدار میں کرنسی چھاپ دی ہے اور اس کو برابر کرنے کے لئے ہم ایک دوست ملک سے زرمبادلہ کی شکل میں بھاری امداد لینے کے لئے مذاکرات کر رہے ہیں ۔۔۔ اب تم خود سوچو کہ اگر ہمارے ملک میں جعلی کرنسی کا حجم کھڑا کر دیا گیا تو ہم اپنی اصلی کرنسی کے برابر سونا بھی پورا نہ کر سکیں گے ۔۔۔ اور اس طرح لازماً ہماری کرنسی پر اعتماد ختم ہو جائے گا ۔۔۔ اور اس کا نتیجہ تم زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتے ہو" ۔۔۔ سر سلطان نے انتہائی گمبھیر لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں ۔۔۔ واقعی ہمارے لئے انتہائی تباہ کن مسئلہ ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب تم اس بارے میں کچھ سوچو" ۔۔۔ سر سلطان نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی ڈوبتا ہوا تنکے کا سہارا لینا چاہتا ہو۔

"جہاں تک صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کا تعلق ہے ۔۔۔ اس سے تو یہ مسئلہ بین الاقوامی ہے ۔۔۔ اور اسے بین الاقوامی طور پر ہی حل کیا جا سکتا ہے ۔۔۔ مگر جہاں تک اس فائل کے مندرجات کا تعلق ہے اس سے تو ظاہر ہو رہا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی اس تنظیم نے کام شروع کر دیا ہے ۔۔۔ اور ہمیں زیادہ خطرہ اس مقامی تنظیم سے ہے" ۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"دونوں پہلو اپنی اپنی جگہ اہم ہیں ۔۔۔ میری ابھی ابھی ایکریمیا کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سے بات ہوئی ہے ۔۔۔ ان کا پروگرام ہے کہ سپر پاورز کے مخصوص سیکرٹ ایجنٹ اس تنظیم کے خلاف کام کریں ۔۔۔ وہ اس سلسلے میں سپر پاورز سے ہٹ کر کسی اور کو لفٹ دینے پر تیار نہیں ہیں" ۔ سر سلطان نے کہا۔

"میں ان کی نفسیات سمجھتا ہوں ۔۔۔ یہ بڑے ممالک چھوٹے ممالک کی سیکرٹ سروسز کو کوئی حیثیت نہیں دیتے ۔۔۔ ان کی نظر میں ہم لوگ ابھی اس قابل نہیں ہیں کہ کسی بین الاقوامی تنظیم کے خلاف لڑ سکیں ۔۔۔ مگر ہم صرف ان پر تکیہ کر کے نہیں بیٹھ سکتے ۔۔۔ ہمیں اپنا کوئی لائحہ عمل تیار کرنا پڑے گا" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میرا آئیڈیا ہے ۔۔۔ ہمیں سب سے پہلے اپنے ملک کو جعلی کرنسی سے محفوظ رکھنا ہے ۔۔۔ اس کے بعد ہم آگے بڑھ سکتے ہیں" ۔۔۔ سر سلطان نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی تک جعلی کرنسی کے بارے میں کوئی رپورٹ تو نہیں ملی" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں! ——— کوئی اکا دکا واردات تو سامنے اکثر و بیشتر آتی ہی رہتی ہے ——— مگر ایسا تو ہمیشہ ہوتا رہتا ہے ——— کوئی منظم صورت ابھی سامنے نہیں آئی" ——— سرسلطان نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم فوری طور پر اپنی ساری کرنسی منسوخ کر کے نئی کرنسی جاری کر دیں" ——— عمران نے کہا۔

"کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو ——— ایسا ہونا ناممکن ہے" ——— سرسلطان نے ناراض لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ——— بس خواہ مخواہ ایسا خیال آگیا تھا" ——— عمران نے خفیف سے لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔ فوائل سے تو اس بات کا اندازہ ہوتا تھا کہ ان کے ملک میں بھی جعلی کرنسی کے سلسلے میں کام ہو رہا ہے، مگر اب سوال یہ تھا کہ لائن آف ایکشن کیا اختیار کی جائے، اس تنظیم کا کلیو کہاں سے حاصل کیا جائے ——— اور اگر اس سلسلے میں دیر ہو گئی اور جعلی کرنسی کا سیلاب ایک بار ملک میں پھیل گیا تو پھر اسے کسی قیمت پر نہ سنبھالا جا سکے گا ——— اور یہی بات عمران سوچ رہا تھا کہ لائن آف ایکشن کیا اختیار کی جائے۔

"میرا خیال ہے کہ اب تم یہ سوچ رہے ہو گے کہ کام کا آغاز کہاں سے کیا جائے" ——— سرسلطان نے اسے گہری سوچ میں غرق دیکھ کر کہا۔

"ارے آپ تو ماہر نفسیات بن گئے ہیں ——— میرا خیال ہے کہ وزارت خارجہ کی سیکرٹری شپ چھوڑ کر کوئی نفسیاتی کلینک کھول لیجئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مذاق چھوڑو ——— میں نے بھی اس بارے میں سوچا تھا ——— جہاں تک میرا ذہن کام کرتا ہے، یہ تنظیم جدید اور منظم طور پر کام کرے گی ——— یہ اس طرح کا کام نہیں کر سکتی کہ کسی کو چند نوٹ دیکر بازار میں بھیج دیا۔ اور وہ نوٹ تبدیل کرا لایا" ——— سرسلطان نے بحث کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ لوگ جعلی کرنسی بنکوں کے سٹاک رومز میں تبدیل کریں گے ——— تاکہ کسی کو شک نہ ہو ——— اور جعلی کرنسی بھی دھڑا دھڑ مارکیٹ میں آجائے" ——— سرسلطان نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— آپ کی بات دل کو لگتی ہے ——— مگر اس کے لئے سٹاک انچارج کو خریدنا لازمی ہے ——— کیونکہ سٹاک میں موجود کرنسی ان کے نمبروں کے مطابق تبدیل کی جا سکتی ہے ——— ورنہ ایک لمحہ میں پتہ چل جائے گا کہ یہ کرنسی جعلی ہے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ! ——— واقعی اس طرف تو میرا خیال ہی نہیں گیا ——— ویری گڈ آئیڈیا" ——— سرسلطان نے بڑے تعریفی لہجے میں کہا۔

"سٹیٹ بنک کا سٹاک انچارج کون ہے" ——— عمران نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔

"ابھی معلوم کر لیتے ہیں" ——— سرسلطان نے جواب دیا اور پھر انہوں نے قریب پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئے۔ چند لمحوں بعد وہ سٹیٹ بنک کے گورنر

سے بات کر رہے تھے۔

"آصف سلیمانی سٹاک کے انچارج ہیں اور ان کی کوٹھی دلشاد روڈ پر نمبر گیارہ ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے رسیور واپس کریڈل پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں ابھی سے کام شروع کر دیتا ہوں ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ ہم مقامی تنظیم کو تو بہت جلد قابو کر لیں گے ۔۔۔ اس کے بعد بین الاقوامی تنظیم کے متعلق کوئی لائحہ عمل سوچیں گے"۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹے! ۔۔۔ جس قدر جلد ہو سکے یہ کام کرو ۔۔۔ ورنہ ۔۔۔" سر سلطان نے گمبھیر لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

وسیع و عریض عمارت کے گرد ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ عمارت کے باہر ایک ایک جگہ بھی ایسی نہ تھی جہاں مسلح سپاہی موجود نہ ہو۔

عمارت کے گیٹ پر فوجی افسران کی پوری چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی اور جو کار بھی وہاں پہنچتی اس کی باقاعدہ چھان بین ہوتی اور پھر اسے عمارت کے اندر جانے کی اجازت ملتی۔

یہ دنیا کی سپر پاور روسیاہ کے دارالحکومت میں موجود پبلک ہال کی عمارت تھی۔ اس عمارت میں اس وقت روسیاہ کی برسراقتدار پارٹی کی چوٹی کی کانفرنس طلب کی گئی تھی اور روسیاہ کے وزیراعظم اور پارٹی کے جنرل سیکرٹری باروف اس میٹنگ کی صدارت کرنے والے تھے اس لئے عمارت کے گرد سیکورٹی کا انتظام انتہائی سخت کر رکھا تھا۔

عمارت کے اندر ایک ساؤنڈ پروف اور لیک پروف ہال میں میٹنگ ہیں

شریک ہونے والے افراد جمع ہو رہے تھے۔

اس وسیع و عریض ہال کی دیواروں پر ایسے کیمیکل کی تہہ چڑھائی گئی تھی کہ بگنگ کے آلات ان دیواروں سے چپیاں نہ کئے جا سکتے تھے۔ اور پھر اسی ہال کی دیواروں میں ایسے خفیہ آلات نصب تھے کہ اگر ہال کے اندر کی کارروائی دیکھنے یا سننے کے لئے کوئی آلہ لگایا جاتا تو وہ آلات فوراً اس کی نشاندہی کر دیتے

یہ ہال خصوصی طور پر ایسی میٹنگ کے لئے بنایا گیا تھا جس میں ہونے والی تمام کارروائی کو انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہو۔

ہال میں موجود ایک بڑی سی میز کے گرد بارہ کرسیاں موجود تھیں اور اس وقت تک ان میں سے گیارہ کرسیوں پر افراد موجود تھے۔ یہ سب لوگ ملک کے اعلیٰ ترین حکام تھے اور سب اپنے اپنے محکموں کے سربراہ تھے۔ صرف ایک بڑی کرسی خالی تھی اور ظاہر ہے وزیر اعظم کا انتظار تھا۔

چند لمحوں بعد ہال کا خفیہ دروازہ کھلا اور دوسیاہ سے وزیر اعظم تیز تیز قدم اٹھاتے ہال میں داخل ہوئے۔ ان کے استقبال کے لئے سب ممبرز اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

وزیر اعظم نے خالی کرسی سنبھالی اور پھر ان سب کو بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی کرسی پر بیٹھ گئے۔

"اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے" ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب! ۔۔۔۔ پہلے صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کی فلم دیکھ لیجئے" ۔۔ ایک طرف بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا اور پھر اس کے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہی ہال میں یکدم تاریکی چھا گئی۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار میں ایک سکرین

روشن ہو گئی اور پھر اس پر صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کا منظر ابھر آیا۔

ہال میں موجود ہر فرد کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور کان صدر ایکریمیا کی آواز پر لگے ہوئے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک فلم چلتی رہی۔ پھر یکدم ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی ہال دوبارہ روشن ہو گیا۔

ہال میں روشنی ہوتے ہی انتہائی کونے میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اپنے سامنے رکھی ہوئی فائلوں کو باری باری ہر ممبر کے سامنے کھسکا دیا۔ ایک فائل وزیر اعظم کے سامنے بھی پہنچ گئی۔

"جناب! ۔۔۔۔ یہ فائل حکومت ایکریمیا نے ارسال کی ہے ۔۔۔ ہم نے اس کی کاپیاں کرالی ہیں تاکہ بیک وقت سب ممبرز اس پر غور کر سکیں" ۔۔۔۔ اسی آدمی نے کہا۔

اور پھر وزیر اعظم کے فائل کھولتے ہی ہر شخص نے فائل کھول لی اور اس کے مندرجات پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد وزیر اعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور پھر وہ اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک لمبے قد اور طوطے جیسی ناک کے مالک سے مخاطب ہو کر بولے۔

"مسٹر جوشکی! ۔۔۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے" ۔۔۔؟

"جناب! ۔۔۔ جہاں تک میں نے غور کیا ہے ۔۔۔ یہ سب کچھ ایکریمیا کی سیاسی چال ہے ۔۔۔ وہ ہمیں اس چکر میں الجھا کر کوئی خاص مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے" ۔۔۔۔ جوشکی نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب! ۔ میرا خیال ہے کہ یہ سیاسی چال نہیں ــــ بلکہ واقعی ایک بھیانک اور تباہ کن صورت حال سامنے آنے والی ہے" ــــ میز کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے فوراً ہی مسٹر جوفسکی کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

"کھل کر بات کریں مسٹر ماکاوف" ــــ ۔ وزیر اعظم نے تدرے فہمائش بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ــــ مجھے اپنے ملک کی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہونے کا فخر حاصل ہے ــ ــــ اور مجھے سیکرٹ سروس کی طرف سے ایک رپورٹ ایسی مل چکی ہے، جس کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کوئی خوفناک تنظیم اس منصوبے کے لئے کام کر رہی ہے" ــــ ماکاوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا رپورٹ ہے ــــ؟ تفصیل سے بیان کریں" ــــ وزیر اعظم نے سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! ــــ ایک سیکرٹ ایجنٹ نے اتفاقاً اپنے ٹرانسمیٹر پر ایک کال پکڑ لی ــــ جس میں دو افراد ایک نئے کوڈ کے تحت باتیں کر رہے تھے ــ ۔ اس ایجنٹ نے وہ کال ٹیپ کر کے ڈی کوڈ سنٹر میں بھجوا دی۔ وہاں ماہرین نے بڑی محنت کے بعد اس کال کو ڈی کوڈ کر لیا ــــ اور تب پتہ چلا کہ ہمارے ملک میں جعلی کرنسی پھیلانے کا منصوبہ تیار کر لیا گیا ہے۔ صرف ایک خاص وقت کا انتظار ہے" ــــ سیکرٹ سروس کے سربراہ ماکاوف نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ــــ یہ تو انتہائی اہم خبر ہے ــــ مجھے اس خبر سے

مطلع کیوں نہیں کیا گیا" ــــ وزیر اعظم نے انتہائی سخت اور تلخ لہجے میں کہا۔

"سر! ــ ــ آج ہی ماہرین نے اس پیغام کو ڈی کوڈ کیا ہے۔ اور اس کی رپورٹ ملتے ہی میں نے وزارت خزانہ کے سیکرٹری کو اس کی فائل بھجوا دی تھی ــــ اور دوسری فائل آپ کے مالیات کے سیکرٹری کو بھجوا دی تھی" ــــ ماکاوف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری مالیات سے بات کرائیں" ــــ وزیر اعظم نے کچھ دیر سوچنے کے بعد قریب بیٹھے ہوئے شخص سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔ اور اس نے پھرتی سے میز کے نچلے خانے میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ نکال کر میز پر رکھا۔

یہ ویژن ٹیلی فون تھا۔ اس کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین نصب تھی جس میں دوسری طرف سے بولنے والے کی تصویر آجاتی تھی۔ یہ ٹیلیفون صرف وزیر اعظم کے لئے مخصوص تھا تاکہ کوئی جعلی آدمی ان سے بات نہ کر سکے۔

نمبر ڈائل ہوتے ہی سکرین روشن ہو گئی اور پھر ایک نوجوان دوشیزہ کا چہرہ سکرین پر ابھر آیا۔

"یس سر ــ ماڈیا سپیکنگ" ــ ــــ نوجوان دوشیزہ کی مترنم آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر سے بات کریں" ــــ اس آدمی نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور وزیر اعظم کی طرف بڑھا دیا۔

"مس ماڈیا! ــــ مسٹر ماکاوف نے کوئی فائل آپ کو بھیجی ہے؟

وزیراعظم نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر! ـــــ ابھی آدھ گھنٹہ قبل یہ فائل میرے پاس پہنچی ہے"۔ مس ناڈیا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ وہ فائل سپیشل مینجر کے ہاتھ میٹنگ ہال میں بھجوا دیں" ـــــ وزیراعظم نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"گیٹ پر کہہ دیں کہ سپیشل مینجر جو فائل لے کر آئے ـــــ اسے فوراً یہاں بھجوا دیں" ـــــ وزیراعظم نے قریب بیٹھے آدمی سے کہا اور اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی اس نے فائل کے متعلق احکامات دے کر رسیور رکھا اور پھر ٹیلیفون اٹھا کر میز کے نچلے خانے میں رکھ دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے کہ صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس کوئی سیاسی چال نہیں ہے ـــ بلکہ کوئی خوفناک بین الاقوامی تنظیم پوری دنیا کی معیشت کا خاتمہ کرنے کے درپے ہے" ـــــ وزیراعظم نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ ایک پہلو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت ایکریمیا کے ایجنٹ ہی ہر ملک میں ایسا کر رہے ہوں ـــــ تاکہ سب اس مسئلے سے خوفزدہ ہو کر حکومت ایکریمیا کے ساتھ ہو جائیں" ـــــ ایک گنجے شخص نے تیز آواز میں کہا۔

"ہاں! ـــــ ایسا بھی ہو سکتا ہے ـــــ مگر اس سے حکومت ایکریمیا کیا فائدہ اٹھا سکتی ہے ـــــ یہ پہلے ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے" ـــــ دوسرے شخص نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے وہ کوئی بین الاقوامی کرنسی کا منصوبہ بنا رہے ہوں ـــــ اور اگر بین الاقوامی کرنسی وجود میں آ جاتی ہے تو ظاہر ہے دنیا کی سب سے بڑی سپرپاور حکومت ہونے کی وجہ سے پوری دنیا کا معاشی کنٹرول اس کے ہاتھ میں چلا جائے گا" ـــــ ایک اور شخص نے بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"مگر اس پہلو پر سوچنا بے کار ہے ـــــ کیونکہ پریس کانفرنس میں یہ سوال کیا گیا تھا جسے صدر ایکریمیا نے خود ہی رد کر دیا ہے ـــــ اور ظاہر ہے اب وہ اس موضوع پر دوبارہ بات نہیں کر سکتے" ـــ وزیراعظم نے جواب دیا۔

اسی لمحے خفیہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں سرخ رنگ کی فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں وہ فائل وزیراعظم کے سامنے رکھ دی اور خود تیزی سے مڑ کر واپس دروازے میں غائب ہو گیا۔

وزیراعظم نے فائل کھولی اور پھر اس کے اندر موجود کاغذ کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ تمام ممبر بیٹھے اسے پڑھتا دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد وزیراعظم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی اب ان کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"اس فائل نے تمام شکوک ختم کر دیئے ہیں ـــــ یقیناً یہ بین الاقوامی تنظیم ہمارے ملک میں بھی کام کر رہی ہے ـــ اور ہمیں نہ صرف مقامی سطح پر اس سے لڑنا ہے بلکہ پوری دنیا سے مل کر اس تنظیم کو جڑ سے اکھاڑنا ہے ـــ ورنہ ملک تباہ ہو جائے گا" ـــــ وزیراعظم کا لہجہ خاصا پر جوش تھا۔

"ٹھیک ہے جناب! ـــــ مگر اس سلسلے میں ہمارا لائحہ عمل کیا

ہوگا" ——— وزیر اعظم کے قریب بیٹھے ہوئے شخص نے فوراً اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"جناب! ——— جہاں تک مقامی تنظیم کا تعلق ہے ——— آپ اس سلسلے میں بے فکر رہیں۔ ——— ہماری سیکرٹ سروس نے اس سلسلے میں کام شروع کر دیا ہے ——— اور مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ اڑتالیس گھنٹوں میں ہم مقامی تنظیم کے ممبران یا کم از کم اس کے سرغنہ کو گرفتار کر لیں گے" ——— سیکرٹ سروس کے سربراہ ماکاوف نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کوئی مسئلہ نہیں ——— مقامی تنظیم کے ممبران سے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلایا جا سکتا ہے" ——— میٹنگ میں شریک ایک اور شخص نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر آگوبا! ——— آپ کو بین الاقوامی مجرم تنظیموں سے متعلق کوئی تجربہ نہیں ——— یہ وقتی طور پر ایجنٹ خرید لیتے ہیں ——— جنہیں صرف اتنا ہی بتایا جاتا ہے۔ جتنا ان کے خیال میں ضروری ہوتا ہے ——— اس لئے ان لوگوں سے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلانا ناممکن ہوگا" ——— مسٹر ماکاوف نے اس آدمی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ——— حکومت ایکریمیا کو ہماری طرف سے یہ تجویز بھیج دی جائے کہ سپر پاورز کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کی ایک مشترکہ ٹیم تشکیل دی جائے ——— اور وہ مشترکہ طور پر اس تنظیم کے خلاف کام کرے" ——— وزیر اعظم نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے جناب! ——— مگر اس ٹیم کی سربراہی ہمارے

ایجنٹ کے پاس ہونی چاہیئے" ——— ایک اور شخص نے فوراً ہی رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہاٹ لائن پر صدر ایکریمیا سے بات کرائیں ——— ابھی طے ہو جاتا ہے" ——— وزیر اعظم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور ساتھ بیٹھا ہوا شخص تیزی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس خفیہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اس نے دیوار کے قریب پہنچ کر ہاتھ سے مخصوص قسم کا اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے خفیہ دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ شخص دروازہ پار کر گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ شخص واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک عجیب ساخت کا ٹیلیفون پکڑا ہوا تھا جس کے ساتھ کوئی تار نہیں تھی اور نہ ہی اس ٹیلیفون سیٹ پر کوئی ڈائل تھا۔ اس کے اندر آتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اس نے وہ عجیب ساخت کا ٹیلیفون وزیر اعظم کے سامنے رکھ دیا۔

وزیر اعظم نے اپنی تیسری انگلی ڈائل والی سپاٹ جگہ پر رکھ کر ہلکے سے دبا دی۔ ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا اور آدھی انگلی اندر غائب ہو گئی۔ اسی لمحے ترنم سی گھنٹی کی آواز سنائی دی اور وزیر اعظم نے انگلی واپس کھینچ کر رسیور اٹھا لیا۔

یہ ٹیلیفون صرف حکومت ایکریمیا کے صدر سے خاص لائن پر بات کرنے کے لئے تیار کیا گیا تھا اور اس میں ایسا سسٹم رکھا گیا تھا کہ صرف وزیر اعظم کی تیسری انگلی کی پہلی پور کے دباؤ سے ہی یہ آن ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس فون سے لائن ملنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

چند لمحوں بعد صدر ایکریمیا کی آواز وزیر اعظم کے کانوں سے ٹکرائی۔

"ہاگن پریذیڈنٹ آف ایکریمیا سپیکنگ آن ہاٹ لائن" ——— صدر ایکریمیا کا لہجہ رعب دار تھا۔

"پرائم منسٹر مستوگ آف روسیاہ سپیکنگ آن ہاٹ لائن" ـــــــ وزیراعظم نے بھی باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فرمایئے" ـــــــ صدر ایکریمیا نے ایک لفظ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! ـــــــ آپ کی معاشی بحران والی پریس کانفرنس اور نائل پر ہماری حکومت نے غور و خوض کر لیا ہے ـــــــ اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ واقعی ایسی خوفناک تنظیم کام کر رہی ہے جس کا سد باب ضروری ہے" ـــــــ وزیراعظم نے جواب دیا۔

"اعتماد کا شکریہ! ـــــــ آپ کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی تجویز ـــــ؟" صدر ایکریمیا شاید مختصر الفاظ میں بات کرنے کے عادی تھے۔

"ہماری تجویز یہ ہے کہ سپر پاورز کی طرف سے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کی ایک ٹیم تشکیل دی جائے ـــــــ اور وہ مشترکہ طور پر اس تنظیم کے خلاف کام کرے" ـــــــ وزیراعظم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھی تجویز ہے ـــــــ ابھی ابھی وزیراعظم شوگران نے بھی یہی تجویز پیش کی ہے" ـــــــ صدر ایکریمیا نے جواب دیا۔

"اس تنظیم کی تشکیل سے متعلق کوئی تجویز ـــــــ؟" وزیراعظم نے پوچھا۔

"جہاں تک شوگران اور ایکریمیا کا خیال ہے ـــــــ ہر ملک کے دو ممبرز اس ٹیم میں ہوں ـــــــ اور ان کی سربراہی کا مسئلہ قرعہ اندازی سے طے کیا جائے اور پھر اس ٹیم کو پوری دنیا میں کام کرنے کی ہر قسم کی آزادی اور مراعات حاصل ہوں ـــــــ ہمیں یقین ہے کہ ایسی ٹیم فوری طور پر اس بین الاقوامی تنظیم کا قلع قمع کرنے میں کامیاب رہے گی" ـــــــ صدر ایکریمیا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہر ملک سے آپ کی مراد دنیا کے ہر ملک سے ہے" ـــــــ وزیراعظم نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر پرائم منسٹر! ـــــــ آپ نے غلط سمجھا ہے ـــــــ میرا مطلب سپر پاورز سے تھا ـــــــ یعنی ایکریمیا ـــــــ روسیاہ ـــــــ اور شوگران سے تھا ـــــــ ظاہر ہے باقی دنیا کے سیکرٹ ایجنٹس ابھی اس قابل کہاں کہ ایسی تنظیم کے خلاف کام کر سکیں" ـــــــ صدر ایکریمیا نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"سوچ لیجئے! ـــــــ ایسا نہ ہو کہ حکومت کرانس ـــــــ ولیسٹرن برمنی اور ساطینہ اس تجویز سے اختلاف نہ کریں" ـــــــ وزیراعظم نے دوسرے یورپی ملکوں کا نام لیتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں ـــــــ ان ملکوں سے ہماری بات چیت ہو چکی ہے وہ بھی ہم پر اعتماد کرنے پر تیار ہیں ـــــــ پہلے تو وہ بھی چاہتے تھے کہ ان کے سیکرٹ ایجنٹ اس تنظیم میں شامل ہوں ـــــــ مگر ہم نے انہیں سمجھایا کہ ابھی آپ کی سیکرٹ سروسز اس قابل نہیں کہ ہمارے ساتھ چل سکیں۔ چنانچہ وہ رضامند ہو گئے کہ چیف سپر پاورز کی تنظیم ہی کام کرے ـــــــ وہ صرف اپنے اپنے ملکوں میں کام کریں گے ـــــــ اور اگر انہیں کوئی کلیو ملے گا تو وہ اسے ہم تک پہنچا دیں گے" ـــــــ صدر ایکریمیا نے اب مختصر الفاظ بولنے چھوڑ کر تفصیلی بات کرنی شروع کر دی تھی۔

"یہ آپ نے بہت اچھا کیا ـــــــ اس طرح کام زیادہ تیز رفتاری سے ہو سکے گا ـــــــ ویسے ایک بات ہے کہ ایشیائی ممالک اور خاص طور پر اکیشیا اور کافرستان اس سلسلے میں شور مچائیں گے ـــــــ کیونکہ وہ اپنی

سیکرٹ سروسز کو بہت اہمیت دیتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ وزیراعظم روسیاہ نے دونوں ملکوں کا نام حقارت سے لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔۔۔ خواہ مخواہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو اہمیت دے رکھی ہے بہرحال مختصر بات یہ کہ آپ دو ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ فوری طور پر منتخب کر کے عالمی ہیڈ کوارٹر نمبر ون پر بھجوا دیں۔۔۔۔۔ تاکہ جلد از جلد کام شروع ہو سکے۔۔۔۔ کوڈ مقری پاورز درست رہے گا"۔۔۔۔۔ صدر ایکریمیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ کل اسپیشل فلائیٹ سے دونوں ایجنٹ وہاں پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔۔ وزیراعظم نے حامی بھرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔۔ گڈ بائی۔۔۔۔۔ صدر ایکریمیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وزیراعظم نے بھی گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"مسٹر ماکاروف!۔۔۔۔۔ اب آپ دو ایسے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ تجویز کریں جو اس تنظیم میں کام کر کے حکومت روسیاہ کا سر فخر سے بلند کر سکیں"۔۔۔ وزیراعظم نے سیکرٹ سروس کے سربراہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایسے ایجنٹ صرف مسٹر شاکل اور مس بوچر ہی ہو سکتے ہیں۔۔۔۔ روسیاہ سیکرٹ سروس کو ان پر فخر ہے۔۔۔۔۔ یہ آج تک ناکام نہیں ہوئے"۔۔۔ مسٹر ماکاروف نے فوراً ہی دو نام تجویز کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔۔۔ آپ ان دونوں کو عالمی ہیڈ کوارٹر تفصیلی ہدایات دے کر بھجوا دیں۔۔۔۔ کوڈ مقری پاورز ہے۔۔۔۔۔ وزیراعظم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب!۔۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔۔ مسٹر ماکاروف نے جواب دیا اور وہ سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور پھر وزیراعظم تیز تیز قدم اٹھاتے خفیہ دروازے کی طرف بڑھ گئے

وسیع و عریض ہال میں سرخ رنگ کے چست لباس میں ملبوس منہ پر سرخ رنگ کا نقاب لگائے دس افراد خاموش بیٹھے ہوئے ہال کی ایک دیوار پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ نقابوں سے جھانکتی ہوئی ان کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے انہیں چند لمحوں بعد کوئی عظیم خوشخبری ملنے والی ہو۔

پھر اچانک کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور ان سب کے اعصاب تن گئے۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار کا درمیانی حصہ کسی سکرین کی طرح روشن ہو گیا۔ اور چند لمحے سکرین پر روشنی کی لہریں کوندتی رہیں۔ پھر ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر ابھر آئی۔

بلی کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں۔ اتنی سرخ کہ نقاب پوشوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ ہال میں ایک بار پھر بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور اس بار سکرین پر موجود بلی کا منہ بھی اس طرح حرکت میں آیا جیسے یہ آوازیں اسی کے حلق سے نکل رہی ہوں۔ ان سب کے جسم

ان آوازوں کے ساتھ ہی تنتے چلے گئے۔ ان کی نظریں اسی طرح بلی پر جمی ہوئی تھیں جیسے لوہے سے مقناطیس چمٹ جاتا ہے۔

"وان ریڈ" ـــ اچانک بلی کے حلق سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔ لہجہ نسوانی تھا مگر انداز اتنا کرخت تھا کہ سننے والے کو بے اختیار جھرجھری سی آجاتی تھی۔

"یس میڈم کیٹ" ـــ قطار میں بیٹھے ہوئے سرخ نقاب پوشوں میں سے ایک نقاب پوش نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ایکریمیا میں ہمارا ابتدائی مشن کیوں فیل ہو گیا" ـــ؟ بلی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"میڈم کیٹ! ـــ اس مشن کے لئے ہم نے جن افراد کو عارضی طور پر خریدا تھا ـــ ان میں سے ایک غلطی کر بیٹھا اور اس کے نتیجے میں وہاں کی سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی اور اس مشن کا راز کھل گیا" ـــ وان ریڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس عارضی خریدے ہوئے آدمی کو اس قدر معلومات کیسے مل گئیں کہ حکومت ایکریمیا کو عالمی پریس کانفرنس بلانے پر مجبور ہونا پڑا" ـــ؟ بلی کی غراہٹ میں اضافہ ہو گیا تھا۔

"میڈم کیٹ! ـــ دراصل اس آدمی نے ایکریمیا برانچ کے انچارج کی جیب سے وہ کاغذ نکال لیا تھا جس میں اس مشن کے متعلق تمام ہدایات درج تھیں گو یہ ہدایات مخصوص کوڈ میں تھیں ـــ مگر اس آدمی نے وہ کوڈ حل کر لیا" وان ریڈ کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"پھر اس انچارج اور اس آدمی کو اس کی کیا سزا ملی" ـــ؟ بلی نے پوچھا

"موت کی سزا" ـــ وان ریڈ نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور وان ریڈ ـــ تم اس مشن کو ہیڈ کوارٹر سے کنٹرول کر رہے تھے ـــ ٹھیک ہے" ـــ؟ بلی نے پوچھا۔

"یس میڈم کیٹ" ـــ وان ریڈ کا لہجہ پژمردہ ہو گیا تھا۔

"اور نہ صرف مشن ناکام ہو گیا ـــ بلکہ اس کے نتیجے میں پوری دنیا ہمارے مشن سے آگاہ ہو گئی ـــ اور اب ظاہر ہے پوری دنیا میں ایک کھلبلی سی مچ گئی ہے ـــ اور سب اکٹھے ہو کر ہمارے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں"۔ بلی کی غراہٹ سے اب کمرہ گونجنے لگا تھا۔

"یہ درست ہے میڈم کیٹ! ـــ مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہمارا مشن کسی طور پر بھی ناکام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس طرح ہمارے مشن کو ہی تقویت پہنچی ہے" ـــ وان ریڈ نے اپنی بچی کھچی ہمت جمع کرتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ کیسے ـــ وضاحت کرو" ـــ میڈم کیٹ کا لہجہ انتہائی کرخت تھا۔

"وہ اس طرح میڈم کہ اب پوری دنیا اس انتظار میں ہے کہ ہم کب جعلی کرنسی پوری دنیا میں پھیلاتے ہیں ـــ اب جیسے ہی ہم نے ذرا سی جعلی کرنسی پھیلائی ـــ پوری دنیا میں بحران آجائے گا ـــ اور سرکاری کرنسی سے اعتماد یکدم اٹھ جائے گا ـــ اور اس کا جو نتیجہ ہو گا وہ ہمارے لئے یقیناً انتہائی مفید ثابت ہو گا" ـــ وان ریڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اور اب اس بات کی وضاحت بھی کر دو کہ ہمارا مشن کیا ہے" ـــ؟ بلی

کی غراہٹ بدستور تھی۔

"یہی میڈم کہ ہم پوری دنیا کو معاشی بحران کا شکار کر کے دنیا کا اقتدار سنبھال لیں" ——— وان ریڈ نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"اقتدار سنبھالنے کے بعد ہم دنیا کو کنٹرول کس طرح کریں گے" ——— ؟ بلی نے پوچھا۔

"بس ——— بس ———" وان ریڈ نے ہکلا کر کچھ کہنا چاہا مگر جب کوئی بات سمجھ میں نہ آئی تو خاموش ہو گیا۔

"بس دلائل ختم ہو گئے تو سنو وان ریڈ! ——— ہمارا منصوبہ صرف د کو معاشی بحران میں ہی مبتلا کرنا نہیں ——— بلکہ بعد میں اسے خود کنٹرول کرنا بھی ہے ——— اور اس کا واحد طریقہ یہی تھا کہ ہم جعلی کرنسی کے بدلے میں اصلی کرنسی حاصل کرتے اور پھر اصلی کرنسی کے ذریعے ہم پوری دنیا کا سونا خرید کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں جمع کر لیتے ——— اس طرح ہمیں دو فائدے ہوتے ——— ایک تو یہ کہ ہم ایک ٹھوس معاشی بنیاد حاصل کر لیتے ——— دوسرے یہ کہ سونا اس قدر مہنگا ہو جاتا کہ اس کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ چونکہ موجودہ معاشی نظام کی بنیاد تمام تر سونے پر رکھی گئی ہے ——— اس لئے سونا مارکیٹ سے غائب ہوتے ہی پوری دنیا میں زبردست افراط زر پھیل جاتا۔ ——— اس طرح جعلی کرنسی اور افراط زر دونوں مل کر پوری دنیا کو تباہ کر کے رکھ دیتے ——— جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ جب ہم یہ اعلان کرتے کہ ہمارے پاس سونے کے ذخائر موجود ہیں تو پوری دنیا ہماری طرف دوڑ پڑتی اور پھر ہم اس سونے کے بل بوتے پر پوری دنیا میں اپنا بلا واسطہ اقتدار قائم کر لیتے ——— اور کرنسی کی بجائے سونے کے سکوں کو پوری دنیا میں کرنسی کے

مجھ چلا دیتے ——— اس طرح ہم پوری دنیا کو کنٹرول کرنے میں کامیاب ہو جاتے" ——— میڈم کیٹ نے پلان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا پلان بالکل درست ہے میڈم" ——— وان ریڈ نے بڑے عاجزانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہاری ذرا سی کمزوری سے یہ سارا پلان تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ اب جعلی کرنسی کا ہوا کھڑا ہو جائے گا ——— اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اصلی کرنسی بھی جعلی بن جائے گی اور ہم اس کے بدلے میں سونا نہیں خرید سکیں گے ——— کیونکہ اب کوئی بھی حکومت کسی قیمت پر سونا فروخت کرنے پر تیار نہ ہو گی۔ اس سے یہ ضرور ہو گا کہ پوری دنیا معاشی بحران کا شکار ہو جائے گی ——— مگر ظاہر ہے دنیا کے دانشور اس کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری طرح یہ سوچیں کہ کاغذی کرنسی منسوخ کر کے خالص سونے کے سکے چلائے جائیں ——— اس طرح ہمارا تمام کیا دھرا بیکار ہو کر رہ جائیگا" ——— میڈم کیٹ کے لہجے میں شدید تلخی عود کر آئی تھی۔

"میں معافی چاہتا ہوں میڈم! ——— میرا دماغ اتنی دور تک نہیں سوچ سکتا" ——— وان ریڈ کے لہجے میں موت کی لرزش نمایاں تھی۔

"معافی کا لفظ تم خود جانتے ہو ——— ہماری تنظیم کے اصولوں میں جرم قرار دے دیا گیا ہے" ——— میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وان ریڈ کوئی جواب دیتا، اچانک اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ یوں چھت کی طرف کھنچتا چلا گیا جیسے مقناطیس نے لوہے کو کھینچ لیا ہو۔ اس کے حلق سے چیخیں نکل رہی تھیں، دونوں ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے کسی انجانے خطرے سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہو۔ اس کے

سر کے بال یوں سیدھے کھڑے ہو گئے تھے جیسے بال نہ ہوں، لوہے کی تاریں ہوں اور پھر ان بالوں کے ساتھ وہ چھت سے لٹک گیا۔

"میں تمہیں تمہارے جرم کی سب سے کم سزا دے رہی ہوں" ــــ میڈم کیٹ کی آواز ہال میں ابھری۔

باقی تمام نقاب پوش دم بخود بیٹھے تھے۔ ان سب کی نظریں اب اپنے ساتھی پر جمی ہوئی تھیں جو چھت سے سر کے بل لٹکا ہوا بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ اس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں نکل رہی تھیں اور چہرہ یوں اکڑ گیا تھا جیسے وہ سو سال کا بوڑھا ہو گیا ہو۔

اچانک چھت میں بنے ہوئے خانوں میں سے ایک خانہ کھلا اور دوسرے لمحے اس میں سے سرخ رنگ کی ایک شعاع نکل کر ون ریڈ کے جسم پر پڑی اور ون ریڈ کے حلق سے یوں چیخ نکلی جیسے وہ ذبح ہو رہا ہو۔ اس شعاع کے اس کے جسم پر پڑتے ہی اس کے تمام کپڑوں میں آگ لگ گئی۔

اب ہال ون ریڈ کی مسلسل چیخوں سے گونج رہا تھا۔ وہ جسم میں لگی ہوئی آگ کو بجھانے کے لئے بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا مگر آگ تیزی سے پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر اس کا مکمل جسم ایک بڑے سے شعلے میں تبدیل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد اس کے حلق سے نکلنے والی خوفناک چیخیں آہستہ آہستہ مدھم پڑتی چلی گئیں اور پھر زیادہ سے زیادہ دو منٹ بعد آگ یکلخت بجھ گئی اور اب ون ریڈ کی جگہ چھت سے ایک انسانی پنجر لٹکا ہوا نظر آ رہا تھا صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ ــــ اور پھر ایک دھماکے سے وہ پنجر چھت سے علیحدہ ہو کر واپس اپنی سیٹ پر آ گرا اور ہڈیاں یوں بکھر گئیں جیسے راکھ بکھر جاتی ہے۔

سیٹوں پر بیٹھے ہوئے باقی نقاب پوشوں کے جسموں میں پیدا ہونے والی خوف کی لرزش اب اتنی نمایاں ہو چکی تھی کہ صاف دیکھی جا سکتی تھی۔

"سنو دوستو! ــــ خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ــــ یہ تنظیم کے اصول اٹل ہیں۔ اس لئے جب تک تم میں سے کوئی کوتاہی نہیں کرے گا ــــ اس وقت تک تمہیں کوئی خوف نہیں ہونا چاہئے ــــ اب ٹو ریڈ، ون ریڈ کی جگہ لے گا اور اس طرح سب کے نمبر تبدیل سمجھے جائیں" ــــ میڈم کیٹ کی سرد آواز کمرے میں گونجی۔

"یس میڈم" ــــ تمام نقاب پوشوں نے یک زبان ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب میں نے اپنا پلان تبدیل کر دیا ہے ــــ پوری دنیا میں جعلی کرنسی والا مشن کچھ مرحلے کے لئے ملتوی کر دیتے ہیں تاکہ صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس سے پھیلنے والی سنسنی کی شدت کم ہو جائے ــــ لیکن اگر ہم بالکل ہی خاموش ہو کر بیٹھ گئے تو یہ امر ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو گا ــــ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تجرباتی طور پر پوری دنیا میں سے ایک ملک کا چناؤ کیا جائے پھر اس ملک میں جعلی کرنسی پھیلا دی جائے ــــ تاکہ اس کے صحیح نتائج کا بھی علم ہو جائے ــــ اور اس بات کا بھی پتہ چل جائے کہ اس کے بارے میں دنیا بھر کے دانشور کیا سوچتے ہیں" ــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

"میڈم! ــــ اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں" ــــ ایک نقاب پوش نے کھڑے ہو کر کہا۔

"یس فور ریڈ! ــــ اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ــــ تم اپنا نقطہ نظر کھل کر پیش کر سکتے ہو" ــــ میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

"میڈم! ـــــ میری تجویز یہ ہے کہ ہم پوری دنیا کے سونے کے ذخائر اس طرح حاصل کریں کہ اصل کی بجائے نقلی سونا تبدیل کر لیا جائے" ـــــ فورڈ نے کہا۔

"نقلی سونے والی تجویز پر میں نے پہلے ہی غور کیا تھا اور ہمارے ہیڈ کوارٹر میں اس پر تجربات بھی کئے گئے ـــــ مگر مجھے افسوس ہے کہ ہم ایسا نقلی سونا بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکے جو اصل سونے سے سستا پڑتا ہو ـــــ کیمیائی طور پر ہمارے سائنسدانوں نے نقلی سونا بنا تو لیا۔ مگر اس پر اتنے اخراجات آتے ہیں کہ اصلی سونا اس کے مقابلے میں مٹی کے برابر ہو جاتا ہے ـــ اس لئے یہ تجویز ناقابل عمل ہے" ـــــ میڈم کیٹ نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک اور تجویز ہے کہ کیوں نہ پوری دنیا میں جعلی کرنسی پھیلانے کے بعد جب حکومتیں بحران کا شکار ہوں تو بزور طاقت ان پر قبضہ کر لیا جائے ـــ اور جب ہم اقتدار پر آ جائیں گے تو ظاہر ہے پوری دنیا کا سونا بھی خود بخود ہمارے قبضے میں آ جائے گا" ـــــ ایک اور نقاب پوش نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز بچگانہ ہے نائن ریڈ! ـــــ تمہیں عالمی طاقتوں کی اصل جنگی طاقت کا علم نہیں ہے ـــــ معاشی بحران کے ساتھ ان کی جنگی طاقت میں کمی نہیں ہو گی ـــــ ان کے پاس ایسا جدید ترین اسلحہ ہے کہ اس کی موجودگی میں ایک تنظیم کا چاہے وہ کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو، ان سے طاقت سے جیتنا ناممکن ہے" ـــــ میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

"مگر میڈم! ـــ ایک ملک میں تجربے کا کیا فائدہ ہو گا ـــ اس طرح تو ہمیں نقصان ہو گا ـــــ کیونکہ اس ملک میں تجربے کے بعد پوری دنیا اس کا حل تجویز کرے گی اور بعد میں ہم باقی دنیا میں اپنا پلان کامیاب نہ کر سکیں گے" ـــــ ایک نقاب پوش نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ـــــ اس پہلو پر میں نے سوچا ہی نہ تھا ـــــ مگر اب اس کا حل کیا ہونا چاہئے" ـــــ؟ اس بار میڈم کا لہجہ عذریہ تھا۔

"میڈم! ـــ میری تو تجویز ہے کہ ہمیں اپنا پلان شروع کر دینا چاہئے۔ پھر جیسے جیسے اس کے نتائج سامنے آتے جائیں گے۔ ویسے ہی اس کے مقابلے کی تجویز بھی سوچ میں آتی جائیں گی" ـــــ ایک اور نقاب پوش نے تجویز پیش کی۔

"نہیں! ـــ اس طرح اندھا دھند اقدام کرنے سے نقصان بھی ہو سکتا ہے ـــ ایسا ہے کہ آپ لوگوں کو ایک ہفتے کی مہلت دی جاتی ہے۔ آپ اس معاملے پر اچھی طرح سوچ بچار کر کے اپنی اپنی تجاویز پیش کریں اور اس ہفتے کے دوران میں بھی اس پر پوری طرح غور کروں گی ـــــ چنانچہ آج سے ٹھیک ایک ہفتے بعد دوبارہ میٹنگ ہو گی ـــــ اور اس میٹنگ میں فیصلہ کن اقدامات کئے جائیں گے" ـــــ میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

اور اس کے ساتھ ہی یکدم سکرین تاریک ہوتے ہی سب نقاب پوش اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی دلشاد روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سٹیٹ بنک کے شاک انچارج آصف سلیمان کی کوٹھی دلشاد روڈ پر ہی بتائی گئی تھی۔

عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے مسئلے کی خوفناک اہمیت کا پوری طرح احساس ہو چکا تھا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر ایک بار بھی ملک میں جعلی کرنسی کی بات پھیل گئی تو پھر ملک کی معیشت کو کسی طور بھی نہ سنبھالا جا سکے گا۔ اس لئے وہ فوری طور پر اس مسئلے کا حل نکالنا چاہتا تھا۔ اس کے ذہن میں اس سلسلے میں کئی تجویزیں آئیں۔ مگر ہر تجویز کو وہ کسی نہ کسی وجہ کی بنا پر رد کر دیتا۔ اسی اودھیڑ بن میں مبتلا وہ کار ڈرائیو کرتا چلا گیا۔

اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ دلشاد روڈ پر پہنچ گیا۔ اس نے کار دلشاد روڈ کے پہلے چوک پر پہنچتے ہی ایک بڑے سے درخت کے نیچے روکی اور پھر اُسے لاک کر کے وہ پیدل ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس نے

ایک کوٹھی کے قریب پہنچ کر اس کا نمبر دیکھا اور پھر اسی نمبر کے لحاظ سے وہ آگے بڑھ گیا اور دو کوٹھیاں چھوڑ کر وہ گیارہ نمبر کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ یہ ایک چھوٹی سی مگر جدید طرز کی بنی ہوئی کوٹھی تھی۔ گیٹ پر آصف سلیمان کی نیم پلیٹ بھی موجود تھی۔

عمران وہاں کھڑا کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر وہ کوٹھی سے متصل چھوٹی گلی میں داخل ہوا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کی پشت پر پہنچ گیا۔ کوٹھی کی عقبی دیوار زیادہ اونچی نہ تھی عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا ہوا نقاب نکال کر منہ پر پہنا۔ یہ نقاب وہ احتیاط کے طور پر ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا اور پھر جیب میں ریوالور کی موجودگی کا اطمینان کر کے اس نے اچھل کر دونوں ہاتھ دیوار پر جمائے اور پھر اچھل کر دیوار پر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے وہ دیوار پر بیٹھا نہ صرف اندر کے ماحول کا جائزہ لیتا رہا بلکہ اس کے کان کسی آہٹ پر بھی لگے رہے۔ مگر کوٹھی کے عقبی سمت اندھیرا تھا اور کسی کتے کی آہٹ بھی سنائی نہ دے رہی تھی پوری طرح اطمینان کر لینے کے بعد وہ ہاتھوں کے بل لٹک کر اندر اتر گیا اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اصل عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمارت کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہ برآمدے کی طرف پہنچ گیا۔ برآمدے میں کم پاور کا ایک بلب جل رہا تھا مگر وہاں کوئی چوکیدار قسم کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ کوٹھی کے اندر سکوت طاری تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ کوٹھی کے مکین سوئے ہوئے ہیں وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا برآمدے میں داخل ہوا۔ اور پھر ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ اندر سے بند تھا۔ اس نے برآمدے میں موجود دو اور دروازوں کو آزمایا مگر تمام دروازے اندر سے بند تھے۔ اس نے دروازوں پر موجود ہینڈل دبائے مگر جلد ہی اس نے محسوس کر لیا کہ دروازوں کو اندر سے چٹخنیاں چڑھا کر بند کیا گیا ہے۔

اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر برآمدے سے اتر کر وہ کوٹھی کی دوسری سائیڈ کی طرف گھوم گیا۔ اُسے یقین تھا کہ اس طرف موجود کوئی نہ کوئی کھڑکی ضرور کھلی ہوئی ہوگی کیونکہ یہ انسانی نفسیات ہے کہ وہ دروازے بند کرنے کے بعد انہیں ضرور چیک کرتا ہے مگر روزانہ تمام کھڑکیاں چیک کرنے کا اُسے خیال تک نہیں آتا۔ عمارت کی اس طرف کھڑکیاں تو موجود تھیں، مگر عمران نے یہ دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا کہ سب کھڑکیوں کے سامنے لوہے کی مضبوط آرائشی جالیاں نصب تھیں۔ ظاہر ہے ان کی موجودگی کے بعد چاہے کھڑکی کھلی ہی کیوں نہ ہو وہ ان کے ذریعے اندر نہ جا سکتا تھا۔ اب اُسے سمجھ آ رہی تھی کہ کوٹھی میں کوئی چوکیدار یا کتا کیوں نہیں رکھا گیا۔ کوٹھی کے تمام راستے بند تھے اور مکینوں کو جگائے بغیر کوئی شخص اصل عمارت میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

عمران نے اب مجبوراً اپنا پلان تبدیل کیا اور تیزی سے واپس عقبی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر دیوار پھلانگ کر وہ گلی میں آیا۔ اس نے نقاب اتار کر واپس جیب میں ڈالا اور سائیڈ والی گلی سے ہوتا ہوا واپس چوک کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔

کار میں بیٹھ کر اس نے اُسے سٹارٹ کیا اور پھر وہ سیدھا اسی کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے ستون پر موجود کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ وہ اسے کافی دیر تک دباتا رہا۔

اچانک گیٹ پر لگا ہوا بلب یکدم جل اٹھا اور عمران اس کی تیز روشنی میں نہا گیا۔ دوسرے لمحے اس کے کانوں میں ایک آواز گونجی۔ لہجہ بے حد سخت تھا مگر اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ بولنے والا ابھی ابھی گہری نیند سے بیدار

ہوا ہے۔

"کون ہے ــــــ؟" ستون میں لگی ہوئی ایک جالی سے وہ آواز نکل رہی تھی۔

"آصف سلیمان صاحب سے ملنا ہے" ــــــ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہیں ــــــ؟" دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ اسی طرح برہم تھا۔

"میرا نام عالی جاہ ہے ــــــ اور میں سپیشل برانچ کا نمائندہ ہوں" ــــــ عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"مگر اس وقت ـ ـ ـ ـ"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"سرکاری کاموں میں وقت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ ـ ـ اٹ از ایمرجنسی"۔ عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"کیا آپ کے پاس شناختی کارڈ ہے" ـ ـ ـــــ؟ دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"ہاں ہے ــــــ مگر آپ ملیں گے تو دکھاؤں گا" ــــــ عمران نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"معاف کیجئے ــــــ میں بغیر اطمینان کے پھاٹک نہیں کھول سکتا۔ آپ کارڈ نکالئے۔ میں دیکھ لوں گا" ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک کارڈ نکالا اور پھر اس کا رُخ بلب کی طرف کر دیا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ بلب

کی اس تیز روشنی میں اُسے وڈیو سکرین پر دیکھا جا رہا ہے۔

"اوکے ـــــ تھینک یو! ـــــ میں پھاٹک کھول رہا ہوں۔ آپ کار سمیت تشریف لے آیئے" ـــــ دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

اور پھر پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔

عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار اندر لے گیا۔ پھاٹک بھی میکانکی طریقے سے عمارت کے اندر سے ہی کھولا گیا تھا۔

جب عمران نے کار پورچ میں روکی تو اس نے ایک ادھیڑ عمر شخص کو سلیپنگ گون پہنے برآمدے میں موجود پایا۔

"مجھے آصف سلیمان کہتے ہیں ـــــ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو تھوڑی سی تکلیف اٹھانی پڑی" ـــــ اس ادھیڑ عمر شخص نے آگے بڑھ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ـــــ ایسا ہو ہی جاتا ہے" ـــــ عمران نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"آیئے ـــــ تشریف لے آیئے" ـــــ آصف سلیمان نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو اس وقت کھلا ہوا تھا۔ اور پھر آگے پیچھے چلتے ہوئے وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے۔

یہ انتہائی خوبصورت اور سجا ہوا ڈرائنگ روم تھا۔ آصف سلیمان نے دروازہ بند کیا اور پھر عمران کو ایک صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"معاف کیجئے ـــــ تمام گھر والے سوئے ہوئے ہیں ـــــ میں آپ

کی تواضع نہیں کر سکتا" ـــــ آصف سلیمان نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تکلف کی ضرورت نہیں آصف صاحب" ـــــ عمران نے صوفے کی پشت سے سر ٹکاتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"فرمائیے کیا کام ہے" ـــــ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آصف سلیمان مطلب کی بات پر آ گیا۔

"آپ سٹیٹ بنک کے سٹاک انچارج ہیں" ـــــ؟ عمران نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں" ـــــ آصف سلیمان نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے سٹاک میں موجود کرنسی نوٹوں کے نمبروں کی لسٹیں پچھلے دنوں ایک پارٹی کو مہیا کی ہیں" ـــــ؟ عمران نے گہری نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ج ـــ جی ـــ کیا کہہ رہے ہیں" ـــــ آصف سلیمان ایک لمحے کے لئے بوکھلا گیا۔ مگر فوراً ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ مگر عمران کی تیز نظروں سے اس کی بوکھلاہٹ بھلا کیسے چھپ سکتی تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ تیر نشانے پر بیٹھا ہے۔

"میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے ایسا کس مقصد کے لئے کیا ہے" ـــــ؟ عمران کا لہجہ یکدم سرد ہو گیا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ـــــ یہ تو ٹاپ سیکرٹ ہے ـــ میں بھلا ایسا کیسے کر سکتا ہوں" ـــــ آصف سلیمان نے اس بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ مگر اس کا یکدم زرد پڑتا ہوا چہرہ ساری کہانی خود ہی سنا رہا تھا۔

"دیکھئے آصف صاحب! ——— سپیشل برانچ کو اس بات کا حتمی ثبوت مل چکا ہے کہ آپ نے ایسا کیا ہے۔ اس لئے آپ کا انکار تو فضول ہے ——— باقی رہی یہ بات کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ———؟ اس کا جواب دیجئے" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب! ——— میں نے ایسا ہرگز نہیں کیا ——— آپ کو غلط اطلاعات ملی ہیں" ——— آصف سلیمان نے اس بار لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— تو آپ خود ہی اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا رہے ہیں۔ ہم نے مکمل تحقیقات کی ہیں ——— آپ کا سابقہ ریکارڈ بے داغ ہے۔ اس لئے سپیشل برانچ اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ آپ کی نیت میں کھوٹ نہیں تھا۔ بلکہ آپ نے ایسا کسی خاص مجبوری کی بنا پر کیا ہے ——— مگر اب آپ انکار کر کے اس بات کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں کہ آپ کی نیت خراب تھی۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا ——— آپ کی فوری موت" ——— عمران نے بڑے مضبوط لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور فقرہ ختم ہونے سے پہلے اس کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آ گیا۔ جس میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور موجود تھا۔

"مم ——— م ——— میں ———" آصف سلیمان کا چہرہ ریوالور دیکھ کر اتنا زرد پڑ گیا کہ عمران کو خطرہ لاحق ہو گیا کہ اس کے دل کی حرکت نہ رک جائے۔

"اب بھی وقت ہے ——— اپنے آپ کو بچا لیجئے ——— سپیشل برانچ آپ کی رپورٹ نہیں کرے گی ——— مگر ہم اصل حالات جاننا چاہتے ہیں ——— ورنہ آپ کل صبح کا سورج نہیں دیکھ سکیں گے" ——— عمران کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ آصف سلیمان کے جسم میں پیدا ہونے والی لرزش صاف

دکھائی دینے لگی۔

"مم ——— میں ——— مجبور تھا ——— میری بیٹی کی شادی قریب تھی اور میرے پاس نقد رقم نہ تھی ——— میں مجبور ہو گیا" ——— اچانک آصف سلیمان نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ ڈھانپ لیا اور اس کا جسم جھٹکے کھانے لگا۔ وہ بری طرح رو رہا تھا۔

"ہوں! ——— تو یہ وجہ تھی ——— جس کی بنا پر آپ جیسا ایماندار آدمی بھی مجبور ہو گیا" ——— عمران کا لہجہ اس بار واضح طور پر نرم تھا۔

"آپ یقین کریں میرا ضمیر اس لمحے سے مجھے ملامت کر رہا ہے ——— مگر میں مجبور تھا ——— یقین کریں بے حد مجبور تھا" ——— آصف سلیمان نے اچانک اٹھ کر عمران کے پیر پکڑ لئے۔ وہ بُری طرح رو رہا تھا۔

"اپنے آپ کو سنبھالئے آصف صاحب! ——— مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اپنی زندگی بچا لی ہے ——— یقین کیجئے سپیشل برانچ آپ کے خلاف رپورٹ نہیں کرے گی ——— آپ مجھے تمام تفصیلات بتا دیجئے" ——— عمران نے ریوالور جیب میں رکھ کر اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔ اور آصف سلیمان اٹھ کر واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔ وہ اب اپنے آنسو پونچھ رہا تھا۔

"وہ کون لوگ تھے جنہیں آپ نے نمبروں کی لسٹیں مہیا کی ہیں" ———؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"آج سے دو ہفتے قبل میں نے ایک دعوت کے دوران اپنے دوست سے اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں پریشانی کا ذکر کیا تو اس نے مجھے اطمینان دلایا کہ وہ اس سلسلے میں میری مدد کرے گا ——— پھر دوسرے روز رات کے وقت دو افراد میری کوٹھی میں آئے۔ انہوں نے میرے دوست کا حوالہ

دیتے ہوئے میری مدد کرنے کا کہا ــــــ اور پھر انہوں نے دس لاکھ روپے نقد نکال کر میرے سامنے میز پر رکھ دیئے کہ میں ان کا تھوڑا سا کام کر دوں تو یہ تمام رقم میری ہو گی ــــــ اور کسی کو کانوں کان پتہ بھی نہ چلے گا ــــــ اور وہ کام یہ تھا کہ میں انہیں سٹاک میں موجود کرنسی نوٹوں کے سیریل نمبر مہیا کر دوں۔ پہلے تو میں نے انکار کر دیا ــــــ مگر جب انہوں نے اصرار کیا اور اس بات کا وعدہ کیا کہ اس کا کسی کو پتہ نہ چلے گا ــــــ تو میں نے وعدہ کر لیا۔ کیونکہ مجھے صرف اس بات کا اطمینان تھا کہ صرف نمبر مہیا کرنے سے کچھ نہیں ہو سکتا ــــــ اصل نوٹ تو محفوظ ہیں ــــــ چنانچہ میں نے صرف بیٹی کی شادی کی مجبوری کی بنا پر وہ رقم قبول کر لی اور دوسرے روز نمبروں کی تفصیل انہیں مہیا کر دی" ــــــ آصف سلیمان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ ان افراد کو جانتے ہیں" ــــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ــــــ وہ میرے لئے اجنبی تھے" ــــــ آصف سلیمان نے جواب دیا۔ اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

"کیا وہ مقامی تھے ــــــ یا غیر ملکی تھے" ــــــ عمران نے سوال کیا۔

"دونوں مقامی تھے ــــــ ان میں سے ایک نوجوان تھا ــــــ جبکہ دوسرا ادھیڑ عمر تھا" ــــــ آصف سلیمان نے جواب دیا۔

"آپ کے دوست کا نام اور پتہ ــــــ جس نے انہیں بھیجا تھا ــــــ" عمران نے پوچھا۔

"اس کا نام عبدالرشید ہے ــــــ اور وہ مقامی گورنمنٹ کالج میں ہسٹری کا پروفیسر ہے" ــــــ آصف سلیمان نے چند لمحے جھجکنے کے بعد جواب دیا۔

"اس کی رہائش کہاں ہے" ــــــ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"وہ فاران کالونی میں رہتا ہے ــــــ مکان نمبر ایک سو بیس ہے ــــــ" آصف سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے آصف صاحب! ــــــ اب میں جاتا ہوں ــــــ مجھے امید ہے کہ آپ نے صحیح باتیں بتائی ہوں گی" ــــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ــــــ جی ہاں! ــــــ میں نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔ آپ تصدیق کر لیں" ــــــ آصف نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھئے آصف صاحب! ــــــ ایک بات کو ذہن میں بٹھا لیجئے کہ ملک سے غداری کسی قیمت پر بھی جائز نہیں ہوتی ــــــ آپ ایک اہم ترین پوسٹ پر ہیں ــــــ اس لئے آپ کو اس بات کا زیادہ خیال رہنا چاہیے ــــــ یہ آپ کی پہلی غلطی تھی اس لئے اس بار آپ کو معافی مل گئی ہے۔ مگر اس کے بعد آپ سے کوئی بات کرنے نہیں آئے گا ــــــ بلکہ دو چھٹانک سیسہ آپ کے سینے میں اتر جائے گا ــــــ اور اب آپ نے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ میری آپ سے ملاقات کا ذکر آپ اپنے سائے سے بھی نہیں کریں گے" ــــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ــــــ اور یقین کیجئے ــــــ میں اپنی اس غلطی پر سخت شرمندہ ہوں" ــــــ آصف سلیمان نے جواب دیا۔

"اوکے! ــــــ اب میں چلتا ہوں ــــــ آپ آرام کیجئے" ــــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار سٹارٹ ہوئی اور موڑ کاٹ کر پھاٹک کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

کوٹھی سے نکل کر وہ کار دوڑاتا ہوا سیدھا ایک چوک پر پہنچا جہاں ایک پبلک ٹیلیفون موجود تھا۔ اس نے کار ٹیلیفون بوتھ کے قریب روکی اور پھر اتر کر وہ بوتھ میں داخل ہو گیا۔ اس نے سکے ڈال کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تو گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"صفدر سپیکنگ"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے صفدر کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔ صفدر کی آواز یکدم ہوشیار ہو گئی۔

"ایک نام اور پتہ نوٹ کرو"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا

"یس سر۔ لکھوائیے"۔۔۔۔۔ صفدر نے چند لمحوں کے توقف کے بعد جواب دیا۔

"نام عبدالرشید۔۔۔۔۔ پتہ۔ مکان نمبر ایک سو بیس فاران کالونی یہ مقامی کالج میں پروفیسر ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اسے ابھی اور اسی وقت اغوا کر کے دانش منزل پہنچاؤ۔۔۔۔۔ اپنی مدد کے لئے کیپٹن شکیل کو ساتھ لے لینا"۔۔۔۔۔ عمران نے حکم دیتے ہوئے کہا

"بہتر جناب"۔۔۔۔۔ صفدر نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"سنو۔۔۔۔۔ اس اغوا کا اس کے گھر والوں کو بھی پتہ نہیں چلنا چاہیئے۔ اور دوسری بات یہ کہ اغوا سے پہلے اس بات کا اطمینان کر لینا کہ اس کے مکان کی نگرانی نہ ہو رہی ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔۔۔۔۔ ایسا ہی ہو گا"۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اسے صحیح سالم دانش منزل تک پہنچنا چاہیئے۔۔۔۔۔ بیہوش کر کے اغوا کرنا"۔۔۔۔۔ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔۔۔۔۔ ایسا ہی ہو گا"۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر وہ واپس مڑا۔ مگر دوسرے لمحے وہ رکا اور اس نے ایک بار پھر سکے ڈال کر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ اس بار گھنٹی بجتے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مخصوص آواز ابھری۔

"طاہر۔۔۔۔۔ میں عمران بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو ایک آدمی کو اغوا کر کے دانش منزل تک پہنچانے کے لئے کہا ہے۔ میں خود بھی دانش منزل آ رہا ہوں۔۔۔۔۔ اگر وہ مجھ سے پہلے پہنچ جائیں تو اس آدمی کو گیسٹ روم میں لاک کر دینا"۔۔۔۔۔ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کوئی چکر چل پڑا ہے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ انتہائی خوفناک۔۔۔۔۔ بائی بائی"۔۔۔۔۔ عمران نے

جواب دیا۔ اور پھر رسیور رکھ دیا۔

پھر وہ ٹیلیفون بوتھ سے نکل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ گو اس کا پروگرام بھی دانش منزل پہنچنے کا تھا مگر اس نے احتیاطاً بلیک زیرو کو ہدایات دے دی تھیں تاکہ اگر کوئی مسئلہ ہو جائے اور وہ بروقت نہ پہنچ سکے تو بلیک زیرو ہوشیار رہے۔

اب اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔



یہ ایک وسیع و عریض عمارت تھی جس کے پہلے فلور پر سپر مارکیٹیں تھیں اور باقی منزلوں پر مختلف کمپنیوں کے دفاتر تھے۔ اسی عمارت کی چالیسویں منزل پر ایک بہت بڑا دفتر تھا جس کے باہر یونیورسل ٹریڈرز کا بورڈ موجود تھا اور دفتر میں کم از کم پندرہ افراد کا عملہ اپنے دفتری کاموں میں مصروف تھا۔

ایک کونے میں پارٹیشن بنا ہوا تھا جس کے باہر مینجنگ ڈائریکٹر کی تختی آویزاں تھی اور پارٹیشن کے باہر ایک خوبصورت ریسپشنسٹ لڑکی چار مختلف رنگوں کے ٹیلیفون سامنے رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔

دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اور اس کے ساتھ برف کی طرح سفید بالوں والا ایک نوجوان داخل ہوئے اس نوجوان کے ہاتھ میں ایک بریف کیس اٹھایا ہوا تھا۔ وہ دونوں غیر ملکی تھے ان کی تیز نظروں نے پورے دفتر کا جائزہ لیا اور پھر وہ تیزی سے اس ریسپشنسٹ لڑکی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"فرمایئے" ——— اس لڑکی نے ان دونوں کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"عالمی ہیڈ کوارٹر نمبر ون" ——— نوجوان نے یوں سرسری سے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنا تعارف کرا رہا ہو۔

"کوڈ پلیز" ——— لڑکی کی آواز یکدم سرد ہو گئی۔

"تھری پاورز" ——— اس بار اس نوجوان لڑکی نے جواب دیا۔

"فرام" ——— لڑکی نے اسی طرح سرد لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"حکومت روسیاہ" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

"او کے! ——— باقی لوگ پہنچ چکے ہیں ——— صرف آپ ہی کا انتظار تھا ——— آیئے میرے ساتھ" ——— لڑکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے اس بار قدرے گرمجوشی سے کہا اور ان دونوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ پھر وہ ریسپشنسٹ لڑکی کے پیچھے چلتے ہوئے مینجنگ ڈائریکٹر کے پارٹیشن میں داخل ہو گئے۔

کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ ریسپشنسٹ لڑکی نے ایک کونے میں موجود الماری کے پٹ کھولے اور پھر اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تو ایک طرف کی دیوار درمیان سے بے آواز طور پر ہٹتی چلی گئی۔ اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

"تشریف لے جایئے" ——— لڑکی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور وہ دونوں

تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک بڑی میز کے پیچھے چھ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے چار کرسیوں پر دو عورتیں اور دو مرد بیٹھے ہوئے تھے ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی وہ چاروں ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"شکریہ! ——— تشریف رکھیے ——— ہم روسیاہ سے آئے ہیں ——— میرا نام شاکل ہے ——— اور یہ میری ساتھی مس بوچر ہیں" ——— نوجوان نے اپنا اور اپنی ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میرا تعلق شوگران سے ہے ——— مجھے کاشا کی کہتے ہیں ——— اور یہ میرے ساتھی چوشان ہیں" ——— ایک نوجوان عورت نے اپنا اور اپنے ساتھی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق ایکریمیا سے ہے ——— مجھے بلیک کہتے ہیں ——— اور یہ میری ساتھی ہیں مارگریٹ" ——— دوسرے جوڑے نے بھی اپنا تعارف کرایا اور ایک دوسرے سے مصافحے کے بعد وہ سب دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہمیں سب سے پہلے قرعہ اندازی کے ذریعے اپنا چیف منتخب کر لینا چاہیے" ——— مسٹر بلیک نے کہا اور باقیوں نے سر ہلا دیئے۔

مسٹر بلیک نے جیب سے ایک سادہ کاغذ نکالا اور اس کے چھ حصے کر دیئے۔ پھر ہر حصے پر نام لکھ کر اس نے انہیں ایک ہی طرح تہہ کیا اور پرچیاں بنا کر اس نے مٹھی میں انہیں خلط ملط کرنے کے بعد ان سب کو میز پر

پھینک دیا۔

"مس بوچر! ——— آپ ایک پرچی اٹھا لیں ——— جس کا نام نکلے گا وہ اس مہم میں سب کا چیف ہو گا" ——— بلیک نے مس بوچر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تھینک یو" ——— مس بوچر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک پرچی اٹھا کر شوگران کے چوشان کے حوالے کر دی۔

"آپ پڑھیں اسے" ——— بوچر نے پرچی دیتے ہوئے کہا اور چوشان نے سر ہلاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے پرچی لی اور پھر اس کی تہیں کھولنی شروع کر دیں۔

سب کے چہروں پر عجیب سی سنسنی طاری تھی۔ کیونکہ اس اہم ترین بین الاقوامی مہم کی سربراہی ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔

"مسٹر شاکل" ——— چوشان نے اعلان کیا اور پرچی میز پر رکھ دی۔ اور شاکل کے ساتھ ساتھ مس بوچر کا چہرہ بھی خوشی سے کھل اٹھا۔ کیونکہ ان کے ذہن کے مطابق روسیاہ نے باقی دونوں سپر پاورز پر ترجیح حاصل کر لی تھی۔

"اس اعتماد کا شکریہ ساتھیو! ——— سب سے پہلی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس مشن کے بعد ہمیں یہ بھول جانا چاہیے کہ ہمارا تعلق کس ملک سے ہے ——— ہم سب ایک ٹیم کے طور پر کام کریں گے ——— تاکہ پوری دنیا کے لئے خوفناک خطرہ بننے والی اس بین الاقوامی تنظیم کا فوری اور موثر طور پر قلع قمع کر سکیں" ——— شاکل نے چیف بنتے ہی باقاعدہ تقریر کر ڈالی۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ایسا ہی ہو گا ۔۔۔ اب ہمیں فوری طور پر لائن آف ایکشن تجویز کرنی چاہیئے ۔۔۔ تاکہ کام شروع کیا جا سکے" ۔۔۔ بلیک نے جواب دیا۔

"مسٹر بلیک! ۔۔۔ آپ ہی کوئی تجویز پیش کریں ۔۔۔ کیونکہ سب سے پہلے آپ کے ملک نے ہی اس تنظیم کا سراغ لگایا ہے" ۔۔۔ کاشاکی نے بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ساتھیو! ۔۔۔ جہاں تک ہماری اطلاع ہے ۔۔۔ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول ملک میں ہے ۔۔۔ اور اس کی سربراہ کوئی عورت میڈم کیٹ ہے ۔۔۔ اس کے علاوہ ہمیں کوئی علم نہیں ہے" ۔۔۔ بلیک نے جواب دیا۔

"نارتھ پول اور میڈم کیٹ" ۔۔۔ چوشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ چونک پڑا۔

"اوہ! ۔۔۔ میں بتاتا ہوں ۔۔۔ میں اس میڈم کیٹ سے ایک بار ٹکرا چکا ہوں ۔۔۔ یہ دراصل بین الاقوامی مجرمہ میڈم ڈارجینی کا کوڈ نام ہے ۔۔۔ انتہائی خطرناک ۔۔۔ ذہین ترین ۔۔۔ اور شاطر ترین عورت ہے" ۔۔۔ چوشان نے بتایا۔

"اوہ! ۔۔۔ میڈم ڈارجینی! ۔۔۔ اگر واقعی یہی میڈم کیٹ ہے تو پھر ہمیں انتہائی ہوشیاری سے کام کرنا پڑے گا ۔۔۔ آج تک بڑے سے بڑا سیکرٹ ایجنٹ بھی اس کی گرد کو نہیں پا سکا" ۔۔۔ چیف شاکل نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھی میڈم ڈارجینی کے متعلق ایک بات کا علم ہے کہ میڈم ڈارجینی

نفسیاتی مریضہ ہے ۔۔۔ انتہائی سفاک اور ظالم عورت ہے ۔۔۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ ایسے مرد اس کی کمزوری ہیں جو انتہائی اکھڑ مزاج اور سفاک ہوں ۔۔۔ میں نے سنا ہے کہ اس کے مخصوص آدمی ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتے ہیں ۔۔۔ جہاں اس قسم کا مرد انہیں میسر آتا ہے اسے اغوا کر کے میڈم کیٹ کے پاس پہنچا دیتے ہیں ۔۔۔ مگر آج تک وہ مرد پھر کبھی دنیا میں واپس نظر نہیں آیا" ۔۔۔ مس بوچہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اور ایک بات میں بھی بتا دوں کہ ایسی عورتیں جو آرائش حسن اور مساج فن میں ماہر ہوں ۔۔۔ مادام کیٹ کے لئے بے حد اہم ہوتی ہیں ۔ کیونکہ سنا ہے وہ اپنے جسم پر روزانہ مختلف عطریات کی مالش کرواتی ہے اور جہاں بھی مالش کرنے والی عورت کا ہاتھ نرم پڑا ۔۔۔ وہ عورت دوسرا سانس نہیں لے سکتی ۔۔۔ اس لئے اسے ہر وقت ایسی عورتوں کی تلاش رہتی ہے جو آرائش حسن اور مساج کے فن میں طاق ہوں" ۔۔۔ کاشاکی نے معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا کیا جائے کہ ہم فوراً نارتھ پول پہنچ جائیں ۔۔۔ جہاں مس بوچہ ۔۔۔ مس کاشاکی ۔۔۔ اور مس مارگریٹ مل کر بیوٹی پارلر کھول لیں اور اس کی وسیع پیمانے پر پبلسٹی کی جائے ۔۔۔ شاید اس طرح ان میں سے کسی کو مادام کیٹ تک پہنچنے کا موقع مل جائے ۔۔۔ اور میں مسٹر بلیک ۔۔۔ اور مسٹر چوشان نارتھ پول میں غنڈوں کے روپ میں ایک گروہ بنا لیں ۔۔۔ ہمارا کام ہوٹلوں ۔۔۔ باروں ۔ اور جوئے خانوں میں اودھم مچانا ہو ۔۔۔ انتہائی اکھڑ پن اور سفاکی کا مظاہرہ ہماری فطرت

ہوگا ـــــ اس طرح ہوسکتا ہے ہم میں سے کسی پر مادام کیٹ کی نظر پڑ جائے" چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بہت اچھی تجویز ہے ـــــ اس طرح مجھے یقین کہ ہم خود منزل تک پہنچ جائیں گے" ـــــ بلیک نے حمایت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ـــــ یہ طے رہا ـــــ ہمارا آپس میں رابطہ ٹیلی بوک نمبر تھرٹی سے رہے گا ـــــ کوڈ یوں رہے گا کہ ہم میں سے ہر شخص ٹیلی بوک نمبر تھرٹی پر بات کرتے ہوئے ایک دوسرے کو اس دن کے پہلے حرف سے بلوائے گا ـــــ مثال کے طور پر منڈے کے روز جب ہم بات کریں گے تو ایس بلیک ـــــ ایس شاکل کہہ کر ـــــ اور منڈے کو ایم بلیک اور ایم شاکل ـــــ اور اسی طرح ہر روز یہ کوڈ بدلتا رہے گا" چیف شاکل نے کہا۔

"بہت خوب ! ـــــ بہت اچھا کوڈ ہے" ـــــ سب نے اس کوڈ کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"تو یہ طے رہا ـــــ لیڈیز علیحدہ علیحدہ ہارٹ پول پہنچیں گی ـــــ جبکہ ہم مرد علیحدہ جائیں گے" ـــــ چیف شاکل نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے بڑی گرمجوشی سے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور پھر وہ سب باری باری سیڑھیاں چڑھتے ہوئے باہر آگئے۔

عمران جب دانش منزل پہنچا تو بلیک زیرو نے بتایا کہ ابھی تک مطلوبہ آدمی نہیں پہنچا۔

"ٹھیک ہے آجائے گا ـــــ میں نے تو احتیاطاً فون کر دیا تھا" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا چکر چل پڑا ہے ـــــ ؟ کچھ مجھے تو بتائیے" ـــــ بلیک زیرو نے تجسس آمیز لہجے میں پوچھا اور عمران نے سر سلطان سے ملاقات کی تفصیل کے ساتھ ساتھ آصف سلیمان سے ملاقات تک کے تمام حالات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ ! ـــــ واقعی انتہائی خوفناک حملہ ہوگا یہ ـــــ مگر میرا خیال ہے کہ صرف سٹیٹ بنک تک ہی وہ لوگ اپنے آپ کو محدود نہیں رکھیں گے۔ بلکہ کمرشل بنکوں کے سٹاک رومز میں بھی گڑبڑ کی جائے گی" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں! ـــ ایسا بھی ہو سکتا ہے ـــ میرا خیال ہے انہیں بھی فوری طور پر چیک کر لیا جائے"ـــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلطان سپیکنگ"ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کی بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب! ـــ سٹیٹ بنک والا کلیو درست رہا ہے ـــ میں تیزی سے آگے بڑھ رہا ہوں ـــ اب آپ ایسا کیجئے کہ کمرشل بنکوں کی مین برانچوں کے سٹاک انچارجز کے نام اور پتے حاصل کر کے مجھے جلد از جلد اطلاع دیں ـــ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ بھی اس سلسلے میں ملوث ہوں"ـــ عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے! ـــ میرا خیال ہے کہ اگر سٹیٹ بنک کے ذریعے آگے بڑھو تو زیادہ بہتر رہے گا ـــ اگر ہم تنظیم کے سرغنوں کو پکڑ لیں تو باقی بکھیڑے کی ضرورت نہیں ہے"ـــ سر سلطان نے جواب دیا۔

"جناب! ـــ جو میں کہہ رہا ہوں ـــ آپ وہ کام کریں ـــ مجھے نصیحتیں مت کریں ـــ میں نے آپ کو اس لئے تکلیف دی ہے کہ آپ کسی کو شک میں مبتلا کئے بغیر یہ کام کر سکتے ہیں ـــ باقی برا بھلا میں خود اچھی طرح سمجھتا ہوں"ـــ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تم ناراض ہو گئے ـــ میں نے تو ویسے ہی مشورہ دیا تھا"ـــ سر سلطان نے نرم لہجے میں کہا۔

"ناراضگی کی بات نہیں جناب! ـــ میں اس تنظیم کو فوری طور

پر قابو میں کرنا چاہتا ہوں ـــ اگر ہم صرف ایک سائیڈ پر چلتے رہے اور وہ لوگ کسی اور سائیڈ پر جعلی کرنسی پھیلانے میں کامیاب ہو گئے ـــ تو پھر سب کیا دھرا خاک میں مل جائے گا"ـــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے! ـــ تم صحیح نتیجے پر پہنچے ہو ـــ میں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں یہ پتے حاصل کر کے تمہیں اطلاع دیتا ہوں"ـــ سر سلطان نے کہا۔

"شکریہ"ـــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"طاہر! ـــ اگر میں آنے والے آدمی سے پوچھ گچھ میں مصروف ہوں اور سر سلطان کا فون آ جائے تو تم عمران کو کہہ کر انہیں اخذ کر لینا۔ کام فوری طور پر ہو جانا چاہئے"ـــ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"ـــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

اور عین اسی لمحے کمرے میں ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور دیوار پر لگا ہوا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دیوار پر نصب سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہرے ابھر آئے۔ وہ گیٹ کے باہر کار سمیت موجود تھے۔ بلیک زیرو نے اطمینان کر لینے کے بعد ایک اور بٹن دبا دیا تو گیٹ کھلتا چلا گیا اور کار اندر آ گئی۔ وہ سیدھے کار گیسٹ روم کی طرف بڑھاتے چلے گئے۔ وہاں کار روک کر صفدر نیچے اترا اور اس نے پچھلی نشست کا دروازہ کھول کر ایک بے ہوش آدمی کو کھینچ کر باہر نکالا اور کندھے پر لاد کر تیزی سے گیسٹ روم کی

طرف بڑھ گیا۔

بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا تو گیسٹ روم کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور صفدر اس آدمی کو اٹھائے اندر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ خالی ہاتھ واپس آیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور پھر وہ میٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ تھا۔

چند لمحوں بعد وہ دونوں میٹنگ روم میں پہنچ گئے۔ بلیک زیرو اور عمران ان دونوں کی حرکات و سکنات سکرین پر دیکھ رہے تھے۔ جیسے ہی وہ میٹنگ میں پہنچے، بلیک زیرو نے ایک اور بٹن دبایا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــــ مطلوبہ آدمی گیسٹ روم میں پہنچ گیا ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی" ـــــ ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"نہیں جناب! ـــــ یہ وہاں اکیلا رہتا تھا ـــــ سویا ہوا تھا ہم نے بیہوش کر دیا اور یہاں لے آئے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے عمران نے ہاتھ اٹھا کر بلیک زیرو کو خاموش رہنے کے لئے کہا اور پھر خود بول پڑا۔

"نگرانی تو نہیں ہو رہی تھی اس کے مکان کی" ـــــ ؟ لہجہ ایکسٹو والا تھا۔

"نہیں جناب! ـــــ ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا تھا" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔ اُسے ذرا برابر بھی احساس نہیں ہوا تھا کہ اب بولنے والا بدل گیا ہے۔

"او کے! ـــــ اب تم جا سکتے ہو ـــــ مگر تم نے الرٹ رہنا ہے۔ ٹیلیفون کر کے باقی ممبرز کو بھی الرٹ کر دو ـــــ ہو سکتا ہے کچھ اور لوگوں کو فوری طور پر اغوا کرنا پڑے" ـــــ عمران نے کہا۔

"بہتر جناب! ـــــ ویسے کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ چکر کیا ہے" ـــــ ؟ صفدر نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ابھی تفصیلات بتانے کا وقت نہیں آیا ـــــ بہرحال انتہائی اہم اور خطرناک مسئلہ ہے" ـــــ عمران نے مبہم سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر! ـــــ اب ہم چلتے ہیں" ـــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب تک وہ دونوں کار سمیت دانش منزل سے باہر نہ چلے گئے، عمران بلیک زیرو آپریشن روم میں بیٹھا رہا۔ ان کے جانے کے بعد وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر سلطان کا ٹیلیفون ملتے ہی ممبرز کو کام پر لگا دینا ـــــ میں ذرا اس پروفیسر کو ٹٹول لوں" ـــــ عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران آپریشن روم سے نکل کر سیدھا گیسٹ روم کی طرف بڑھا۔ عمران نے دانش منزل میں مشکوک افراد سے پوچھ گچھ کے لئے یہ خصوصی کمرہ تیار کروایا تھا وہ اسے طنزاً گیسٹ روم کہتا تھا اور اب تو اس کمرے کا نام ہی گیسٹ روم پڑ گیا تھا۔ اس کمرے میں پوچھ گچھ کے لئے انتہائی جدید سائنسی حربوں کے ساتھ ساتھ انتہائی سادہ مگر انتہائی پر اثر چٹکلے بھی رکھے ہوئے تھے۔ اور عمران ہر آدمی کی نفسیات کے مطابق اس پر حربہ استعمال کرتا تھا اور ایسا آج تک نہ ہوا تھا کہ عمران نے کسی سے کوئی بات پوچھنی چاہی ہو اور وہ اس میں ناکام لوٹا ہو۔

عمران نے مخصوص لاک ہٹا کر گیسٹ روم کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر کے اس کا لاک بند کر دیا۔ سامنے فرش پر ایک ادھیڑ عمر کا شخص بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ شکل و صورت سے وہ کوئی کتابی قسم کا آدمی لگتا تھا۔

عمران چند لمحے غور سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر اس کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ پروفیسر عبدالرشید نے سلیپنگ سوٹ پہنا ہوا تھا اس لئے کسی چیز سے ملنے کا امکان تو کم تھا مگر پھر بھی عمران نے اس کی تلاشی لینی ضروری سمجھی۔ کیونکہ اسے ایسے لوگوں کی نفسیات کا اچھی طرح علم تھا کہ یہ لوگ عام حالات میں تو بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر جب ردعمل سخت ہو تو پھر فوراً راہ فرار اختیار کر جاتے ہیں اور ظاہر ہے اتنی خوفناک تنظیم کا آلہ کار ہونے کی وجہ سے ضرور اس نے جیب میں یا کسی اور جگہ کوئی ایسا کیپسول یا زہر چھپا رکھا ہو گا کہ جب راہ فرار اختیار کرنی پڑے تو فوراً اپنی جان دے دے۔ عمران نے بے ہوش پروفیسر کا منہ کھول کر اس کے دانتوں کو بھی اچھی طرح چیک کیا۔ مگر ایسا کوئی کیپسول یا زہر کے آثار نہ ملے تو عمران مطمئن ہو کر پیچھے ہٹا اور پھر اس نے پروفیسر کو دونوں کاندھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے دیوار کے ساتھ گھسیٹ کر اس کی پشت دیوار سے لگا کر باقاعدہ بٹھا دیا۔ اس کی دونوں ٹانگوں کو موڑ کر یوں کر دیں جیسے پروفیسر آلتی پالتی مارے گوتم بدھ کی طرح گیان دھیان میں مصروف ہو۔

پھر عمران نے دو انگلیوں سے پروفیسر کی ناک چٹکی میں دبائی اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جما دیا۔ سانس رکنے کی وجہ سے دوسرے لمحے پروفیسر کے جسم میں پھڑپھڑاہٹ شروع ہو گئی اور اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ جب

عمران نے محسوس کیا کہ اب پروفیسر ہوش میں آنے والا ہے تو اس نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور پروفیسر کے سامنے یوں دو زانو ہو کر بیٹھ گیا جیسے انتہائی بزرگ استادوں کے سامنے فرمانبردار شاگرد بیٹھے رہتے ہیں۔ عمران کا سر جھکا ہوا تھا۔ مگر وہ کنکھیوں سے پروفیسر کی تیزی سے تبدیل ہونے والی حالت کو بغور دیکھ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی پروفیسر نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی سرخ آنکھیں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جم گئیں۔ آہستہ آہستہ آنکھوں میں شعور کی چمک ابھرتی چلی گئی۔ اور پھر پروفیسر کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔

"یا پروفیسر ---- مجھے جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ بتا دیجئے ----؟" ان نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"گک ---- گک ---- کون ہو تم ---- اور میں کہاں ہوں ----؟" یسر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یا پروفیسر! ---- میں بہت غریب ہوں ---- میرے پاس کچھ بھی ---- بس جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ بتا دیجئے ---- میرے سارے دّر ہو جائیں گے" ---- عمران کا لہجہ مسکینوں جیسا تھا۔

"کون ہو تم ---- اور یہ کیا کہہ رہے ہو ----؟" پروفیسر نے اٹھنے شش کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھئے پروفیسر! ---- میں بڑا شریف آدمی ہوں ---- میں نے آج کر لیا ہے کہ آج آپ سے جعلی نوٹ بنانے کا نسخہ ضرور پوچھوں گا۔ اور نتے ہیں ---- تنگ آمد بجنگ آمد ---- اگر آپ نے شرافت سے نہ بتایا تو پھر میں آپ کے حلق میں انگلی ڈال کر یہ نسخہ اگلوا لوں گا۔ یا پروفیسر

میں بڑا غریب ہوں" ——— عمران کی عاجزی میں اضافہ ہو گیا۔

"تم پاگل ہو ———۔ میرے پاس ایسا نسخہ کہاں سے آیا" ——— پروفیسر عمران کو غصیلے انداز میں دھکیلتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

عمران بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب اس کے چہرے پر سے تمام عاجزی و مسکینی یکلخت چھٹ گئی۔

"تو تم سعید کی طرح نہیں بتاؤ گے" ——— عمران نے پروفیسر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے غرا کر کہا۔

"مم ——— میں کہاں ہوں..." ——— پروفیسر نے گھبرا کر نظریں چراتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت شاہی عقوبت خانے میں ہو ——— مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم تاریخ کے پروفیسر ہو ——— اور اس لحاظ سے تم شاہی عقوبت خانوں سے اچھی طرح واقف ہو گے ——— جہاں آکر پتھر بھی بول پڑتے ہیں" ——— عمران کے لہجے میں غراہٹ کچھ اور بڑھ گئی۔

"مم ——— مگر ——— میرا جعلی نوٹوں سے کیا تعلق ——— اور کون ہو" ——— اس بار پروفیسر نے اپنے آپ کو قدرے سنبھالتے ہوئے کہا۔

"دیکھو پروفیسر عبدالرشید! ——— جو کچھ میں پوچھوں ——— سیدھی طرح بتا دو ——— ورنہ یاد رکھو! ——— اس منحوس پیشے پر تم جیسے داغ کو مٹانے کے لئے میرے پاس ہزاروں نسخے موجود ہیں" ——— عمران نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اتنا سرد تھا کہ پروفیسر کے جسم میں سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"تم جو کوئی بھی ہو ——— یقین رکھو میں ایک سیدھا سادا شریف آدمی

ہوں۔ میرا کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے" ——— پروفیسر نے بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"تم آصف سلیمان کو جانتے ہو" ——— عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"آصف سلیمان! ——— وہ جو نیشنل بنک میں افسر ہے ——— ہاں جانتا ہوں... ——— وہ میرا دوست ہے" ——— پروفیسر نے جواب دیا۔

"تم سے اس نے اپنی بیٹی کی شادی کے سلسلے میں مشکلات کا رونا رویا تھا" ——— عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ——— ایک دعوت میں اس نے مجھ سے ذکر کیا تھا ——— مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو ———" پروفیسر نے سوال کیا۔

"پھر تم نے اس کی مشکلات کا کیا حل نکالا" ——— عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے ——— میں نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ کچھ سوچوں گا ——— میرا خیال تھا کہ میرے پاس بینک میں دس ہزار روپے پڑے ہیں ——— وہ اسے دے دوں گا ——— مگر اس کے بعد وہ ملا ہی نہیں" ——— پروفیسر عبدالرشید نے جواب دیا۔

عمران کی آنکھوں میں الجھن کے آثار نمایاں ہو گئے۔ کیونکہ عمران کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ پروفیسر سچ بول رہا ہے جبکہ اس بات پر یقین کرنے سے تمام مسئلہ الجھ جاتا تھا۔

"کیا تم نے دو آدمیوں کو آصف سلیمان کے پاس بھیجا تھا کہ وہ اسے ایک راز کے بدلے میں دس لاکھ روپے دے آئیں" ———؟ عمران نے پوچھا۔

"میں نے ـــــ میں نے تو ایسے کوئی آدمی نہیں بھیجے ـــــ اور پھر میرے دوستوں میں ایسا ایک بھی آدمی نہیں جو دس لاکھ روپے کسی کو دے سکے" ـــــ پروفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر ان لوگوں نے اُسے تمہارا حوالہ دیا تھا" ـــــ عمران نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تم یقین کرو ـــ میں نے کسی سے کچھ نہیں کہا ـــ میں تو اپنے آپ میں مگن رہنے والا آدمی ہوں ـــ یونیورسٹی میں پڑھاتا ہوں اور پھر گھر میں بھی کتابوں میں الجھا رہتا ہوں ـــ اس روز بھی اس دعوت میں اس لئے چلا گیا تھا کہ میرے ایک عزیز طالب علم نے اصرار کیا تھا۔ یہ دعوت اس کے یونیورسٹی میں اول آنے کے اعزاز میں دی جا رہی تھی۔ وہیں آصف سلیمان سے ملاقات ہوئی" ـــــ پروفیسر اب پورے اعتماد سے بات کر رہا تھا۔

"آصف سلیمان سے تمہاری دوستی کیسے ہوئی" ـــــ؟ عمران نے ایک لمحہ توقف کرنے کے بعد پوچھا۔

"آصف پہلے یونیورسٹی میں پڑھاتا تھا ـــــ پھر اس نے سٹیٹ بنک میں نوکری کر لی ـــــ تب سے ہمارے تعلقات ہیں ـــــ مگر یہ تعلقات بھی کبھی کبھار ملاقات تک ہی محدود ہیں ـــــ مگر تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو" ـــــ؟ پروفیسر نے پوچھا۔

"بس ایک چکر پڑ گیا ہے اس لئے پوچھ رہا ہوں ـــــ یہ بتاؤ جس وقت تم سے آصف سلیمان نے بات کی تھی اس وقت تمہارے ارد گرد اور کون لوگ تھے" ـــــ؟ عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"بے شمار لوگ تھے ـــــ یہ بوفے طرز کی دعوت تھی ـــــ ہم سب پلیٹیں اٹھائے کھڑے کھا رہے تھے" ـــــ پروفیسر نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ کسی نے تمہاری بات چیت سے فائدہ اٹھایا ہے ـــــ بہرحال پروفیسر! ـــــ مجھے افسوس ہے کہ تمہیں تکلیف پہنچی ـــــ مگر ایک بات یاد رکھنا۔ آج کے بعد اس تمام گفتگو کو یکسر بھول جانا ـــــ ورنہ تمہاری زندگی کا چراغ ایک لمحے میں گل کر دیا جائے گا" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کسی نے ان دونوں کی بات چیت سن لی اور پھر اس سے فائدہ اٹھا لیا۔ ویسے بھی اُسے یقین نہ آ رہا تھا کہ اتنی بڑی تنظیم اتنا کچا کام کرے گی کہ ایک پولیس والا بھی کڑیاں جوڑ کر ان تک پہنچ جاتا۔

"اب تم آرام کرو ـــــ میں تمہیں واپس بھجوانے کے انتظامات کرتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"پلیز ٹھہرو! ـــــ مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو ـــــ؟ اور یہ سب کیا چکر ہے" ـــــ؟ پروفیسر نے اُسے روکتے ہوئے کہا۔

"سنو پروفیسر! ـــــ تم شکر کرو کہ مجھے تمہاری باتوں پر یقین آ گیا ہے ورنہ تمہارا جسم تو ایک طرف رہا ـــــ تمہاری روح بھی صحیح سالم حالت میں یہاں سے باہر نہ جا سکتی ـــــ بہرحال یہ ایک سرکاری چکر ہے ـــــ تم بس یہ سب کچھ بھول جاؤ۔ حتیٰ کہ آصف سلیمان سے بھی اغلاتاً بھی ذکر نہ کرنا ـــــ ورنہ تمہاری موت تمہارے قریب ہی موجود ہو گی" ـــــ عمران نے کہا اور پھر لاک کھول کر وہ باہر نکل آیا۔ باہر سے دروازہ بند کر کے اس نے

دروازے کی جڑ میں لگے ہوئے ایک خفیہ بٹن کو دو بار دبایا اور پھر واپس آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ بٹن دبتے ہی بیہوش کر دینے والی گیس کمرے میں پھیل گئی ہوگی اور پروفیسر ایک بار پھر بیہوش ہو چکا ہوگا۔

مگر اب اس کے ذہن میں کھچڑی سی پک رہی تھی۔ وہ ایک بار پھر مکمل اندھیرے میں تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کلیو کے ملنے سے وہ مقامی تنظیم پر جلد ہی ہاتھ ڈال دے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ مجرم اس کی توقع سے زیادہ ہی چالاک ثابت ہوئے تھے۔ یہی سوچتا ہوا وہ آپریشن روم میں داخل ہوا تو اسی لمحے بلیک زیرو رسیور رکھ رہا تھا۔ اس کے سامنے کاغذ پر نام و پتوں کی ایک فہرست موجود تھی۔

"ابھی ابھی سر سلطان نے کمرشل بنکوں کے سٹاک انچارجوں کے نام اور پتے لکھوائے ہیں" ——— بلیک زیرو نے عمران کو دیکھ کر کہا۔

"نہیں! ——— کوئی فائدہ نہیں ——— مجرم ہماری توقع سے کہیں زیادہ چالاک ہیں ——— تم انہیں اغوا کرانے کا خیال چھوڑ دو اور صفدر اور کیپٹن شکیل کو کہہ دو کہ وہ گیسٹ روم میں موجود بیہوش پروفیسر کو دوبارہ اس کے گھر چھوڑ آئیں" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیوں! ——— پروفیسر نے کچھ نہیں بتایا" ——— ؟ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! ——— اسے اس کی لاعلمی میں استعمال کیا گیا ہے۔ وہ بے ضرر سا شخص ہے" ——— عمران نے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار نمایاں ہوتے چلے جا رہے تھے۔

بلیک زیرو نے مزید سوالات کرنے کی بجائے رسیور اٹھایا اور صفدر کو پروفیسر کو واپس چھوڑ آنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"اب کیا پروگرام ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے رسیور رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ شہر کے نامی غنڈوں کو ٹٹولا جائے۔ یقیناً یہ لوگ نوٹ بدلنے کے لئے ایسے ہی لوگوں کو استعمال کریں گے" ——— عمران نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ——— یہ بات درست ہے ——— میرا خیال ہے کہ ان کاموں کا ماہر شیر خان ہے ——— اس کا اپنا پورا گروہ ہے جو نقب لگا کر بنک لوٹنے میں ماہر ہیں" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"شیر خان" ——— ؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ——— یہ یہاں کا مشہور غنڈہ ہے ——— جانی بار کا مالک ہے" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"مگر میں یہ نام پہلی بار سن رہا ہوں" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ابھی حال ہی میں کہیں باہر سے آیا ہے ——— مجھے بھی اتفاقاً اس کے متعلق پتہ چلا ——— مگر اس نے یہاں آتے ہی پے در پے ایسی وارداتیں کی ہیں کہ اس کا رعب سب پر بیٹھ چکا ہے ——— بظاہر جھالی سیدھا سادھا آدمی ہے مگر سنا ہے کہ خطرناک حد تک لڑاکا، چالاک ——— سفاک اور عیار آدمی ہے" ——— بلیک زیرو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یہ سب تفصیلات کیسے ملیں" ۔۔۔ ؟ عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"دراصل جب میں فارغ ہوتا ہوں تو شغل کے طور پر ایسے لوگوں کا کھوج لگاتا رہتا ہوں ۔۔۔ تاکہ شہر کے سماج دشمن عناصر کے متعلق اپ ٹو ڈیٹ معلومات حاصل ہوتی رہیں ۔۔۔ گو ہمارا فیلڈ تو ان سے نپٹنا نہیں ہے مگر پھر بھی مجرموں کی سرکوبی کے درمیان ان سے واسطہ پڑ سکتا ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"ویری گڈ بلیک زیرو! ۔۔۔ آج تم نے طبیعت خوش کر دی ہے ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اب تم میں بھی حماقت کے جراثیم سرایت کرتے جا رہے ہیں" ۔۔۔ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"بس جناب آپ کی صحبت کا اثر ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ عمران کی تعریف سے کھل اٹھا تھا۔

"رسیور مجھے دو ۔۔۔ اور ٹائیگر کے نمبر ملاؤ" ۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹائیگر" ۔۔۔ ؟ بلیک زیرو نے رسیور اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے حیران لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں سیکرٹ سروس کو سامنے نہیں لانا چاہتا ۔۔۔ ورنہ مجرم ہوشیار ہو جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر رابطہ ملنے کا انتظار کرنے لگا۔

بلیک زیرو کے نمبر ملاتے ہی دوسری طرف گھنٹی بج اٹھی۔ چند لمحے گھنٹی بجتی رہی۔ پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو" ۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"عمران سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا

"یس سر" ۔۔۔ ٹائیگر کا لہجہ یکدم مودبانہ ہو گیا۔

"ٹائیگر! ۔۔۔ جونی بار کے مالک شیر خان کو جانتے ہو" ۔۔۔ ؟ عمران نے سوال کیا۔

"یس باس! ۔۔۔ اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ انتہائی خطرناک غنڈہ ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیا تم اسے اغوا کر کے دانش منزل تک پہنچا سکتے ہو" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"کب باس" ۔۔۔ ؟ ٹائیگر نے بلا کسی توقف کے پوچھا۔

"ابھی اور اسی وقت" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس! ۔۔۔ میں کوشش کرتا ہوں" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لفظ کوشش میرے سامنے مت استعمال کیا کرو ۔۔۔ سمجھے ۔۔۔ اسے تم نے ہر قیمت پر اغوا کر کے لانا ہے" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"سوری باس! ۔۔۔ ویسے ہی منہ سے نکل گیا تھا ۔۔۔ آپ بےفکر رہیں ۔۔۔ آدھے گھنٹے کے اندر اندر شیر خان دانش منزل پہنچ جائے گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔

"وہ انتہائی خطرناک غنڈہ ہے ـــــ ٹائیگر اکیلا اس پر قابو نہ پا سکے گا" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہیں ٹائیگر کی صلاحیتوں کا صحیح علم نہیں ہے بلیک زیرو ـــ وہ چاہے تو آدھے شہر کو ایک ہی وقت میں اغوا کر لائے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر کرسی کی پشت سے لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔



جدید فیشن کے خوبصورت کوچ پر ایک نوجوان لڑکی باریک سا گون پہنے ہوئے یوں بیٹھی ہوئی تھی جیسے وہ کسی ملک کی شہزادی ہو۔ اس کا چہرہ بیک وقت معصومیت اور سفاکی کا امتزاج پیش کر رہا تھا۔ آنکھیں یوں سرخ تھیں جیسے گزشتہ کئی دنوں سے وہ شراب پینے میں مصروف ہو۔ اس کی پشت پر ایک چھوٹے قد کی خوبصورت اور نوجوان لڑکی چست لباس پہنے کھڑی تھی۔ اور کوچ پر بیٹھی نوجوان لڑکی کے بالوں کو مختلف لٹوں میں باندھ کر ایک خاص ہیئر اسٹائل بنانے میں مصروف تھی۔

کوچ کے سامنے ایک قدِ آدم آئینہ تھا جس میں وہ دونوں بہت نمایاں نظر آ رہی تھیں۔

"دیکھو مارشیا ـــ جو ہیئر اسٹائل تم بنا رہی ہو ـــ یہ اتنا منفرد ہونا چاہیئے کہ آج سے پہلے کسی عورت نے نہ بنوایا ہو۔ اور پھر اس سے میری خوبصورتی میں اضافہ ہونا چاہیئے" ـــ کوچ پر بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی نے پیچھے کھڑی ہوئی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد اور سپاٹ تھا۔

"ایسا ہی ہوگا مادام" ـــ مارشیا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ بڑے ماہرانہ انداز میں اپنے کام میں مصروف تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد اس نے کلپ دوبارہ کھولنے شروع کر دیئے اور پھر بالوں کی لٹوں کو ماہرانہ انداز میں سیٹ کرنے میں مصروف ہو گئی۔ جب اس نے ایک طویل سانس لے کر اپنے قدم پیچھے ہٹائے تو کوچ پر بیٹھی ہوئی لڑکی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ بغور اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ مختلف انداز میں مڑ کر وہ اپنے آپ کا جائزہ لیتی رہی۔

اس دوران مارشیا خاموش کھڑی رہی۔ اس کے چہرے سے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی زندگی موت کا فیصلہ سننے کی منتظر ہو۔

"او کے ـــ اچھا ہیئر اسٹائل ہے ـــ مجھے پسند آیا ہے" اس لڑکی نے اس بار مسکراتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

"شکریہ مادام" ـــ مارشیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور وہ مادام کے سامنے رکوع کے بل جھکتی چلی گئی۔

مادام نے کوچ پر پڑا ہوا سُچے موتیوں سے بنا پرس اٹھایا اور اُسے کھول کر اس میں سے ایک سُرخ رنگ کا کارڈ نکال کر مارشیا کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تمہارا انعام ہے ——— اس کارڈ کے بدلے میں تمہیں ایک خالی چیک مل جائیگا ——— تم جس قدر بھی چاہے اس پر رقم لکھ کر کیش کرا لینا" ——— مادام نے کہا۔

"آپ کی پسند ہی میرا انعام ہے مادام" ——— مارشیا کارڈ لیتے ہوئے ایک بار پھر رکوع کے بل جھکتی چلی گئی اور پھر پچھلے قدموں ہٹتی ہوئی کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

مادام نے الماری کھول کر سُرخ رنگ کا ایک چست لباس نکالا اور اُسے پہن کر اس نے پرس اٹھایا اور پھر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی باہر نکلی، دروازے کے باہر سٹین گنوں سے مسلح دو قوی ہیکل آدمی رکوع کے بل جھکتے چلے گئے۔ مگر مادام نے ان پر نظر ڈالنی بھی گوارا نہ کی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ دونوں بڑے مؤدبانہ انداز میں اس کے پیچھے چلنے لگے۔

مادام اس وقت ایک طویل راہداری سے گزر رہی تھی۔ راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جسے کھول کر مادام جب باہر آئی تو سامنے ایک خوبصورت سا پورچ تھا جس میں جدید ماڈل کی رولس رائس کار موجود تھی اور کار کے قریب ہی براق سفید وردی میں ملبوس ڈرائیور یوں چوکنا کھڑا تھا جیسے ابھی اس پر قیامت ٹوٹنے والی ہو۔ مادام کو باہر نکلتا دیکھ کر اس نے تیزی سے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور پھر رکوع کے بل جھک گیا۔

مادام پچھلی نشست پر بیٹھ گئی تو اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ہال بار ہوٹل" ——— مادام نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ——— ڈرائیور نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس قیمتی ترین گاڑی کا نفیس انجن بغیر کوئی آواز نکالے جاگ پڑا۔ ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی اور سنگ مرمر کی بنی ہوئی دودھیا سڑک پر گاڑی یوں پھسلتی چلی گئی جیسے وہ سڑک پر نہ چل رہی ہو بلکہ دودھ کی نہر میں تیرتی چلی جا رہی ہو۔

شاہی محل کے طرز کے بنے ہوئے گیٹ سے گزرتی ہوئی کار بیرونی سڑک پر آگئی۔ گیٹ پر موجود باوردی مسلح دربان کار کے قریب پہنچتے ہی رکوع کے بل جھکتے چلے گئے اور جب تک کار گزر نہ گئی وہ بدستور اسی طرح جھکے رہے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک عظیم الشان ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی جس میں پہلے سے ہی بے شمار کاریں موجود تھیں۔ ڈرائیور نے کار مین گیٹ کے سامنے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر کر پچھلی نشست کا دروازہ کھولا تو مادام باہر آگئی۔ مین گیٹ کے سامنے موجود باوردی دربان مادام کے باہر نکلتے ہی رکوع کے بل جھکے اور پھر انہوں نے بڑے ادب سے مین گیٹ کا دروازہ کھول دیا اور مادام بڑے انداز سے چلتی ہوئی ہال میں داخل ہو گئی۔

ہال کو انتہائی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور اس وقت اس کی تقریباً تمام میزیں عورتوں اور مردوں سے پُر تھیں۔ جیسے ہی مادام ہال میں داخل

ہوئی، سوٹ میں ملبوس ایک ادھیڑ عمر کا آدمی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بھی رکوع کے بل جھک کر مادام کو آداب کیا۔

"ہوٹل مان بار کی انتظامیہ پرنسز مادام کی آمد پر انتہائی مسرت کا اظہار کرتی ہے —— تشریف لے آیئے" —— اس آدمی نے بڑے مودبانہ انداز میں کہا اور پھر آگے آگے چلتا ہوا وہ مادام کو ایک کونے میں موجود ایک خوبصورت میز کے پاس لے آیا۔

مادام بڑے انداز سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ ایک بیرے نے بڑے مودبانہ انداز میں ایک خوبصورت ٹرے میں وسکی کی ایک بوتل اور ایک خوبصورت جام مادام کے سامنے رکھ دیا اور پھر خود ہٹ کر بڑے مودبانہ انداز میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

ہوٹل کا ہال جو مادام کے اندر داخل ہونے سے قبل قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ اب وہاں کسی قبرستان جیسی خاموشی طاری تھی۔ ہال میں موجود ہر شخص یوں سہم گیا تھا جیسے معصوم چڑیا شکاری عقاب کو دیکھ کر سہم جاتی ہے۔

"یہ عورت کون ہے —— ؟ اس کے آنے پر یہ خاموشی کیوں ہو گئی ہے" —— ؟ ہال کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی ایک عورت نے اپنے ساتھی مرد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شش! —— خاموش رہو! —— اگر کسی نے سن لیا تو ہم دونوں بے موت مارے جائیں گے" —— مرد نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر بات کیا ہے —— ؟ یہ کوئی چڑیل ہے یا ڈائن —— آخر ہے کیا" —— ؟ عورت نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا مگر اس کا

لہجہ دبا ہوا تھا۔

"خدا کے لئے یہ الفاظ مت کہو —— یہ عورت پرنسز مادام ہے۔ انتہائی پراسرار عورت —— جو شخص شہر میں کہیں بھی، چاہے اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر اس کے خلاف کوئی فقرہ کہہ دے —— اسے فوراً قتل کر دیا جاتا ہے —— اس لئے ہر شخص نہ صرف اس کی عزت کرنے پر مجبور ہے —— بلکہ اس سے ڈرتا بھی ہے" —— مرد نے عورت کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! —— تم لوگوں نے خوامخواہ اسے ہوا بنا رکھا ہے —— اس جدید دور میں بھی تم لوگ اتنے توہم پرست ہو سکتے ہو —— حیرت ہے"۔ عورت نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ مرد کوئی جواب دیتا۔ اچانک ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور سٹین گنوں سے مسلح چار قوی ہیکل افراد جنہوں نے سرخ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے اندر داخل ہوئے۔ انہیں دیکھ کر ہال میں موجود ہر شخص کا چہرہ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا۔ وہ چاروں ایک لمحے کے لئے دروازے پر کھڑے ہال کا جائزہ لیتے رہے پھر تیز تیز قدم اٹھاتے سیدھے اس میز کی طرف بڑھتے چلے آئے جس پر وہ عورت اور مرد موجود تھے۔

"کھڑی ہو جاؤ لڑکی! —— تم نے پرنسز مادام کی توہین کی ہے" —— ایک مسلح شخص نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں اس عورت سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو اور تمہیں کیا حق ہے کہ مجھے اس طرح مخاطب کرو —— ؟ میں

ایکریمیا کی شہری ہوں ـــ میں تمہارے خلاف اپنے سفارت خانے میں شکایت درج کراؤں گی" ـــ اس عورت نے غصیلے انداز میں کہا۔

مگر اس کے جواب میں ان چاروں نے ایک قہقہہ بلند کیا اور پھر ان میں سے ایک نے جھپٹ کر اس لڑکی کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈال لیا

" مدد ـــ مدد " ـــ لڑکی نے بری طرح ہاتھ پیر مارتے ہوئے کہا۔

مگر پورے ہال میں ایک شخص نے بھی حرکت نہ کی اور وہ مسلح شخص اس عورت کو اٹھائے سیدھا مادام کی میز کے قریب لے آیا۔ اس نے اسے میز کے قریب فرش پر پٹخ دیا۔ دوسرے لمحے ان چاروں نے اپنی سٹین گنوں کا رخ فرش پر پڑی ہوئی اس عورت کی طرف کیا اور ہال گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔ بے شمار گولیاں اس عورت کے جسم میں گھستی چلی گئیں۔ اور اس عورت کے حلق سے صرف ایک چیخ ہی نکل سکی۔ اس کا پورا جسم گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔

ان چاروں مسلح افراد نے سٹین گنیں اونچی کیں اور پھر وہ مادام کے سامنے رکوع کے بل جھکتے چلے گئے۔

مادام نے ہاتھ اٹھا کر انہیں جانے کا اشارہ کیا اور وہ تیزی سے مڑے اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی بالٹیاں ہاتھ میں لیے ہوٹل کے ملازمین تیزی سے وہاں پہنچے۔ ان میں سے دو نے اس عورت کی گولیوں سے چھلنی لاش کو اٹھایا اور تیزی سے ہوٹل سے باہر نکلتے چلے گئے۔ جبکہ باقی لوگوں نے تیزی سے فرش کو دھونا اور موٹے موٹے کپڑوں سے سکھانا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں

میں انہوں نے اپنا کام ختم کیا اور پھر وہ وہیں ہوٹل کی راہداری میں غائب ہو گئے۔ ب ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہاں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

اسی لمحے ہال کی بڑی لائٹیں بجھ گئیں اور صرف سامنے بنے ہوئے سٹیج پر روشنی پھیل گئی۔ اور پھر ایک خوبصورت اور نوجوان نیم عریاں ڈانسر نے سٹیج پر ڈانس شروع کر دیا۔ وہ ڈانس کرتے کرتے سٹیج سے نیچے اتری اور پھر ناچتی ہوئی سیدھی مادام کی میز کی طرف بڑھ گئی۔ مادام کے قریب پہنچ کر وہ رکوع کے بل جھکی اور پھر واپس مڑ کر اسی طرح ناچتی ہوئی واپس سٹیج پر پہنچ گئی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک مختلف انداز میں ناچنے کے بعد وہ سٹیج سے غائب ہو گئی اور ہال کی بڑی روشنیاں ایک بار پھر جل اٹھیں۔ اس کے ساتھ ہی مادام بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ سوٹ میں ملبوس وہی نوجوان جو اس ہوٹل کا مینجر تھا بھاگتا ہوا آیا اور مادام کے سامنے جھک کر کھڑا ہو گیا۔

" اچھا شو تھا " ـــ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا اور مینجر نے یوں جھک جھک کر سلام کرنے شروع کر دیے جیسے اسے سات بادشاہوں کا خزانہ مل گیا ہو۔

پھر مادام نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے اور مینجر پچھلے قدموں چلتا ہوا اس کی راہنمائی کرنے لگا۔ دروازے پر موجود دربانوں نے جھک کر مادام کو سلام کیا اور پھر اسی طرح جھکے ہوئے انداز میں انہوں نے دروازہ کھول دیا اور مادام تیزی سے قدم اٹھاتی باہر آ گئی۔

برآمدے کے ساتھ ہی مادام کی رولز رائس کار موجود تھی۔ باوردی ڈرائیور نے رکوع کے بل جھک کر دروازہ کھولا اور پھر مادام کے بیٹھنے پر وہ تیزی سے

ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

"واپس محل چلو" ——— مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد کار اسی محل نما عمارت کے بڑے دروازے پر پہنچ گئی اور پھر پورچ میں گاڑی روک کر ڈرائیور نے کار کا دروازہ کھولا اور مادام اتر کر تیزی سے شیشے کے بنے ہوئے بڑے دروازے پر پہنچ گئی۔ وہاں سے راہداری میں پہنچی اور راہداری میں موجود مسلح افراد اس کے پیچھے ادب سے چلتے ہوئے اُسے کمرے کے دروازے تک چھوڑ آئے۔

کمرے میں پہنچتے ہی مادام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پرس ایک میز کی طرف اچھال دیا اور پھر ایک آرام دہ صوفے پر یوں ڈھیر ہو گئی جیسے وہ بے حد تھک گئی ہو۔ اس نے ٹانگیں اور بازو سیدھے کر کے ایک بھرپور انگڑائی لی۔ چند لمحوں تک وہ آنکھیں بند کر کے صوفے پر بیٹھی رہی پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور باتھ روم کی طرف بڑھنے لگی۔

ابھی وہ باتھ روم کے دروازے تک پہنچی نہ تھی کہ کمرے میں ایک مترنم سی گھنٹی گونج اٹھی اور مادام اس گھنٹی کو سنتے ہی تیزی سے مڑی اور پھر قریب موجود ایک الماری کے قریب پہنچ گئی۔

اس نے الماری کے ہینڈل کو پکڑ کر مخصوص انداز میں دو بار اوپر اور تین بار نیچے کیا۔ اس کے ساتھ ہی الماری کے پاٹ پٹ سکرین کی طرح روشن ہوتے چلے گئے۔ سکرین پر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر موجود تھی جس کی آنکھیں گہری سُرخ تھیں اور پھر کمرے میں میاؤں میاؤں کی آوازیں ابھر آئیں۔ اس آواز کے ابھرتے ہی مادام اس الماری کے سامنے رکوع کے

بل جھکتی چلی گئی۔

"پرنسس مادام حاضر ہے میڈم" ——— مادام کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"مادام! ——— آئندہ تم بغیر اجازت حاصل کئے محل سے باہر نہیں جاؤ گی" ——— ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"بہتر میڈم! ——— آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی ——— مگر کیا میں اس حکم کی وجہ جان سکتی ہوں" ——— ؟ مادام نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"میں ایک اہم ترین انقلابی اقدام پر سوچ بچار کر رہی ہوں ——— اور جلد ہی یہ انقلاب شروع ہونے والا ہے ——— اس لئے میں نہیں چاہتی کہ تمہاری وجہ سے میرے آدمیوں کی توجہ بٹ جائے" ——— میڈم کیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم! ——— مگر کیا اس انقلابی اقدام میں میری کوئی ڈیوٹی نہیں ہے" ——— ؟ مادام نے سوال کیا۔

"میں تمہاری صلاحیتوں کو اچھی طرح جانتی ہوں ——— مگر ابھی تمہاری صلاحیتوں کے استعمال کا وقت نہیں آیا ——— جب وقت آئیگا تو تمہیں ضرور استعمال کیا جائے گا" ——— میڈم کیٹ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی میاؤں میاؤں کی آواز ایک بار پھر کمرے میں گونج اٹھی اور پھر سکرین سپاٹ ہو گئی اور چند لمحوں بعد الماری کے پٹ سادہ ہو چکے تھے۔

مادام نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ڈھیلے ڈھیلے قدم اٹھاتی ہوئی باتھ روم کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ٹائیگر نے ٹیلیفون کا رسیور رکھ اور پھر اچھل کر کرسی سے اٹھ کھڑا
اس کے سامنے ایک خوفناک مشن تھا۔ وہ شیر خان کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ
کتنا طاقتور، چالاک اور ہوشیار آدمی ہے۔ اس شخص کا اس کے جھرمٹ سے با
سے اغوا بظاہر ایک ناممکن اقدام تھا مگر ٹائیگر جانتا تھا کہ اسے ہر قیمت پر
کام کرنا ہے کیونکہ وہ اسے اپنی صلاحیتوں کے لئے چیلنج سمجھتا تھا۔ آخر عمران
نے اسے اس قابل سمجھا تھا اسی لئے اسے یہ مشن سرانجام دینے کا حکم دیا
ٹائیگر عمران کو دیوتاؤں کی طرح سمجھتا تھا۔ اس کے ذہن کے مطابق عمران کا
منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ اپنی جگہ اٹل ہوتا ہے اور اس کا پورا ہونا ایک لازمی
امر ۔۔۔۔ اس نے تیزی سے کپڑے بدلے، میک اپ کیا اور سیاہ رنگ کا چست
لباس پہننے کے بعد اس نے الماری کھول کر اس کے خفیہ خانے سے ایک
ریوالور نکال کر جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے کمرے کا دروازہ کھول کر
نکلتا چلا آیا۔ دروازے کو لاک کر کے وہ راہداری سے گزر کر سیدھا لفٹ

کی طرف بڑھا۔

لفٹ نے چند ہی لمحوں میں اسے ہوٹل کے بڑے ہال میں پہنچا دیا۔ ٹائیگر لفٹ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہال کے بیرونی دروازے سے نکل کر پارکنگ سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پارکنگ سٹینڈ میں اس کی موٹر سائیکل اور ایک سپورٹس کار موجود تھی۔ یہ سپورٹس کار مخصوص ساخت کی تھی اور عمران نے ایک مہم کے بعد اسے یہ کار تحفے کے طور پر دی تھی۔ اس کار کو وہ بے حد عزیز رکھتا تھا اور سوائے خاص موقعوں کے عام طور پر استعمال نہیں کرتا تھا۔

آج کے مشن کے لئے اس نے کار کا انتخاب کیا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار تیز رفتاری سے فاصلے طے کرتی ہوئی جانی بار کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی، جانی بار ڈاکر روڈ کے آخری سرے پر واقع تھا۔ اس بار میں شہر کے تمام غنڈہ عناصر کا ہر وقت جمگھٹا رہتا تھا مگر شاید یہ شیر خان کا رعب تھا کہ اس بار میں کوئی جھگڑا کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا۔

شیر خان عام طور پر کاؤنٹر کے پیچھے ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھا شراب کی چسکیاں لیتا رہتا تھا۔ اس نے کاؤنٹر کے نیچے اس قسم کا سسٹم لگا رکھا تھا کہ ہر میز پر ہونے والی گفتگو باقاعدہ ریکارڈ ہوتی رہتی تھی اور پھر فارغ وقت میں اس تمام گفتگو کو غور سے سنتا اور اس گفتگو کی وجہ سے اسے زیر زمین سرگرمیوں کا علم رہتا تھا۔

ٹائیگر نے کار جانی بار کے سامنے روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیدھا بار کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ دل ہی دل میں دعا مانگ رہا تھا کہ شیر خان کاؤنٹر پر ہی موجود ہو تاکہ اسے اس کے خاص کمرے تک جانے کی

تکلیف نہ گوارا کرنی پڑے۔

ٹائیگر نے شیر خان کو اغوا کرنے کا ایک بالکل سیدھا سادھا سا ارادہ سوچا تھا کہ وہ پستول کے زور پر شیر خان کو جانی باڈے سے باہر لے آئے گا اور پھر اُسے کار میں بٹھاتے وقت اس کی کنپٹی پر ضرب لگا کر بیہوش کر دے گا اور کار لے کر ہوا ہو جائے گا۔ اُسے یقین تھا کہ ایک بار شیر خان کو کار تک لے آیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اُسے پکڑ نہیں سکتی تھی۔

ہال میں داخل ہو کر وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شیر خان کاؤنٹر کے پیچھے اپنی مخصوص کرسی پر موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں جام تھا اور نظریں ہال کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

ٹائیگر کاؤنٹر کے قریب جا کر رُک گیا۔

"کیا چاہیے"——— کاؤنٹر مین نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"شیر خان سے بات کرنی ہے"——— ٹائیگر نے بھی غنڈوں کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا

اپنا نام سن کر شیر خان چونکا اور پھر اس کی نظریں ٹائیگر پر جم گئیں

"باس!——— یہ بڈا آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"——— کاؤنٹر مین نے جو ایک لحیم شحیم آدمی تھا بڑے مضحکہ خیز لہجے میں شیر خان کی طرف مڑ کر بات کرتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ اس پر قیامت بن کر ٹوٹا۔ ٹائیگر نے کاؤنٹر پر پڑی ہوئی شراب کی ایک بڑی سی بوتل اٹھائی اور پوری قوت سے کاؤنٹر مین کے سر پر توڑ دی۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا اور کاؤنٹر مین چیخ مار کر کاؤنٹر کے پیچھے گرتا چلا گیا۔ ہال میں موجود ہر شخص اس دھماکے سے چونک پڑا۔

شیر خان ایک لمحے کے لئے تو حیرت بھرے انداز میں یہ سب کچھ دیکھتا رہا جیسے اُسے ٹائیگر کی اس جرأت کا یقین نہ آ رہا ہو۔ پھر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا اور آنکھوں میں بھوکے بھیڑیے کی سی چمک ابھر آئی۔

"کون ہو تم ——— اور تم نے میرے آدمی پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کیسے کی"——— شیر خان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولو!——— اونچی آواز میں بول کر تم مجھ پر رعب نہیں ڈال سکتے ——— تمہارے آدمی نے میرا مذاق اڑانے کی گستاخی کی تھی اور یہ کم از کم سزا تھی جو میں نے اُسے دی ہے"——— ٹائیگر نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ!——— تو یہ وہم ہے تمہارا ——— بہت خوب"——— شیر خان نے بڑے بھیانک انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ قدم اٹھاتا کاؤنٹر سے باہر آ گیا۔

ہال میں موجود سب لوگ جو شہر کے چھٹے ہوئے غنڈے تھے غیر ارادی طور پر اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہال میں موجود ہر سے بھی تیزی سے سمٹ کر ٹائیگر کے گرد دائرے کی صورت میں پھیلتے چلے گئے۔

ٹائیگر اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس نے ذرا بھی کمزوری دکھائی تو یہ لوگ اس کی چٹنی بنا کر رکھ دیں گے۔ اس لئے وہ چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا۔

"میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں ——— اگر تم اطمینان سے میری بات سن لو تو یقیناً فائدے میں رہو گے۔ ورنہ دوسری صورت میں یاد رکھو ——— تمہارا سارا رعب تمہارے آدمیوں کے سامنے ناک سے

اسے نکال دوں گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری بات اس وقت سنوں گا ۔۔۔ جب صرف تمہاری زبان ہی حرکت کر سکے گی ۔۔۔ جسم نہیں" ۔۔۔ شیر خان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کی تیز نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ تم شیر خان ہو ۔۔۔ یا گیدڑ خان" ۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک لحیم شحیم بیرہ تیزی سے ٹائیگر کی طرف بڑھنے لگا۔

"ٹھہرو ۔۔۔ درمیان سے کوئی مداخلت نہ کرے ۔۔۔ اس نے شیر خان کو للکارا ہے اور شیر خان اسے بتائے گا کہ موت کسے کہتے ہیں۔" شیر خان نے ہاتھ اٹھا کر بیرے کو روکتے ہوئے کہا اور بیرہ بُرا سا منہ بناتا ہوا پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"اگر تمہارے پاس کوئی اسلحہ ہو تو اسے نکال کر پہلے اس سے اپنی حسرت پوری کر لو" ۔۔۔ شیر خان نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسلحے کی کیا ضرورت ہے ۔۔۔ تمہارے لئے تو میرے ہاتھ ہی کافی ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر جیسے ہی اس کی بات ختم ہوئی۔ ٹائیگر ۔۔۔ اپنی جگہ سے بجلی کی طرح اچھلا اور اس نے پوری قوت سے شیر خان کے سینے پر فلائنگ کک لگانے کی کوشش کی۔ مگر شیر خان اتنی آسانی سے مار کھانے والا کہاں تھا۔ وہ انتہائی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور ٹائیگر اپنے ہی زور میں اچھلتا ہوا ہال کے بیرونی گیٹ سے جا ٹکرایا۔ جیسے ہی ٹائیگر شیشے کے بنے ہوئے گیٹ سے ٹکرا کر نیچے گرا

شیر خان نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ مگر ٹائیگر چکنی مچھلی کی طرح فرش پر پھسلتا ہوا اندر کی طرف آ گیا اور شیر خان سر کے بل دروازے کے نچلے حصے سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔ اس کی ضرب سے شیشہ ٹوٹ گیا اور شیر خان کا آدھا جسم دروازے کے باہر اور آدھا جسم اندر رہ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھل کر باہر نکلتا۔ ٹائیگر نے تیزی سے اچھل کر پوری قوت سے اس کی پشت پر لات جما دی اور شیر خان اچھل کر دروازے کے باہر جا گرا۔ ٹائیگر نے پھرتی سے دروازہ کھولا اور پھر وہ باہر نکل آیا۔ مگر اب شیر خان سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین غصے کے آثار نمایاں تھے

جیسے ہی ٹائیگر باہر نکلا، شیر خان نے اسے سنبھلنے ہی نہ دیا اور پوری قوت سے ایک زوردار مکا اس کے سینے پر جڑ دیا۔ ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے یہی محسوس ہوا کہ جیسے اس کی سانس رک گئی ہو۔ مگر دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھالا اور اپنے اوپر جھپٹتے ہوئے شیر خان کو اس نے پوری قوت سے پیچھے دھکیل دیا اور خود تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

شیر خان جھٹکا کھا کر برآمدے کے باہر کھڑی ہوئی ٹائیگر کی کار سے جا ٹکرایا۔ ہال میں موجود تمام غنڈے اب ہال سے باہر نکل کر یہ خوفناک لڑائی دیکھ رہے تھے۔

شیر خان کار کے دروازے سے ٹکرا کر اچھلا اور پھر اس نے ایک بار پھر ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی۔ مگر اب ٹائیگر اپنا بقیہ پلان سوچ چکا تھا۔ اس لئے شیر خان کے حملہ کرتے ہی وہ ہوا میں اچھلا اور شیر خان کے سر کے اوپر سے مڑتا ہوا اپنی ہی کار کے دروازے سے جا ٹکرایا۔ اب ان

دونوں کی پوزیشن بدل گئی تھی اب شیر خان کی پشت جانی بار کی طرف تھی جبکہ ٹائیگر کی پشت کار کی طرف تھی۔

دوسرے لمحے ٹائیگر نے اپنے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں کر لئے جیسے وہ ذہنی طور پر شیر خان سے شکست کھا گیا ہو۔ اور اب فرار کی سوچ رہا ہو۔

پھر اس سے پہلے کہ شیر خان اس پر حملہ کرتا، ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے کار کا دروازہ کھولا اور تیزی سے اندر گھستا چلا گیا۔

"ٹھہرو بزدل آدمی! ــــ اب تم کہاں بھاگ سکتے ہو" ــــ شیر خان نے بڑے فاتحانہ انداز میں دھاڑتے ہوئے کہا اور تیزی سے کار کے کھلے دروازے کی طرف لپکا۔

ٹائیگر اتنی دیر میں کھسک کر دوسری طرف کی ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچ چکا تھا۔

"مجھے کچھ نہ کہو ــــ خدا کے لئے میں چلا جاتا ہوں" ــــ ٹائیگر نے شیر خان کے قریب پہنچتے ہی گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔

"تم اپنے قدموں پر چل کر واپس نہیں جا سکتے شیطان کے بچے"۔ شیر خان نے دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر کھلے دروازے میں جھک کر اس نے ٹائیگر کو بازو سے پکڑ کر باہر گھسیٹنا چاہا۔ مگر ٹائیگر تو اس لمحے کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ اس کا دوسرا ہاتھ جو پہلے ہی جیب میں تھا، بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا اور دوسرے لمحے کار کے دروازے کے اندر موجود شیر خان کے سر پر ریوالور کا دستہ پوری قوت سے پڑا اور اس کے ساتھ ہی

ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے شیر خان کو ایک جھٹکا دے کر کار کے اندر گھسیٹ لیا۔

شیر خان نے کچھ جدوجہد کرنی چاہی کہ اس کی کنپٹی پر دوسرا زوردار دھماکہ ہوا اور اس بار شیر خان کا جسم بے حس و حرکت ہوتا چلا گیا۔ اور دوسرے لمحے ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے شیر خان کا باقی جسم بھی اندر گھسیٹ کر کار کا دروازہ بند کر دیا۔ بار کے برآمدے میں بے شمار لوگ کھڑے اس لڑائی کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے شیر خان کی فاتحانہ دھاڑ سنی تھی اس لئے ان کا خیال تھا کہ شیر خان ابھی ٹائیگر کو گھسیٹ کر کار سے باہر لے آئیگا مگر جب ٹائیگر نے دروازہ بند کیا تو وہ سب بری طرح چونکے اور دوسرے لمحے ان کے ریوالور باہر نکل آئے اور وہ تیزی سے کار کی طرف جھپٹے مگر اس سے پہلے کہ وہ کار تک پہنچتے، کار کا طاقتور انجن جاگ اٹھا اور پھر وہ تیزی سے مڑی اور تیر کی طرح اڑتی ہوئی بیرونی روڈ کی طرف بھاگتی چلی گئی۔

شیر خان کے ساتھیوں نے کار پر فائرنگ کی مگر ٹائیگر کار کے مخصوص بٹن پہلے ہی دبا چکا تھا۔ ان بٹنوں کے دبتے ہی کار کے دروازے پر بلٹ پروف شیشے چڑھ گئے۔ اس کی باڈی ویسے ہی بلٹ پروف تھی کار کے چاروں ٹائروں پر فولادی شیلڈ جھک آئے تھے۔ اس لئے ٹائر بھی اب فائرنگ کی زد سے محفوظ ہو چکے تھے اس لئے ظاہر ہے کار پر ہونے والی فائرنگ بے نتیجہ رہی اور ٹائیگر تیزی سے کار بڑھاتا ہوا مین روڈ پر چڑھ گیا۔ اور پھر اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کار چلاتے ہوئے اس کا رخ سامنے والے چوک کی طرف کر دیا۔ چند ہی لمحوں میں

وہ چوک کراس کر کے بائیں روڈ پر آگیا۔

اور پھر بائیں روڈ پر مڑتے ہی وہ تیزی سے پہلی بار اس گلی میں مڑتا چلا گیا۔ یہ گلی دوسری سڑک پر نکلتی تھی۔ اس سڑک پر پہنچ کر اس نے کار کو ایک اور کراس گلی میں موڑ دیا۔ اس طرح وہ ممکنہ تعاقب سے بچنا چاہتا تھا۔

مختلف گلیوں سے گزر کر جب وہ ایک سڑک پر پہنچا تو اُسے اطمینان ہو گیا کہ اس کا تعاقب نہیں کیا جا رہا۔ اگر بار میں سے کسی نے اس کا تعاقب کرنے کی کوشش بھی کی تھی تو وہ انہیں جھکائی دینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ چنانچہ ہر طرف سے مطمئن ہو کر اس نے کار کا رخ تیزی سے دانش منزل کی طرف موڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک مخصوص بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر کی سائیں سائیں کی آواز نکلنے لگی۔ پھر چند لمحوں بعد سپیڈ ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

”ٹائیگر سپیکنگ۔ اوور“۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”عمران سپیکنگ۔ اوور“۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

”باس! ۔۔۔ میں شیر خان کو کار میں اغوا کر کے دانش منزل لے آ رہا ہوں ۔۔۔ وہ میری ساتھ والی سیٹ پر بیہوش پڑا ہوا ہے۔ اوور“۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

”تمہارا تعاقب تو نہیں ہو رہا۔ اوور“۔۔۔؟ عمران نے دوسری طرف سے پوچھا۔

”نہیں باس! ۔۔۔ میں نے مکمل اطمینان کر لیا ہے۔ اوور“۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”او کے! ۔۔۔ سیدھے دانش منزل آجاؤ ۔۔۔ گیٹ تمہیں کھلا ملے گا ۔۔۔ کار اندر لیتے آنا ۔۔۔ وہاں میں خود سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل“۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

اور ٹائیگر نے بٹن آف کر دیا۔ اور پھر کار کی رفتار اور بڑھا دی۔



تنظیم کے وسیع و عریض ہال میں اس وقت سرخ رنگ کے چست لباس میں ملبوس اور منہ پر سرخ رنگ کے نقاب لگائے نو افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ میڈم کیٹ نے ایمرجنسی میٹنگ کال کی تھی اس لئے تنظیم کے یہ نو سربراہ اس وقت میٹنگ ہال میں موجود تھے۔ ان کا دسواں ساتھی جو نمبر دس تھا پچھلی میٹنگ میں میڈم کیٹ کے قہر کا نشانہ بن کر ہلاک ہو چکا تھا اس لئے اب ان کی تعداد نو تھی۔ البتہ ان کے نمبر بدل چکے تھے اور اب وہ نمبر دس سے نمبر نائن تھے۔

چند لمحوں بعد کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آوازیں گونجیں اور ان سب کے اعصاب تن گئے۔ دوسرے لمحے سامنے والی دیوار کا درمیانی حصہ

کسی سکرین کی طرح روشن ہوتا چلا گیا۔ اور چند لمحے سکرین پر روشنی کی لہریں کوندتی رہیں۔ پھر سیاہ رنگ کی بڑی سی بلی کی تصویر ابھر آئی۔ ان سب کی نظریں اس خوفناک بلی پر جمی ہوئی تھیں۔ یہ سیاہ بلی تنظیم کا مخصوص نشان تھا اور تنظیم کی سربراہ میڈم کیٹ کا سلوگن تھی۔

"آپ لوگوں نے اس مشن کے بارے میں کوئی تجویز سوچی" ——— ؟ اچانک بلی کے لبوں کو حرکت ہوئی اور کمرے میں ایک کرخت نسوانی آواز گونج اٹھی۔

"یس میڈم! ——— میں نے ایک تجویز سوچی ہے" ——— ایک آدمی نے کھڑے ہو کر مودبانہ انداز میں کہا۔

"ہاں نمبر سیون! ——— اپنی تجویز بیان کرو" ——— میڈم کیٹ نے کہا۔

"میڈم! ——— میرے خیال میں ہمیں اپنے مشن میں ضروری ترمیم کرتے ہوئے پہلے تمام بڑی طاقتوں کے محفوظ سونے کے ذخائر اپنے قبضے میں لے لینے چاہئیں ——— اور پھر جعلی کرنسی پھیلا دینی چاہئے ——— اس طرح کوئی بھی ملک اس بحران پر فوری طور پر قابو نہ پا سکے گا اور ہم اس پوزیشن میں ہوں گے کہ ان سے اپنی شرائط پر سودے بازی کر کے انہیں سونا مہیا کر سکیں" ——— نمبر سیون نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اور کسی کے پاس کوئی تجویز ہو تو بیان کرے" ——— میڈم کیٹ کی آواز ابھری۔

"میڈم! ——— نمبر سیون کی تجویز اچھی اور قابل عمل ہے ——— مگر

میں اس میں ایک اور ترمیم کی تجویز پیش کرتا ہوں ——— ہمیں پوری دنیا کے سونے کے ذخائر اپنے قبضہ میں لینے کے لئے طویل عرصے تک جدوجہد کرنی پڑے گی ——— اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر ہم دنیا کی تین سپر پاورز کو کور کر لیں۔ میرا مقصد شوگران، روسیاہ اور ایکریمیا سے ہے تو ہمارا مقصد پورا ہو سکتا ہے" ——— نمبر ٹو نے کھڑے ہو کر کہا۔

"اور کوئی تجویز ——— یا ترمیم" ——— ؟ میڈم کیٹ نے پوچھا مگر اس بار سب خاموش رہے۔

"نمبر سیون کی تجویز ——— اور نمبر ٹو کی اس میں ترمیم اچھی ہے ——— میں نے بھی یہی پلان بنایا ہے ——— اگر ہم تین بڑی طاقتوں کو قابو کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر باقی دنیا کے ممالک اپنے آپ ہمارے زیر نگیں آ جائیں گے ——— اور دوسری بات یہ کہ یہی طاقتیں ہی معاشی طور پر پوری دنیا میں مستحکم ہیں ——— اس لحاظ سے ان کے سونے کے ذخائر اگر ہمارے قبضے میں آ گئے تو ہم دنیا کو معاشی طور پر مفلوج کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ——— میڈم کیٹ نے کہا۔

"مگر میڈم! ——— ان تینوں ملکوں میں سونے کی کانیں موجود ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سونا نکال لیں اور اسے صاف کرنے کی رفتار تیز کر کے ہمارے قدم کو بے اثر کر دیں" ——— ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا۔

"بہت خوب! ——— یہ بھی ایک اچھا پہلو ہے ——— اس سلسلے میں ہم ایسا کر سکتے ہیں کہ ان ممالک کے سونا نکالنے اور اسے صاف کرنے کے کارخانوں کو تباہ کر دیں ——— ظاہر ہے نئے کارخانے لگانے کے لئے طویل وقت چاہیئے اور ان کارخانوں کی عدم موجودگی میں سونے کی

کانوں سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا سکے گا" ـــــ میڈم کیٹ نے جواب دیا۔

"بالکل درست ہے میڈم! ـــــ آپ نے بہت اچھی تجویز سوچی ہے" ـــــ سب نے متفقہ آواز میں تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ یہ طے رہا ـــ اب اس سلسلے میں پہلے بنیادی باتیں سوچ لی جائیں ـــــ ہمیں ان تینوں ملکوں کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق پوری معلومات حاصل ہونی چاہیئے ـــ ان جگہوں کا پورا پتہ ـــ سونے کی پوری مقدار ـــ اور انہیں لوٹنے کا مکمل پلان" ـــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

"یس میڈم! ـــ یہ بہت ضروری ہے" ـــــ سب نے جواب دیا۔

"تو اس سلسلے میں آپ لوگ اپنی اپنی ذمہ داریاں بانٹ لیں ـــــ نمبر ون! ـــ تم نے ایکریمیا کو کور کرنا ہے ـــــ نمبر ٹو روسیاہ کو ـــ اور نمبر تھری شوگران کو کور کرے گا ـــــ ایک ہفتے کے اندر اندر مجھے یہ سب پلاننگ مل جانی چاہیئے ـــــ تاکہ آئندہ ہفتے ہم عملی اقدام کر سکیں" ـــــ میڈم کیٹ نے کہا۔

"او کے! ـــ حکم کی تعمیل ہوگی میڈم" ـــــ نمبر ون، تھری سیون نے کھڑے ہو کر کہا۔

"نمبر ٹو! ـــ تمہارے ذمے ایکریمیا کے سونا صاف کرنے والے خانوں کو اڑانا ہے ـــــ نمبر فور! ـــ تم نے روسیاہ
نمبر سکس! ـــ تم نے شوگران میں مشن مکمل کرنا ہے" ـــ میڈ

کیٹ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی میڈم" ـــــ ان تینوں نے اٹھ کر مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تینوں سپر پاورز نے ہمارے مقابلے کے لئے اپنے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم تشکیل دی ہے ـــ اس کے متعلق کچھ مزید تفصیلات بھی ملی ہیں ـــــ نمبر فائیو اور نمبر ایٹ! تم دونوں کو یہ تفصیلات مل جائیں گی ـــــ تم دونوں نے مل کر اس ٹیم کو ٹریس کرنا ہے ـــ چاہے جس طرح بھی ہو انہیں ہلاک یا گرفتار ہونا چاہیئے" ـــــ میڈم کیٹ نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم! ـــ آپ بے فکر رہیں ـــ ہم اس ٹیم کو چوہوں کی طرح پکڑ لیں گے" ـــــ نمبر فائیو اور ایٹ نے بھی اٹھ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور نمبر نائن! ـــ تمہارے ذمہ یہ کام ہوگا کہ تم اس شہر میں اپنے آدمی پھیلا دو ـــــ جو آدمی تمہیں مشکوک معلوم ہو ـــ اسے پکڑ کر اس کی مکمل سکریننگ کرو ـــ اور ذرا سا بھی شک پختہ ہونے پر انہیں ہلاک کر دو ـــــ تمہارا یہ کام مکمل مشن کی تکمیل تک جاری رہے گا" میڈم کیٹ نے کہا۔

"یس میڈم" ـــــ نمبر نائن نے اٹھ کر جواب دیا۔

"او کے! ـــ ایک ہفتے بعد میٹنگ دوبارہ ہوگی ـــ اس دوران تمام کام مکمل ہو جانا چاہیئے ـــــ کسی کی معمولی سی کوتاہی بھی

برداشت نہیں کی جائے گا ——— اور کامیابی کی صورت میں تم سب کا مشترکہ بورڈ پوری دنیا کو کنٹرول کرے گا ——— اور صحیح معنوں میں تم پوری دنیا کے حاکم ہو گے ——— اس لئے کام پوری دلجمعی اور ہوشیاری سے مکمل ہونا چاہیئے" ——— میڈم کیٹ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں میڈم ! ——— ہم آپ کی توقعات پر پورے اتریں گے" ——— سب نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے ! ——— میٹنگ ختم" ——— میڈم کیٹ کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی سکرین یکدم تاریک ہو گئی اور سب نقاب پوش اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مارگریٹ۔ لوچر اور کاشا کی متوسط طبقے کی عورتوں کے میک اپ میں جب نارتھ پول کے مرکزی ہوائی اڈے پر اتریں تو انہوں نے سادہ سے لباس پہنے ہوئے تھے۔ انہیں دیکھ کر کوئی تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ بالکل سیدھی سادھی سی نظر آنے والی عورتیں دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹس ہیں اور ان کے کارناموں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ بعض ملکوں کی پوری سیکرٹ سروس بھی ایک صدی میں اتنے کارنامے انجام نہیں دے سکتی۔

وہ تینوں کسٹم کاؤنٹر سے فارغ ہو کر دھیرے دھیرے چلتی ہوئیں جب ایئرپورٹ کی عمارت سے باہر آئیں تو ان کا رخ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں ایک دو روز کسی ہوٹل میں رہ کر آرام کرنا چاہیئے۔ تاکہ کوئی ہم پر شک نہ کر سکے" ——— مارگریٹ نے کہا۔

"ہاں ! ——— یہ ضروری معلوم ہوتا ہے ——— کیونکہ میں ایک مرد کو اپنے تعاقب میں دیکھ رہی ہوں" ——— مس لوچر نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ۔۔۔ تمہارا تعاقب مرد ہی کر سکتے ہیں ۔۔۔ عورتیں تو کرنے سے رہیں" ۔۔۔ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

چند لمحوں بعد انہوں نے ایک ٹیکسی پکڑ لی۔

"کسی ایسے ہوٹل میں چلو ۔۔۔ جہاں شریف لوگ رہتے ہوں ۔۔۔ اور کرایہ بھی مناسب ہو" ۔۔۔ مس بوچر نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم" ۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

مس بوچر ڈرائیور کے ساتھ والی نشست پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی نظریں بار بار بیک مرر کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ اس نے ایک سیاہ رنگ کی کار کو اپنی ٹیکسی کے تعاقب میں دیکھ لیا تھا۔ مگر ظاہر ہے وہ ڈرائیور کے سامنے اس امر کا اظہار نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے خاموش بیٹھی رہی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے ایک سات منزلہ عظیم الشان عمارت کے کمپاؤنڈ میں ٹیکسی موڑ دی۔

"میڈم! ۔۔۔ یہ بہت اچھا ہوٹل ہے ۔۔۔ کرایہ بھی مناسب ہے اور ہر قسم کے غنڈہ عناصر سے بھی پاک ہے" ۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے گیٹ کے سامنے ٹیکسی روکتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو" ۔۔۔ ان تینوں نے اکٹھے کہا اور پھر مس بوچر نے اسے کرایہ کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی ٹپ بھی دے دی۔ اور ٹیکسی ڈرائیور سر ہلا کر ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا۔

ہوٹل واقعی بے حد صاف ستھرا تھا اور وہاں کا ماحول شریفانہ نظر آتا تھا۔ انہیں چوتھی منزل پر تین بیڈ کا ایک خصوصی سوٹ مناسب کرایہ پر مل گیا اور مودب پورٹر نے ان کے بیگ کمرے میں پہنچا دیئے اور پھر ٹپ لیکر واپس چلا گیا۔

بیرے کے جاتے ہی کاشاکی نے تیزی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید طرز کا چھوٹا سا گائیگر نکالا اور پھر اس نے کمرے کی ہر چیز کو اس گائیگر سے چیک کرنا شروع کر دیا۔

جلد ہی ایک زیبائشی تصویر کے پاس پہنچتے ہی گائیگر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ وہ تینوں چونک پڑیں۔ کاشاکی نے ہاتھ بڑھا کر تصویر ہٹانی چاہی کہ مارگریٹ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"بھئی اتنی تھک گئی ہیں کہ اب بدلنے کو بھی دل نہیں چاہتا" ۔۔۔ مارگریٹ نے عام سے لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی" ۔۔۔ کاشاکی نے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ وہ مارگریٹ کے ہاتھ پکڑنے سے ہی سمجھ گئی تھی کہ اس کا مقصد کیا ہے۔

واقعی کاشاکی اس ٹرانسمیٹر کا رابطہ ختم کر کے غلطی کر رہی تھی۔ اس طرح چیک کرنے والے فوراً ہی ان کی طرف سے مشکوک ہو جاتے اور پھر ان کی نگرانی خصوصی طور پر کی جاتی۔

"اب کیا پروگرام ہے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ آج شام کو شہر کی سیر کی جائے ۔۔۔ تاکہ بیوٹی پارلر کے لئے کوئی مناسب جگہ بھی دیکھ لی جائے اور تفریح بھی ہو جائے گی" ۔۔۔ مس بوچر نے ان دونوں

سے مخاطب ہو کر کہا جو اب کرسیوں پر بیٹھ گئی تھیں۔

"ہاں! ـــــ اچھا خیال ہے ـــــ بس ایک بات کا خطرہ ہے کہ کیا یہاں بیوٹی پارلر چل نکلے گا"۔ ـــــ مارگریٹ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو مارگریٹ! ـــــ ہم تینوں اپنے اپنے فن میں طاق ہیں۔ تم آرائش جمال کی ماہر ہو ـــــ جب کہ کاشاکی ہیئر اسٹائل ـــ اور میں مساج کے فن میں مہارت رکھتی ہوں ـــــ ہم تینوں کا اشتراک یقیناً بیوٹی پارلر شاپ کو جلد ہی مشہور کر دے گا اور ہم دولت میں کھیلنے لگ جائیں گی"۔ ـــــ مس بوچر نے جواب دیا۔

"یہ تو ٹھیک ہے ـــ مگر اس ملک کا انتخاب میری سمجھ میں نہیں آیا ـــ میرا تو خیال تھا کہ ہم نارک میں شاپ کھولتیں تو زیادہ چل نکلتی"۔ کاشاکی نے کہا۔

"نہیں کاشاکی! ـــ نارک میں بے شمار بیوٹی پارلر ہیں ـــــ وہاں نئی دکان کا چل نکلنا بہت مشکل اور محنت طلب کام ہے ـــــ جب کہ میری معلومات کے مطابق یہاں اتنے بیوٹی پارلر نہیں ہیں۔ یہاں ہم سب کو لیڈ کر جائیں گی" ـــــ اس بار مارگریٹ نے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے ـــ یہ بھی آزما دیکھتے ہیں ـــــ اب میرے خیال میں غسل کر کے ذرا آرام کیا جائے" ـــــ کاشاکی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ غسل خانہ تو ایک ہے ـــــ ظاہر ہے باری باری ہی غسل کیا جا سکتا ہے ـــــ پہلے تم اٹھی ہو تو تم ہی پہلے غسل کر لو" ـــــ

مس بوچر نے جواب دیا۔

"بھئی میں تو ایسے ہی سونا چاہتی ہوں ۔ ۔ ۔ غسل کر لیا تو نیند اڑ جائے گی ـــــ شام کو باہر نکلنے سے پہلے غسل کر لوں گی" ـــــ مارگریٹ نے کہا اور پھر اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

"چلو یہ بھی ٹھیک ہے ـــــ ایسے ہی سہی" ـــــ مس بوچر نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی اٹھ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔

"مگر مجھے تو بغیر غسل کئے چین نہیں آئے گا ـــــ اس لئے میں تو چلی غسل نہانے میں" ـــــ مس کاشاکی نے کہا اور وہ غسل خانے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

اس نے غسل خانے کا دروازہ بند کر کے اسی نگاہ سے غسل خانے کو چیک کیا۔ وہاں فلش ٹینکی کے پیچھے کا ٹیکہ بول پڑا اور کاشاکی نے سر ہلاتے ہوئے اسے بند کر دیا اور جیب میں ڈال لیا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اس قدر خوفناک جاسوسی انتظامات آخر کس نے کئے ہوں گے ـــــ؟ کیا یہ اس ہوٹل کی انتظامیہ کی شرارت ہے جو اس طرح لوگوں کے راز حاصل کر کے انہیں بلیک میل کرتی ہو گی ـــ یا ـــــ یہاں کی سیکرٹ سروس نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایسا کیا ہے ـــــ یا پھر آخری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مجرم تنظیم نے یہ سارا چکر چلایا ہو ـــــ مگر اسے دوسرا خیال زیادہ قرین قیاس لگا۔ کیونکہ ہوٹل کی انتظامیہ ہر مسافر کو تو بلیک میل کرنے سے رہی ـــــ جبکہ ایسے انتظامات پر بے پناہ اخراجات آتے تھے۔ اور مجرم تنظیم اتنی وسیع نہیں ہو سکتی کہ ملک کے ہر ہوٹل کو خریدے اور وہاں کے ہر کمرے میں ایسے انتظامات کرے۔ ظاہر ہے یہ

سارا چکر بڑے کاری پیمانے پر ہی کیا جا سکتا ہے۔

اس نے کپڑے اتار کر شاور کھول دیا اور پھر کافی دیر تک پانی کے نیچے بیٹھنے کے بعد جب وہ پوری طرح تازہ دم ہو گئی تو اس نے تولیے سے جسم کو صاف کیا اور کپڑے پہن کر وہ باہر آ گئی۔ مس بوچر اور مارگریٹ اس دوران واقعی سو چکی تھیں۔

کاشا کی نے کنگھے سے اپنے بالوں کو سیدھا کیا اور پھر اپنے بیگ سے سلیپنگ سوٹ نکال کر پہنا اور بستر پر لیٹ گئی۔ کچھ دیر تک وہ نئے مشن کے بارے میں سوچتی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ بھی نیند کی دلدل میں دھنستی چلی گئی۔

ان تینوں کو سوئے ہوئے زیادہ سے زیادہ آدھا گھنٹہ گزرا ہو گا کہ کمرے کی ایک دیوار درمیان سے بے آواز طریقے سے ہٹتی چلی گئی اور وہاں ایک خلا پیدا ہو گیا۔

دوسرے لمحے اس خلا میں سے چار نقاب پوش اندر داخل ہوئے ان میں سے ایک نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر پہلے اسے کاشا کی کی ناک سے لگایا۔

کاشا کی کا جسم ایک لمحے کے لئے کسمسایا اور پھر وہ ساکت ہو گئی۔ بعد میں یہی عمل اس نقاب پوش نے مس بوچر اور مس مارگریٹ کے ساتھ بھی کیا اور وہ دونوں بھی ایک دو لمحے کسمسانے کے بعد بے حس و حرکت ہو گئیں۔

نقاب پوش نے شیشی کا ڈھکن لگایا اور اسے دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"اٹھاؤ انہیں ـــــ ان کا سامان میں اٹھاتا ہوں" ـــــ اسی نقاب پوش نے اپنے باقی تین ساتھیوں سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور پھر ان تینوں نقاب پوشوں نے جھک کر باری باری ان میں سے ایک ایک کو اپنے کندھوں پر لاد لیا۔

ان تینوں کو بے ہوش کرنے والے نقاب پوش نے ان تینوں کے بیگ اکٹھے کئے اور پھر وہ اٹھا کر ان تینوں کے پیچھے چلتا ہوا اس خلا میں غائب ہو گیا جس خلا سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔

ان چاروں نقاب پوشوں کے خلا میں غائب ہوتے ہی کمرے کی دیوار دوبارہ بغیر آواز کئے برابر ہو گئی۔

اب وہی کمرہ جو چند لمحے پیشتر تین انسانی وجودوں سے مہک رہا تھا خالی پڑا بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔

"کیا خیال ہے ــــ کہاں سے کام شروع کیا جائے" ــــ؟ بلیک نے شاکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسی بھی بڑے جوئے خانے سے کام شروع کیا جا سکتا ہے ــــ ہم نے تو بس اپنی اہمیت اجاگر کرنی ہے" ــــ چوہشان نے جواب دیا۔

"نہیں ــــ اس طرح اپنی طاقت اور وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ــــ میں نے یہاں آ کر کچھ معلومات حاصل کی ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہوٹل لاشیری کا مالک سینڈرا پرنسز مادام کا خاص آدمی ہے ــــ میرا خیال ہے کہ ہمیں سب سے پہلے لاشیری میں ہنگامہ کرنا چاہیئے" ــــ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں مختلف فلائٹس کے ذریعے آج ہی یہاں پہنچے تھے۔ یہاں چیف شاکل نے ایک چھوٹی سی کوٹھی کرایہ پر لینے کا بندوبست پہلے ہی کر لیا

تھا۔ اس لئے پروگرام کے مطابق وہ تینوں ائرپورٹ سے سیدھے یہاں پہنچے تھے۔ اور پھر ائرپورٹ سے اترتے ہی ان تینوں کا تعاقب کئے جانے کی کوشش کی گئی تھی مگر ظاہر ہے تعاقب کرنے والے کو جھٹک دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم میک اپ کر لیں ــــ کیونکہ تعاقب کنندگان ہمیں پورے شہر میں تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے" ــــ بلیک نے کہا۔

"ویسے مجھے حیرت ہے کہ ائرپورٹ سے نکلتے ہی ہمارا تعاقب شروع ہو گیا ــــ کیا ہمارا پلان اس تنظیم تک پہنچ گیا ہے" ــــ؟ چوہشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ــــ میرا ایک دوست یہاں زیر زمین سرگرمیوں میں خاصا معروف ہے ــــ اس سے میں نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا تو اس نے بتایا تھا کہ یہ سب آدمی پرنسز مادام کے ہیں ــــ پچھلے کچھ دنوں سے پرنسز مادام کے آدمی بے حد فعال ہو گئے ہیں وہ اس ملک میں داخل ہونے والے ہر فرد کو باقاعدہ چیک کرتے ہیں ــــ اور انہوں نے بڑے بڑے ہوٹلوں میں ٹرانسمیٹر نصب کر رکھے ہیں یہ سب کوئی حفاظتی کارروائی محسوس ہو رہی ہے" ــــ چیف شاکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ اس کا مطلب ہے کہ پرنسز مادام کو اس بات کا خدشہ ہو گیا ہے کہ ان کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے لئے کوئی کارروائی کی جا سکتی ہے" ــــ بلیک نے جواب دیا۔

"ظاہر ہے ــــ جب کوئی تنظیم اتنے بڑے پیمانے پر کام کر رہی

ہو تو وہ میجر آپریشن شروع کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی حفاظت میں بھی فعال ہو جاتی ہے" ــــــ جوشان نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنے پہلے ٹارگٹ پر ہی کامیابی ہو جائے گی۔ اور ہم پرنسز مادام کی نظروں میں آجائیں گے ــــــ اس لئے میرا خیال ہے کہ ٹارگٹ کور کرنے کے بعد ہم تعاقب کرنے والوں کو چیک کریں نہیں ــــــ بلکہ یہیں لے آئیں تاکہ وہ آسانی سے ہمیں ٹریپ کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر لے جائیں ــــــ اور ہم فوری طور پر کوئی ایکشن لے سکیں" ــــــ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں ہیڈ کوارٹر لے جانے کی بجائے پہلے گولی ماردیں" ــــــ جوشان نے کہا۔

"ایسا ممکن نہیں ــــــ جہاں تک مجھے پرنسز مادام کے متعلق معلومات حاصل ہیں ــــــ اس کے آدمی پہلے ہمیں ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے ــــــ وہاں وہ جدید مشینری کے ذریعے ہمارا لاشعور چیک کریں گے ــــــ اگر تم نے اپنے لاشعور کو بلینک کر لیا تو پھر وہ ہماری طرف سے مطمئن ہو جائیں گے کہ ہم عام سے غنڈے ہیں ــــــ اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ ہم تینوں میں سے کسی کو پرنسز مادام کی خوابگاہ تک پہنچنے کا اعزاز حاصل ہو جائے اس کے بعد کیا ہو گا ــــــ؟ یہ ہماری صلاحیتوں پر منحصر ہے" ــــــ چیف شاکل نے جواب دیتے ہوئے کہا

"اوکے ــــــ جو ہو گا، دیکھا جائے گا ــــــ کام تو شروع کیا جائے" ــــــ بلیک نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ جیب سے میک اپ باکس نکالتا ہوا باتھ روم کی طرف بڑھا۔

"مسٹر بلیک! ــــــ یہ کونسا میک اپ ہے ــــــ؟" چیف شاکل نے اسے روکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ جدید ترین میک اپ باکس ہے ــــــ اس میک اپ کو دنیا کی کوئی مشینری چیک نہیں کر سکتی ــــــ یہ میرے ملک کے ذہین ترین سائنسدانوں کی صلاحیتوں کا نچوڑ ہے" ــــــ بلیک نے بڑے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے! ــــــ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہم تینوں کا میک اپ ایسا ہو جو چیک نہ کیا جا سکے" ــــــ چیف شاکل نے جواب دیا اور بلیک مسکراتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

پھر باری باری ان تینوں نے میک اپ کیا۔ ان تینوں نے میک اپ میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا تھا کہ چہرے پر سفاکی جیسے ثبت ہو گئی ہو۔ ویسے بھی وہ تینوں انتہائی مضبوط جسموں کے مالک تھے اس لئے انہیں امید تھی کہ پرنسز مادام تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے اور پرنسز مادام کے پاس پہنچنے کے بعد ان تینوں نے اپنے اپنے طور پر پلان بنا رکھے تھے کہ وہ کس طرح پرنسز مادام کو کور کر کے اس بین الاقوامی تنظیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ تینوں تیار ہو کر مشن کے لئے چل پڑے۔ ان تینوں کے جسموں پر چست لباس تھے اور ان لباسوں کی جیبوں میں مخصوص اور جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔ کرائے کی کار کوٹھی کے پورچ میں موجود تھی۔

ڈرائیونگ سیٹ چیف شاکل نے سنبھالی جبکہ بلیک اور جوشان پچھلی

نشستوں پر بیٹھ گئے۔

چیف شاکل نے کار کوٹھی سے نکال کر اس کا رخ لاشیری ہوٹل کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا۔

"جس قدر زیادہ سے زیادہ صفائی ہو سکے ۔۔ کی جائے ۔۔۔ واپسی کے لئے ہر ممبر جو طریقہ مناسب سمجھے ۔۔ اختیار کرے ۔۔ ایک دوسرے کی راہ نہ دیکھی جائے" ۔۔۔ چیف شاکل نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔ ہم سمجھتے ہیں" ۔۔۔ بلیک مین نے اس کی ہدایات پر قدرے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور شاکل خاموش ہو گیا۔ اسے بھی شاید احساس ہو گیا تھا کہ وہ نادانستگی میں دنیا کے مشہور سیکرٹ ایجنٹوں کو بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہا ہے۔

کار انتہائی تیز رفتاری سے فاصلوں کو نگلتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی

ٹرانسمیٹر کی زوں زوں جیسے ہی کمرے میں گونجی، بلیک زیرو چونک پڑا۔ اس نے میز کی دراز کھول کر مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال کر باہر میز پر رکھ دیا۔

"یہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے سر! ۔۔۔ اسی کی فریکونسی ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے فریکونسی چیک کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔ آن کرو" ۔۔۔ عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اور پھر بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ٹائیگر سپیکنگ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی اطمینان بھری آواز سنائی دی اور عمران اس کا لہجہ سن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا ہے۔ ورنہ اس کا لہجہ اتنا مطمئن نہ ہوتا۔

"عمران سپیکنگ اوور" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں باس ——— میں شیر خان کو کار میں اغوا کر کے دانش منزل لے آرہا ہوں۔ وہ میری ساتھ والی سیٹ پر بیہوش پڑا ہوا ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ فخریہ تھا۔

"تمہارا تعاقب تو نہیں ہو رہا۔ اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس ——— میں نے مکمل اطمینان کر لیا ہے۔ اوور"۔ ٹائیگر کا جواب ملا۔

"او کے ——— سیدھے دانش منزل آجاؤ۔ گیٹ تمہیں کھلا ملے گا ——— کار اندر لیتے آنا ——— وہاں میں سنبھال لوں گا۔ اوور اینڈ آل" ——— عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے اشارے پر بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس دراز میں رکھ دیا۔

"حیرت ہے کہ ٹائیگر شیر خان کو اتنی آسانی سے اغوا کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے" ——— بلیک زیرو نے ٹرانسمیٹر رکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ایسا ہی آدمی ہے ——— جب کام کرنے پر آجائے تو وہ دوسرا عمران ثابت ہوتا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"واقعی ——— اب تو میں بھی اس کی صلاحیتوں کا قائل ہو گیا ہوں۔ میرا خیال ہے میں گیٹ کھول دوں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے سر ہلانے پر اس نے میز کے نیچے لگا ہوا ایک مخصوص بٹن دبا دیا۔

"اچھا ——— میں باہر جاتا ہوں ——— تم نے ٹائیگر کے سامنے نہیں آنا۔

جب میں ٹائیگر کو واپس بھیج دوں تو اس کے باہر نکلنے کے بعد تم بھی گیٹ روم میں آجانا ——— آج میں شیر خان کو سچ مچ کا شیر بنا دینا چاہتا ہوں"۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک درخواست ہے" ——— بلیک زیرو نے اچانک کہا۔

"لکھ کر دو ——— زبانی درخواست کوئی اہمیت نہیں رکھتی ——— اور سنو ——— اس پر کورٹ فیس ٹکٹ بھی لگا دینا" ——— عمران نے شوخ لہجے میں کہا۔

"میں مضمون پڑھ دیتا ہوں ——— ہو سکتا ہے آپ کبھی سکول نہ گئے ہوں ——— اس لئے پڑھنے میں تکلیف ہو ——— بخدمت جناب ایکسٹو صاحب ——— شیر خان سے مجھے نپٹنے دیجئے ——— جناب کی عین نوازش ہو گی" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عین نوازش کا زمانہ پرانا ہو چکا ہے ——— اب تو غین نوازش کا دور ہے ——— اس لئے درخواست نامنظور کی جاتی ہے" ——— عمران نے لہجے کو مصنوعی طور پر سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

بلیک زیرو نے عمران کے باہر جانے پر ایک بٹن دبا کر بیرونی منظر دکھانے والی سکرین روشن کر دی۔ عمران باہر برآمدے میں کھڑا صاف دکھائی دے رہا تھا جبکہ دانش منزل کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ اور سامنے سڑک پر سے گزرنے والی ٹریفک صاف دکھائی دے رہی تھی۔

چند لمحوں بعد سپورٹس کار تیزی سے مڑ کر گیٹ میں داخل ہوئی اور سیدھی برآمدے کے اس حصے کی طرف بڑھتی چلی آئی جدھر عمران کھڑا تھا۔

بلیک زیرو نے بٹن دبا کر گیٹ بند کر دیا تاکہ کار میں سے بے ہوش شیر خان کو باہر نکالنے کا منظر سڑک پر سے دیکھ نہ لیا جائے۔

ٹائیگر نے برآمدے کے قریب پہنچ کر کار روکی اور پھر تیزی سے نیچے اتر آیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر ساتھ والا دروازہ کھولا اور پھر سیٹ پر بے ہوش پڑے ہوئے شیر خان کو باہر گھسیٹ لیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی اسے لے آنے میں" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس! ـــــ بس ذرا دماغ استعمال کرنا پڑا" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تفصیل سے تمام واقعات عمران کو سنا دیئے۔

"ویری گڈ! ـــــ اچھا داؤ کھیلا ہے تم نے ـــــ اب تم واپس جاؤ ـــــ اور سنو! ـــــ یہاں سے نکلنے سے پہلے کار کی نمبر پلیٹ، کلر تبدیل کر لینا ـــــ اور جتنی جلد ہو سکے اس میک اپ سے بھی چھٹکارا حاصل کر لو ـــــ کیونکہ شیر خان کے ساتھی بھوکے بھیڑیوں کی طرح پورے شہر میں تمہیں ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے" ـــــ عمران نے شیر خان کو اٹھا کر کندھے پر ڈالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ـــــ ایسا ہی ہوگا ـــــ اب میں جا سکتا ہوں" ـــــ؟ ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں جاؤ ـــــ اور ذرا ہوشیار رہنا ـــــ ہو سکتا ہے کوئی ایمرجنسی کام پڑ جائے" ـــــ عمران نے جواب دیا اور پھر شیر خان

کو کندھے پر اٹھائے گیسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر تیزی سے مڑ کر واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانے میں نصب دو تین بٹن دبائے تو کار کے اوپر مصنوعی رنگ کی شیٹیں پھیلتی چلی گئیں۔ چند لمحوں بعد کار کا رنگ یکسر تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی آٹومیٹک انداز میں کار کے دونوں سائیڈز کی نمبر پلیٹس بھی تبدیل ہو چکی تھیں۔

بلیک زیرو خاموش بیٹھا سکرین پر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اسے اس بات پر کوئی حیرت نہ تھی کیونکہ وہ اس کار کے تمام میکنزم کو اچھی طرح جانتا تھا۔ جب یہ کار عمران نے خاص انداز پر بنوائی تھی تو بلیک زیرو کو اس کے تمام میکنزم عملی طور پر دکھائے تھے۔

کار کا رنگ اور نمبر پلیٹس تبدیل کر کے ٹائیگر نے وہیں بیٹھے بیٹھے ہی کوٹ اتار کر اسے پلٹ کر دوبارہ پہن لیا۔ ڈبل انداز میں بنا ہوا کوٹ اب اپنا ڈیزائن اور رنگ بدل چکا تھا۔ پھر ٹائیگر نے چند ہی لمحوں میں مصنوعی میک اپ بھی صاف کر دیا۔ اب وہ کار سمیت مکمل طور پر بدل چکا تھا۔

جیسے ہی ٹائیگر کار موڑ کر گیٹ کی طرف مڑا تو بلیک زیرو نے بٹن دبا کر گیٹ کھول دیا اور کار کے باہر جاتے ہی اس نے گیٹ بند کر کے حفاظتی سسٹم آن کر دیا اور ایک طویل سانس لیتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ عمران نے خود اسے گیسٹ روم میں بلایا ہے تو اس سے بات ظاہر ہے کہ وہ اس سے کچھ کام لینا چاہتا ہے چنانچہ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے نکل کر گیسٹ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

گیسٹ روم کا مخصوص لاک کھول کر وہ جب اندر داخل ہوا تو اس

نے شیر خان کو فرش پر بیہوش پڑے دیکھا جبکہ عمران ایک طرف کھڑا ہاتھ میں پکڑے ایک کاغذ کو دیکھ رہا تھا۔

بلیک زیرو نے دروازہ بند کر کے اُسے لاک کر دیا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھا۔

عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھا اور پھر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"یار بلیک زیرو! ——— میں نے ابھی ابھی سوچا ہے کہ کیوں نہ تمہاری درخواست قبول کر لی جائے ——— اس لئے بھئی اب تم جانو اور شیر خان"۔ عمران نے دیوار سے پشت لگاتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ! ——— آپ دیکھنا کہ میں کتنی جلدی اسے بھیڑ خان بنا دیتا ہوں" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس یہی خیال رکھنا کہ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے" ——— عمران نے اُسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ——— بس چند منٹ کا کھیل ہوگا" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا اور پھر اس نے جیب سے نقاب نکال کر منہ پر چڑھایا اور پھر فرش پر بیہوش پڑے ہوئے شیر خان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران بڑے بے تعلق سے انداز میں دیوار کے قریب کھڑا تھا۔ اور پھر بلیک زیرو نے شیر خان کو ہوش میں لے آنے کا وہی حربہ اختیار کیا جو عام طور پر عمران کیا کرتا تھا یعنی اس کا ناک اور منہ بیک وقت بند کر دو۔ چند لمحوں بعد ہی شیر خان کا جسم کسمسانے لگا اور بلیک زیرو پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

پھر جیسے ہی شیر خان نے آنکھیں کھولیں بلیک زیرو کی لات پوری قوت سے شیر خان کے پہلو پر پڑی اور شیر خان کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ نکل گئی اور وہ لڑھکنیاں کھاتا ہوا دور تک گھسٹتا چلا گیا۔ شاید ایک ہی لات نے اُسے تیزی سے لاشعور سے شعور کی حالت میں پہنچا دیا تھا کیونکہ جیسے ہی اس کا جسم لڑھکنیاں کھاتا ہوا رکا وہ پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اس کے چہرے کی کیفیت عجیب و غریب ہو رہی تھی۔ بیک وقت حیرت، غصہ اور نفرت کے تاثرات اس کے چہرے پر نمایاں تھے۔

"تمہارا نام شیر خان ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں! ——— مگر تم کون ہو ——— اور وہ نوجوان کہاں ہے جو مجھے دھوکے سے اغوا کر لایا ہے" ——— ؟ شیر خان نے بھی غراتے ہوئے جواب دیا

"اُسے بھول جاؤ ——— اور سنو ——— صرف میری بات کا جواب دو۔ میں پوچھتا ہوں جعلی کرنسی ملک میں پھیلانے کے سلسلے میں تمہارے ذمہ کیا کام لگایا گیا ہے ——— ؟ بلیک زیرو نے کرخت اور سرد لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ——— تو یہ چکر ہے ——— سنو نقاب پوش! ——— میری تمام زندگی اسی قسم کی پیچیدگیوں میں گزری ہے ——— اس لئے اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میری مرضی کے بغیر مجھ سے کوئی بات پوچھ سکتے ہو تو اس خیال کو دل سے نکال دو ——— تم میرا ریشہ ریشہ الگ کر سکتے ہو ——— مگر میری مرضی کے خلاف ایک لفظ بھی میرے منہ سے نہیں اگلوا سکتے" ———

شیر خان نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تقریر کر لی تم نے ـــــ اگر کچھ رہ گئی ہو تو وہ بھی پوری کر لو۔ بعد میں شاید تمہیں پوری زندگی بولنے کا موقع ہی نہ ملے" ـــــ بلیک زیرو نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

مگر شیر خان خاموش کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے بلیک زیرو کو دیکھتا رہا۔ اس کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور وہ کسی بھی ممکنہ خطرے سے نپٹنے کے لئے پوری طرح تیار نظر آتا تھا۔

بلیک زیرو نقاب میں سے جھانکتی ہوئی آنکھوں سے چند لمحے بڑے غور سے سامنے کھڑے شیر خان کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بڑے لاپرواہ انداز سے کندھے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ اگر تم نہیں بتاتے تو نہ سہی ـــــ میں ہی تمہیں نبیٹرا کر لیتا ہوں" ـــــ بلیک زیرو نے بڑے لاپرواہ انداز میں کہا اور پھر واپس مڑا۔

اس کے اس ردعمل نے شیر خان کو حیرت سے بُت بنا دیا ـــــ اس کا تو شاید یہ خیال تھا کہ ابھی نقاب پوش اس پر حملہ کریگا۔ مگر اس قسم کے ردعمل کے بعد اس کے تنے ہوئے اعصاب خود بخود ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

ادھر بلیک زیرو لاپرواہ انداز میں مڑا۔ مگر ابھی اس کا آدھا جسم ہی مڑا تھا کہ وہ کسی لٹو کی طرح اپنی جگہ سے گھوما اور اس کی لات پوری قوت سے نصف دائرہ بناتی ہوئی شیر خان کے پہلو پر پڑی اور شیر خان جو بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا، بھرپور لات کھا کر اچھلا اور سامنے والی دیوار سے

جا ٹکرایا۔ پھر اس نے اپنی طرف سے فوری اٹھ کھڑے ہونے کی پوری کوشش کی مگر بلیک زیرو تو چھلاوہ بن گیا تھا وہ اب اسے مزید موقع نہیں دے سکتا تھا۔ اس نے پلک جھپکنے میں اسے دوبارہ جھاپ لیا اور دوسرے لمحے تو کی ہیکل شیر خان اسکے دونوں ہاتھوں پر یوں اٹھتا چلا گیا جیسے وہ کوئی معمولی سا کھلونا ہو۔ بلیک زیرو نے اسے سر پر اٹھا کر پوری قوت سے سر کے بل زمین پر دے مارا۔ مگر مقابل بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا اس نے اس نے نہ صرف اپنے آپ کو سنبھال لیا بلکہ وہ نیچے گرتے ہوئے قلابازی کھا کر یوں سیدھا کھڑا ہو گیا جیسے اُسے زبردستی کھڑا کیا گیا ہو بلکہ اس نے خود ہی جمناسٹک کا مظاہرہ کرتے ہوئے قلابازی کھائی ہو۔ اور نہ صرف وہ سیدھا کھڑا ہوا بلکہ اس نے جھکائی دے کر بلیک زیرو پر واپسی حملہ بھی کر دیا۔

مگر بلیک زیرو اتنی آسانی سے اس معمولی سے داؤ میں کیسے آ سکتا تھا۔ وہ پھرتی سے بائیں طرف ہی جھکا اور پھر اس نے الٹی قلابازی کھائی اور شیر خان کو اس نے اپنی ٹانگوں پر اچھال کر سامنے والی دیوار سے دے مارا اور پھر خود سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"چھوڑو باس! ـــــ خوامخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے" ـــــ اچانک عمران نے بڑے نرم لہجے میں کہا اور پھر وہ قدم بڑھاتا ہوا دیوار کے ساتھ اٹھ کر کھڑے ہوتے شیر خان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک زیرو پیچھے ہٹ گیا تھا۔

شیر خان کھسکنے کتے کی طرح دیوار سے پشت لگائے کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے اب عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ پوری طرح چوکنا نظر آ رہا تھا۔

"شیر خان! ـــــ تمہارے لڑائی بھڑائی کے کارنامے میں نے بہت سُن

رکھتے ہیں ___ مگر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے کے باوجود انتہائی سچے اور کھرے آدمی ہو" ___ عمران نے اس سے چند قدم دور رک کر بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"پھر ___؟" شیرخان نے اسی طرح چونکنے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو شیرخان! ___ سمگلنگ ___ چوری ___ ڈاکہ زنی ___ نقب لگانا ___ عورتوں کا اغوا ___ یہ سب جرائم ہیں ___ اور ایسے جرائم ہر ملک میں ہوتے رہتے ہیں ___ مگر جہاں مسئلہ وطن کی سلامتی کا آجائے ___ وہاں ہر آدمی کچھ نہ کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے" ___ عمران نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں ___ تم کہنا کیا چاہتے ہو" ___ شیرخان کا لہجہ اس بار قدرے حیرت بھرا تھا۔

"دیکھو شیرخان! ___ ہماری تمہاری کوئی لڑائی نہیں ___ نہ ہی یہ جرائم ہماری فیلڈ سے تعلق رکھتے ہیں ___ مگر ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم ایسی بین الاقوامی تنظیم کے آلہ کار بن گئے ہو ___ جو اس ملک میں بے پناہ جعلی کرنسی پھیلا کر اس ملک کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد کر دینا چاہتی ہے ___ تم سمجھدار آدمی ہو ___ خود سوچو کہ جب یہاں جعلی کرنسی کا سیلاب آجائے گا تو پھر مہنگائی کہاں پہنچ جائے گی ___ اس ملک کے لاکھوں افراد ___ بوڑھے ___ عورتیں ___ اور بچے بھوک سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے ___ انہیں کسی بھی قیمت پر خوراک کا ایک ذرہ بھی میسر نہیں آسکے گا۔ ___ کیا بحیثیت انسان تم یہ ظلم برداشت کر لو گے

عمران کا لہجہ بے حد متاثر کن تھا۔

اور شیرخان کے جسم نے بڑے نمایاں انداز میں جھرجھری لی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت اور نرمی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو ___ میں نے کبھی اس پہلو پر سوچا بھی نہیں تھا" ___ شیرخان نے کچھ لمحے توقف کرنے کے بعد قدرے بھرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو ___ ہم اس ملک کے لاکھوں معصوم بچوں کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے بچا لیں ___ اس ملک کو ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہونے سے بچا لیں" ___ عمران نے اس کے جذبات کو مزید ابھارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ میں تم سے تعاون کرنے پر تیار ہوں ___ مجھے بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو" ___ شیرخان نے اس بار بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

اور دیوار کے قریب کھڑا بلیک زیرو، عمران کی بے پناہ صلاحیتوں پر دل ہی دل میں عش عش کر رہا تھا کہ اس نے کس طرح بغیر انگلی اٹھائے شیرخان جیسے بدمعاش کو رام کر لیا تھا۔

"دیکھو شیرخان! ___ تمہارا نام درمیان میں نہیں آئے گا ___ تم صرف ہمیں یہ بتا دو کہ وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے تمہیں بنکوں میں نقب لگا کر کرنسی تبدیل کرنے کا کام سونپا ہے" ___ عمران نے کہا اور شیرخان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی پھٹی چلی گئیں۔

"تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ___؟ اس بات کا ذکر تو ابھی تک

میں نے اپنے خاص آدمیوں سے بھی نہیں کیا" ــــــــ شیر خان نے شدید حیرت سے بھرپور لہجے میں پوچھا۔

"تمہاری جیبوں کی تلاشی کے دوران یہ کاغذ ملا تھا ـــــ اس سے مجھے سب کچھ معلوم ہو گیا ہے" ـــــــ عمران نے جیب سے وہی کاغذ نکال کر شیر خان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو وہ بلیک زیرو کے کمرے میں آتے وقت پڑھ رہا تھا۔

"مگر یہ تو کوڈ میں ہے" ـــــــ شیر خان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وطن کی سلامتی کا جہاں سوال ہو شیر خان! ــــ وہاں ایسے کوڈ چند لمحوں میں ہی حل ہو جاتے ہیں" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یقیناً تم خطرناک حد تک ذہین آدمی ہو ـــــ ورنہ یہ کوڈ اتنی آسانی سے سمجھ میں نہ آنے والا تھا" ـــــــ شیر خان نے کاغذ واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"شیر خان! ـــــ وقت بہت کم ہے ـــــ اسے ہم باتوں میں ضائع نہیں کر سکتے ـــــ اس تنظیم نے صرف تم پر ہی تکیہ نہیں کیا بلکہ دوسرے لوگوں کے ذمہ بھی یہی کام لگایا گیا ہے ـــــ اس لئے ایسا نہ ہو کہ ہم باتیں ہی کرتے رہ جائیں ـــــ اور وہ اپنا کام کر گزریں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ میں بتا دیتا ہوں ـــــ مجھے یہ کام ایڈورڈ نے دیا تھا ـــــــ کیا تم ایڈورڈ کو جانتے ہو" ـــــ شیر خان

نے کہا۔

"ایڈورڈ بار کا مالک ـــــــ وہی جو بندرگاہ پر ہے" ـــــ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہی ایڈورڈ ـــــ اس کے لہجے سے یہ محسوس ہو رہا تھا کہ اُسے اس تنظیم میں کوئی اہم حیثیت حاصل ہے" ـــــ شیر خان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے! ـــــ تم ایڈورڈ کو فون کرو کہ میرا ایک آدمی کچھ مزید تفصیلات طے کرنے تمہارے پاس آ رہا ہے" ـــــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے پاس والی دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر ہاتھ پھیرا تو دیوار کے درمیان میں ایک چھوٹی سی الماری نمودار ہو گئی۔ الماری کے اندر ایک ٹیلیفون سیٹ موجود تھا۔

"کیا نمبر ہے اس کا" ـــــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"سات، دو، چار، ایک" ـــــــ شیر خان نے جواب دیا اور عمران کی انگلی تیزی سے ڈائل پر گھومنے لگی۔

چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف سے گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر رسیور اٹھانے کی آواز سنائی دی اور عمران نے رسیور شیر خان کی طرف بڑھا دیا۔

"شیر خان بول رہا ہوں ـــــــ ایڈورڈ سے بات کراؤ" ـــــ شیر خان نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس اس وقت ایک لڑکی کے ساتھ اپنی خوابگاہ میں ہے" ـــــــ

دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ عمران چونکہ رسیور کے بالکل قریب تھا اس لئے وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سن رہا تھا۔

"خوابگاہ کا دروازہ بند کر دو ۔۔۔ لڑکی غائب ہو جائے گی" ۔۔۔ شیرخان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"بہتر ۔۔۔ چند لمحے توقف کیجئے ۔۔۔ باس سے بات کراتا ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ یہ سب کوڈ تھے۔ وہ سوچ رہا تھا اچھا ہوا اس نے شیرخان کو رسیور پکڑا دیا تھا۔ ورنہ ایک لمحے کے لئے یہ خیال بھی آیا تھا کہ وہ خود شیرخان کے لہجے میں ایڈورڈ سے بات کرے۔

"ہیلو ایڈورڈ سپیکنگ ۔۔۔ شیرخان کیا بات ہے" ۔۔۔؟ ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایڈورڈ! ۔۔۔ ایک اہم مسئلہ پیش آ گیا ہے ۔۔۔ کچھ مزید تفصیلات طے کرنی ہوں گی ۔۔۔ میرا ایک آدمی تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آئے گا ۔۔۔ اس سے تفصیلات طے کر لینا" ۔۔۔ شیرخان نے کہا۔

"کیسی تفصیلات اور کیسا مسئلہ ۔۔۔؟ وضاحت کرو" ۔۔۔ ایڈورڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ٹارگٹس کی تفصیلات کے لئے اپنے آدمی بھیجے تھے ۔۔۔ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ انہیں جو نقشے مہیا کئے گئے ہیں وہ غلط ہیں ۔۔۔ اس طرح تو تمام مشن فیل ہو جائے گا اس لئے نقشوں کی درستگی ضروری ہے" ۔۔۔ شیرخان نے فوراً ہی جواب دیا اور عمران شیرخان کی ذہانت کی دل ہی دل میں داد دینے لگا جس نے بات بڑی ذہانت سے سنبھال لی تھی۔ اب عمران کو یہ بھی اطمینان ہو گیا

شیرخان واقعی سچے دل سے تعاون پر آمادہ ہو چکا ہے۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ نقشے تو بڑی چھان بین کے بعد تیار کرائے گئے تھے" ۔۔۔ ایڈورڈ کی تشویش سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

"کہیں نہ کہیں غلطی ہوئی ہے ۔۔۔ اسی لئے تو میں آدمی بھیج رہا ہوں تاکہ سب کام تسلی بخش طور پر ہو سکے" ۔۔۔ شیرخان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تم خود کیوں نہیں آتے" ۔۔۔؟ ایڈورڈ نے پوچھا۔

"دیکھو ایڈورڈ! ۔۔۔ میں بڑے منظم طریقے سے کام کرتا ہوں ۔۔۔ اس لئے میں نے ایسے کاموں کے لئے ماہر رکھے ہوتے ہیں ۔۔۔ جو آدمی میں تمہارے پاس بھیج رہا ہوں وہ اس کام کا ماہر ہے ۔۔۔ وہ زیادہ آسانی سے ساری تفصیلات طے کر سکتا ہے" ۔۔۔ شیرخان نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ بھیج دو ۔۔۔ میں اس کا انتظار کروں گا" ۔۔۔ ایڈورڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ آدمی کوڈ میں سرخ نقشہ کہے گا" ۔۔۔ شیرخان نے خود ہی کوڈ بھی طے کر دیا۔

"او کے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ بھیج دو" ۔۔۔ ایڈورڈ نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رسیور رکھے جانے کی آواز سنتے ہی شیرخان نے بھی رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"کیا تم خود ایڈورڈ کے پاس جاؤ گے" ۔۔۔؟ شیرخان نے عمران

سے پوچھا جو ریوالور رکھ کر الماری بند کر رہا تھا۔

"ظاہر ہے ـــ مجھے جانا ہوگا" ـــــــ عمران نے جواب دیا۔

"او۔کے! ــــ مگر خیال رکھنا وہ بے حد چالاک اور عیار آدمی ہے ذرا بھی مشکوک ہوگیا تو تمہارا وہاں سے زندہ بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا" شیر خان نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اس بات کی تم فکر نہ کرو ـــــ مسئلہ اب ان نقشوں کا ہے" ــــ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں ـــــ نقشے میری بار میں موجود ہیں ـــ میں وہاں سے تمہارے حوالے کر سکتا ہوں" ـــــ شیر خان نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ آؤ میرے ساتھ ـــ پہلے تمہاری بار میں چلتے ہیں" ـــــ اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ـــ ظاہر ہے شیر خان اس کے پیچھے تھا۔

نقاب پوش نے تیزی سے ایک بٹن دبایا تو مشین کے اوپر موجود چھوٹی سی سکرین پر روشنی کی لہریں کوندنے لگیں۔ پھر چند لمحوں بعد وہاں ایک اور نقاب پوش کی تصویر اُبھر آئی۔ اس نقاب پوش کے سینے پر سیاہ رنگ میں نو کا ہندسہ بنا ہوا تھا۔

"چیف باس! ـــ تین مشکوک عورتیں ہیڈ کوارٹر پہنچ چکی ہیں" بٹن دبانے والے نقاب پوش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پوری رپورٹ دو ـــــ یہ عورتیں کون ہیں ـــ؟ اور کیسے مشکوک ہوئیں" ــــ؟ چیف باس نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

"چیف باس! ــــ حسب معمول ایئرپورٹ پر نگرانی ہو رہی تھی کہ یہ تینوں عورتیں ایک جہاز سے اتریں ـــــ یہ تینوں جنیوا سے آئی تھیں تینوں علیحدہ علیحدہ قومیت کی تھیں ـــ مگر اس کے باوجود یوں اکٹھی ہوکر وہ بات چیت کر رہی تھیں جیسے ایک ہی ملک کی ہوں۔ اس پر

زیرو سیون ان کی طرف سے مشکوک ہو گیا ـــــ پھر اتفاق سے وہ تینوں ہوٹل لاشیری میں جا ٹھہریں ـــــ جہاں زیرو سیون نے فون کر کے انہیں سپیشل رُوم میں ٹھہرانے کا حکم دیا ـــــ چنانچہ انہیں سپیشل رُوم میں بھیج دیا گیا اور زیرو سیون چیکنگ رُوم میں پہنچ گیا ـــــ جیسے ہی یہ عورتیں کمرے میں پہنچیں ـــــ ٹرانسمیٹر پر گائیگر کی مخصوص آوازیں سنائی دیں ـــــ چنانچہ زیرو سیون نے ویژن آئی آن کر دیا ـــــ ویژن آئی سے معلوم ہوا کہ ان کے پاس انتہائی جدید ترین گائیگر موجود ہے ۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے ٹرانسمیٹر کو نہ چھیڑا اور کچھ غیر ضروری سی گفتگو کرتی رہیں ـــــ اس کے بعد ایک لڑکی باتھ روم میں گئی ـــــ اس نے وہاں بھی گائیگر سے ٹرانسمیٹر چیک کیا ـــــ اور ٹرانسمیٹر چیک کرنے کے باوجود اسے نہ چھیڑا ـــــ اس سے زیرو سیون کو مکمل یقین ہو گیا کہ وہ تینوں یقیناً مشکوک ہیں ـــــ چنانچہ ٹریننگ سیکشن کو کال کر کے انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا حکم دے دیا گیا تاکہ ان کی مکمل سکریننگ کی جا سکے ۔ اب یہ تینوں یہاں موجود ہیں ـــــ تینوں ابھی تک بیہوش پڑی ہیں میں نے سوچا کہ آپ کو ان کے بارے میں اطلاع کر دوں ـــــ اور پھر ان کی سکریننگ کروں ـــــ ہو سکتا ہے کہ آپ خود ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہیں ۔ اوور" ـــــ نقاب پوش نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا ۔

"ہوں ! ـــــ معاملہ واقعی مشکوک ہے ـــــ ان کے سامان اور کپڑوں کی تلاشی لی گئی ہے ۔ اوور" ـــــ ؟ چیف باس نے پوچھا ۔

"یس باس ! ـــــ گائیگر ان تینوں کے پاس ہیں ـــــ اس کے علاوہ

کچھ ایسا سامان بھی ان سے برآمد ہوا ہے ـــــ جو انتہائی جدید قسم کا ہے اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ تینوں گائیگر علیحدہ علیحدہ ملکوں کے ساختہ ہیں ـــــ ایک لڑکی جو قومیت سے شوگران کی ہے اس کا گائیگر شوگران میڈ ہے ـــــ دوسرا روسیاہ میڈ ـــــ اور تیسرا ایکریمیا میڈ ہے ـــــ اسی طرح سامان بھی مختلف ہے ـــــ کچھ سامان ان کے جوتوں کی ایڑیوں سے ملا ہے ـــــ کچھ ان کے بیگز کے خفیہ خانوں سے ـــــ ان میں سے ایک نے مخصوص ساخت کے آویزے پہن رکھے تھے ۔ ان آویزوں کو چیک کیا گیا ہے تو ان میں انتہائی نفیس قسم کے ٹرانسمیٹر فٹ ہیں ۔ اوور" ـــــ نقاب پوش نے مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ۔

"اوکے ! ـــــ تم نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی ـــــ یہ عورتیں یقیناً کسی ملک کی سیکرٹ سروس سے متعلق معلوم ہوتی ہیں ۔ انہیں مین سکریننگ رُوم میں پہنچا دو ـــــ میں وہیں پہنچ رہا ہوں اوور" ـــــ چیف باس نے کہا ۔

"مین سکریننگ روم میں ـــــ بہتر جناب ! اوور" ـــــ نقاب پوش نے چونکتے ہوئے جواب دیا ۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور نقاب پوش نے بٹن آف کر دیا ۔ پھر وہ سٹول سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا ۔

یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی ۔ راہداری کے آخر میں ایک اور کمرے کا دروازہ تھا جس کے باہر دو مسلح نقاب پوش کھڑے پہرہ دے رہے تھے ۔

نقاب پوش کو آتے دیکھ کر انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے میں داخل ہو گیا۔

یہ ایک خاصا وسیع کمرہ تھا جس میں مختلف اور عجیب قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ وہاں چار نقاب پوش موجود تھے مگر ان کے نقاب سفید تھے کمرے کے درمیان میں فرش پر تین عورتیں بیہوش پڑی ہوئی تھیں۔ یہ مارگریٹ، کاشا اور مس بوچر تھیں۔

"ان عورتوں کو مین سکریننگ روم میں پہنچا دو ——— چیف باس وہاں خود آ رہے ہیں" ——— نقاب پوش نے ان چاروں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس" ——— ان میں سے ایک نے کہا اور پھر ان میں سے تین نقاب پوشوں نے آگے بڑھ کر فرش پر بیہوش پڑی ہوئی عورتوں کو اٹھا کر کاندھوں پر لاد لیا۔ چوتھے نے آگے بڑھ کر ایک مشین پر موجود ڈائل کو مخصوص انداز میں گھمایا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

اس بٹن کے دبتے ہی مشین میں زندگی کی لہری دوڑ گئی اور دوسرے لمحے کمرے کی شمالی دیوار تیزی سے درمیان سے ہٹتی چلی گئی اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آنے لگیں۔ وہ نقاب پوش ان تینوں کو اٹھائے تیزی سے سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ جبکہ سرخ نقاب پوش بھی ان کے پیچھے ہی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

تقریباً چالیس سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچے جس کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ موجود تھا۔ سرخ نقاب پوش نے آگے بڑھ کر اس کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے بعد عورتوں کو بھی

اندر لے آیا گیا۔

اس بڑے کمرے کے درمیان میں شفاف شیشے کا ایک بڑا سا صندوق پڑا ہوا تھا۔ اس صندوق میں مختلف رنگوں کی بے شمار چھوٹی بڑی تاریں نکل کر عقب کی دیوار میں نصب ایک بہت بڑی مشین سے منسلک تھیں۔

"ان میں سے ایک عورت کو اس میں لٹا دو ——— اور باقی دو کو ساتھ والے بیڈز پر ڈال کر باندھ دو" ——— سرخ نقاب پوش نے حکم دیتے ہوئے کہا اور ایک نقاب پوش نے جس نے کاندھے پر مس بوچر کو اٹھایا ہوا تھا آگے بڑھ کر صندوق کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا صندوق کا ڈھکن خود بخود اٹھتا چلا گیا اور اس نے مس بوچر کو اس صندوق کے اندر لٹا کر ڈھکن دوبارہ بند کر دیا جبکہ مارگریٹ اور مس کاشا کو قریب پڑے ہوئے لمبے لمبے بیڈ پر لٹا کر چمڑے کی پیٹیوں سے باندھ دیا گیا۔

وہ تینوں نقاب پوش فارغ ہو کر پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"تم تینوں جا سکتے ہو" ——— سرخ نقاب پوش نے ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ تینوں خاموشی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

سرخ نقاب پوش اب بغور صندوق میں لیٹی ہوئی مس بوچر کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک سامنے کی دیوار ایک طرف ہٹتی چلی گئی اور ایک قوی ہیکل نقاب پوش اندر داخل ہوا۔ اس کے سینے پر نو کا ہندسہ بنا ہوا تھا۔ اس نے آ کر باری باری غور سے ان تینوں کو دیکھا اور پھر وہ سرخ نقاب پوش سے مخاطب ہوا۔

"نمبر ٹو ——— یہ تینوں عورتیں واقعی سیکرٹ سروس سے متعلق لگتی ہیں۔

تم مشین آن کرنے سے پہلے اسے ہوش میں لے آؤ ——— پھر میں خود ہی ا
سے پوچھ گچھ کرتا ہوں" ——— چیف باس نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہو
کہا ۔ اور نمبر ٹو نے آگے بڑھ کر مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے اور بٹ
آن ہوتے ہی اس جہازی سائز کی مشین پر لگے ہوئے بیشمار چھوٹے بڑے
مختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور مشین سے گھوں گھوں کی
آوازیں نکلنے لگیں ۔

نمبر ٹو نے پیلے رنگ کا بٹن دبایا اور پھر بٹن کے اوپر لگی ہوئی موٹھ کو
ہاتھ سے پکڑ کر آہستہ آہستہ دائیں طرف گھمانے لگا ۔ موٹھ کے گھومتے ہی
صندوق ... ی ہوئی مس بوچر کے جسم میں کسمساہٹ سی ہونے لگی اور پھر چ
ہی لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھول دیں ۔ مگر اس کی نگاہیں چند لمحے ایک جگہ جمی
رہیں ۔ پھر آہستہ آہستہ ان میں شعور کی چمک ابھرتی چلی آئی ۔ دونوں نقاب پوش
اسے بغور دیکھ رہے تھے ۔

ہوش میں آتے ہی مس بوچر نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی ۔ مگر ا
کا جسم صرف پھڑپھڑا کر ہی رہ گیا ۔ یوں لگتا تھا جیسے باوجود کوشش کے وہ اپنے
جسم کو زیادہ حرکت نہیں دے سکی ۔

" مائیک مجھے دے دو ——— اور سب کانشس بٹن آن کر دو ———
کی سوئی نمبر الیون پر فکس کر دو" ——— چیف باس نے کہا ۔

" نمبر الیون تو بہت بڑی فریکوئنسی ہے ——— ایسا نہ ہو کہ اس کا
دماغ ہی پھٹ جائے " ——— نمبر ٹو نے جواب دیا ۔

" نہیں ——— یہ سیکرٹ ایجنٹ بہت طاقتور ذہن کے مالک ہوتے
ہیں ——— الیون نمبر پر امید ہے کہ یہ اپنے لاشعور کو بلینک نہ کر سکیں گے

ہ کم طاقت پر مجھے خطرہ ہے کہ یہ اپنا ذہن بلینک کر کے ہمیں دھوکہ نہ دے
یں" ——— چیف نے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے باس" ——— نمبر ٹو نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس
ے مشین کی ناب پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا اور اس پر لگی ہوئی موٹھ
گھمانے لگا ۔ موٹھ کے اوپر بنے ہوئے ڈائل پر جس پر ایک سے پچیس تک
ے ہندسے موجود تھے ۔ سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے حرکت کرنے لگی اور
ب سوئی سات پر پہنچی تو نمبر ٹو نے موٹھ پر سے ہاتھ اٹھا لیا اور پھر ایک
ور بٹن دبا دیا ۔ اب مشین کے درمیان میں نصب ایک چھوٹی سی سکرین روشن
لی ۔ اس پر آڑھی ترچھی لکیریں بننے اور مٹنے لگیں ۔ نمبر ٹو نے مشین کے
ہنے میں ایک ہک سے لٹکا ہوا چھوٹا سا مائیک نکالا جس کے ساتھ لچھے دار
رنگی ہوئی تھی اور مائیک قریب ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے چیف باس کی طرف
بڑھا دیا ۔

چیف باس نے مائیک ہاتھ میں پکڑتے ہی سخت لہجے میں کہا ۔
" تمہارا نام کیا ہے لڑکی " ——— ؟ اس کے سوال کرتے ہی سکرین پر
ان کا سوال حروف میں لکھا ہوا نظر آنے لگا ۔

" مس بوچر " ——— مشین میں سے ہی مس بوچر کی آواز سنائی
دی اور ساتھ ہی سکرین پر مس بوچر کا نام لکھا ہوا بھی نظر آنے لگا ۔

" تمہارا تعلق کس ملک سے ہے " ——— ؟ چیف باس نے پوچھا ۔

" روسیاہ سے " ——— مس بوچر نے جواب دیا ۔

چیف باس کا سوال اور مس بوچر کا جواب سکرین پر بھی نمایاں ہو گیا
سکرین پر لکھے ہوئے حروف سے پتہ چلتا تھا کہ جواب دینے والے نے صحیح

جواب دیا ہے۔ یہ مشین لاشعور کو کھنگال کر اصل جواب سکرین پر لے آتی تھی اس لئے آدمی چاہے کتنا ہی جھوٹ بولنے کی کوشش کرے۔ مشین اس اور صحیح جواب دے دیتی تھی۔ ویسے بھی اس وقت لاشعوری چیکنگ کی جا رہی تھی اور جس قدر ہائی فریکونسی پر مشین سیٹ تھی اس کے بعد تو جھوٹ بولنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"روسیاہ کی کونسی تنظیم سے"۔۔۔۔ چیف باس نے پوچھا

"میرا تعلق وہاں کی سیکرٹ سروس سے ہے"۔۔۔۔ مس لز نے جواب دیا۔

"یہ تمہارے ساتھ دو عورتیں کون ہیں۔۔۔ تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔ چیف باس نے سوال کیا۔

"ان میں سے ایک کا نام مس مارگریٹ ہے۔۔۔ اس کا تعلق ایکریمیا سیکرٹ سروس سے ہے۔۔۔ جبکہ دوسری مس کاتھی ہے۔۔۔ اس کا تعلق شوگران سیکرٹ سروس سے ہے"۔۔۔۔ مس لوچر نے جواب دیا۔

"تم تینوں اس ملک میں کیوں آئی ہو۔۔۔ اور کیا مقاصد ہیں۔۔۔ تفصیل سے بتاؤ"۔۔۔۔ چیف باس نے سوال کیا۔

"ہمارا مقصد میڈم کیٹ کی تنظیم کو ختم کرنا ہے۔۔۔ اور ہم اسی مقصد کے لئے یہاں آئی ہیں"۔۔۔۔ مس لوچر نے جواب دیا۔

"مگر تم تینوں اکھٹی کیسے کام کر رہی ہو"۔۔۔۔ چیف باس نے پوچھا۔

"اس تنظیم کے خلاف تین عالمی طاقتوں نے مشترکہ طور پر کام کرنے کا

کیا ہے۔۔۔۔ اس تنظیم میں تینوں سیکرٹ سروس کے دو نمائندے شریک ہیں۔۔۔ اس لئے ہم تینوں یہاں اکٹھی آئی ہیں"۔۔۔۔ مس لوچر بڑے اطمینان سے چیف باس کے سوالوں کے جواب میں تمام باتیں صحیح صحیح بتاتے چلی جا رہی تھی۔

"باقی تین سیکرٹ ایجنٹس کون ہیں۔۔۔۔ اور کہاں ہیں"۔۔۔۔ چیف باس نے پوچھا۔

"وہ تینوں علیحدہ علیحدہ اس ملک میں آئے ہیں۔۔۔۔ ان میں روسیاہ کے نتاکل۔۔۔ ایکریمیا کے مسٹر بلیک۔۔۔ اور شوگران کے چوتشان شامل ہیں"۔۔۔۔ مس لوچر نے جواب دیتے ہوئے بتایا۔

"تمہارا ان سے رابطہ کیسے ہوگا"۔۔۔۔ چیف باس نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"ہمارا ان سے علیحدہ کوئی رابطہ نہیں ہے۔۔۔۔ آپس میں ہم تینوں کا۔۔۔۔ اور آپس میں ان تینوں کا رابطہ ٹیلی فون نمبر متعرقی سے ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ مس لوچر نے جواب دیا۔

"تمہارا یہاں کیا پروگرام تھا۔۔۔۔ تفصیل سے بتاؤ"۔۔۔۔ چیف باس نے سوال کیا۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ پرنسز مادام ہی میڈم کیٹ ہیں۔۔۔۔ اور وہ ایسی عورتوں کی تلاش میں رہتی ہے جو آرائش گیسو۔۔۔۔ میک اپ۔۔۔۔ اور مساج کے فن میں ماہر ہوں۔۔۔۔ ہم تینوں نے بھی ان فنون کی مکمل ٹریننگ لے رکھی ہے۔۔۔۔ اس لئے ہمارا پروگرام تھا کہ ہم یہاں آکر ایک بیوٹی پارلر کھول لیں۔۔۔۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی وقت ہمیں پرنسز مادام

تک پہنچنے میں کامیابی ہو جائے ۔۔۔ اور پھر ہم اُسے اغوا یا یرغمال بنا کر تنظیم کو ختم کر دیں" ۔۔۔ مس بوچر نے اپنا تفصیلی پروگرام بتلاتے ہوئے کہا۔

"باقی ملین سیکرٹ ایجنٹوں کا کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ چیف باس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد پوچھا۔

"ان کا خیال ہے کہ وہ دھاوا کریں گے ۔۔۔ شائد اس طرح پرنسز مادام تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں ۔۔۔ کیونکہ ظالم ۔۔ اکھڑ ۔۔ اور سفاک مرد پرنسز مادام کی کمزوری ہیں" ۔۔۔ مس بوچر نے جواب دیا۔

"اسے آف کر دو" ۔۔۔ چیف باس نے مائیک پر ہاتھ رکھ کر نمبر ٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور نمبر ٹو نے مشین کے بٹن آف کر دیئے۔

"آدمی بلواؤ ۔۔۔ اور اسے باہر نکال کر دوسری کو چیکنگ مشین میں ڈالو ۔۔۔ میں ان کے تقابلی بیانوں کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ چیف باس نے کہا اور نمبر ٹو نے ایک گھنٹی بجا کر باہر موجود دربانوں کو بلوایا اور پھر ان کی مدد سے مس بوچر کو شیشے کے صندوق سے باہر نکال کر مس کاشاکی کو صندوق میں ڈال دیا گیا۔

چیف باس نے اس سے بھی سوالات کئے اور ظاہر ہے مس کاشاکی نے بھی وہی جواب دیئے جو مس بوچر دے چکی تھی۔ اور پھر اسی طرح مارگریٹ سے بھی سوال جواب ہوئے۔

"ان تینوں کو ڈارک روم میں پہنچا دو ۔۔۔ میڈم گیٹ ہی ان کے متعلق کوئی فیصلہ کرے گی" ۔۔۔ چیف باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ نمبر ٹو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور چیف باس تیزی سے اسی دیوار کی طرف چل پڑا جس کے درمیان میں پیدا ہونے والے خلا سے وہ اندر آیا تھا۔

دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے دیوار کی جڑ میں ایک مخصوص جگہ پر بوٹ کی نوک سے ٹھوکر ماری تو خلا دوبارہ پیدا ہوا اور چیف باس دوسری طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل لائیبری کے کمپاؤنڈ میں جیسے ہی کار رکی، وہ تینوں اچھل کر باہر آ گئے اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ان تینوں کے چہروں پر سنسنی اور جوش کے آثار نمایاں تھے۔ جب کہ آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے بھوکے بھیڑیے کو اچانک کوئی شکار نظر آ گیا ہو۔ ہال میں داخل ہوتے ہی وہ تینوں رک گئے۔ ہال اس وقت ہر رنگ و نسل کی عورتوں اور مردوں سے پُر تھا۔ سب لوگ چیخنے چلانے اور باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ جبکہ ہال کے درمیان ڈانسنگ پلیس بنی ہوئی تھی جس میں تیز

میوزک کی دھن پر کئی جوڑے رقص کرنے میں مصروف تھے۔

وہ تینوں چند لمحے جیبوں میں ہاتھ ڈالے گیٹ کے قریب کھڑے ہال کا جائزہ لیتے رہے۔ پھر بڑے فاخرانہ انداز میں وہ قدم بڑھاتے ہوئے کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کاؤنٹر پر ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی۔

"لڑکی! ــــــ سینڈرا کہاں ہے" ــــــ؟ شاکل نے انتہائی اکھڑ لہجے میں لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں" ــــــ؟ لڑکی نے چونک کر قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس لڑکی کے لیے بھی شدید ترین حیرت کا لمحہ تھا کیونکہ جیسے ہی کیوں کا لفظ اس کے منہ سے نکلا شاکل نے انتہائی غصیلے انداز میں کاؤنٹر پر پڑی ہوئی شراب کی ایک بڑی بوتل اٹھا کر پورے زور سے کاؤنٹر پر دے ماری۔ بوتل کے ٹوٹنے کے دھماکے سے ہال میں موجود ہر شخص چونک پڑا۔ ناچتے ہوئے جوڑے بھی یکدم رک گئے۔ ہر شخص حیرت بھرے انداز میں ان تینوں کو دیکھنے لگا۔

"کہاں ہے سینڈرا" ــــــ؟ شاکل نے انتہائی جوش سے کاؤنٹر پر مکہ مارتے ہوئے پوچھا۔ اس کا مکہ اتنا زوردار تھا کہ کاؤنٹر پر پڑے ہوئے خالی جام اچھل کر نیچے فرش پر جا گرے اور ان کے ریزے ادھر ادھر بکھر گئے۔

"اے مسٹر! ــــــ یہ غنڈہ گردی یہاں نہیں چلے گی" ــــــ اچانک ایک طرف سے ایک قوی الجثہ آدمی جس کے چہرے پر زخموں کے بے شمار نشانات تھے غصے میں دھاڑتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

ابھی وہ ان سے چند قدم دور ہی تھا کہ اچانک بلیک اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے آنے والے کے سینے پر پڑے اور وہ پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ بلیک قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کرنے میں مصروف اس آدمی کا بازو دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور تیزی سے لٹو کی طرح گھوم گیا۔ بازو کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز کے ساتھ ساتھ ہال اس آدمی کی کربناک چیخ سے گونج اٹھا اور وہ دوبارہ فرش پر گر کر تیزی سے تڑپنے لگا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی شخص آگے بڑھتا وہ شخص ساکت ہو گیا۔ شاید وہ تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا۔

"کہاں ہے سینڈرا ــــــ؟ بلاؤ اسے" ــــــ شاکل نے ایک بار پھر غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے اچانک سائیں کی آواز سنائی دی اور ایک گولی شاکل کے کان کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔ گولی ہال کی طرف سے کسی نے چلائی تھی۔ اس گولی کا چلنا تھا کہ وہ تینوں انتہائی تیزی سے اچھل کر کاؤنٹر کے پیچھے جا گرے۔ اور پھر انہوں نے کاؤنٹر کی آڑ میں بے تحاشہ ہال پر فائرنگ شروع کر دی۔

ہال میں چیخوں اور کراہوں کا سیلاب سا آ گیا۔ بے شمار مرد اور عورتیں چیختی چلاتی ہوئیں بیرونی دروازے کی طرف بھاگیں۔ ان تینوں نے کل تین راؤنڈ چلائے تھے۔ اور اس کے نتیجے میں آٹھ نو افراد شدید زخمی ہو کر گرے مگر زیادہ لوگ اس اچانک پیدا ہونے والی بھگدڑ میں گر کر کچلے گئے۔

"نکلو" ــــــ شاکل نے کہا اور پھر ان تینوں نے کاؤنٹر سے باہر چھلانگیں لگائیں اور پھر اس بھگدڑ میں لوگوں کو دھکیلتے ہوئے وہ بیرونی

دروازے کی طرف بڑھے۔

"ٹھہرو بزدل چوہو" ـــــــ اچانک ایک دھاڑ سی سنائی دی اور وہ تینوں تیزی سے مڑے اور پھر ان کی نظریں ایک راہداری کے کونے میں کھڑے ہوئے ایک گینڈے نما شخص پر پڑیں جو انتہائی غصے کے عالم میں کھڑا دھاڑ رہا تھا۔

"تم نے ہمیں چوہا کہا ہے" ـــــــ اچانک جوشان نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ کسی باز کی طرح اڑتا ہوا سیدھا اس گینڈے پر جا گرا۔

اس گینڈے نما شخص کو شاید تصور میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ اتنی دور سے بھی کوئی شخص اس پر چھلانگ لگا سکتا ہے اس لئے وہ چیخ مار کر پشت کے بل زمین پر جا گرا اور جوشان نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوتے پوری قوت سے اس کے جبڑے پر ٹھوکر ماری۔

اتنی دیر میں ہال خالی ہو چکا تھا۔ اب وہاں صرف بیرے موجود تھے۔ جو مختلف میزوں کی آڑ میں چھپے ہوئے تھے کیونکہ بلیک اور شاکل کے ہاتھوں میں ریوالور پکڑے ہوئے تھے۔

اس گینڈے نما شخص نے چوٹ کھا کر تیزی سے پلٹنی کھائی اور پھر جوشان کی لات پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا مگر جوشان نے اپنے جسم کو تیزی سے جھکا کر دونوں ہاتھ فرش پر رکھے اور دوسری لات گھما کر پوری قوت سے اس گینڈے کے اس ہاتھ پر ماری جس سے اس نے اس کی ٹانگ پکڑی ہوئی تھی اور گینڈے نے چیخ مار کر اس کی ٹانگ چھوڑ دی اور اپنے ہاتھ کو تیزی سے جھٹکنے لگا۔

"کھڑے ہو جاؤ ـ ـ ـ اور مرنے کے لئے بھی تیار ہو جاؤ ـــ ہمیں بزدل کہنے والا زندہ نہیں رہ سکتا" ـــــــ جوشان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"تم کون ہو ـــــ؟ میرا نام سینڈرلا ہے" ـ ـــــــ سینڈرلا نے تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـ تو تم ہو سینڈرلا ـ ــ تو سنو سینڈرلا! ـــ اپنی میڈم کیٹ کو کہہ دینا کہ اب یہاں اس کا سکہ نہیں ـــ بلکہ ہمارا سکہ چلے گا ـــ ہم مرد ہیں ـــ اور مرد کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی عورت ان پر حکم چلائے ـــ صرف تم جیسے ہیجڑے ہی اس کا حکم مان سکتے ہیں ـــ سمجھے۔ بس ہم نے یہی پیغام دینا تھا" ـــــ جوشان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ شاکل اور بلیک نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے مختلف سمتوں سے ہوتے ہوئے اندھیرے میں دوڑتے چلے گئے کیونکہ انہوں نے پولیس گاڑیوں کے چیختے چلاتے سائرن تیزی سے نزدیک آتے سن لئے تھے۔ شاید کسی نے اس ہنگامے کی اطلاع پولیس کو دے دی تھی۔ کسی نے بھی اس کار کا رخ نہ کیا کیونکہ ظاہر ہے اول تو اتنا وقت نہ تھا اور دوسری بات یہ کہ کار کرائے کی تھی اور ظاہر ہے جعلی نام و پتہ دے کر ہی لی گئی ہو گی۔ انہوں نے سفاکی کا مظاہرہ کرنا تھا اور وہ کر دیا۔ اب انہیں یقین تھا کہ میڈم کیٹ کے کارندے پاگلوں کی طرح پورے شہر میں انہیں تلاش کرتے پھریں گے۔ اور یہی وہ چاہتے تھے۔

عمران جب ایڈورڈ بار میں داخل ہوا تو بار میں ہنگامے اپنے پورے عروج پر تھے۔ یہ بار چونکہ بندرگاہ پر تھی اس لئے یہاں زیادہ تعداد ملاحوں کی نظر آ رہی تھی۔

عمران کے جسم پر اس وقت غنڈوں جیسا لباس تھا۔ سیاہ جیکٹ اور سیاہ رنگ کی تنگ موری والی پتلون میں ملبوس عمران نے گلے میں سرخ رنگ کا رومال باندھا ہوا تھا۔ ظاہر ہے عمران نے میک اپ بھی غنڈوں جیسا ہی کر رکھا تھا۔

ہال داخل ہوتے ہی وہ سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک لحیم شحیم پہلوان نما شخص کھڑا تھا۔ اس نے سر پر تازہ تازہ استرا پھروایا ہوا تھا۔ اور کاؤنٹر کے اوپر لگے ہوئے تیز بلب کی روشنی میں اس کا گنجا ہوا سر اس طرح چمک رہا تھا جیسے روشنی پڑنے پر آئینہ چمکتا ہے۔

"مجھے شیر خان نے بھیجا ہے ۔۔۔ ایڈورڈ سے ملنا ہے" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کاؤنٹرمین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کس سے ملنا ہے" ۔۔۔؟ گنجے کاؤنٹرمین نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کی نظریں اب عمران کا بغور جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"تم گنجے ہونے کے ساتھ ساتھ بہرے بھی ہو ۔۔۔ سچ سچ ۔۔۔ میں تو اب تک یہی سمجھتا تھا کہ جو لوگ گونگے ہوں ۔۔۔ وہ بہرے بھی ہوتے ہیں مگر آج یہ بھی پتہ چل گیا کہ گنجے بھی بہرے ہوتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"یو باسٹرڈ ۔۔۔ میرا مذاق اڑاتے ہو ۔۔۔ پدے" ۔۔۔ گنجے پہلوان نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے تقریباً دھاڑتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"تمہارے بال تو شاید نائی نے اڑا دیئے ۔۔۔ اب تمہارے پاس صرف مذاق ہی رہ گیا تھا ۔۔۔ وہ مجھ میں نے اڑا دیا ۔۔۔ مگر اس میں ناراض ہونے والی کونسی بات ہے ۔۔۔؟ جہاں تک پدے کا تعلق ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے ۔۔۔ یہ ایٹمی دور ہے اس میں پدے کا مطلب ڈانا سور ہے" ۔۔۔ عمران نے اسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا

اور پھر گنجے سے شاید مزید برداشت نہ ہو سکا۔ اس نے وہیں کھڑے کھڑے پوری طاقت سے بازو لہرایا۔ اس کا مقصد شاید عمران کو تھپڑ مارنا تھا مگر ظاہر ہے عمران اگر اس طرح ہر شخص سے مار کھا لیتا تو اسے عمران کون کہتا۔ وہ بڑی تیزی سے اپنی جگہ بدل گیا اور گنجا اپنے ہی زور میں گھوم گیا۔

"واہ بھئی واہ ۔۔۔ اچھا ناچتے ہو ۔۔۔ کسی تھیٹر میں مسخرے بن جاؤ ۔۔۔ زیادہ کما لو گے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور گنجے کا چہرہ حیرت اور غصے سے اتنا بگڑا کہ مسخ ہو کر رہ گیا۔ وہ دھاڑتا ہوا کاؤنٹر سے باہر نکلا مگر اسی لمحے ایک اور شخص تیزی سے آگے بڑھا۔

"کیا بات ہے رالف! ۔۔۔ کیوں اتنا غصہ کر رہے ہو ۔۔۔" آنے والے نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور گنجا جس کا نام رالف تھا یکدم ٹھٹک کر رک گیا۔

"باس! ۔۔۔ یہ شخص میرا مذاق اڑا رہا ہے ۔۔۔ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا" ۔۔۔ رالف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر ہڈیاں توڑنے میں اتنے ہی ماہر ہو ۔۔۔ تو کسی قصائی کی دکان پر بیٹھ جاتے ۔۔۔ تمہاری حسرت بھی پوری ہو جاتی اور بیچارے قصائی کو بھی فائدہ ہو جاتا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کون ہو مسٹر ۔۔۔" آنے والے نے اس بار کافی سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام جیکارڈ ہے ۔۔۔ مجھے شیر خان نے بھیجا ہے ۔۔۔ اور میں نے ایڈورڈ سے ملنا ہے" ۔۔۔ عمران نے اپنا تفصیلی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تو تم شیر خان کے آدمی ہو ۔۔۔ مگر میں نے تو تمہیں شیر خان کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا" ۔۔۔ اس آدمی نے بغور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے شیر خان کے ساتھ نہیں دیکھا ۔۔۔ تو شیر خان کو میرے ساتھ دیکھا ہوگا ۔۔۔ بات ایک ہی ہے ۔۔۔ اگر یہ بھی نہیں دیکھا تو پھر تمہیں اپنی آنکھیں ٹیسٹ کرانی ہوں گی" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ضرورت سے زیادہ ہی زبان چلاتے ہو ۔۔۔ اگر چیف باس نے

مجھے تمہارے آنے کی اطلاع نہ دی ہوتی تو تمہاری زبان ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیتا" ۔۔۔ آنے والے نے بڑے ناگوار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہو! ۔۔۔ جیسے یہاں تو بڑے بڑے ماہرین فن موجود ہیں ۔۔۔ کوئی ہڈیاں توڑنے کا ماہر ہے ۔۔۔ کوئی زبان خاموش کرانے کا ماہر ۔۔۔ اس شہر کا نام تو ماہر آباد ہونا چاہئے" ۔۔۔ عمران کی زبان بھلا کون روک سکتا تھا۔

"رالف! ۔۔۔ چیف باس سے فون ملاؤ" ۔۔۔ آنے والے نے عمران کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا جس کے چہرے پر ابھی تک غصہ ناچ رہا تھا۔

"بہتر ۔۔۔" رالف نے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر پر پڑے ہوئے فون کا ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو چیف باس! ۔۔۔ میں جوزف بول رہا ہوں ۔۔۔ ایک آدمی یہاں آیا ہے ۔۔۔ وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے ۔۔۔ کہتا ہے کہ شیر خان نے مجھے بھیجا ہے" ۔۔۔ اس نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کی تیز نظریں بات کرتے وقت بھی عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"اوہ! ۔۔۔ اس سے بات کراؤ" ۔۔۔ جواب میں کہا گیا اور جوزف نے ریسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"چیف باس سے ادب سے بات کرنا ۔۔۔ ورنہ تمہیں ڈھیر کر دوں گا" ۔۔۔ جوزف کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"ہیلو ۔۔۔ جناب عالی! ۔۔۔ بندہ پرور ۔۔۔ بندہ نواز ۔۔۔ سلطان بے ملک ۔۔۔ حضور فیض گنجور ۔۔۔ موتی چور ۔۔۔" عمران نے

ریسیور ہاتھ میں لیتے ہی القابات کی گردان شروع کر دی۔

"کیا بکواس لگا رکھی ہے ــــ کون ہو تم ــــ؟" دوسری طرف سے ایک کرخت آواز سنائی دی۔

"یہ بکواس نہیں ــ ادب ہے جناب! ــ آپ کے جوزف صاحب نے کہا ہے کہ میں آپ سے ادب سے بات کروں ــ چنانچہ حضور پرنور ــ غریب پرور ــ اوہ ــ سوری جناب! ــ بس میرے پاس جتنا ادب تھا ــ وہ پہلے فقرے میں ہی ختم ہو گیا۔ اس لئے مجبوراً سے" ــ عمران نے بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم پاگل تو نہیں" ــ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ پھاڑ کھانے جیسا تھا۔

"نہیں ــ میرا نام جیکارڈ ہے ــ پاگل کوئی اور ہوگا ــ مجھے شیر خان نے سرخ لفافہ دے کر بھیجا ہے" ــ عمران نے اس بار ساتھ ہی کوڈ بھی دوہرا دیا کیونکہ اب وہ مزید وقت ضائع نہ کرنا چاہتا تھا۔

"اوہ! ــ تو اس کے لئے اتنی لمبی چوڑی بکواس کی کیا ضرورت تھی۔ فون جوزف کو دو" ــ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ جھنجھلایا ہوا تھا۔

اور پھر عمران نے جوزف کی طرف رسیور بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لو بھئی! ــ اب باقی ادب تم جھاڑ دو۔"

"یس چیف باس" ــ جوزف نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔

"اسے فوراً میرے پاس لے آؤ" ــ دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا کیونکہ جوزف نے بھی رسیور رکھ دیا تھا۔

"آؤ میرے ساتھ" ــ جوزف نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"چلو یار! ــ کھڑے کھڑے تو میری ٹانگیں بھی تھک گئی ہیں" ــ عمران نے کہا اور پھر جاتے جاتے گنجے رالف کو آنکھ مار دی۔ گنجے کا چہرہ کچھ اور بگڑ گیا مگر ظاہر ہے اس پوزیشن میں وہ اسے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔ اس لئے ہونٹ بھینچ کر ہی رہ گیا۔

جوزف کے پیچھے چلتے ہوئے وہ دو راہداریاں مڑ کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والی منزل پر پہنچ گئے اور پھر جوزف نے ایک بند دروازے پر بڑے ادب سے دستک دی۔

"یس کم ان" ــ اندر سے کرخت آواز سنائی دی اور جوزف دروازہ کھولتا ہوا اندر چلا گیا۔ عمران نے بھی اس کے پیچھے قدم اندر بڑھا دئیے۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں تین طرف آرام دہ صوفے پڑے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک ادھیڑ عمر مگر سخت چہرے والا آدمی موجود تھا۔ اس کے بال سرخ رنگ کے تھے اور چہرے کا رنگ تانبے جیسا تھا۔ تیز براؤن رنگ کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔

"بیٹھو" ــ اس نے ہنکارا بھرتے ہوئے عمران کو میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور عمران یوں تیزی سے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اگر ایک لمحہ بھی دیر ہو گئی تو شاید کرسی اس سے چھین نہ لی جائے۔

"جوزف! ــ تم باہر جا کر خیال رکھنا کہ کوئی ڈسٹرب نہ کرے ــ اور جب تک میں بلاؤں نہیں ــ کوئی اندر نہ آئے" ــ ایڈورڈ نے جوزف

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس" ــــ جوزف نے بڑے مودبانہ انداز میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ پھر اس کی سیڑھیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

"ہاں! ــــ اب بولو کون سے نقشے غلط ہیں" ــــ؟ ایڈورڈ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نقشے! ــــ کون سے نقشے" ــــ؟ عمران نے یوں چونک کر کہا جیسے اس نے لفظ نقشہ زندگی میں پہلی بار سنا ہو۔

"شیرخان نے تمہیں کس لئے بھیجا ہے" ــــ؟ ایڈورڈ نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"اوہ! ــــ تو تم سمجھ رہے ہو کہ مجھے شیرخان نے بھیجا ہے ــــ یہ بات نہیں ــــ میں ہیڈ کوارٹر کا آدمی ہوں ــــ شیرخان کو تو صرف ریفرنس کے طور پر استعمال کیا گیا ہے" ــــ عمران نے اس بار بے پناہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ ہیڈ کوارٹر" ــــ؟ ایڈورڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"ہاں ایڈورڈ! ــــ ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ ملی تھی کہ تم نے کام کو آگے کسی اور کے سپرد کر دیا ہے ــــ جبکہ یہ ہیڈ کوارٹر کے اصول کے خلاف تھا۔ چنانچہ مجھے تحقیقات کے لئے بھیجا گیا ہے ــــ یہاں آ کر میں نے انکوائری کی تو مجھے معلوم ہوا کہ واقعی تم نے آپریشن کا کام شیرخان کے ذمہ لگا دیا ہے

چونکہ میں تم سے ایسی صورت میں ملنا چاہتا تھا کہ کسی کو شک نہ پڑے۔ اس لئے میں نے یہ میک اپ کیا ــــ اور شیرخان کی آواز میں بات کر کے اس کا ریفرنس دیا" ــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر مجھے کیسے یقین آئے کہ تم واقعی ہیڈ کوارٹر سے آئے ہو" ــــ؟ ایڈورڈ نے زور دے کر کہا۔

"ابھی یقین آ جائے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال لیا۔

ایڈورڈ نے شاید یہ سمجھا کہ عمران جیب سے کوئی شناختی کارڈ یا کوئی نشان نکالے گا۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا ہوا ریوالور موجود تھا۔

"تم نے ہیڈ کوارٹر کے اصول کی خلاف ورزی کی ہے ــــ اس لئے تمہاری چھٹی ہی زیادہ بہتر ہے" ــــ عمران کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔

"م ــــ مگر میں نے تو کوئی خلاف ورزی نہیں کی ــــ میں نے مسٹر مائیکل سے اجازت لے لی تھی ــــ انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے ہیڈ کوارٹر سے بات کر لی ہے ــــ آپ مسٹر مائیکل سے پوچھ لیں"۔ ایڈورڈ اتنا گھبرایا کہ اسے شناختی کارڈ پوچھنا یاد ہی نہ رہا۔

"مائیکل اگر ہیڈ کوارٹر سے بات کر لیتے تو ظاہر ہے مجھے یہاں آنے کی تکلیف نہ کرنی پڑتی" ــــ عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"آپ یقین کریں ــــ میں نے اجازت لے لی تھی ــــ آپ پوچھ

لیں" ۔۔۔۔ ایڈورڈ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر مائیکل کی جواب طلبی ہونی چاہئے ۔۔۔۔ مائیکل سے میری بات کراؤ" ۔۔۔۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایڈورڈ نے سر ہلاتے ہوئے بڑی تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

عمران کی نظریں اس کی انگلی پر لگی ہوئی تھیں۔ جب ایڈورڈ نے آخری نمبر گھما کر انگلی ہٹائی تو اسی لمحے عمران نے ٹریگر دبا دیا اور ایک مدھم سی ٹھک کی آواز نکلی اور ایڈورڈ کا جسم جھٹکا کھا کر کرسی کی پشت سے جا لگا۔ رسیور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ عمران نے جھپٹ کر رسیور اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اسے ایڈورڈ کی پرواہ نہ تھی۔ کیونکہ اس نے گولی دل پر ماری تھی اور اسے یقین تھا کہ ایڈورڈ دوسرا سانس بھی نہ لے سکا ہوگا۔

دوسری طرف گھنٹی بج رہی تھی اور اسی لمحے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو" ۔۔۔۔ ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ایڈورڈ سپیکنگ" ۔۔۔۔ عمران نے ایڈورڈ کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اس وقت کیا بات ہے" ۔۔۔۔؟ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا اور عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا خود مائیکل ہی ہے ۔۔۔۔ ظاہر ہے اگر کوئی اور ہوتا تو اس کا لہجہ ایڈورڈ سے بات کرتے وقت اتنا سخت نہ ہوتا۔

"ایک الجھن آن پڑی ہے ۔۔۔۔ یہاں میرے پاس ایک شخص موجود ہے ۔۔۔۔ جو اپنے آپ کو ہیڈ کوارٹر کا آدمی بتا رہا ہے۔ اس کے پاس تنظیم کا کارڈ بھی موجود ہے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر کا آدمی ۔۔۔۔ اور تمہارے پاس مگر ۔۔۔۔" دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے میں ہیڈ کوارٹر کا نام سنتے ہی گھبراہٹ کا عنصر پیدا ہو گیا۔

"ہیلو مسٹر مائیکل! ۔۔۔۔ میں جیکارڈ بول رہا ہوں فرام ہیڈ کوارٹر۔ بٹ از ایمرجنسی" ۔۔۔۔ عمران نے یوں لہجہ بدل کر بات کی جیسے اس نے رسیور ایڈورڈ کے ہاتھ سے جھپٹ لیا ہو۔

"جیکارڈ ۔۔۔۔" مائیکل نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل! ۔۔۔۔ میرا آپ سے فوری ملنا انتہائی ضروری ہے۔ ایک انتہائی ضروری چیز آپ کو ڈیلیور کرنی ہے ۔۔۔۔ کیا آپ یہاں ایڈورڈ بار میں آ سکتے ہیں ۔۔۔۔؟" عمران نے اسے مزید سوچنے کا موقع دیئے بغیر سخت لہجے میں کہا۔

"مگر تم میرے پاس آ جاؤ ۔۔۔۔ میرا ولمان بار میں آنا ۔۔۔۔" مائیکل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتا، عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں پہنچ رہا ہوں ۔۔۔۔ مگر آپ مجھے پھاٹک پر ملیں ۔۔۔۔ اور اگر آپ نے نگرانی کرائی ہوئی ہے تو اسے ہٹا لیں میں کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا ۔۔۔۔ اسی لئے میں نے ایڈورڈ کی معرفت آپ سے رابطہ قائم کیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے بات بدلتے

ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم آجاؤ ـــ میں پھاٹک پر موجود ہوں گا"۔ مائیکل نے جواب دیا اور عمران نے مزید بات کرنے سے پہلے ہی رسیور کا کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔ پھر اس کی انگلیاں تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگیں۔ وہ مین ایکسچینج انچارج کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔

"یس ـــ انچارج مین ایکسچینج" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو" ـــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ ایکسٹو کا لفظ سنتے ہی گھبرا گیا۔

"فون نمبر نوٹ کرو ـــ اس فون نمبر کا مکمل پتہ چاہیئے" ـــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز میں جواب دیا گیا۔

"نمبر ـ ون ـ تھری ـ زیرو ـ سکس ـ نائن" ـــ عمران نے اسے نمبر نوٹ کراتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ـــ انچارج نے جواب دیا اور عمران نے انتظار کے دوران پہلی بار نظریں اٹھا کر ٹیڈورڈ کو دیکھا جو کرسی کے بازو پر ڈھلکا ہوا تھا۔ اس کے سینے میں کافی بڑا سوراخ تھا جس میں سے خون ابھی تک رس رہا تھا۔

"سر ـــ پتہ نوٹ کیجئے ـــ نام ڈاکٹر شوالا ـــ پتہ۔ تھرٹی سکس لالہ زار کالونی" ـــ دوسری طرف سے انچارج نے پتہ اور نام بتاتے

ہوئے کہا۔

"ایک بار پھر چیک کر لو ـــ پتہ بالکل درست ہونا چاہیئے" ـــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ میں نے اچھی طرح چیک کیا ہے ـــ یہی پتہ ہے" ـــ انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــ اب ایسا کرو کہ فوری طور پر یہ فون نمبر خراب کر دو۔ اور صبح تک اسے خراب رہنا چاہیئے ـــ سمجھے" ـــ عمران کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

"جی ـــ جناب ـــ ایسا ہی ہو گا ـــ میں خود ابھی ایکسچینج جا کر ایسا کرتا ہوں" ـــ انچارج نے کہا اور عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور اب اس نے تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بلیک زیرو ـــ صفدر اور کیپٹن شکیل کو ہدایت دے دو کہ وہ فوری طور پر تھرٹی سکس لالہ زار کالونی پہنچ جائیں ـــ [illegible] اپنے ہمراہ لے جائیں ـــ میں وہیں جا رہا ہوں ـــ ہو سکتا ہے مجھے ان کی ضرورت پڑ جائے ـــ [illegible]" ـــ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھنے کی بجائے میز پر رکھ دیا تاکہ ٹیڈورڈ سے کوئی رابطہ فون پر قائم نہ کر سکے۔

رسیور رکھ کر اس نے تیزی سے میز کی درازوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ مگر وہاں کوئی کام کی چیز نہ ملی تو وہ مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

اس نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر جوزف موجود تھا۔

"تمہارے چیف باس کا پیغام ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے" ــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اور جوزف سر ہلا کر وہیں کھڑا رہ گیا۔

راہداریوں سے گزر کر عمران ہال میں پہنچا اور پھر گنجے کاؤنٹر مین پر توجہ دیئے بغیر بار سے باہر آگیا۔

یہاں تھوڑی ہی دور اس کی کار موجود تھی۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر تیزی سے کار کو آگے بڑھاتا لے چلا گیا۔ ظاہر ہے اب اس کا رُخ لالہ زار کالونی کی طرف ہی تھا۔

چھوٹے سے کمرے کے فرش پر بچھے ہوئے دبیز قالین پر تھری پاورز ل لیڈی سیکرٹ ایجنٹس یوں بے ہوش پڑی ہوئی تھیں جیسے کسی نے موم کے مجسموں کو ٹیڑھا میڑھا کر کے فرش پر پھینک دیا ہو۔ اور ایسا اس لئے محسوس ہو رہا تھا کہ مین چیکنگ روم سے انہیں اٹھا کر لے آنے والوں نے انہیں آرام سے رش پر لٹانے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی تھی بلکہ یوں انہیں کندھے سے جھٹک ر فرش پر پھینک دیا تھا جیسے وہ عورتیں نہ ہوں آٹے کی بوریاں ہوں۔ دبیز الین کی وجہ سے گو انہیں کوئی چوٹ تو نہ آئی لیکن ان کے جسم ٹیڑھے میڑھے گئے اور پھر شاید اس طرح بلندی سے نیچے پھینکنے کی وجہ سے ان کے ذہنوں لگنے والے شاک کی بنا پر انہیں توقع سے پہلے ہی ہوش آنے لگا۔

ان میں سے سب سے پہلے مارگریٹ کو ہوش آیا۔ اس نے آنکھیں کھول یں۔ وہ اس وقت پہلو کے بل قالین پر پڑی ہوئی تھی۔ چند لمحے تو وہ آنکھیں پکاتی رہی جیسے وہ دنیا میں پہلی بار وارد ہوئی ہو۔ مگر آہستہ آہستہ اس کا

ذہن بیدار ہوتا چلا گیا اور پھر پوری طرح ہوش میں آتے ہی وہ یوں اچھل کر اٹھ بیٹھی جیسے بجلی کی ننگی تاروں پر لیٹی ہوئی ہو۔ اس نے نظریں گھما کر چاروں طرف کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظریں قریب ہی پڑی ہوئیں کاشا کی اور مس بوچر پر پڑیں تو اس نے لپک کر انہیں ہوش میں لے آنے کی کوششیں شروع کر دیں۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ان دونوں کو بھی عالم بیہوشی سے واپس کھینچ لانے میں کامیاب ہو گئی۔ جب وہ سب پوری طرح ہوش میں آئیں تو حیرت سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھنے لگیں۔

"یہ کیا ہو گیا ——— ہم تو ہوٹل کے کمرے میں سوئی تھیں" ——— سب سے پہلے مارگریٹ نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہمیں وہاں سے اغوا کیا گیا ہے" ——— کاشا کی نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"جہاں تک مجھے یاد آ رہا ہے ——— ہمیں کسی مشین میں ڈال کر چیک کیا گیا ہے ——— کیونکہ مجھے یوں خواب کی طرح محسوس ہو رہا ہے کہ میں کسی شیشے کے شفاف صندوق میں پڑی ہوئی ہوں ——— اور دو نقاب پوش مجھ سے سوال کر رہے ہیں ——— اور میرے ذہن میں ان کے ہر سوال سے ایک زلزلہ سا پیدا ہو جاتا تھا اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی صحیح جواب دے رہی ہوں" ——— مس بوچر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— ہمیں بھی ایسا ہی یاد آ رہا ہے" ——— ان دونوں نے بھی بیک آواز ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے کہ نہ صرف ہمیں چیک کر لیا گیا ہے ——— بلکہ یہ لوگ ہماری حقیقت تک بھی پہنچ چکے ہیں ——— اور ایسی صورت میں ہماری زندگیاں شدید خطرے میں ہیں ——— ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنے کی کوئی تدبیر کر لینی چاہیئے" ——— کاشا کی نے کہا

اور پھر وہ سب اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ انہوں نے کمرے کی دیواروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ مگر یہ کمرہ اپنی ساخت کے لحاظ سے عجیب و غریب تھا تمام دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ کہیں نہ کوئی دروازہ تھا نہ کھڑکی اور نہ کوئی روشندان۔ اس کے باوجود انہیں سانس لینے میں کوئی تکلیف نہ ہو رہی تھی یوں لگتا تھا کہ تازہ ہوا کی آمدورفت کے لئے اس میں کوئی خفیہ سسٹم بنایا گیا تھا۔

"اس کمرے سے نکلنا تو ناممکن ہے" ——— مارگریٹ نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ایک صورت ہے کہ ہم اسی انداز میں لیٹ جائیں ——— اور یوں ظاہر کریں جیسے ہم ابھی تک بیہوش ہوں ——— ظاہر ہے جلد یا بدیر کوئی اندر آئے گا پھر اس پر قابو پا کر آگے بڑھنے کی کوئی راہ بنائی جا سکتی ہے" ——— مس بوچر نے تجویز پیش کی اور پھر باقی دو نے یہ تجویز منظور کر لی اور وہ تینوں فرش پر تقریباً اسی انداز سے لیٹ گئیں جیسے وہ ہوش میں آتے وقت پڑی ہوئی تھیں۔

انہیں دوبارہ قالین پر لیٹے ہوئے تقریباً دس منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک سامنے والی دیوار ہلکی سی تیز آواز سے درمیان سے سلائیڈ ہو گئی اور ان تینوں کے جسم ایک لمحے کے لئے اکڑ سے گئے۔ مگر انہوں نے اپنے آپ پر کنٹرول رکھا۔ ان تینوں میں سے کاشا کی کا چہرہ براہ راست اس دیوار کی طرف ہی تھا۔ وہ کن انکھیوں سے دیکھنے لگی۔ دیوار میں خلا پیدا ہوتے ہی

مشین گنوں سے مسلح تین افراد اندر داخل ہوئے اور وہ اندر داخل ہوتے ہی ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد ایک نوجوان لڑکی جس نے سرخ رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا اور چہرے پر سفید رنگ کا نقاب لگائے ہوئے تھی اندر داخل ہوئی۔ اس کے سینے پر سیاہ بلی کی تصویر نمایاں نظر آ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ایک لمبا تڑنگا نقاب پوش تھا جس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب تھا اور سینے پر ۱۰ کا ہندسہ بنا ہوا تھا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دیوار سرک کر دوبارہ برابر ہو گئی۔

"میڈم! ـــــ یہ تین لیڈی سیکرٹ ایجنٹس ہیں" ـــــ نمبر ٹن نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں اس عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ان میں سے ایک کو ہوش میں لے آؤ" ـــــ میڈم نے کرخت مگر انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ نقاب پوش تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے پوری قوت سے سامنے پڑی ہوئی کاشاکی کے پہلو میں ٹھوکر ماری۔ کاشاکی نے بڑی مشکل سے اپنی چیخ ضبط کی اور اس نے فوری طور پر اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں نقاب پوش دوسری لات نہ مار دے۔ پہلے چند لمحے وہ اپنی آنکھیں پٹپٹاتی رہی پھر اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"بڑی جلدی ہوش میں آ گئی یہ" ـــــ میڈم نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ بغور اسے دیکھ رہی تھی۔

"کون ہو تم ـــــ؟ اور میں کہاں ہوں" ـــــ؟ کاشاکی نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"تم اچھی اداکارہ نہیں ہو ـــــ مجھے معلوم ہے کہ تم پہلے سے ہوش

میں آئی ہوئی تھیں ـــــ ورنہ ایک لات سے ہوش میں نہ آتیں" ـــــ میڈم نے کہا اور پھر اس نے نقاب پوش کو دوسروں کو اٹھانے کا اشارہ کیا۔

"اٹھو بیٹھو! ـــــ خوامخواہ لاتیں کھانے کا فائدہ" ـــــ کاشاکی نے اس بار کھل کر اپنی ساتھیوں سے کہا اور وہ دونوں بھی اچھل کر کھڑی ہو گئیں۔

"بہت خوب! ـــــ سمجھدار ہو" ـــــ میڈم نے کہا۔

تینوں مسلح نقاب پوش اب چوکنے ہو کر کھڑے تھے جبکہ نمبر ٹن ایک طرف ہٹ کر کھڑا تھا اور اب اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"کیا تم ہی میڈم کیٹ ہو" ـــــ؟ کاشاکی نے ہی بات کرنے میں پہل کی۔

"ہاں! ـــــ اور یہ تمہاری خوش قسمتی ہے کہ تم مجھے اپنی زندہ آنکھوں سے دیکھ رہی ہو" ـــــ میڈم نے جواب دیا۔

"واقعی بہت شہرت سنی تھی تمہاری ـــــ چلو اچھا ہے آج ملاقات ہو گئی ـــــ مگر تم نے ہمیں یہاں بلوایا کیسے" ـــــ اس بار مارگریٹ نے بڑے نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سنو! ـــــ میں یہاں وقت ضائع کرنے نہیں آئی ـــــ تمہاری مکمل رپورٹ چیکنگ سیکشن سے مجھے مل گئی ہے" ـــــ میڈم کیٹ کا لہجہ یکدم تلخ ہو گیا۔

"تو پھر چلی جاؤ ـــــ ہم نے تمہیں بلوایا تو نہیں تھا" ـــــ مس بوچر نے بھی لہجہ تلخ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اسے گولی مار دو" ـــــ اچانک مادام نے مڑ کر ایک نقاب پوش سے مخاطب ہو کر کہا اور نقاب پوش کی انگلی تیزی سے ٹریگر پر دب گئی اور

گولیوں کی بوچھاڑ مس بوچر کی طرف پڑی مگر وہ تینوں گولیاں نکلنے سے پہلے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلیں اور ان تینوں نے بیک وقت تین مختلف سمتوں میں چھلانگیں لگا دیں۔

مس بوچر بجلی کی سی تیزی سے نمبر نائن کی طرف آئی جبکہ کاشا کی اچھل کر میڈم کیٹ کی طرف اور مارگریٹ نے دوسری سائیڈ میں کھڑے نقاب پوش کی طرف چھلانگ لگا دی۔ یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ مشین گنوں سے مسلح دو نقاب پوشوں نے مشین گن کا فائر نہ کھولا اور نمبر نائن کی توجہ اس لمحے اس مشین گن بردار نقاب پوش کی طرف تھی جسے فائر کا حکم دیا گیا تھا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مس بوچر نے دھکا مار کر نمبر نائن کو گرا دیا جب کہ کاشا کی تیر کی طرح اڑتی ہوئی میڈم کیٹ پر آ گری اور مارگریٹ نے دوسرے نقاب پوش کو چھاپ لیا۔

نمبر نائن نے نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے مس بوچر کو پیچھے کی طرف اچھال دیا۔ مگر مس بوچر اچھل کر بالکل پیچھے جانے کی بجائے اپنے جسم کو سائیڈ میں لے گئی اور اس بار وہ اس نقاب پوش سے جا ٹکرائی جس نے اس مشین گن سے فائر کھولا تھا اور دوسرے لمحے وہ اس کے ہاتھ سے مشین گن چھین لینے میں کامیاب ہو گئی مگر اسی لمحے کاشا کی اڑتی ہوئی اس کے جسم سے آ ٹکرائی اور نہ صرف مشین گن مس بوچر کے ہاتھ سے نکل گئی بلکہ وہ دونوں ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی نیچے قالین پر جا گریں۔ مس کاشا کی کو دراصل میڈم نے بیک پش کیا تھا۔ اس طرح نہ صرف میڈم خود بچ گئی بلکہ وہ دونوں آپس میں ٹکرا کر نیچے جا گریں۔

ادھر مارگریٹ نے مسلح نقاب پوش کی گردن میں دونوں ٹانگوں کی

قینچی ڈالی اور جیسے ہی اس کا اپنا جسم زمین پر گرا، اس نے دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکے اور انتہائی تیزی سے قلابازی کھائی اور نقاب پوش ہوا میں اچھل کر تیسرے نقاب پوش سے جا ٹکرایا جو ابھی تک حیرت بھرے انداز میں اس اچانک ہونے والی جنگ کو دیکھ رہا تھا اور وہ دونوں ٹکرا کر نیچے فرش پر جا گرے۔

یہ سارا سین زیادہ سے زیادہ پانچ سیکنڈ میں مکمل ہو گیا۔ ان سب نے دوبارہ کھڑے ہونے اور اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھالنے کے لئے بیک وقت کارروائی کی اور اس بار مس بوچر ایک نقاب پوش کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کا وار کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کی ضرب اس قدر قوت اور مخصوص انداز میں پڑی کہ نقاب پوش کی گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز صاف سنائی دی اور وہ چیخ مار کر ڈھیر ہو گیا۔

مگر اسی لمحے نمبر نائن نے مس بوچر پر چھلانگ لگا دی اور وہ مس بوچر کو دھکیلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ یہ چھلانگ اتنی زوردار تھی کہ مس بوچر کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اور اس کے ذہن میں ستارے سے ناچ اٹھے۔ مگر اس نے جھٹکا دیکر فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے پھیلا کر پوری قوت سے نمبر نائن کے دونوں پہلوؤں پر مارے اور نمبر نائن کے حلق سے چیخ سی نکل گئی اور وہ الٹ کر پشت کے بل فرش پر گر گیا۔

ادھر کاشا کی نے مس بوچر سے علیحدہ ہو کر الٹی قلابازی کھائی اور اس نے فرش سے اٹھتی ہوئی میڈم کی گردن میں قینچی ڈال کر اسے پلٹانے کی کوشش کی مگر مادام چکنی مچھلی کی طرح پھسلتی چلی گئی اور کاشا کی اپنے ہی زور میں آگے جا گری اور مادام نے پلٹ کر نہ صرف اسے چھاپ لیا بلکہ پوری قوت سے

اس کی ناک پر سر کی ٹکر مارنے کی کوشش کی مگر کاشاکی نے نہ صرف اپنا چہرہ پھرتی سے ایک طرف کر لیا بلکہ اس کی دونوں ٹانگیں تیزی سے مڑیں اور اس کے گھٹنے پوری قوت سے مادام کی پشت پر لگے اور مادام چیخ مار کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتی ہوئی دوسری طرف جا گری۔

ادھر مارگریٹ بجلی بنی ہوئی تھی۔ جیسے ہی دونوں نقاب پوش ٹکرا کر گرے مارگریٹ نے اچھل کر بائیں طرف چھلانگ لگائی اور اس بار جب وہ کھڑی ہوئی تو ایک سٹین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے انتہائی تیزی سے آپس میں ٹکرا کر اٹھنے والے دونوں نقاب پوشوں کی طرف سٹین گن کا رخ کیا اور دوسرے لمحے سٹین گن کا قہقہہ کمرے میں گونجا اور گولیوں کی بوچھاڑ نے ان دونوں نقاب پوشوں کے جسموں کے پرخچے اڑا دیئے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سٹین گن کا رخ بدلتی۔ مادام جیسے کاشاکی نے گھٹنوں کی ضرب لگائی تھی اچھل کر اس پر گری اور مارگریٹ کے ہاتھوں سے سٹین گن نکلتی چلی گئی اور وہ پہلو کے بل مادام سے ٹکرا کر زمین پر جا گری۔

نمبر نائن کے نیچے گرتے ہی مس بوچر اچھل کر اس کے اوپر آ گری۔ اس نے ایک لمحے کے لئے اپنے جسم کو ہوا میں اچھالا اور دوسرے لمحے پوری قوت سے نمبر نائن کے پیٹ اور سینے پر گھٹنوں کے بل آ گری اور نمبر نائن کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی اور اس نے ادھر ادھر سر پٹکنا شروع کر دیا۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر مس بوچر دوبارہ اچھلی مگر اس بار وہ نمبر نائن پر گرنے کی بجائے بندوق سے نکلی ہوئی گولی کی طرح تیسرے نقاب پوش سے جا ٹکرائی جو اپنی مشین گن کی طرف لپک رہا تھا اور وہ دونوں ٹکرا کر فرش پر گرے۔ مگر اس بار نقاب پوش کا داؤ چل گیا اور مس بوچر اس کی دونوں

ٹانگوں کے زور پر اچھل کر کمرے کی پچھلی دیوار سے کسی گیند کی طرح جا ٹکرائی۔

ادھر مادام سے ٹکراتے ہی مارگریٹ جمناسٹک کے انداز میں اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس نے بھی عین اسی موقع پر اس نقاب پوش کی طرف چھلانگ لگائی جو مشین گن کی طرف بڑھ رہا تھا مگر اس سے پہلے مس بوچر اس سے ٹکرا کر پلٹ بیک ہوتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ مگر نقاب پوش کو مس بوچر کو اچھالنے کے بعد ایک لمحے کی بھی مہلت نہ ملی اور مارگریٹ پوری قوت سے نقاب پوش کے جسم پر آ گری۔ اس نے زوردار انداز میں نقاب پوش کے سر پر ٹکر ماری اور ساتھ ہی اچھل کر پہلو کے بل اس کی سائیڈ پر گری۔

ادھر مادام مارگریٹ سے ٹکرا کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائی کیونکہ مارگریٹ نے انتہائی پھرتی سے اپنے جسم کو بائیں سائیڈ میں کاٹ لیا تھا۔ اور وہ دیوار سے ٹکرانے کی بجائے وہیں فرش پر لوٹتی رہ گئی۔

مادام جیسے ہی دیوار سے ٹکرائی اس نے پوری قوت سے بوٹ کی ٹو دیوار کی جڑ میں ماری اور دیوار سر کی آواز سے درمیان سے کھلتی چلی گئی پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ اٹھ کر اسے پکڑتی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی دیوار سے دوسری طرف نکل گئی اور جب تک مارگریٹ دیوار تک پہنچتی۔ دیوار ایک بار پھر برابر ہو چکی تھی۔ اور مارگریٹ چونکہ پوری قوت سے مادام کے پیچھے دوڑی تھی دیوار سے ٹکرا کر واپس فرش پر آ گری اور چابی والی گڑیا کی طرح اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

ادھر مس بوچر سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر جب فرش پر گری تو کسی گیند کی طرح اچھل کر دوبارہ اس جگہ آ گری جہاں مشین گن پڑی ہوئی تھی اور اس بار جب وہ کھڑی ہوئی تو مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ کاشاکی بھی

اٹھ کر کھڑی ہونے میں کامیاب ہو گئی جبکہ نقاب پوش اپنے سر کو جھٹک جھٹک کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مس بوچر نے ایک لمحے کی دیر کئے بغیر مشین گن کا فائر کھول دیا اور نقاب پوش کا جسم مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔ مارگریٹ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

وہ تینوں اب کمرے میں کھڑی تھیں جبکہ کمرے میں چار لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ شیرناتن کے منہ سے خون لوتھڑوں کی شکل میں باہر نکلا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں بھی بے نور ہو چکی تھیں۔ مس بوچر کے گھٹنوں کی بھرپور ضرب جس میں اس کے پورے جسم کی طاقت شامل تھی شیرناتن کے سینے پر پڑی تھی اور نہ صرف اس کی پسلیاں ٹوٹ گئی تھیں بلکہ اس کا دل بھی پھٹ گیا تھا۔ اور باقی تین نقاب پوش گولیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ مادام نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ مگر وہ تینوں فتح یاب ہونے کے باوجود کمرے میں قید ہو کر رہ گئی تھیں۔

مارگریٹ نے لپک کر اس جگہ پر پیر مارے جہاں مادام نے پیر مار کر دیوار کھولی تھی مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ شاید مادام نے دوسری طرف سے اسے جام کر دیا تھا۔

بلڈاگ کی شکل والے مائیکل نے رسیور رکھا تو اس کے چہرے پر بیک وقت حیرت اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ ہیڈ کوارٹر سے جیکارڈ کا آنا ـــــــ اور پھر اُسے ملنے کی بجائے شیر خان سے ملنا اور پھر ایلڈورڈ بار میں پہنچنا۔ ایمرجنسی پیغام یہ سب باتیں اس کے حلق سے اتر نہ رہی تھیں اس نے ایک لمحے تک سوچنے کے بعد میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت سمارٹ سا نوجوان اندر داخل ہوا۔

"طارق! ـــــــ ایک الجھن آ پڑی ہے" ـــــــ مائیکل نے اُلجھے ہوئے لہجے میں نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"الجھن! ـــــــ کیسی الجھن" ـــــــ؟ خوبصورت اور سمارٹ نوجوان طارق نے چہرے پر سنجیدگی لئے آتے ہوئے پوچھا اور مائیکل نے ابھی ٹیلیفون پر ہونے والی گفتگو اُسے تفصیل سے سنا دی۔

"یہ واقعی عجیب بات ہے ۔۔۔ آپ ایک بار پھر ایڈورڈ سے بات کریں ۔۔۔ اس سے شناختی نشان کی تفصیل پوچھیں" ۔۔۔ طارق نے بھی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے تو اس کی تفصیل پوچھنے کا موقع ہی نہ مل سکا" ۔۔۔ مائیکل نے کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ مگر دوسری طرف سے لائن ڈیڈ تھی۔ گھنٹی کی آواز ہی سنائی دے رہی تھی۔

"ایڈورڈ کا فون بے جان ہے" ۔۔۔ مائیکل نے کریڈل دباتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔؟ ایڈورڈ اس معاملے میں بے حد محتاط رہتا ہے ۔۔۔ دکھائیے میں نیچے کاؤنٹر سے پتہ کرتا ہوں" ۔۔۔ طارق نے کہا اور پھر مائیکل کے ہاتھ سے رسیور لیکر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ۔۔۔ ایڈورڈ بار پلیز" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"سنو کاؤنٹر مین! ۔۔۔ نمبر ٹو پیر ماسٹرز سپیکنگ" ۔۔۔ طارق نے لہجے کو سخت بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر!" ۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہارا باس کہاں ہے ۔۔۔؟" طارق نے پوچھا۔

"اپنے کمرے میں ہے سر" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"اس کے فون کو کیا ہوا ۔۔۔؟ وہ کیوں ڈیڈ ہے ۔۔۔؟" طارق نے سخت لہجے میں کہا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں جناب ۔۔۔ باس کا فون ڈیڈ نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ۔۔۔ کسی کو بھیج کر چیک کراؤ ۔۔۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو ۔۔۔ میں ہولڈ کر رہا ہوں" ۔۔۔ طارق نے کاؤنٹر مین کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب! ۔۔۔ صرف چند لمحے ہولڈ کیجئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کسی سخت جگہ پر رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

تقریباً تین چار منٹ تک خاموشی طاری رہی پھر اچانک کاؤنٹر مین کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"غضب ہو گیا جناب! ۔۔۔ باس کو گولی مار دی گئی ہے"۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔؟" طارق نے چونک کر پوچھا۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب! ۔۔۔ میں اور جوزف خود اوپر گئے ہیں ۔۔۔ باس کرسی پر مرا پڑا ہے۔ اس کے دل میں گولی لگی ہے ۔۔۔ اور فون کا رسیور علیحدہ میز پر رکھا ہوا تھا ۔۔۔ اسے یقیناً جیکارڈ نے گولی ماری ہے ۔۔۔ کیونکہ اس کے بعد اور کوئی باس کے پاس نہیں گیا" ۔۔۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"جیکارڈ" ۔۔۔ طارق نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جناب! ـــــ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ایک غنڈہ ٹائپ نوجوان یہاں آیا ـــــ اس نے کہا کہ وہ شیر خان کا آدمی ہے اور باس سے ملنا چاہتا ہے کوئی مسخرہ سا آدمی تھا ـــــ اوٹ پٹانگ باتیں کرتا رہا ـــــ پھر جوزف نے باس کو فون کیا تو باس نے اُسے فوراً بھیجنے کے لئے کہا۔ چنانچہ جوزف اُسے باس کے پاس چھوڑ کر سیڑھیوں سے نیچے آ کھڑا ہوا ـــــ کچھ دیر بعد وہ نیچے اترا اور اس نے جوزف کو کہا کہ باس کہتا ہے کہ اُسے ڈسٹرب نہ کیا جائے ـــــ اس لئے جوزف اوپر نہ گیا اور وہیں کھڑا رہا ـــــ اب آپ کا فون ملنے کے بعد ہم دونوں اوپر گئے تو یہ بات سامنے آئی" ـــــ کاؤنٹر مین نے جو یقیناً گنجا رالف تھا تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا تفصیل سے حلیہ بتاؤ ـــــ قد وقامت اور عمر بھی" ـــــ؟ طارق نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

اور رالف نے تفصیل سے عمران کا موجودہ حلیہ بتا دیا۔

"تم نے کہا تھا کہ وہ مسخرہ سا آدمی ہے ـــــ اور اوٹ پٹانگ باتیں کر رہا تھا ـــــ اس کی باتیں دہراؤ" ـــــ طارق نے حلیہ سننے کے بعد پوچھا۔

"جناب! ـــــ اس نے آتے ہی کہا کہ مجھے ایڈورڈ سے ملنا ہے۔ چونکہ اس نے باس کا نام بڑے عامیانہ طریقے سے لیا تھا اس لئے میں نے چونک کر اس سے پوچھا کہ کس سے ملنا ہے ـــــ؟ تو اس نے بڑے مسخرے سے لہجے میں جواب دیا۔

"تم گنجے ہونے کے ساتھ ساتھ بہرے بھی ہو ـــــ میں تو اب تک یہی سمجھتا تھا کہ جو لوگ گونگے ہوں ـــــ وہ بہرے بھی ہو جاتے ہیں۔ تم

آج یہ بھی پتہ چل گیا کہ گنجے بھی بہرے ہوتے ہیں" ـــــ رالف نے یاد کرتے ہوئے عمران کا فقرہ دہرایا۔

"اور کوئی بات" ـــــ؟ طارق نے پوچھا۔

"جناب! ـــــ اس نے باس سے بات کرتے وقت بھی بڑا مسخرہ پن دکھایا تھا ـــــ جوزف نے اُسے کہا تھا کہ چیف باس سے ادب سے بات کرنا تو اس نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا ـــــ جناب عالی! ـــــ بندہ پرور ـــــ حضور ـــــ فیض گنجور ـــــ موتی چور" ـــــ مجھے پورے الفاظ یاد نہیں ـــــ اسی طرح کے الفاظ تھے ـــــ فتور ـــــ غربی کھجور وغیرہ" ـــــ رالف نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ میں سمجھ گیا ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ طارق نے یہ سنتے ہی رسیور واپس رکھ دیا۔

مائیکل خاموش بیٹھا اُسے دیکھ رہا تھا۔

"میں سمجھ گیا ہوں باس ـــــ کہ اس جیکارڈ کے روپ میں کون آدمی ہے" ـــــ طارق نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کون ہے" ـــــ؟ مائیکل نے پوچھا۔

"باس! ـــــ یہ یہاں کا خطرناک ترین آدمی علی عمران ہے ـــــ طارق نے جواب دیا۔

"علی عمران" ـــــ مائیکل نام سنتے ہی کرسی سے اچھل پڑا ـــــ "کیا کہہ رہے ہو تم" ـــــ؟ اس کی آواز میں لرزش تھی۔

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں جناب! ـــــ وہ کسی بھی میک اپ میں ہو اپنا مسخرہ پن نہیں چھپا سکتا ـــــ یہ اس کی عادت ثانیہ بن چکی ہے۔

وہ ہماری راہ پر لگ گیا ہے ـــــ اب اس کا خاتمہ ہمارے لئے لازمی ہو گیا ہے" ـــــ طارق نے جواب دیا۔

"وہ ـــــ میں نے بھی اس کا نام سنا ہوا ہے ـــــ چلو یہ تو اچھا ہوا کہ ہمیں اس کی اصلیت کا پتہ چل گیا ـــــ ورنہ ہم یقیناً اس کے ہاتھوں دھوکا کھا جاتے ـــــ یہاں آکر اسے زندہ واپس نہیں جانا چاہیے" ـــــ مائیکل نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ وہ یہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے ـــــ جہاں تک میرا خیال ہے ـــــ ہمارے مشن کی بھنک سیکرٹ سروس کے کانوں تک پہنچ گئی ہے اور اسی کے کہنے پر عمران ہماری راہ پر لگا ہے" ـــــ طارق نے کہا۔

"یقیناً پہنچ گئی ہو گی ـــــ ایکریمیا کے صدر نے پریس کانفرنس کر کے پوری دنیا کو چونکا دیا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہیڈ کوارٹر سے ابھی تک نہ ہی ڈلیوری آئی ہے ـــــ اور نہ ہی کوئی اور ہدایت ملی ہے" ـــــ مائیکل نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"باس ـــــ وہ اکیلا نہیں آئے گا ـــــ یقیناً اس کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ارکان بھی ہوں گے ـــــ اس لئے ہمیں باہر بھی نگرانی کرنی ہو گی ـــــ مگر اسے یہی تاثر دینا ہو گا کہ ہم ابھی تک اس کی اصلیت سے ناواقف ہیں ـــــ اور پھر ہم نہ صرف اسے گھیر لیں گے بلکہ اس کے ساتھیوں کو بھی پکڑ لیں گے ـــــ اور پھر انہیں فوری طور پر ختم کر کے ہمیں یہ کوٹھی بھی چھوڑنا ہو گی تاکہ سیکرٹ سروس کے دیگر ارکان ہم پر دھاوا نہ بول سکیں" ـــــ طارق نے اپنے پروگرام کی وضاحت

کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ فوری طور پر تمام انتظامات کرو ـــــ وہ کسی بھی لمحے یہاں پہنچنے والا ہو گا ـــــ جب سب انتظام ہو جائے تو پھر میں اکیلا پھاٹک پر اس کے استقبال کے لئے جاؤں گا" ـــــ مائیکل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ صرف چند لمحے توقف کریں ـــــ میں سب انتظامات کر لیتا ہوں" ـــــ طارق نے جواب دیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مائیکل اس کے جانے کے بعد بڑے الجھے ہوئے انداز میں کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ وہ اس تنظیم سے منسلک ہونے سے پہلے ایک ایسی تنظیم سے وابستہ تھا جو انتہائی خطرناک اور طاقتور تھی۔ مگر جب یہ تنظیم اس ملک میں ایک مشن پر آئی تو عمران کے ہاتھوں تباہ ہو گئی۔ مائیکل چونکہ ساتھ نہیں آیا تھا اس لئے بچ گیا تھا مگر اسے رپورٹ مل گئی تھی کہ پاکیشیا کے علی عمران نے اتنی خوفناک اور طاقتور تنظیم کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور نہ صرف چیف باس اس کے ہاتھوں ختم ہو گیا بلکہ باقی ممبر بھی مارے گئے۔ اس کے بعد ہی وہ میڈم کیٹ کی تنظیم سے منسلک ہوا تھا اور جب میڈم کیٹ نے اسے یہاں کا چارج سنبھالنے کے لئے بھیجا تو اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اتنے خفیہ طریقے سے کام کرے گا کہ کسی کو کانوں کان ہوا بھی نہ لگے گی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے تنظیم کا ہیڈ کوارٹر علیحدہ کوٹھی میں بنایا تھا۔ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ علیحدہ رہتا تھا۔ طارق کی معرفت ایڈورڈ اور شیرخان کو کام سونپا گیا تھا تاکہ وہ براہ راست سامنے نہ آسکے۔

مگر اب عمران کی براہ راست یہاں تک آمد بتا رہی تھی کہ اس کی تمام پلاننگ فیل ہو گئی ہے اور عمران نجانے کس طرح یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔

"اُسے کسی صورت میں بھی یہاں سے بچ کر نہیں جانا چاہیے" ——— مائیکل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے طارق اندر داخل ہوا اور مائیکل نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے سب انتظام کر لیا ہے باس ——— کوٹھی کے باہر ہمارے مسلح آدمی دُور دُور تک پھیل چکے ہیں ——— کوٹھی کے اندر بھی میں نے حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا ہے ——— آپ پھاٹک پر جائیں ——— اور گیٹ پر سے عمران کو لے کر سیدھے بلیو ہال میں چلے جائیں ——— پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ آخر کس چکر میں ہے ——— اس کے بعد جب باہر کی طرف سے پوری طرح تسلی ہو جائے گی تو پھر ہم اُسے موت کے گھاٹ اتار دیں گے" ——— طارق نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او کے" ——— مائیکل نے اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے نکلا اور راہداری سے گزرتا ہوا برآمدے میں اور وہاں سے پورچ پار کر کے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ برآمدہ، پورچ اور کوٹھی کا لان سب سنسان پڑے ہوئے تھے۔ وہاں کوئی بھی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ حتیٰ کہ پھاٹک پر چوکیدار تک موجود نہ تھا۔

مائیکل نے پھاٹک کھولا اور پھر باہر نکل کر پھاٹک کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں اس طرف کا جائزہ لے رہی تھیں جدھر سے عمران نے آنا تھا۔ وہ کوٹھی کے سامنے سے گزرنے والی ہر کار کو چونک کر دیکھتا۔ مگر جب

کار تیزی سے آگے نکل جاتی تو وہ دوبارہ اُدھر دیکھنے لگتا جدھر سے اُسے عمران کے آنے کی توقع تھی۔



جوئل سے ڈاشیری میں ہنگامہ کرنے کے بعد شاکل، چوشان اور بلیک واپس اسی کوٹھی میں پہنچ گئے جہاں وہ عارضی طور پر ٹھہرے ہوئے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں نگرانی کا کوئی انتظام کرنا چاہیے ——— کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک ہم پر دھاوا بول دیں ——— اور ہم حقیر چوہوں کی طرح مارے جائیں" ——— بلیک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ ان سب سے بعد میں پہنچا تھا جبکہ شاکل سب سے پہلے آیا تھا اور اس کے بعد چوشان آیا تھا۔

"ٹھیک ہے ——— نگرانی کے لئے اوپر والا چوبارہ درست رہے گا۔ وہاں سے ہم ہر طرف خیال رکھ سکتے ہیں ——— ہم ڈیوٹیاں بانٹ لیتے ہیں ——— پہلے میں نگرانی کروں گا ——— چار گھنٹے بعد بلیک اور اس کے بعد چوشان ڈیوٹی دے گا" ——— چیف شاکل نے پلان بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— بلیک اور چوشان نے تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا اور چیف شاکل تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا آیا راہداری

سے گزر کر وہ سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا کوٹھی کی دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ جہاں ایک ایسا کمرہ تھا جس کے چاروں طرف شیشے لگی ہوئی کھڑکیاں موجود تھیں کمرے میں فرنیچر موجود تھا۔

شاکل نے بجلی جلانے کی بجائے اندھیرے میں ہی بیٹھنے کو ترجیح دی تاکہ اُسے باہر سے چیک نہ کیا جا سکے۔ اس نے تمام کھڑکیوں پر پڑے ہوئے سرخ مخمل کے پردے ہٹا دیئے اور پھر وہ کمرے کے درمیان میں رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنا رخ اس طرف رکھا جدھر سڑک تھی۔ کیونکہ اُسے اندازہ تھا کہ آنے والے ادھر سے ہی آئیں گے۔

اُسے وہاں بیٹھے ہوئے ابھی دو گھنٹے ہی گزرے ہوں گے کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے ایک بڑی سی ویگن کو کوٹھی سے ذرا دور ایک درخت کے نیچے رُکتے ہوئے دیکھا۔ ویگن وہاں چند لمحے رکی رہی۔ پھر ویگن کا پچھلا دروازہ کھلا اور سرخ رنگ کے چست لباسوں میں ملبوس افراد تیزی سے باہر آنے لگے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ وہ سب ویگن کی آڑ میں کھڑے ہوتے چلے گئے۔ ان کی تعداد دس تھی۔ پھر ویگن کا فرنٹ ڈور کھلا اور دونوں طرف سے دو آدمی نیچے اترے۔ ان میں سے ایک نے ہاتھ کا اشارہ کیا اور شاکل نے صاف طور پر دیکھا کہ اس کا اشارہ اسی کوٹھی کی طرف تھا۔

اور پھر سرخ رنگ میں ملبوس افراد تیزی سے سڑک پار کر کے اس کوٹھی کی طرف بڑھتے چلے آئے اور شاکل تیزی سے اٹھ کر نیچے دوڑا۔ اس نے جوشان اور بلیک کو بڑے مطمئن انداز میں سوئے ہوئے دیکھا۔ اس نے تیزی سے انہیں جھنجھوڑتے ہوئے کہا ۔۔۔ اٹھو دوستو! ۔۔۔ حملہ آور آپہنچے ہیں۔

"اوہ اتنی جلدی" ۔۔۔ ان دونوں نے ہوشیار ہوتے ہی پہلا فقرہ یہی کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ یہ لوگ بہت ہوشیار معلوم ہوتے ہیں ۔۔۔ انہوں نے بہت جلدی ہمارا کھوج نکال لیا ۔۔۔ وہ تعداد میں بارہ ہیں اور کوٹھی کے گرد پھیل رہے ہیں" ۔۔۔ شاکل نے جواب دیا۔

"پھر اب کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ ؟ بلیک نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اغوا ہو جانا چاہیئے" ۔۔۔ جوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہیں اغوا ہوتے ہوتے ان کے ہاتھوں مارے نہ جائیں" ۔۔۔ بلیک نے جواب دیا۔

"ایسا کرتے ہیں کہ اوپر چلتے ہیں ۔۔۔ ان سے مقابلہ کیا جائے ۔۔۔ جب دیکھیں گے کہ یہ حاوی پڑ رہے ہیں تو پھر عارضی طور پر ہتھیار ڈال دیں گے ۔۔۔ ورنہ دوسری صورت میں اگر ہم نے ان کا خاتمہ کر دیا تو پھر ہماری اہمیت تنظیم کی نظروں میں بڑھ جائے گی ۔۔۔ اور ظاہر ہے کہ ہمارے اغوا کا ہی حکم جاری ہو گا" ۔۔۔ چیف شاکل نے کہا اور اس کی اس تجویز سے دونوں نے اتفاق کیا اور وہ الماری سے سٹین گنیں نکال کر تیزی سے راہداری سے نکل کر سیڑھیاں چڑھتے چلے گئے اور پھر دوبارہ اسی شیشے کی کھڑکیوں والے کمرے میں پہنچ گئے۔

اسی لمحے انہیں باہر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر چاروں طرف سے سائے سے دیوار پھلانگ کر اندر کودتے ہوئے دکھائی دیئے۔

"پوزیشنیں سنبھال لو ۔۔۔ اور حملہ کر دو" ۔۔۔ چیف شاکل نے

ایک کھڑکی کھولتے ہوئے کہا اور پھر چند ہی لمحوں بعد اندر داخل ہونے والوں پر جواب آہستہ آہستہ حملے کے انداز میں آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے سٹین گنوں کا فائر کھول دیا۔ اور فضا سٹین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ دوسرے لمحے نیچے چند چیخیں بلند ہوئیں اور پھر پیچھے سے بھی فائر کھول دیا گیا اور گولیوں نے شیشوں کے پرخچے اڑانے شروع کر دیئے۔

تھری پاورز بڑے محتاط انداز میں چاروں طرف سے فائر کر رہے تھے مگر اچانک ایک زبردست دھماکہ ہوا اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسم ہزاروں پرزوں میں تقسیم ہو کر فضا میں بکھرتے چلے گئے ہوں۔ ان کے ذہنوں پر جو آخری تاثر محفوظ رہ گیا تھا وہ یہ تھا کہ اندھیری رات میں اچانک ان کی آنکھوں کے اندر سورج اتر آیا ہو۔ اس کے بعد کیا ہوا ان کے ذہنوں پر اس کا کوئی تاثر نہ تھا۔

اور پھر اچانک شاکل کی آنکھیں دوبارہ کھل گئیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس کے ذہن میں وہی تاثر ابھر آیا کہ سورج اس کی آنکھوں میں اتر آیا ہے اس نے بڑی شدت سے دوبارہ آنکھیں بند کیں مگر یوں لگتا تھا جیسے روشنی کی کرنیں برچھیوں کی طرح اس بند آنکھوں میں اترتی چلی آ رہی ہوں۔ اس نے بوکھلا کر دوبارہ آنکھیں کھول دیں اور اس بار اس کی آنکھوں کو روشنی کی تیز چبھن کا احساس قدرے کم محسوس ہوا۔ اور پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔

دوسرے لمحے اس نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے معلوم ہوا وہ ایک بڑے سے کمرے میں ہے اور ایک لوہے کی کرسی پر چمڑے کی مضبوط بیلٹوں سے بندھا ہوا بیٹھا ہے اور اس کے دونوں ساتھی بھی اس کے

دائیں بائیں اسی حالت میں بندھے ہوئے ہیں البتہ ان کے سر پیچھے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے۔ شاکل کو یاد آیا کہ زبردست دھماکے کے بعد ان کے جسم کے پرزے فضا میں بکھر گئے تھے اور اس نے بوکھلا کر اپنے جسم کو دیکھا مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ اس کا جسم نہ صرف بالکل صحیح سلامت تھا بلکہ کہیں بھی ٹوٹ پھوٹ یا زخم کا نشان نظر نہ آیا۔ اس نے بلیک اور جوشان کی طرف دیکھا اور وہ بھی محفوظ نظر آئے اسی لمحے جوشان نے آنکھیں پٹپٹائیں اور شاکل دلچسپی سے اس کے ہوش میں آنے کا سین دیکھنے لگا۔

جوشان نے بھی ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے اپنے جسم کو ہی دیکھا۔

"ہوش میں آ گئے جوشان" ۔۔۔ شاکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! شاکل تم ۔۔۔ یہ ہمیں کیا ہوا تھا ۔۔۔ مجھے تو یوں محسوس ہوا تھا کہ میرا جسم ہزاروں حصوں میں تبدیل ہو گیا ہو" ۔۔۔ جوشان نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ مجھے بھی بیہوش ہوتے وقت یہی احساس ہوا تھا۔ مگر شکر ہے کہ ہم صحیح سلامت ہیں" ۔۔۔ شاکل نے جواب دیا۔

"دوستو! ۔۔۔ شکر ہے کہ میں بھی صحیح سلامت ہوں" ۔۔۔ اچانک بلیک نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم بھی ہوش میں آ گئے ۔۔۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید اپنی بقایا نیند پوری کر رہے ہو" ۔۔۔ شاکل نے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اتنی زبردست سنسنی خیزی کے باوجود وہ تینوں کھل کھلا کر

ہنس پڑے۔ دراصل وہ تینوں انتہائی منجھے ہوئے اور باصلاحیت سیکرٹ ایجنٹ تھے۔ ان کی زندگیاں اس قسم کے حادثوں سے دوچار ہوتے ہوئے گزری تھی اس لئے ان کے ذہنوں پر زیادہ بوجھ نہ تھا اور وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آئندہ اقدامات کے لئے ذہن پر جتنا بھی بوجھ کم ہو اتنا ہی اچھا ہے۔ اس لئے وہ نہ صرف مذاق سے پوری طرح محظوظ ہو رہے تھے بلکہ دل کھول کر ہنس بھی رہے تھے۔

"مگر ہم آ کہاں گئے ہیں" ——— ؟ بلیک نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے — کسی کے مہمان ہوں گے ——— اب یہ میزبان کی مرضی ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کو کس انداز میں رکھے" ——— چوشان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے درست کہا ہے ——— تم جیسے مہمانوں کو رکھنے کے لئے یہی انداز بہتر ہے" ——— اچانک کمرے میں ایک بھاری آواز گونجی اور ان تینوں نے چونک کر اس طرف دیکھا جہاں سے آواز نکل رہی تھی۔ یہ دائیں طرف کی دیوار کے اوپر نصب ایک چھوٹی سی جالی سے برآمد ہو رہی تھی۔

"کیا ہم اپنے میزبان کا نام پوچھ سکتے ہیں" ——— ؟ چیف شاکل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جسے تم ہوٹل لاشیری میں چیلنج کر آئے تھے ... ——— وہی تمہاری میزبان ہے" ——— جواب دیا گیا۔

"اوہ ویری گڈ! ——— تو ہم میڈم کیٹ کے مہمان ہیں ——— مگر معاف کیجئے ہمیں اگر پہلے سے پتہ ہوتا تو ہم ضرور اس کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے چھچھوڑے بطور تحفہ لے آتے" ——— بلیک نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں ... ——— تمہارے اپنے ہی چھچھوڑے کافی مقدار میں نکل آئیں گے" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا تم سامنے آ کر بات نہیں کر سکتے" ——— ؟ اچانک چوشان نے سوال کیا۔

"بے فکر رہو ——— ابھی تم سے ملاقات بھی ہو جائے گی ——— اور مجھے یقین ہے کہ پھر تم یہی سوچتے رہ جاؤ گے کہ کاش! ... یہ ملاقات نہ ہوئی ہوتی" ——— دوسری طرف سے طنزیہ انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹ کی آواز سنائی دی اور وہ سمجھ گئے کہ بولنے والے نے مائیک آف کر دیا۔

آواز بند ہوتے ہی بلیک نے اپنا سر چوشان اور شاکل کی طرف موڑا اور پھر اس نے مخصوص انداز میں پلکیں جھپکا کر آئی کوڈ میں ان سے مخاطب ہو کر کہا ——— کہ ان لوگوں کے آنے سے پہلے ہمیں ان بندشوں سے آزاد ہو جانا چاہیئے۔

اور پھر اسی آئی کوڈ میں شاکل نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کے ناخنوں میں تیز بلیڈ موجود ہے ——— اس لئے وہ پہلے ہی اپنی بیلٹوں کو کمر کی طرف سے کاٹ چکا ہے۔

چوشان نے بھی آئی کوڈ میں بتایا کہ اس نے انگوٹھے کے ناخن کے ساتھ لگے ہوئے بلیڈ کی تیز نوک کی مدد سے چمڑے کی بیلٹوں پر نشان ڈال لیا ہے ——— اب ذرا سے جھٹکے سے وہ ان بیلٹوں کو کاٹ سکتا

ہے ''۔

بلیک مطمئن ہو کر خود بھی سلیٹوں کو کاٹنے میں مصروف ہو گیا۔

وہ تینوں آئی کو ڈ میں باتیں اس لئے کر رہے تھے کہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ نہ صرف ان کی باتیں سنی جا رہی ہیں بلکہ انہیں ویژن آئی کی مدد سے دیکھا بھی جا رہا ہے۔

اور پھر چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چار مسلح نقاب پوش اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں سے سٹین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان کے پیچھے ایک اور نقاب پوش تھا جو غیر مسلح تھا۔ مسلح نقاب پوش دروازے کے دونوں اطراف میں کھڑے ہو گئے جبکہ غیر مسلح نقاب پوش بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا ان تینوں کے سامنے آ کر رک گیا۔

'' تم نے ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کیوں کیا تھا '' ـــــــ ؟ اس نقاب پوش نے قدرے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

'' ہم اس شہر میں اپنی اہمیت اجاگر کرنا چاہتے تھے ـــــــ تاکہ ہمیں کوئی تگڑا سا کام مل سکے '' ـــــــ چیف شاکل نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

'' تم کہاں سے آئے ہو '' ـــــــ ؟ نقاب پوش نے کچھ سوچنے کے بعد پوچھا۔

'' ایکریمیا کے شہر نارک سے '' ـــــــ چیف شاکل نے جواب دیا۔ اسے معلوم تھا کہ انہیں بیہوش کرنے کے بعد ان کے کاغذات کی تلاشی لی گئی ہو گی۔

'' تمہیں میڈم کیٹ کا نام کس نے بتایا تھا '' ـــــــ ؟ نقاب پوش نے ایک اور سوال کیا۔

'' یہاں اترتے ہی ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ یہاں حکومت میڈم کیٹ کی ہے چنانچہ ہم نے میڈم کیٹ کی نظروں میں اپنی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کر دیا ـــــــ ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ہم اتنی جلدی میڈم کیٹ کے پاس پہنچ جائیں گے '' ـــــــ چیف شاکل نے جواب دیا۔

'' ہوں ! ـــــــ اس کا مطلب ہے کہ تم غیر ملکی جاسوس نہیں ـــــــ بلکہ عام سے غنڈے ہو '' ـــــــ نقاب پوش نے کہا۔

'' غیر ملکی جاسوس ! ـــــــ واہ بھئی واہ ! ـــــــ خوب لقب دیا تم نے ـــــــ مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے ہمیں اتنی جلدی ٹریس کیسے کر لیا ـــــــ ؟ اور پھر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ خوفناک دھماکہ کیسا تھا '' ـــــــ ؟ چیف شاکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' یہ ہمارے لئے معمولی باتیں ہیں ـــــــ تم میں سے ایک آدمی کو مشکوک انداز میں ہوٹل سے نکلتے ہوئے چیک کیا گیا ـــــــ اور پھر اس کا تعاقب کر کے تمہاری رہائش گاہ دیکھی گئی ـــــــ بعد میں جب تمہارے متعلق تفصیلی رپورٹیں ملیں تو تمہیں گرفتار کرنے کے احکام صادر کئے گئے ـــــــ تم نے فائرنگ کر کے ہمارے پانچ افراد ہلاک کر دیئے تھے ـــــــ اس لئے روشنی کا بم مار کر تمہیں بیہوش کر دیا گیا '' ـــــــ نقاب پوش نے جواب دیا۔

'' تو وہ روشنی کا بم تھا ـــــــ مگر ہمیں تو یوں محسوس ہوا جیسے ہمارے جسموں کے پرخچے اڑ گئے ہوں '' ـــــــ چیف شاکل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'' اس کے پھٹنے سے تیز روشنی ہوتی ہے ـــــــ اور اس کے ساتھ ہی ایک ایسی زود اثر گیس پھیل جاتی ہے کہ انسانی دماغ بیہوش ہوتے وقت یہی تاثر لیتا ہے کہ اس کا جسم ہزاروں ذروں کی صورت میں فضا میں بکھر رہا ہو ـــــ

نقاب پوش نے جواب دیا۔

"اب ہمارے لئے تم نے کیا سوچا ہے" ——— ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد چیف شاکل نے پوچھا۔

"تمہارے لئے موت مقدر ہو چکی ہے ——— ہمیں اطلاع ملی تھی کہ تین غیر ملکی جاسوس ہمارے شہر میں داخل ہوئے ہیں ——— ہمیں دراصل ان کی تلاش تھی ——— ان سے شاید سٹیڈیم کیٹ کو کوئی بات چیت کرنی ہے۔ مگر تم غنڈوں کی ہماری نظروں میں کوئی اہمیت نہیں ——— اور پھر تم نے ہمارے کئی آدمی بھی ہلاک کر دیئے ہیں ——— اس لئے موت ہی تمہارا انجام ہے" ——— نقاب پوش نے جواب دیا۔ اور پھر وہ قدم بہ قدم پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی چاروں مسلح نقاب پوشوں نے رُوسی کھرتی سے اپنی گنیں کاندھوں سے اتار لیں۔ وہ شاید اپنے انچارج کے اشاروں کو پہچانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ پیچھے ہٹتے ہی نقاب پوش نے فائر کا حکم دے دینا ہے۔ ان تینوں بندھے ہوئے آدمیوں کی قسمت کا فیصلہ ایک لحاظ سے نقاب پوش نے سنا ہی دیا تھا۔

"یہ تو غضب ہو گیا ——— ہو سکتا ہے کہ وہ اس کمرے کو ہی بم سے اڑا دیں" ——— مس بوچر نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں فوراً کسی طرح باہر نکلنا چاہیئے" ——— کاشاکی نے کہا اور پھر اس نے جنونیوں کے سے انداز میں دیواروں کو تھپتھپانا شروع کر دیا جب کہ مارگریٹ ابھی تک اسی جگہ پوری شدت سے ٹھوکریں مارنے میں مصروف تھی جہاں سٹیڈیم کیٹ نے ٹھوکر مار کر دیوار کھولی تھی۔ مگر بے سود۔ اس کی ٹھوکروں کا کوئی نتیجہ نہ نکل رہا تھا۔

اور پھر اچانک کاشاکی کی محنت رنگ لے آئی اور شمالی دیوار کے ایک کونے پر ہاتھ مارتے ہی سرسرکی سی آواز نکلی اور شمالی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اور اب نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں

وہ تینوں سٹین گنیں سنبھالے تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئیں سیڑھیوں کا اختتام ایک چھوٹے سے دروازے پر ہوا۔ کاشاکی چونکہ سب سے آگے تھی

اس لئے اس نے دروازے کے قریب پہنچتے ہی اُسے زور سے دھکیلا۔ دروازہ شاید دوسری طرف سے بند نہ تھا اس لئے آسانی سے کھلتا چلا گیا اور وہ تینوں باری باری دروازے سے گزر کر دوسری طرف پہنچ گئیں۔ اب وہ ایک طویل راہداری میں پہنچ گئیں جس کی دونوں طرف کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ البتہ راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا فولادی دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ فولادی دروازہ بند تھا۔ دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

"اس دروازے کے پیچھے کوئی چکر ہے" ——— مارگریٹ نے کہا۔ اسی لمحے اس کی نظریں دروازے کے اوپر لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن پر پڑ گئیں۔ اس نے آگے بڑھ کر وہ بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سرخ بلب بجھ گیا اور دروازہ اسی طرح دونوں اطراف میں گھستا چلا گیا جیسے وہ کسی لفٹ کا دروازہ ہو اور جب ان کی نظریں اندر پڑیں تو وہ واقعی لفٹ نما چھوٹا سا کمرہ تھا۔ وہ تینوں اس لفٹ میں داخل ہو گئیں۔ لفٹ کی اندرونی دیوار پر ایک بورڈ نظر آ رہا تھا جس پر چار بٹن لگے ہوئے تھے اور ان کے نیچے ایک سے چار تک ہندسے لکھے ہوئے صاف نظر آ رہے تھے جن میں سے دو نمبر کا ہندسہ چمک رہا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم دوسری منزل پر ہیں" ——— مس بوچر نے کہا اور پھر اس نے نمبر چار کا ہندسہ دبا دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر کی طرف جانے لگی۔ دو کا ہندسہ بجھ گیا اور چند لمحوں بعد تین کا ہندسہ جل پڑا اور پھر جب چار کا ہندسہ جلا تو لفٹ خود بخود رک گئی اور اس کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ تینوں تیزی سے دروازے سے باہر آ گئیں۔ ان کے سامنے ایک طویل

راہداری تھی جس میں دونوں اطراف میں کئی دروازے موجود تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے دروازے پر زور آزمائی کی۔ مگر دروازہ بند تھا۔

"ایک لمحہ ٹھہرو" ——— مارگریٹ نے کہا اور پھر اس نے اپنے بالوں کے اندر انگلی ماری اور دوسرے لمحے بالوں کے اندر سے سیاہ رنگ کی ایک باریک تار نکال لی۔ اس نے تار کا ایک سرا مخصوص انداز میں موڑا اور پھر اس تار کو دروازے کے لاک ہول میں داخل کر کے اُسے ادھر اُدھر گھمانے لگی۔ چند ہی لمحوں بعد ایک ہلکی سی کھٹک کی آواز ابھری اور مارگریٹ نے تار واپس کھینچ لیا۔

اب جب انہوں نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دوسری طرف ایک کھڑکی موجود تھی۔ وہ تینوں تیزی سے اس کھڑکی کی طرف لپکیں اور جب انہوں نے کھڑکی کھول کر دوسری طرف جھانکا تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ کیونکہ دوسری طرف نیچے سڑک صاف نظر آ رہی تھی جس پر دوڑتی ہوئی کاریں اور جگمگاتی روشنیاں بہت بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ وہ اس وقت اس عمارت کی چوتھی منزل پر تھیں۔ مس بوچر نے کھڑکی سے جھانک کر ادھر اُدھر دیکھا مگر نیچے تک دیوار بالکل سپاٹ تھی اور کوئی ایسی چیز وہاں نہ تھی جس کے ذریعے وہ نیچے پہنچ سکتیں۔

اور اسی لمحے انہیں باہر راہداری میں کھٹکے کی آواز سنائی دی یوں لگتا تھا جیسے لفٹ دوبارہ وہاں آ کر رکی ہو۔ وہ تینوں تیزی سے پلٹیں اور پھر دروازے کے قریب آ کر رک گئیں۔ دروازہ وہ پہلے ہی بند کر چکی تھیں اور پھر راہداری میں کئی لوگوں کے قدموں کی بھاری آوازیں ابھریں۔

"وہ تینوں انہی کمروں میں سے کسی ایک میں ہوں گی" ——— اچانک ایک بھاری آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی تیز تیز آوازیں راہداری کے آخر تک پھیلتی چلی گئیں۔

وہ تینوں سانس روکے اسی انتظار میں کھڑی تھیں کہ دیکھو آنے والے اب کیا اقدام کرتے ہیں کہ اچانک انہیں کی ہول میں سے سفید رنگ کی گیس کے بھبکے سے نکلتے دکھائی دیئے اور وہ تینوں بے اختیار پیچھے ہٹیں اور پھر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتیں کھڑکی کے پاس پہنچ گئیں۔ اتنا تو وہ گیس دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھیں کہ یہ بیہوش کر دینے والی گیس ہے اور شاید ہر کمرے میں ایسی گیس پمپ کی جا رہی ہوگی۔ تاکہ ان تینوں پر آسانی سے قابو پایا جا سکے۔

مگر کھلی ہوئی کھڑکی کے راستے آنے والی تازہ ہوا کی وجہ سے گیس ت پر اثر انداز نہ ہو رہی تھی۔ مگر یہ پوزیشن تھی خطرناک ——— باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا اور آنے والے تعداد میں کافی تھے۔ اس لئے ظاہر ہے وہ ت سب پر قابو نہ پا سکتی تھیں اور پھر اچانک کاشاکی کو ایک تجویز سوجھ گئی۔ گو یہ خیال تھا انتہائی خطرناک ——— مگر اس نے سوچا کہ جب جان ویسے بھی جا رہی ہے اور ایسے بھی۔ تو پھر انتہائی رسک کیوں نہ لیا جائے۔ وہ تیزی سے کھڑکی پر چڑھی اور پھر اس سے پہلے کہ مارگریٹ اور مس بوچر اس کا پلان سمجھ سکتیں۔ اس نے کھڑکی سے فضا میں چھلانگ لگا دی اور مارگریٹ اور مس بوچر کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھٹی چلی گئیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ سیدھا خودکشی تھی۔ انہوں نے بے اختیار ہو کر باہر سر نکالا اور پھر ان کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گئی کیونکہ کاشاکی کسی گڑیا کی طرح فضا میں تیرتی ہوئی نیچے سڑک کی طرف گرتی چلی جا رہی تھی۔ پھر پلک جھپکنے میں وہ ان کی نظروں

سے اوجھل ہو گئی۔

مگر دوسرے لمحے ان کے چہروں پر تحسین کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ کاشاکی نیچے سڑک کے کنارے لگے ہوئے ایک بڑے سے پبلسٹی بکس کے درمیان کھڑی ان کی طرف ہاتھ ہلا رہی تھی۔

یہ پبلسٹی بکس سڑک کے کنارے بنا ہوا تھا۔ چاروں طرف پبلسٹی کے بڑے بڑے بورڈ تھے اور ان کے درمیان چھت سی بنی ہوئی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ کاشاکی جیسے ہی وہاں پہنچی۔ اس نے پیراشوٹنگ کے مخصوص انداز میں دونوں ہاتھ نیچے کئے اور پھر وہ دو تین بار قلابازیاں کھا کر یوں سیدھی کھڑی ہو گئی جیسے سیڑھی کے ذریعے نیچے اتری ہو۔

"اب یہی آخری چارہ رہ گیا ہے مارگریٹ ——— جلدی کرو" ——— مس بوچر نے تیز لہجے میں کہا اور مارگریٹ سر ہلاتی ہوئی کھڑکی پر چڑھ گئی۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اندازے کی ذرا سی غلطی اس کے جسم کے پرخچے اڑا دے گی۔ مگر اسے اپنی صلاحیتوں پر پورا بھروسہ تھا۔ اس لئے اس نے اپنے جسم کو ہلکے ہوتے ہوئے نیچے چھلانگ لگا دی۔

مس بوچر رکے ہوئے سانس کے ساتھ اس کے گرنے کا تماشہ دیکھ رہی تھی۔ پھر جب مارگریٹ بھی صحیح سلامت پبلسٹی بکس پر اترنے میں کامیاب ہو گئی تو اس نے ایک طویل سانس لی اور پھر وہ بھی کھڑکی پر چڑھنے لگی۔ مگر اسی لمحے اسے اپنے پیچھے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"ٹھہرو! ——— ورنہ گولی مار دوں گا" ——— اچانک ایک کرخت آواز اس کی پشت پر سنائی دی۔ مگر مس بوچر نے مڑ کر دیکھنے کی تکلیف ہی گوارہ نہ کی بلکہ فوراً ہی چھلانگ لگا دی۔ اور پھر اس کا جسم فضا میں تیرتا ہوا انتہائی

تیز رفتاری سے نیچے گرتا چلا گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ آسمان کی بلندیوں سے نیچے گر رہی ہو۔ بار بار اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑنے کی کوشش کرتا مگر اپنی مضبوط قوت ارادی کی بنا پر اس نے اپنے آپ پر کنٹرول قائم رکھا کیونکہ اُسے اچھی طرح احساس تھا کہ ذرا سی لاپرواہی یقیناً موت کا روپ دھار لے گی۔

چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم پبلسٹی بورڈوں کے درمیان پہنچ گیا۔ اسے جگہ دینے کے لئے مارگریٹ اور کاشا کی بورڈوں کے کونوں میں دبک گئی تھیں۔ مس بوچر کا جسم جیسے ہی بورڈوں کے قریب پہنچا اس نے دونوں ہاتھ مخصوص انداز میں نیچے کر کے ہتھیلیوں کو پھیلا لیا۔ پھر اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی کسی ماہر جمناسٹک کے انداز میں وہ قلابازی کھا گئی۔ مگر چونکہ وہ کافی بلندی سے گری تھی اس لئے اس کا جسم قلابازی کھاتے ہی اچھلا اور اس نے ایک اور قلابازی کھائی اور پھر وہ پبلسٹی بل فرش پر گر کر گھسٹتی ہوئی سائیڈ بورڈ سے ٹکرا کر رک گئی۔ اور عین اسی لمحے ایک چٹک کی آواز آئی اور جہاں مس بوچر گری تھی وہاں گولی آ لگی۔ مگر مس بوچر بورڈ کی جڑ میں ہونے کی وجہ سے بچ گئی۔

"کھڑے نہ ہونا ——— وہ لوگ گولیاں برسا رہے ہیں" ——— مس بوچر نے چیخ کر کہا اور وہیں دبکی رہی۔

دو تین اور گولیاں بورڈوں پر آ کر لگیں۔ اس کے بعد خاموشی طاری ہو گئی۔

"وہ لوگ اب ہمیں یہاں گھیرنے کی کوشش کریں گے" ——— مس بوچر نے کھڑے ہو کر کہا اور اس کی نظریں اس کھڑکی پر جم گئیں جو کھلی ہوئی تھی مگر اب وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ کھڑکی اتنی بلندی پر تھی کہ اب اُسے یہ تصور کر

کے ہی خوف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اتنی بلندی سے گری ہے۔

"نکل چلیں ——— یہاں رکنا خطرناک ہو گا" ——— مارگریٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر وہ تینوں بورڈوں کے درمیان ایک چھوٹے سے خلا کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ نیچے سڑک پر ٹریفک چل رہی تھی۔ بورڈ چونکہ سڑک کے درمیان میں ایک چکر کے اوپر بنا ہوا تھا اس لئے گاڑیاں ان کے دونوں اطراف سے آ جا رہی تھیں۔ اندھیرے کی وجہ سے شاید ان کو گرتے ہوئے تو کسی نے نہ دیکھا تھا مگر اب نیچے چھلانگیں لگاتی ہوئیں وہ یقیناً نظر آ جاتیں۔ مگر اسی لمحے انہیں دور سے ایک کھلا ٹرک آتا نظر آیا۔ ٹرک کے اوپر کپڑوں کے بڑے بڑے گٹھڑ لدے ہوئے تھے۔ اور لانڈری کا نام صاف لکھا ہوا نظر آ رہا تھا۔

"اس ٹرک پر کودنے کی کوشش کرو ——— اس طرح ہم اطمینان سے نکل جائیں گی" ——— کاشا کی نے چیخ کر کہا اور پھر مارگریٹ اور کاشا کی پل کے کونے میں اور مس بوچر دوڑ کر دوسرے کونے میں پہنچ گئی۔

چند لمحوں بعد ٹرک پہلے مس بوچر کے نیچے سے گزرا اور مس بوچر نے چھلانگ لگا دی اور وہ کپڑوں کے ڈھیر میں دھنستی چلی گئی۔ اور اس سے دو لمحے بعد مارگریٹ اور کاشا کی نے بھی چھلانگیں لگا دیں اور وہ دونوں بھی کپڑوں کے ڈھیر پر آ پڑیں۔

ٹرک ڈرائیور کو شاید ان تینوں کے کودنے کا احساس تک نہ ہوا تھا کیونکہ وہ اسی رفتار سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

وہ تینوں کھسکتی ہوئیں ٹرک کے انجن کی سائیڈ پر اکٹھی ہو گئیں۔ اب

سڑک کی طرف سے انہیں دیکھا نہ جا سکتا تھا۔

"توبہ توبہ! — کتنا ہولناک وقت تھا" — سب سے پہلے مس لوچیہ نے کہا۔

"یہ ہمت کاشاکی کی ہے — اگر وہ پہلے نہ کودتی تو شاید اب تک ہماری روحیں عالم بالا کی طرف پرواز کر رہی ہوتیں" — مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس میری نظریں اچانک ہی اس پلیٹی جس پر پڑ گئی تھیں — تو میں نے سوچا کہ جب مرنا تو ویسے بھی ہے۔ — تو کیوں نہ یہ چانس بھی لے ہی لیا جائے" — کاشاکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں واقعی! — بس چانس ہی تھا — پیرا ٹروپنگ کی مخصوص مشق کام آگئی — ورنہ تو ایسا سوچا بھی نہ جا سکتا تھا" — مس لوچیہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے" — ؟ اچانک مارگریٹ نے پوچھا۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، ٹرک ایک زوردار جھٹکے سے رک گیا اور پھر اس کے چاروں طرف دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے فاصلے طے کرتی ہوئی لالہ زار کالونی ا طرف بڑھی چلی جا رہی تھی کہ اچانک ایک چوک کے قریب — ایک سرخ نگ کی کار نے انتہائی تیز رفتاری سے اس کی کار کو کراس کیا اور عمران نے ی پھرتی سے سٹیرنگ کاٹ کر اپنی کار کو حادثے سے بچایا کیونکہ پیچھے سے نے والی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے کے باوجود اس بری طرح ڈول ی تھی جیسے نشے میں مدہوش شرابی سڑک پر کٹی ہوئی پتنگ کی طرح ڈولت ہر رہا ہو۔

پھر جیسے ہی کار عمران کے قریب سے گزری، عمران کے کانوں میں ایک نسوانی چیخ کی تیز آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی بچاؤ بچاؤ کے الفاظ بھی ہواؤں میں گونجتے رہ گئے۔ یوں لگتا تھا جیسے کار میں زبردست کشمکش ہو رہی ہو نسوانی چیخ اتنی دردناک تھی کہ عمران نے بے اختیار سٹیرنگ اس طرف کا ھر وہ تیز رفتار کار گئی تھی اور پھر اس نے ایکسیلیٹر دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس

کی کار ایک جھٹکا کھا کر کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھی۔ مگر آگے جانے والی کار بھی اپنی پوری سپیڈ میں جا رہی تھی۔ اس لئے عمران کو اس تک پہنچنے میں تقریباً پانچ منٹ لگ ہی گئے۔ اور عمران نے اُسے جا لیا۔ نسوانی چیخیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں اور کبھی کبھی چیخوں کے ساتھ ساتھ کراہیں اور سسکیاں بھی سنائی دے جاتیں۔

دونوں کاریں چند لمحوں تک برابر دوڑتی رہیں۔ مگر دوسری کار کے شیشے اس قسم کے تھے کہ باہر سے اندر کا منظر دیکھا نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے باوجود کوشش کے عمران اندر کا منظر نہ دیکھ سکا۔ مگر اس نے کار کی رفتار انتہائی حد تک بڑھانے کے بعد دوسری کار کو سائیڈ میں دبانا شروع کر دیا کیونکہ اُسے روکنے کا صرف یہی ایک طریقہ تھا۔

اور پھر نتیجہ اس کی توقع کے عین مطابق برآمد ہوا۔ دوسری کار کی رفتار آہستہ ہوتے ہوتے آخر کار اتنی آہستہ ہو گئی کہ عمران نے کار کو یکدم کاٹ کر اس کے سامنے روک دیا اور پچھلی کار بھی رک جانے پر مجبور ہو گئی۔

عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا اور پھر دروازہ کھول کر انتہائی تیزی سے پچھلی کار کی طرف بھاگا۔ اب نسوانی چیخیں، سسکیاں اور کراہیں کی آوازیں آنی بند ہو چکی تھیں اور پچھلی کار میں خاموشی طاری تھی۔

جب عمران ریوالور سنبھالے پچھلی کار کے قریب پہنچا تو اس کا ڈرائیور بھی دروازہ کھول کر باہر نکل آیا تھا۔ وہ ایک فیشن ایبل نوجوان تھا جس کی چڑھی ہوئی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اس نے اپنے ظرف سے زیادہ ہی شراب پی رکھی ہے۔

" کیا بات ہے " ______ نوجوان نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں عمران

سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" لڑکی کہاں ہے " ______ عمران نے انتہائی سخت لہجے میں پوچھا اور اس کے ساتھ ہی کھلے ہوئے دروازے سے اس کی نظروں نے کار کا اندرونی جائزہ مکمل کر لیا۔ مگر کار بالکل خالی تھی۔

" لڑکی! ______ کیسی لڑکی " ______ نوجوان نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس بار اس کا لہجہ قدرے سنبھلا ہوا تھا۔ شاید اس کی وجہ وہ خوفناک ریوالور تھا جو عمران کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔ اور ظاہر ہے ریوالور کا رُخ اس کے سینے کی طرف ہی ہو سکتا ہے۔

" وہ جسے تم زبردستی اٹھا کر لا رہے تھے " ______ عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ کار خالی نظر آ رہی تھی اور عمران نے جب سے چیخیں سنی تھیں وہ مسلسل اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ اس لئے یہ بھی نہ سوچا جا سکتا تھا کہ اس نے لڑکی کو کار سے راستے میں دھکیل دیا ہو۔

" میں اٹھا کر لا رہا تھا ______ کیا کہہ رہے ہو ______ کہیں تم پاگل تو نہیں ______ میں تو سیدھا کلب سے آ رہا ہوں ______ تم دیکھ لو کار میں لڑکی نظر آ رہی ہے تمہیں " ______ اس نوجوان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمہاری کار سے عورت کی چیخیں سنائی دے رہی تھیں " ______ عمران نے بگر ظاہر ہے اس بار اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

" عورت کی چیخیں! ______ ارے ______ اوہ! ______ تو تم وہ چیخیں سن کر میرے پیچھے آئے ہو۔ ہا ______ ہا ______ ہا ______ " اس نوجوان نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو ______ ورنہ ابھی دل میں سوراخ کر دوں گا " ______ عمران

کو اس کے قہقہہ پہ غصہ آگیا۔

"بھائی ناراض نہ ہو ــــ تم بھی سچے ہو ــــ آؤ میں تمہیں چیخیں سناؤں" ــــ اس نوجوان نے اپنی ہنسی پہ قابو پاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایک تیز نسوانی چیخ سنائی دی اور پھر چیخ کے ساتھ ساتھ کراہیں اور سسکیاں سنائی دینے لگیں اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک طویل سانس لیکر ریوالور جیب میں ڈال دیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے بھرے بازار میں اسے جوتے لگا دیے ہوں۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ بیوقوف بن گیا ہے کیونکہ اب چیخوں اور کراہوں کے ساتھ میوزک کی ہلکی ہلکی آواز بھی سنائی دینے لگی تھی۔ دراصل یہ جدید قسم کا گانا تھا جس کا ٹیپ چل رہا تھا۔

"ایسے گانے نہ سنا کرو بھائی ــــ میں تو شریف آدمی ہوں تم نے پوچھ لیا ہے ــــ ورنہ لوگ ایسے موقعوں پہ گولی پہلے چلاتے ہیں بات بعد میں کرتے ہیں ــــ بہرحال ویری سوری" ــــ عمران نے نوجوان کے کاندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی۔ اس کا ذہن جھلا رہا تھا کہ تو اس چکر میں پڑ کر وقت ضائع کیا۔ اس نے گھڑی دیکھی تو اسے ایڈورڈ بار سے چلے ہوئے تقریباً پچیس منٹ گزر چکے تھے۔

اس نے اگلے چوک سے کار کا رخ موڑا اور لالہ زار کالونی کی طرف جانے والی سڑک پہ تیزی سے کار دوڑانے لگا۔ اسے یقین تھا کہ کیپٹن شکیل اور صفدر دوران کوٹھی کے قریب پہنچ گئے ہوں گے۔

لالہ زار کالونی میں داخل ہوتے ہی اس نے پہلے چوک سے بائیں طرف ٹرن لیا۔ کیونکہ اس کے اندازے کے مطابق نمبر ۲۶ کوٹھی اسی سڑک پہ تھی۔ اور وہ کوٹھیوں کے نمبر دیکھتا ہوا وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ نمبر ۲۶ کوٹھی کے گیٹ پہ پہنچ گیا۔ یہ ایک قلعہ نما بڑی سی کوٹھی تھی۔ اس کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور ایک لمبا تڑنگا قوی الجثہ بلڈاگ کی شکل والا آدمی گیٹ کے باہر کھڑا عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے کار اس آدمی کے قریب جا کر روک دی۔

"مائیکل" ــــ عمران نے دبے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ میں مائیکل ہوں ــــ تم ــــ ؟" مائیکل نے جھک کر غور سے عمران کی شکل دیکھتے ہوئے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جیکارڈ فرام ہیڈ کوارٹر" ــــ عمران نے بھی لہجے کو تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

"کوڈ" ــــ ؟ مائیکل نے اسی طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ دیکھ لو ــــ باقی باتیں اندر ہوں گی ــــ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ پھاٹک پر ہی ساری رات گزار دوں" ــــ عمران نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایک کارڈ اس کی آنکھوں کے آگے لہرا کر ہاتھ واپس کھینچتے ہوئے کہا۔ اسے یقین تھا کہ اتنے کم وقت میں مائیکل کارڈ کو غور سے نہیں دیکھ سکتا۔

"اوکے ــــ آجاؤ" ــــ مائیکل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے کوٹھی کے اندر چل پڑا۔

عمران نے بھی کار آگے بڑھا دی۔ کوٹھی بالکل خالی معلوم ہوتی تھی۔

عمران نے آہستہ آہستہ کار بڑھاتے ہوئے پورچ میں جاکر اسے روک دیا۔ مائیکل پھاٹک بند کرکے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پورچ میں پہنچ گیا۔ عمران اس دوران کار سے نیچے اتر کر بڑے اطمینان سے اردگرد کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ بظاہر کوٹھی میں کوئی آدمی نظر نہیں آرہا مگر اس کے باوجود کچھ آنکھیں اس کی نگرانی کر رہی ہیں۔

"آؤ میرے ساتھ" ——— مائیکل نے بڑے مطمئن انداز میں برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کہا۔

اور عمران خاموشی سے اس کے پیچھے چلتا ہوا برآمدہ پار کرکے ایک گیلری سے گزر کر ایک بڑے سے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ کمرے میں نیلے رنگ کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ فرش پر بھی نیلے رنگ کا ایک قالین بچھا ہوا تھا۔

"بیٹھو" ——— مائیکل نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران نے کرسی کھسکائی اور پھر بڑے مطمئن انداز میں بیٹھ گیا۔

"کس سٹیج تک کام پہنچا ہے" ——— ؟ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی قدرے تحکمانہ لہجے میں مائیکل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیسا کام" ——— ؟ مائیکل نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

"جعلی کرنسی والا" ——— عمران نے مائیکل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ——— تو تم تک اس کی خبر پہنچ گئی ——— بہت خوب ——— بہت

ہوشیار ہے یہاں کی سیکرٹ سروس" ——— مائیکل نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب" ——— ؟ عمران اس کے اس انداز پر چونک پڑا۔

"دیکھو مسٹر عمران! ——— ہمیں دھوکہ دینا تم جیسے گھٹیا جاسوسوں کا کام نہیں ہے ——— خبردار! ——— جیب میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے اردگرد دیکھ لینا" ——— مائیکل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

اور عمران کو ادھر ادھر دیکھنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔ کیونکہ مائیکل کے بات کرتے ہی دیواروں میں سرر سرر کی آوازیں ابھریں اور پھر چاروں طرف سے مشین گنوں کے دھانے اندر جھانکنے لگے۔ ظاہر ہے ان کا رخ عمران کی طرف ہی تھا۔

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر مائیکل" ——— عمران نے آخری بار حالات کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ویسے اس اچانک کایا پلٹ کی اسے امید نہ تھی۔

"غلط فہمی نہیں ہے مسٹر عمران! ——— تم نے ایڈورڈ کو قتل کر دیا تاکہ وہ ہمیں ٹیلیفون نہ کر سکے ——— مگر ہم نے تصدیق کے لئے جب وہاں فون کیا تو اس کا فون ڈیڈ ملا چنانچہ کاؤنٹر مین کے ذریعے پتہ کرایا گیا ——— تو معلوم ہوا کہ ایڈورڈ ختم ہو چکا ہے" ——— مائیکل نے تفصیل سے بتلاتے ہوئے کہا۔

"ایڈورڈ نے بات ہی ایسی کہی تھی کہ اسے مرنا ہی پڑا ——— مگر اس سے کہاں ثابت ہو گیا کہ میں جیکارڈ نہیں ہوں" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر عمران! ـــــ جو باتیں تم نے کاؤنٹر مین سے کہیں ـــــ اس نے بتا دیا ہے کہ تم علی عمران ہو ـــــ تم چاہے لاکھ میک اپ کرو۔ مگر مذاق کرنے کی عادت سے باز نہیں آ سکتے" ـــ ـــ اچانک مائیکل کے پیچھے موجود پردہ ہٹا اور ایک مقامی نوجوان جس نے ہاتھ میں سٹین گن پکڑی ہوئی تھی، اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

عمران نے کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔ اس کا مقصد گھڑی میں موجود مخصوص ٹرانسمیٹر آن کرنا تھا تاکہ کوٹھی سے باہر موجود صفدر اور کیپٹن شکیل چوکنے ہو جائیں۔ کیونکہ اب عمران کے نزدیک حالات اس نتیجے پر پہنچ چکے تھے کہ تصادم ناگزیر ہو چکا تھا۔

عمران دل ہی دل میں اس کار والے فیشن ایبل نوجوان کو کوس رہا تھا جس کے تعاقب کی وجہ سے اس کا کافی وقت ضائع ہو گیا اور انہیں چیکنگ کرنے کا موقع مل گیا ورنہ اگر وہ سیدھا آ جاتا تو یقیناً ان لوگوں کو چیکنگ کا وقت نہ مل سکتا اور پھر یہ حالات بھی سامنے نہ آتے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

مگر عمران ذہنی طور پر بالکل مطمئن تھا کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اس کے دو ساتھی باہر موجود ہیں اور ان کی مدد سے وہ پوزیشن پر قابو پا لے گا۔

"چلو مان لیا کہ میں علی عمران ہوں ـــــ مگر کیا تم بتا سکتے ہو کہ تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے" ـــــ عمران نے اب پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیا ضرورت ہے پوچھنے کی ـــــ چند لمحوں بعد تم اس جگہ پہنچ جاؤ گے جہاں ان معلومات سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکو گے" ـــــ مقامی نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا حرج ہے بتانے میں طارق! ـــــ عمران صاحب قبر میں یہ حسرت

لے کر نہ جائیں کہ وہ کس تنظیم کے ہاتھوں مارے گئے ہیں" ـــــ مائیکل نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"یہ بات کہی ہے تم نے عقلمندوں جیسی ـــــ اب خود سوچو۔ اگر منکر نکیر مجھ سے سوال کریں کہ تم کس تنظیم کے ہاتھوں شہید ہوئے ہو ــ؟ اور میں بتا نہ سکوں ـــ تو ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے شہید ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیں ـــ اور تم جانتے ہو کہ آجکل کے مسلمان تو صرف شہید ہی ہو کر جنت میں جا سکتے ہیں ورنہ ـــــ" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا حوصلہ قابل داد ہے کہ موت کے منہ میں بیٹھ کر بھی تم مذاق کر لیتے ہو ـــ بہرحال سنو! ـــ تمہاری موت میڈم کیٹ کے ہاتھوں ہو رہی ہے ـــــ میڈم کیٹ کو جانتے ہو" ـــــ مائیکل نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میڈم کیٹ! ـــ جس کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے ـــ اسی کا ذکر کر رہے ہو تم" ـــــ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ تم صحیح سمجھے ہو ـــ بس اب تمہاری حسرت پوری ہو گئی" مائیکل کی بجائے طارق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ملک میں صرف تم ہی اس کے نمائندے ہو ـــ یا تمہارا بھی کوئی باس ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"میں اس ملک میں میڈم کیٹ کا نمائندہ ہوں ـــ بس چند روز کی بات ہے ـــ پھر تمہارا ملک بھی تمہارے ساتھ ہی معاشی طور پر دفن ہو جائے گا" ـــ مائیکل نے جواب دیا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک طارق نے جو عمران کے پیچھے دیکھ رہا تھا تیز لہجے میں کہا ——— "کم ان"۔

اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر غیر ارادی طور پر عمران نے مڑ کر دیکھا تو دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گئی۔ کیونکہ چار افراد کیپٹن شکیل اور صفدر کو بیہوشی کے عالم میں کندھوں پر لادے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے بڑی بے دردی سے انہیں فرش پر پھینک دیا اور پھر طارق کے اشارے پر انتہائی تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل گئے۔

عمران انہیں اس عالم میں دیکھ کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اب حالات اس کی توقع سے کہیں بڑھ کر بدتر ہو چکے تھے۔

"اچھی طرح دیکھ لو مسٹر عمران! ——— یہی تمہارے ساتھی ہیں نا"۔۔۔ طارق نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— ان دو کے علاوہ باہر اور کوئی موجود نہیں" ——— انہیں لے آنے والے نے کہا۔

عمران نے اٹھتے ہی انتہائی پھرتی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آتا، اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور وہ ناف تک زمین میں دھنستا چلا گیا۔ اس کا صرف سینہ فرش سے باہر رہ گیا تھا۔ باقی جسم فرش کے اندر چھپ چکا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے جس جگہ وہ کھڑا تھا صرف اتنی جگہ زمین تین چار فٹ تک نیچے دھنس گئی ہو۔

اب عمران حرکت کرنے سے بھی معذور ہو چکا تھا۔ کیونکہ اس کے بازو بھی اس کے جسم کے ساتھ ہی فرش میں جکڑے جا چکے تھے۔

"کیا خیال ہے مسٹر عمران! ——— کیا تم نے ہمیں احمق سمجھ رکھا تھا کہ ہم تمہیں جیب سے ریوالور نکالنے کی مہلت دیں گے" ——— مائیکل نے مسکرا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اسی نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا کر عمران کو زمین میں آدھا دھنسا دیا تھا۔

"ہاں! ——— اسے فوراً گولی مار دینی چاہیے ——— اس کا زندہ رہنا ہمارے لئے کسی بھی لمحے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے" ۔۔ طارق نے مشین گن کا رخ عمران کے سینے کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو طارق! ——— اب یہ قطعی بے بس ہو چکا ہے ——— اب چاہے اس میں جناتی قوتیں کیوں نہ عود کر آئیں ——— تب بھی یہ سوائے زبان ہلانے کے اور کچھ نہیں کر سکتا ——— مجھے اس سے سیکرٹ سروس کے باقی ممبرز اور ایکسٹو کے بارے میں معلومات حاصل کرنے دو ——— میڈم کیٹ ان معلومات سے بے حد خوش ہوگی ——— اور ہم اس کانٹے کو ہمیشہ کے لئے نکال پھینکنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ——— مائیکل نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"عمران اب واقعی بے بس ہو چکا تھا۔ اس کا جسم حرکت کرنے سے قطعی قاصر تھا۔ ایسی بے بسی شاید اس نے زندگی میں پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ اور دوسرے لمحے مائیکل کا ہاتھ ہوا میں لہرایا اور پھر کمرہ ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ عمران کے چہرے پر پڑنے والا تھپڑ واقعی انتہائی زوردار تھا۔

"ہاں! ——— میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ——— اس کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر دیں۔۔۔ تب بھی یہ زبان نہ کھولے گا ——— یہ معلومات اس کی

موت کے بعد اس کے ساتھیوں سے بھی حاصل کی جا سکتی ہیں ـــــ اس کی فوری موت بہرحال میری نظر میں انتہائی ضروری ہے" ـــــ طارق نے ایک بار پھر مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

دراصل طارق، مائیکل کی نسبت عمران سے متعلق زیادہ معلومات رکھتا تھا اس لئے اُسے خدشہ تھا کہ سنبھلنے کسی بھی لمحے حالات پلٹ نہ جائیں اس لئے وہ کم از کم عمران کی فوری موت کے حق میں تھا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے ـــــ گولی مار دو اسے ـــــ اور اس وقت ٹریگر سے ہاتھ نہ ہٹانا ـــــ جب تک اس کے جسم کا ریشہ ریشہ گولیوں سے نہ کٹ جائے" ـــــ مائیکل نے ذرا سائیڈ میں ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی طارق نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور عمران سوائے بے بسی سے اس کی طرف دیکھنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکا۔

وسیع و عریض ہال کے درمیان میں رکھی ہوئی کرسیوں پر آٹھ نقاب پوش بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سرخ رنگ کے نقابوں میں سے ان کی جھانکتی ہوئی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ سامنے دیوار پر ایک کافی بڑی سکرین نصب تھی۔ اور تمام نقاب پوشوں کا رخ اسی سکرین کی طرف ہی تھا۔ سکرین اس وقت تاریک تھی اور ہال میں مکمل خاموشی طاری تھی۔

اچانک اس خاموشی میں بلی کی میاؤں میاؤں کی تیز آواز ابھری اور تمام نقاب پوش چونک کر سیدھے ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین بھی ایک جھٹکے سے روشن ہو گئی۔ پہلے چند لمحے تک سکرین پر آڑی ترچھی لکیریں سی ہوتی رہیں پھر ایک بڑی سی سیاہ بلی کی تصویر ابھر آئی جس کی آنکھیں انتہائی سرخ تھیں۔

"تم لوگوں کو جو مشن سونپے گئے تھے ـــــ کیا وہ پورے ہوئے ـــــ؟ مجھے تفصیلی رپورٹ دو" ـــــ اچانک ہال میں ایک کرخت نسوانی آواز گونجی۔

"میڈم! ۔۔۔ میں نے ایکریمیا کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق پوری معلومات حاصل کرلی ہیں۔ ۔۔۔ اس کی تفصیلات آپ تک پہنچ چکی ہوں گی" ۔۔۔ نمبروَن نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ روسیاہ کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق جزوی معلومات تو ملی ہیں ۔۔۔ مگر مکمل معلومات ابھی میسر نہیں آسکیں۔ ۔۔۔ میں پوری کوشش کررہا ہوں۔ ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ مزید ایک ہفتے کے دوران میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں گا" ۔۔۔ نمبروَن کے بعد نمبر سیون نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ شوگران کے سونے کے محفوظ ذخائر کے متعلق بے پناہ کوششوں کے باوجود کوئی یقینی اور ٹھوس معلومات میسر نہیں آسکیں ۔۔۔ میں شرمندہ ہوں" ۔۔۔ نمبر سیون کے بعد نمبر تھری نے کھڑے ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نمبر ٹو! ۔۔۔ تم ایکریمیا کے سونے کی کانوں کے متعلق رپورٹ پیش کرو" ۔۔۔ میڈم نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ ایکریمیا میں سونے کی پانچ کانیں ہیں ۔۔۔ جن کا سونا صاف کرنے کے لئے صرف دو بڑے کارخانے لگائے گئے ہیں۔ میں نے ان کی تباہی کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں ۔۔۔ اب کسی بھی وقت انہیں تباہ کیا جاسکتا ہے" ۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا۔

"نمبر فور! ۔۔۔ تمہاری رپورٹ کیا ہے ۔۔۔؟" میڈم کیٹ نے اس بار نمبر فور سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میڈم! ۔۔۔ روسیاہ میں سونا صاف کرنے کے بائیس کارخانے ہیں

ہم ان میں سے صرف دو کو تباہ کرنے کے انتظامات کرسکے ہیں" ۔۔۔ نمبر فور نے قدرے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ میں سخت شرمندہ ہوں کہ شوگران کے سونا صاف کرنے کے پانچ کارخانوں کی تباہی کے لئے میرا کوئی پلان کامیاب نہیں ہوسکا" ۔۔۔ ہرمس نے نمبر فور کے بعد خود ہی اٹھ کر رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ سوائے ایکریمیا کے باقی سپر پاورز میں ہمارا مشن قطعی ناکام رہا ہے ۔۔۔ ادھر بین الاقوامی سیکرٹ ایجنٹوں کی ٹیم نے ہمارے ملک میں پہنچ کر ہمارے خلاف کام شروع کردیا ہے ۔۔۔ اور زاتن ان کے ہاتھوں مارا جاچکا ہے ۔۔۔ حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے چلے جارہے ہیں ۔۔۔ اور ہمارا مشن ابھی تک ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکا ۔۔۔ اگر ہم اسی طرح کام کرتے رہے تو پھر ایک روز ایسا آئے گا کہ ہم معلومات ہی اکٹھی کرتے رہ جائیں گے ۔۔۔ اور بین الاقوامی سیکرٹ ایجنٹ ہمارے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرکے پوری تنظیم کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیں گے" ۔۔۔ میڈم کیٹ کا لہجہ بے حد زہریلا تھا۔

تمام نقاب پوش سر جھکائے بیٹھے رہے۔ ظاہر ہے وہ جواب بھی کیا دے سکتے تھے۔

"تو ساتھیو! ۔۔۔ میں نے فوری طور پر ایک پلان مرتب کیا ہے ہمیں طاقت مختلف ممالک میں تقسیم کرنے کی بجائے ایک ہی ملک میں اپنا مشن پورے زور شور سے شروع کردینا چاہئے ۔۔۔ اور اس کے لئے میں نے ایکریمیا کا انتخاب کیا ہے ۔۔۔ اس انتخاب کی وجہ یہ ہے کہ ایکریمیا سرمایہ دار ملکوں کا رہنما ہے ۔۔۔ اس کی معیشت تباہ ہونے کا مطلب یہ

ہو گا کر دنیا میں پھیلے ہوئے تمام سرمایہ دار ممالک کی معاشی تباہی ___ کیو
ن سب ملکوں کی کرنسی ایکریمیا کرنسی سے متعلق ہے ___ باقی رہے
روسیاہ اور شوگران ___ تو یہ دونوں ممالک علیحدہ معاشی نظریہ رکھتے ہیں
اور یہ دونوں ممالک نظریاتی طور پر ایکریمیا کے خلاف بھی ہیں ___ اس
لئے ظاہر ہے ___ یہ سوائے زبانی ہمدردی کے ایکریمیا کی عملی مدد نہ
کر سکیں گے ___ اور اس طرح ہم ایکریمیا کی معیشت تباہ کر کے ایکریمیا پر
قبضہ کر لیں گے ___ اور اس کے بعد ہمارے پاس معاشی طاقت کے
ساتھ ساتھ فوجی طاقت بھی آجائے گی ___ چنانچہ مؤثر طور پر ہم بعد
میں روسیاہ اور شوگران سے بھی نپٹ لیں گے" ___ میڈم کیٹ
کی آواز ہال میں گونجتی رہی۔

"آپ کی پلاننگ درست ہے میڈم" ___ میڈم کے خاموش ہوتے
ہی سب نقاب پوشوں نے متفقہ طور پر تائید کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے نمبر نائن کی جگہ اس کے اسسٹنٹ کو نمبر نائن مقرر کر دیا ہے
لیکن چونکہ اس کا اس میٹنگ سے کوئی تعلق نہیں تھا ___ اس لئے
اُسے یہاں نہیں بلوایا گیا ___ بہرحال وہ ان جاسوسوں سے خود ہی نپٹ
لے گا ___ تم سب مل کر ایکریمیا میں کام کرو ___ اور وہاں جس قدر
جلد ممکن ہو سکے ___ کاغذی قیامت برپا کر دو ___ اس سلسلے میں تم نے
کیا کیا کرنا ہے اس کی تفصیلات پہنچ جائیں گی" ___ میڈم کیٹ نے
ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے مادام" ___ سب نقاب پوشوں نے جواب دیا۔

"اور سنو ___ میٹنگ برخاست ___ میرے احکامات کا انتظار

میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہو گئی اور ہال
میں ایک بار پھر میاؤں میاؤں کی آوازیں گونج اٹھیں اور پھر جیسے ہی یہ آوازیں
بند ہوئیں آٹھوں نقاب پوش ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر
اپنے نمبروں کی ترتیب کے مطابق بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔



نقاب پوش کے پیچھے ہٹتے ہی دروازے کی دونوں سائیڈوں پر کھڑے
ہوئے مسلح آدمیوں نے سٹین گنوں کو بڑی پھرتی سے کندھوں سے اتارا اور
پلک جھپکنے میں ان کا رخ چیف شاکل، چوہان اور بلیک کی طرف کرتے ہوئے
فائرنگ کے لئے تیار ہو گئے۔

"سنو! ___ آخری بار پوچھ رہا ہوں ___ اگر تم ہی وہ غیر ملکی
سیکرٹ ایجنٹ ہو تو بتا دو ___ تاکہ میں میڈم کیٹ کو اطلاع کر دوں اور وہ
تم سے براہ راست ہی نپٹ لے ___ ورنہ دوسری صورت میں میرے
ایک اشارے پر تمہارے جسم گولیوں سے چھلنی ہو جائیں گے" ___ نقاب پوش
نے بڑے سپاٹ لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو کچھ ہم ہیں ___ وہ ہم نے پہلے ہی بتا دیا ہے ___ اب

تم زبردستی ہمیں سیکرٹ ایجنٹس بنانا چاہو ـــــ تو تمہاری مرضی "ـــــ چیف شاکل نے بے حس سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ وہ نقاب پوش کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس طرح خوفزدہ کر کے وہ ان سے ان کی اصلیت اگلوانا چاہتا ہے۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ سیکرٹ ایجنٹس کی اصلیت کھلتے ہی وہ ایک لمحے بھی زندہ نہ رہ سکے اور ایسے نفسیاتی داؤ پیچوں سے نپٹتے ہوئے ان کی عمر گزر چکی تھی۔ اس لئے وہ اتنی آسانی سے اس نقاب پوش کے داؤ میں کیسے آ سکتے تھے۔

"ہونہہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی ایک عام سے غنڈے ہو" ـــــ نقاب پوش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے غور سے ان کی شکلیں دیکھتا رہا۔ پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا ایریل کھینچ کر لمبا کیا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس ـــــ نمبر ناٹن سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"نمبر ناٹن سکس سپیکنگ باس ـــــ اوور" ـــــ نقاب پوش نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ دو ـــــ اوور" ـــــ دوسری طرف سے انتہائی تحکمانہ لہجے میں پوچھا گیا۔

"باس ـــــ ہوٹل لاشیری میں ہنگامہ کرنے والے غنڈوں کو اغوا کیا لایا گیا ہے ـــــ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے ـــــ وہ عام سے غنڈے ہیں۔ سیکرٹ ایجنٹس نہیں ہیں۔ اوور" ـــــ ناٹن سکس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے چیک کیا ـــــ ؟ اوور" ـــــ نمبر ناٹن نے پوچھا اور ناٹن سکس

نے اپنے نفسیاتی حربے کا ذکر کرتے ہوئے تفصیلی رپورٹ دی۔

"ٹھیک ہے ـــــ لیکن پھر بھی ایسے حالات میں رسک نہیں لیا جا سکتا تم انہیں ہیڈ کوارٹر چیکنگ روم میں بھجوا دو ـــــ وہاں سے فائنل رپورٹ ملنے کے بعد ہی ان کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔ اوور" ـــــ نمبر ناٹن نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر باس ـــــ اوور" ـــــ ناٹن سکس نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ناٹن سکس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ایریل بند کیا اور پھر ٹرانسمیٹر کو جیب میں ڈال لیا۔

"انہیں اٹھا کر ہیڈ کوارٹر بھجوا دو" ـــــ نقاب پوش نے مسلح آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور چاروں مسلح نقاب پوشوں نے اپنی مشین گنیں کاندھوں سے لٹکائیں اور پھر بڑے مطمئن انداز میں ان تینوں کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں معلوم تھا کہ وہ تینوں بندھے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ قطعی مطمئن تھے۔

مگر جیسے ہی وہ قریب پہنچے چیف شاکل ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے حرکت میں آئے اور دو نقاب پوش کراہ کی آواز نکالتے ہوئے اچھل کر فرش پر جا گرے۔ ان دونوں کی کنپٹیوں پوری قوت سے مکے پڑے تھے۔

ادھر جوشان اور بلیک بھی حرکت میں آ گئے تھے۔ چنانچہ زیادہ سے زیادہ پانچ

سائیڈ کے ایکشن میں وہ چاروں مسلح نقاب پوش فرش پر پڑے ہوئے تھے جبکہ وہ تینوں ان کے قریب مطمئن انداز میں کھڑے تھے۔

"جلدی کرو ـــــ ان کا لباس پہن لو" ـــــ چیف شاکل نے کہا اور پھر اس نے بھی ایک آدمی کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ یہ آدمی اس کے ڈیل ڈول کے مطابق تھا۔ اس نے اس کا لباس اپنے چست لباس کے اوپر ہی پہن لیا اور جب اس نے اس کا نقاب اپنے چہرے پر لگایا تو مکمل طور پر روپ بدل چکا تھا۔

جوشان اور بلیک نے بھی پھرتی دکھائی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں نقاب پوش بنے کھڑے تھے جبکہ ان کے سامنے تین نقاب پوش ننگے پڑے ہوئے تھے۔ البتہ ایک نقاب پوش اپنی اصل حالت میں بیہوش پڑا تھا۔

چیف شاکل تیزی سے اس پر جھکا اور پھر اس نے اس کی ناک اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے بند کیا۔ سانس رکنے کی وجہ سے چند ہی لمحوں میں وہ ہوش میں آگیا۔ چیف شاکل اس کا نقاب پہلے ہی اتار چکا تھا اس لئے جیسے ہی وہ ہوش میں آیا، چیف نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کی نال اس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بولو! ـــــ یہاں سے نکلنے کا کوڈ کیا ہے ـــــ؟ خبردار! اگر غلط کہا تو گولی مار دونگا"

"نمبر ایٹ" ـــــ اس آدمی نے بڑی مشکل سے عام سا غنڈہ ٹائپ رہا تھا۔ گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

چیف شاکل اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ اس لیے اس نے دوسرا سوال کیا۔ لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے ـــــ؟ جلدی بولو" ـــــ شاکل نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دیتے ہوئے پوچھا۔

"مادام روڈ ـــــ رائل برج" ـــــ اس نے جواب دیا۔

"وہاں کا کوڈ بتاؤ؟ ـــــ" چیف شاکل نے پوچھا۔

"میڈم کیٹ ـــــ منزا ان گروپ" ـــــ اس شخص نے جواب دیا۔ اور چیف شاکل نے سٹین گن ہٹالی۔ اس آدمی نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش میں مصروف ہو گیا مگر چیف شاکل کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے اس شخص کی کنپٹی پر پڑی۔ ضرب اتنی بھرپور تھی اور پھر لوہے کی کہ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی اور وہ فرش پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔

"آؤ نکل چلیں" ـــــ چیف شاکل نے جوشان اور بلیک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر کہیں باہر ہمیں لوگ خالی ہاتھ دیکھ کر مشکوک نہ ہو جائیں۔ ـــــ ایسا نہ کریں کہ ان تینوں کو اپنا لباس پہنا کر کاندھے پر اٹھا لیں" ـــــ بلیک نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ـــــ اس کام میں کافی دیر لگے گی ـــــ اور ہو سکتا ہے کہ ان کا باس دوبارہ آجائے ـــــ اور پھر انہیں اٹھا کر یہاں سے نکلنے کی نسبت ہم خود زیادہ آسانی سے نکل جائیں گے۔ آؤ" ـــــ چیف شاکل نے بلیک کی تجویز رد کرتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ کھول کر اس نے پہلے سر باہر نکال کر جھانکا۔ یہ ایک راہداری تھی

جو نالی پڑتی تھی۔ وہ اچھل کر باہر آگیا۔ اور اس کے پیچھے چوشان اور بلیک بھی باہر آگئے۔ راہداری کے آخر میں سیڑھیاں اوپر جاتی دکھائی دے رہی تھیں وہ بڑے اطمینان سے سٹین گنیں کاندھوں سے لٹکائے اوپر چڑھتے چلے گئے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک کمرے میں ہوا جس کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

دروازہ پار کرتے ہی وہ ایک اور راہداری میں پہنچے سٹین گنوں کی نالیں ان کے سینوں سے ٹکا گئیں۔ اس راہداری میں چار سٹین گن بردار نقاب پوش موجود تھے۔

"نمبر نائن" ــــ چیف شاکل نے تیز لہجے میں کہا اور سٹین گنیں ان کے سینوں سے ہٹ گئیں۔

"باس کہاں ہے" ـــ ؟ چیف شاکل نے بڑے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"وہ ہیڈ کوارٹر گیا ہے ـــ ـ مگر وہ تو کہہ رہا تھا کہ تم شکاریوں کو لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ گے" ـــــ ـ راہداری میں موجود نقاب پوش نے پوچھا۔

"ہاں! ـــ کہا تو ایسا ہی تھا ـــ مگر اس کے جاتے ہی شکاریوں نے خودکشی کر لی ـــ انہوں نے اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپائے ہوئے تھے" ـــــ چیف شاکل نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ یہ تو برا ہوا ـــ اسے فوراً اطلاع دینی ہوگی" ـــ نقاب پوش نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"تم اسے اطلاع دو ـــ ہم ایک چیکنگ کر لیں ـــ مرنے سے پہلے ایک آدمی نے اپنے ساتھیوں کی نشاندہی کی ہے" ـــ ـ چیف شاکل نے بڑے مطمئن انداز میں کہا۔

"اوہ ضرور! ـــ کار لے جاؤ گے" ـــــ اس نقاب پوش نے کہا۔

"ظاہر ہے" ـــــ چیف نے کہا اور پھر تیزی سے باہر کی طرف چل پڑا۔ چوشان اور بلیک جو اس کے قریب خاموش کھڑے تھے چیف شاکل کے آگے بڑھتے ہی اسی طرح خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے جبکہ وہ نقاب پوش تیزی سے مخالف سمت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

راہداری سے گزر کر تینوں کوٹھی کے پورچ میں پہنچے جہاں ایک سیاہ رنگ کی کار دوڑی اور چابی اگنیشن میں لگی ہوئی تھی۔ چیف شاکل کو چابی باہر سے ہی نظر آگئی تھی۔ اس لئے اس نے پھرتی سے دروازہ کھولا اور فوراً ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پچھلی نشستوں پر چوشان اور بلیک کے بیٹھتے ہی شاکل نے کار تیزی سے موڑی اور پھر خاصی تیز رفتاری سے پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ اس نے کار کا سہارا بھی اس لئے لیا تھا کہ کار کی وجہ سے پھاٹک پر روک ٹوک نہ ہوگی۔ اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق کار کو پھاٹک کی طرف بڑھتے دیکھ کر پھاٹک کے قریب موجود مسلح چوکیداروں نے تیزی سے پھاٹک کھول دیا اور شاکل اطمینان سے کار باہر سڑک پر لے آیا۔

"میرا خیال ہے کہ جس قدر جلد اس کار سے چھٹکارا پا لیں ـــ اچھا ہے"۔ پچھلی نشست پر سے چوشان نے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــ ـ چیف شاکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کار ایک گلی کی طرف موڑ دی۔ یہ گلی تنگ ہونے کے ساتھ ساتھ خاصی اندھیری بھی تھی اور چونکہ اس طرف عمارتوں کی پشت تھی اس لئے وہاں ایسے بند دروازوں اور کھڑکیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ شاکل نے کار گلی کے درمیان

میں روکی اور پھر تیزی سے نقاب اور لباس اتارنا شروع کر دیا۔ چوشان اور بلیک پہلے ہی اس سے چھٹکارا حاصل کر چکے تھے۔ پھر لباس اور نقاب اس کار میں پھینک کر وہ باہر نکل آئے۔ اور بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتے گلی کراس کر کے واپس سڑک پر آ گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے ۔۔۔۔" چوشان نے پوچھا۔

"اس کوٹھی کے سامنے ایک کیفے میں نے دیکھا ہے ۔۔۔ وہاں بیٹھ کر اس کوٹھی کی نگرانی کرتے ہیں" ۔۔۔ شاکل نے کہا۔

"مگر اس نگرانی کا فائدہ ۔۔۔ کیوں نہ ہم ہیڈ کوارٹر میں گھسنے کی کوشش کریں" ۔۔۔ چوشان نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر میں گھسنا آسان نہیں ہوگا ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ جیسے ہی انہیں ہمارے نکلنے کا احساس ہوگا ۔۔۔ وہ یہ کوٹھی چھوڑ دیں گے اور کسی اور پوائنٹ پر شفٹ ہو جائیں گے۔ میں وہ پوائنٹ دیکھنا چاہتا ہوں" ۔۔ شاکل نے کہا۔

"اس کی وجہ ۔۔۔" بلیک نے الجھے ہوئے لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"وہ اس لئے کہ پہلے ہم وہاں گھسیں ۔۔۔ اور باس اور اس کے ساتھیوں کے بیک اپ میں نکل کر ہیڈ کوارٹر جائیں ۔۔۔ اس طرح ہم آسانی سے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جائیں گے" ۔۔۔ شاکل نے اپنی تجویز کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں شاکل ۔۔۔ یہ سلسلہ خاصا طویل ثابت ہوگا ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کاروں میں شفٹ ہوں ۔۔۔ اور ہمیں ان کے تعاقب کے

لئے سواری ہی میسر نہ آئے ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کریں ۔۔۔ اور وہیں بیٹھ کر اس میں خفیہ داخلے کی کوئی تجویز سوچیں" ۔ بلیک نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ بلیک ٹھیک کہہ رہا ہے ۔۔۔ اب وہ بہت محتاط اور ہوشیار ہو جائیں گے ۔۔۔ اس لئے آسانی سے ٹریپ نہ ہو سکیں گے" ۔ چوشان نے بھی بلیک کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ آؤ پھر چلیں" ۔۔۔ شاکل نے بھی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ تینوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چوک کی طرف چل پڑے جہاں سے انہیں آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔

عمران ناف تک زمین میں دھنسا کھڑا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ بھی زمین کے اندر تھے اور سامنے کھڑے ہوئے طارق کے ہاتھوں میں موجود مشین گن کا رخ عمران کی طرف ہی تھا جبکہ مائیکل اس سے ذرا سا سائیڈ میں ہٹ کر کھڑا ہوا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل ایک طرف فرش پر بیہوش پڑے ہوئے تھے طارق کی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ عمران کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی خوشی حاصل کر رہا ہو۔

عمران کے ذہن میں معمولی سا ابال آیا ہوا تھا۔ اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی اس خوفناک سچویشن میں تقریباً جواب دے گئی تھی اور عمران کو معلوم تھا کہ چند لمحوں میں طارق کی مشین گن سے نکلی ہوئی گولیاں اس کے جسم کو شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیں گی۔

اور پھر جیسے ہی طارق کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی، عمران کے ذہن پر

ایک جھماکا سا ہوا۔

طارق کے ٹریگر دباتے ہی گولیوں کی بوچھاڑ سی نکل کر سیدھی عمران کی طرف بڑھی۔ مائیکل سائیڈ میں کھڑا بڑے مطمئن انداز میں عمران کی موت کا تماشہ دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کے ذہن کے بعید ترین گوشے میں بھی شاید یہ تصور نہ تھا کہ اس بے بسی کے عالم میں بھی عمران کوئی حرکت کر سکے گا۔

جیسے ہی طارق نے ٹریگر دبایا، عمران کا آدھا جسم انتہائی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے آدھے جسم نے جو زمین سے اوپر تھا جھکولا کھایا اور اس کے سر کی ٹکر پوری قوت سے قریب کھڑے مائیکل کی دونوں ٹانگوں کے درمیان پڑی اور مائیکل اچانک ضرب کھا کر اچھلا اور اس کا جسم عمران اور طارق کے درمیان آ گیا۔ نتیجہ یہ کہ مشین گن کے دہانے سے نکلنے والے قہقہے کے ساتھ مائیکل کی خوفناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ مشین گن کی گولیاں چونکہ ایک تسلسل سے چل رہی تھیں۔ اس لئے طارق ان گولیوں کو نہ روک سکا اور پہلے نکلنے والی گولیاں عمران کے جھکولے کی وجہ سے اس کے جسم سے قریب ہوتی گزر گئیں جب کہ باقی گولیوں نے درمیان میں آ جانے والے مائیکل کے جسم کو چھلنی کر دیا۔

مائیکل کے منہ سے چیخ نکلتے ہی طارق نے بوکھلا کر ٹریگر پر سے انگلی ہٹا لی مگر وہ مائیکل کو نہ بچا سکا۔ مائیکل کا جسم گولیوں کے زور سے اچھل کر عمران کے اوپر آ گرا۔ وہ بری طرح پھڑک رہا تھا۔ اس کے جسم سے خون کے فوارے نکل رہے تھے۔

طارق نے مائیکل کی یہ حالت دیکھ کر مشین گن ایک طرف پھینکی اور تیزی سے مائیکل کی طرف بڑھا۔ اس کا چہرہ غصے اور پریشانی سے بگڑ سا گیا تھا۔ اس نے انتہائی

پھرتی سے تڑپتے ہوئے مائیکل کو گھسیٹ کر کاندھے پر لادا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ وہ شاید مائیکل کو جلد از جلد طبی امداد پہنچا کر اس کی جان بچانا چاہتا تھا۔ چنانچہ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا وہ دروازے کے قریب پہنچا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تیر رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اتنی گولیاں کھانے کے بعد اب مائیکل کا بچ جانا تقریباً ناممکن ہے۔ بہرحال قدرت نے اسے موت سے فی الحال بال بال بچا لیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی مائیکل کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑے گی۔ طارق انتہائی غصے کے عالم میں عمران سے انتقام لینے کے لئے پلٹے گا اور پھر اس کے ہاتھوں سے بچ نکلنا ناممکن ہوگا

صفدر اور کیپٹن شکیل اس سے ذرا فاصلے پر ابھی تک بیہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران کی خواہش تھی کہ کسی طرح طارق کے آنے سے پہلے ان میں سے کم از کم ایک ہوش میں آجائے۔ مگر سوائے انہیں دیکھنے کے وہ اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

"صفدر! ۔۔۔ شکیل! ۔۔۔ ہوش میں آؤ" ۔۔۔۔ اچانک عمران نے ان دونوں کو زور زور سے آوازیں دینی شروع کر دیں۔ وہ انتہائی تیز لہجے میں انہیں پکار رہا تھا۔

اور پھر اس وقت عمران کی آواز میں اور زیادہ تیزی آگئی جب اس نے صفدر کی پلکیں جھپکتی ہوئی دیکھیں اور چند لمحوں بعد صفدر نے آنکھیں کھول دیں۔

"صفدر! ۔۔۔ ہوش میں آؤ" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی تیز لہجے میں کہا

اور صفدر بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"جلدی کرو ۔۔۔۔ اس میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دباؤ ۔۔۔ جلدی کرو" عمران نے چیخ کر کہا۔

اور شاید عمران کی تیز آواز نے صفدر کو شعور کی سرحدوں پر لا کھڑا کیا تھا کیونکہ وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔

"اس کے دوسرے کنارے پر بٹن لگا ہوا ہے ۔۔۔ اسے دباؤ ۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور صفدر تیزی سے میز کی دوسری طرف گھوم گیا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں میز کے کنارے پر لگے ہوئے ایک سرخ رنگ کے بٹن پر پڑیں اس نے تیزی سے وہ بٹن دبا دیا اور دوسرے لمحے عمران کا جسم ایک جھٹکے سے اونچا ہو گیا۔ اور اب وہ فرش پر کھڑا ہوا تھا۔

فرش کی قید سے آزاد ہوتے ہی عمران نے اس طرف چھلانگ لگا دی جس طرف طارق کی سٹین گن پڑی تھی۔ اور سٹین گن اٹھا کر وہ مڑا تو صفدر تیزی سے کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ادھر صفدر نے چند ہی لمحوں میں کیپٹن شکیل کو بیہوشی سے ہوش کی سرحدوں میں کھینچ لیا۔ اور اب کیپٹن شکیل حیرت بھرے انداز میں پلکیں جھپکا جھپکا کر کمرے کو دیکھ رہا تھا۔

اسی لمحے عمران کو باہر راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے اعصاب تن سے گئے۔ آنے والا آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا

آرہا تھا۔ چونکہ قدموں کی آواز ایک ہی آدمی کی تھی اس لئے عمران سمجھ گیا کہ اس کی توقع کے مطابق مائیکل کی موت کے بعد طارق، عمران سے انتقام لینے کے لئے دوڑا چلا آرہا تھا۔

اور پھر کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور طارق اچھل کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ مگر کمرے کی پوزیشن دیکھتے ہی وہ یکدم ٹھٹھک گیا اس پوزیشن سے متعلق تو شاید اس نے سوچا تک نہ تھا۔

"اپنے ہاتھ اٹھا لو طارق" ـــــ اچانک عمران کی کڑکدار آواز کمرے میں گونجی اور اس نے سٹین گن کی نال طارق کی کمر سے لگا دی۔

طارق تیزی سے مڑا لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح مڑتا، عمران کی لات پوری تیزی سے حرکت میں آئی اور طارق اچھل کر سامنے پڑی ہوئی میز سے جا ٹکرایا۔

"اسے سنبھالو صفدر" ـــ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ طارق میز سے ٹکرا کر سیدھا کھڑا ہوتا، صفدر کسی عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا اور اس نے طارق کو دونوں بازوؤں میں جکڑ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ صفدر کا ایک بازو طارق کی گردن میں اور دوسرا اس کی کمر میں حمائل تھا۔ طارق نے اپنی دونوں کہنیاں صفدر کے پہلوؤں میں مارنے کی کوشش کی مگر صفدر نے اس کی گردن میں لپٹے ہوئے بازو کو ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور طارق کا جسم مفلوج ہوتا چلا گیا۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلیں اور آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔

"اس کی تلاشی لو شکیل" ـــــ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کی جیبوں کی بڑی پھرتی سے تلاشی لی اور پھر اس کی سائیڈ پاکٹ

سے ایک مشینی پستول برآمد کر لیا۔

"صفدر! ـــ اسے گھسیٹ کر اس جگہ لا کر کھڑا کرو ـــ اور خود اپنے قدم پیچھے کر لو" ـــ عمران نے اسی جگہ سٹین گن کی نال رکھتے ہوئے صفدر سے کہا جہاں وہ خود زمین میں دھنسا ہوا تھا۔

صفدر طارق کو گھسیٹتا ہوا اس جگہ لے آیا جب کہ عمران تیزی سے میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب صفدر نے بے بس طارق کو اس مخصوص جگہ پر کھڑا کیا تو عمران نے پھرتی سے بٹن دبا دیا اور طارق بھی عمران کی طرح ٹانگوں تک زمین میں دھنستا چلا گیا۔ صفدر نے چونکہ اسے جکڑا ہوا تھا اس لئے طارق کے نیچے جھکتے ہی صفدر بھی بے اختیار اس پر جھکتا چلا گیا۔

"چھوڑ دو اسے" ـــ عمران نے کہا اور صفدر دونوں ہاتھ چھوڑ کر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔

اب طارق اسی انداز میں کھڑا تھا جس انداز میں تھوڑی دیر پہلے عمران کھڑا تھا۔ اس وقت سٹین گن طارق کے ہاتھوں میں تھی جبکہ اب سٹین گن عمران کے ہاتھوں میں پہنچ چکی تھی۔

"ہاں تو جناب طارق صاحب! ـــ تمہارے باس کا کیا حال ہے، کیسے میڈم کیٹ تک پہنچ پائے ہو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے طارق سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم انسان نہیں ـــ شیطان ہو شیطان" ـــ طارق نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تو آسان طریقہ ہے ـــ لاحول پڑھو ـــ میں بھاگ جاؤں گا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور طارق بھلا کیا جواب دیتا خاموش ہو رہا۔

" تم گھبراؤ نہیں ۔۔۔۔ میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا" ۔۔۔۔ عمران نے اُسے خاموش دیکھ کر کہا اور پھر اس نے سٹین گن صفدر کی طرف بڑھا دی اور صفدر نے اُسے جھپٹ لیا۔

" تم خود ہی سب کچھ بتا دو گے مسٹر طارق" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سرد لہجے میں کہا اور پھر طارق کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

طارق دانت بھینچے عمران کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا۔ عمران نے طارق کے قریب پہنچ کر اپنا بازو اوپر کیا اور کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتار کر اس کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں موڑ کر ایک جھٹکے سے باہر کھینچا۔ ونڈ بٹن سرر کی آواز سے باہر نکلتا چلا آیا۔ اس کے ساتھ ایک باریک سی تار بھی باہر نکلتی چلی آئی۔ تار خاصی لمبی تھی۔ اس کا دوسرا سرا ابھی تک گھڑی کے اندر تھا۔ عمران نے گھڑی کی پشت کو انگوٹھے کے ناخن سے کریدا اور پھر ایک باریک سی ٹیپ نما جھلی گھڑی کی پشت سے اکھڑتی چلی آئی۔

عمران نے گھڑی کی پشت طارق کے ایک کان پر رکھ کر اُسے ہلکے سے دبا دیا اور جب اس نے ہاتھ چھوڑا تو گھڑی اس طرح طارق کے کان سے چپک گئی تھی جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔ پھر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی جھلی کو تار سے منسلک ونڈ بٹن کے موٹے سرے سے چپکایا اور تار کو طارق کے سر کی پشت سے گھما کر ونڈ بٹن کو طارق کے دوسرے کان میں ڈال کر اس نے جھلی کو اس کی کان کی لو سے چپکا دیا۔ اب طارق کے ایک کان سے گھڑی چپکی ہوئی تھی جب کہ دوسرے کان میں ونڈ بٹن اس جھلی کی مدد سے چپک چکا تھا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل حیرت سے عمران کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے جبکہ طارق کی نظروں میں بھی حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

گھڑی کو اس انداز میں چپکا کر عمران ایک قدم پیچھے ہٹا اور پھر اس نے انگلی سے گھڑی کے ایک کنارے پر لگے ہوئے چھوٹے سے بٹن کو دبا دیا اور پھر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا طارق کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی پیشہ ور مداری بچوں کے سامنے کوئی دلچسپ شعبدہ دکھانے والا ہو۔

" ابھی چند لمحوں بعد تم چابی بھرے کھلونے کی طرح بولنا شروع کر دو گے ۔ اور یہاں کی تمام تفصیلات بتاؤ گے" ۔۔۔۔ عمران نے میز سے پشت لگاتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

طارق چند لمحے تو اطمینان سے کھڑا رہا۔ مگر پھر آہستہ آہستہ اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ اس نے تیزی سے سر کو ادھر اُدھر جھٹکنا شروع کر دیا جیسے وہ اس گھڑی سے پیچھا چھڑانا چاہتا ہو۔ مگر گھڑی اس طرح چپکی ہوئی تھی کہ تیز جھٹکوں کے باوجود وہ اس کے کان سے علیحدہ نہ ہوئی۔

" اسے اتارو ۔۔۔۔ خدا کے لئے اسے اتارو ۔۔۔۔ میرا دماغ پھٹ جائے گا ۔۔۔۔ اتارو اسے" ۔۔۔۔ اچانک طارق نے بری طرح چیخنا شروع کر دیا۔

" ابھی سے ۔۔۔۔ ابھی تو ابتدا ہے مسٹر طارق" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے معلوم تھا کہ چند لمحوں بعد طارق کی قوت ارادی جواب دے جائے گی اور پھر وہ سب کچھ خود ہی بتا دے گا۔

" میں کہتا ہوں اتار دو اسے ۔۔۔۔ میں سب کچھ بتا دوں گا ۔۔۔۔ اسے اتارو ۔۔۔۔ یہ اب ناقابل برداشت ہے ۔۔۔۔ مجھے مار ڈالو ۔۔۔۔ گولی مار دو مگر اسے اتارو" ۔۔۔۔ طارق نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں ابل کر باہر آگئی تھیں اور چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔

عمران نے جو حربہ استعمال کیا تھا وہ بظاہر بچگانہ نظر آ رہا تھا مگر اس کے خوفناک نتائج سے عمران پوری طرح واقف تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ گھڑی کی ٹک ٹک طارق کے دماغ میں کسی گرز کی طرح پڑ رہی ہوگی اور مسلسل ضربات اس کے دماغ کو اس حد تک مفلوج کر دیں گی کہ وہ اس سے بچنے کے لئے جان دینے پر بھی تیار ہو جائے گا۔

"روکو اسے —— روکو —— خدا کے لئے روکو —— تم جو پوچھو گے میں بتاؤں گا —— مگر اسے روکو —— میرا دماغ پھٹ جائے گا" —— طارق نے اب ناقابل برداشت انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"تم بولتے جاؤ طارق! —— سب کچھ بتاتے جاؤ —— بولنے سے اس کی ضربات شدید محسوس نہیں ہوں گی" —— عمران نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مائیکل ہمارا باس تھا —— ہماری تنظیم سنڈیکیٹ کی اس ملک میں نمائندہ ہے —— مائیکل کو ہیڈ کوارٹر سے بھیجا گیا تھا —— وہ نمبر ون تھا —— میں نمبر ٹو —— مائیکل کے آنے سے پہلے میں نمبر ون تھا —— مائیکل کو ایک خصوصی مشن پر بھیجا گیا تھا —— ہم نے اس ملک میں جعلی کرنسی پھیلانی تھی —— ہم نے سٹیٹ بینک اور تمام شیڈولڈ بینکوں کے سٹاک انچارجز کو خرید لیا تھا —— ہم نے سٹاک میں موجود تمام نوٹوں کے سیریل نمبر حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر بھجوا دیئے ہیں —— وہاں سے انہی نمبروں پر مشتمل جعلی کرنسی آتی ہے —— یہ کرنسی تمام نظروں میں اصل لگے گی مگر غور سے دیکھنے پر جعلی معلوم ہوگی —— ہم نے انڈر ورلڈ کی معرفت سپلائی آنے پر ہر بینک کے سٹاک روم میں نقب لگا کر نوٹ تبدیل کرنے تھے۔ انڈر ورلڈ

نے ماہر نقب زن شیر خان کی خدمات حاصل کی تھیں —— شیر خان نے تمام بینکوں کے سٹاک رومز کے نقشے حاصل کر لئے تھے اور یقینی کامیابی کے لئے سپلائی کے ساتھ ساتھ نقب کے لئے جدید ترین مشینری بھی آ گئی تھی۔ جعلی کرنسی کی تبدیلی کے بعد ہم نے شہر بھر میں یہ افواہ پھیلانی تھی کہ ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آ چکا ہے —— ہم نے آپریشن کی کامیابی کیلئے پولیس اور انٹیلی جنس کے سرکردہ افسران کو بھی خرید لیا تھا۔ اور شہر کے تمام جرائم پیشہ افراد کو تیار کر لیا تھا تاکہ جعلی کرنسی کے ساتھ ساتھ وہ شہر میں حکومت کے خلاف ہنگامے برپا کر دیں —— یہ سب کچھ مکمل تھا —— صرف سپلائی کا انتظار تھا جو کسی بھی وقت پہنچنے والی تھی کہ یکدم تم ٹپک پڑے اور اب سب کچھ ختم ہو گیا —— مائیکل مارا جا چکا ہے" —— طارق نے مسلسل چیخ کر تمام تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی میں کتنے افراد ہیں" ——؟ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"دس افراد ہیں —— مگر میں نے مائیکل کے ختم ہونے پر اس کی لاش سمیت ان سب کو ہیڈ کوارٹر بھیج دیا ہے —— میرا پروگرام یہ تھا کہ کمرے میں داخل ہوتے ہی تم تینوں کو ہلاک کر کے اس کوٹھی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا —— کیونکہ مجھے یقین تھا کہ تمہارے اور ان لوگوں کے آنے کی وجہ سے یہ اڈہ سیکرٹ سروس کی نگاہوں میں آ چکا ہے —— مگر کاش! —— میں انہیں روک لیتا" —— طارق نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" ——؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ! —— میں نے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بھی بک دیا —— اوہ! یہ میں

نے کیا کیا" ـــــ طارق نے بری طرح سر پٹختے ہوئے کہا۔ شاید وہ لاشعوری طور پر ہیڈ کوارٹر کے متعلق نہ بتانا چاہتا تھا مگر دماغ پر لگنے والی مسلسل ضربات سے بچنے کے لئے اس نے اس کا ذکر بھی روانی میں کر دیا تھا۔

"نہ بتاؤ ـــــ خاموش ہو جاؤ ـــــ میں نے تم پر جبر تو نہیں کیا" ـــــ عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"روکو! ـــــ اسے روکو ـــــ میں بتاؤں گا ـــــ میں سب کچھ بتاؤں گا" ـــــ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بار پھر طارق چیخ پڑا۔

"نہیں نہیں ـــــ بالکل نہ بتاؤ ـــــ کیا ضرورت ہے بتانے کی۔ چلنے دو اس گھڑی کو" ـــــ عمران نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر نیو کالونی کی کوٹھی نمبر ۱۲ میں ہے ـــــ کوڈ پیپر ماسٹر نڈ ہے ـــــ وہاں ان دس کے علاوہ دس افراد اور ہیں ـــــ وہاں برآمدے کے کونے میں چیکنگ روم ہے ـــــ جدید ترین مشینری سے میاں آپ چیک کیا جاتا ہے ـــــ کمرے کے جنوبی کونے میں دیوار کے قریباً وسط میں ایک اینٹ ابھری ہوئی ہے ـــــ اسے دباؤ تو دیوار درمیان سے پھٹ جاتی ہے ـــــ دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اترتی ہیں ـــــ آخری سیڑھی پر پیر رکھتے ہی اختتامی دروازہ کھل جاتا ہے ـــــ آگے طویل راہداری ہے ـــــ جس میں مختلف کمروں کے دروازے ہیں ـــــ ان کمروں میں سپلائی رکھی جاتی ہے ـــــ راہداری کے آخر میں ایک بڑا سا دروازہ ہے ـــــ اس دروازے کے وسط پر ایک ہاتھ کا نشان موجود ہے ـــــ اس ہاتھ کے نشان پر مائیکل جب یہ ہاتھ رکھ کر دباتا ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے ـــــ کمرے کے درمیان میں

ایک بڑی سی میز ہے ـــــ میز کے دائیں کنارے کو دبایا جائے تو میز کی سطح درمیان سے کھل جاتی ہے ـــــ اس میں وہ ٹرانسمیٹر موجود ہے جس سے ہیڈ کوارٹر کا رابطہ قائم ہوتا ہے" ـــــ طارق نے ایک بار پھر تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

"اب اگر تم وہاں جاؤ ـــــ تو وہ دروازہ کیسے کھولو گے" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"مائیکل کی عدم موجودگی کے دوران میں بھی اپنا بایاں ہاتھ اس نشان پر رکھ کر دروازہ کھول سکتا ہوں ـــــ مائیکل کا دایاں ہاتھ اور میرا بایاں ہاتھ چلتا ہے" ـــــ طارق نے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر سے رابطے کے لئے کیا فریکوئنسی ہے ـــــ"؟ عمران نے پوچھا۔

"فریکوئنسی زیرو ـــــ چار ـــــ ناٹ تھری ون ہے ـــــ پہلے شناخت مانگی جاتی ہے ـــــ تو پاکیشیا پوائنٹ اور اپنا نمبر بتانا پڑتا ہے ـــــ پھر کوڈ پوچھا جاتا ہے تو کوڈ پیپر ماسٹر نڈ بتایا جاتا ہے" ـــــ طارق نے بتایا شاید اب اس کی قوت ارادی مکمل طور پر مفلوج ہو چکی تھی۔

"اور ان بیس افراد کو کنٹرول کس طرح کیا جاتا ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ان کو جو حکم دیا جاتا ہے ـــــ وہ بجا لاتے ہیں ـــــ اگر ٹیلیفون پر آرڈر دیا جائے تو نمبر اور کوڈ بتایا جاتا ہے ـــــ اگر براہ راست بات کی جائے تو صرف حکم دیدیا جاتا ہے" ـــــ طارق نے جواب دیا۔

"اور کوئی بات ـــــ جو بتانی رہ گئی ہو" ـــــ؟ عمران نے طویل

سانس لیتے ہوئے کہا۔

"روکو اسے ـــــ روکو ـــــ اب روک دو ـــــ میں نے سب کچھ بتا دیا ہے ـــــ اب کچھ بتانے کو نہیں رہا" ـــــ طارق نے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے آگے بڑھ کر گھڑی کا وہ چھوٹا ونڈ بٹن دبا کر آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی طارق کا سر پیچھے کی طرف ڈھلک گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئیں مسلسل دماغ پر پڑنے والی ضربوں کے بعد یکدم خاموشی ہو جانے سے اس کا شعور اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔ اور وہ بیہوش ہو گیا تھا۔

عمران نے گھڑی کو جھٹکا دے کر اس کے کان سے اکھاڑا اور پھر دوسرے کان میں لگی ہوئی ٹیپ اکھاڑ کر ونڈ بٹن بھی باہر کھینچ لیا۔ اور جب اس نے ونڈ بٹن کو ہلکی سی مروڑی دے کر چھوڑا تو تار سرر کی آواز نکالتی ہوئی واپس گھڑی میں غائب ہو گئی اور ونڈ بٹن واپس اپنی جگہ پر فٹ ہو گیا اور عمران بڑے اطمینان سے گھڑی کو دوبارہ کلائی پر باندھنے میں مصروف ہو گیا۔

"کمال کی گھڑی ہے عمران صاحب" ـــــ صفدر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"ایسے مجرموں سے راز اگلوانے کے لئے بچگانہ سا شعبدہ ہے ـــــ ریڈی میڈ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے" ـــــ ؟ صفدر نے پوچھا۔

"اسے اٹھا کر واپس منزل پہنچا دو ـــــ اور وہاں اپنے چوہے باس کو اس بات کی رپورٹ بھی دے دینا کر تم نگرانی کرنے کے ساتھ ساتھ اب بیہوش ہو جانے کی ریہرسل بھی کرتے رہتے ہو" ـــــ عمران نے میز کے کنارے کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب! ـــــ دراصل اچانک ہم پر حملہ کیا گیا ـــــ یہ لوگ پہلے سے ہی باہر چھپے ہوئے تھے" ـــــ صفدر نے ندامت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے بٹن دبا دیا اور طارق اچھل کر فرش پر آ گرا عمران کو معلوم تھا کہ ابھی ایک گھنٹے تک اس کے ہوش میں آنے کی امید نہیں ہے۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔

"آپ کا کیا پروگرام ہے" ـــــ ؟ کیپٹن شکیل نے جھک کر بیہوش پڑے طارق کو اٹھا کر کندھے پر لادتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس عمارت کی مکمل تلاشی لینے کے بعد تمہارے باس کو رپورٹ کروں گا ـــــ پھر شاید ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارا جائے ـــــ اب تم نکلنے کی کرو" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے بیہوش طارق کو کاندھے پر اٹھائے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران سٹین گن اٹھائے ان دونوں کے پیچھے پیچھے تھا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں طارق نے جھوٹ نہ بولا ہو۔ اور اس کے ساتھی کوٹھی میں ہی موجود ہوں۔ مگر واقعی پوری کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔

عمران کی کار پورچ میں کھڑی تھی۔ اس کے علاوہ وہاں اور کوئی گاڑی نہ تھی۔

"تم لوگ کس چیز پر آئے ہو" ـــــ ؟ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے پوچھا۔

"باہر ہماری کار موجود ہے" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے! ——— پھر نکل جاؤ ——— میں جلد ہی پہنچ جاؤں گا" ———
عمران نے کہا اور پھر اس وقت تک وہاں کھڑا رہا جب تک وہ دونوں
طارق کو اٹھائے پھاٹک سے باہر نہ نکل گئے۔

ان دونوں کے جانے کے بعد عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر
واپس مڑ گیا۔ ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارنے سے قبل وہ کوٹھی کو اچھی طرح
کھنگالنا چاہتا تھا۔



ٹرک جس انداز میں دھچکا کھا کر رکا تھا اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں
کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں اس سے وہ تینوں لیڈیز سیکرٹ ایجنٹس
یکدم چوکنا ہو گئیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ——— ؟ مس یوچر نے دبے لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو ——— شاید چیکنگ ہو رہی ہے" ——— کاشاکی نے
کہا اور پھر اس نے آہستہ سے سر اٹھا کر ٹرک کی باڈی کے کنارے سے باہر کو
جھانکا تو اسے دس کے قریب سرخ رنگ کے نقاب لگائے سٹین گنوں سے
مسلح آدمی نظر آئے جو تیزی سے ٹرک کے گرد پھیلتے چلے جا رہے تھے۔

"اچھی طرح چیک کرو" ——— ایک تیز آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی
اور کاشاکی نے تیزی سے کپڑوں کے گٹھڑ ہٹانے شروع کر دیئے اور پھر وہ پھرتی
سے مختلف گٹھڑوں کے درمیان پیدا ہونے والے خلا میں گھستی چلی گئی۔

مس یوچر اور مارگریٹ نے بھی ایسا ہی کیا اور اس سے پہلے کہ چیکنگ
کرنے والے افراد ٹرک کے اندر آتے وہ تینوں گٹھڑوں کے درمیان ٹرک کے
نچلے حصے میں پہنچ چکی تھیں۔ ان کے سروں اور دائیں بائیں کپڑوں کے بڑے
بڑے گٹھڑ پڑے ہوئے تھے۔

ٹرک کے اندر تین چار افراد اتر آئے اور پھر انہوں نے مختلف
گٹھڑوں کو اوپر نیچے کر کے دیکھا مگر وہ تینوں چونکہ بالکل نچلی سطح میں چھپی ہوئی
تھیں اس لئے ان کے گٹھڑوں کے ہٹانے سے وہ نظر نہ آ سکیں۔

"ٹھیک ہے ——— کچھ نہیں ہے" ——— ایک آواز سنائی دی اور
افراد باری باری باڈی پر چڑھ کر نیچے اتر گئے۔

"کوئی مشکوک چیز ہے" ——— ؟ نیچے سے ایک تحکمانہ آواز سنائی
دی۔

"نہیں جناب! ——— سب ٹھیک ہے ——— ہم نے اچھی طرح
چیک کر لیا ہے" ——— دوسری آواز سنائی دی۔

"اوکے! ——— کلیئر کر دو" ——— وہی تحکمانہ آواز سنائی دی
اور پھر قدموں کی آواز تیزی سے دور ہوتی چلی گئی اور ٹرک ایک دھچکا کھا کر آگے
بڑھا۔ اس بار اس کی رفتار آہستہ تھی، پھر مختلف موڑ سے آتے ہوئے
محسوس ہوئے اور اس کے بعد ٹرک ایک بار پھر رک گیا۔

"اب نکل چلو" ——— مارگریٹ نے ویسے لہجے میں کہا اور وہ تینوں گٹھڑ

ہٹا کر اوپر نکلنے کی کوشش میں مصروف ہو گئیں۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح باہر نکلتیں، اچانک سرر کی آواز سنائی دی اور پھر انہیں محسوس ہوا کہ ٹرک کے انجن کی طرف سے ٹرک اوپر کو اٹھتا چلا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی گٹھڑ تیزی سے نیچے کو کھسکنے لگے گٹھڑوں کے ساتھ ساتھ ان کے جسم بھی تیزی سے نیچے کی طرف پھسلنے لگے۔ انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی۔ مگر اب ٹرک کا پچھلا حصہ بہت نیچا ہو گیا تھا اور گٹھڑوں کے نیچے گرنے کی رفتار بہت تیز ہو گئی تھی چنانچہ وہ تینوں بھی گٹھڑوں کے ساتھ ہی لپٹی ہوئیں نیچے گرتی چلی گئیں اور پھر ایک دھچکے سے ان کے جسم پہلے سے نیچے گرے ہوئے کپڑوں کے گٹھڑوں پر جا گرے اور ان کے جسموں پر اوپر سے اور گٹھڑ آ گرے اور انہوں یوں لگا جیسے وہ ان گٹھڑوں میں ہی دفن ہو جائیں گی۔ گٹھڑ مسلسل ان کے اوپر گر رہے تھے۔ مگر چند لمحوں بعد گٹھڑ گرنے بند ہو گئے اور پھر ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی بہت بڑے ڈرم کا ڈھکن بند کر دیا گیا ہو۔

اب ہر چیز ساکت ہو چکی تھی اس لئے وہ ان گٹھڑوں کے درمیان سے نکلتی چلی آئیں۔ مگر دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑیں کہ وہ ایک بہت بڑے ڈرم میں بند ہیں جو چاروں طرف سے بند تھا اور اس کے اندر کپڑے ہی کپڑے تھے۔

ابھی وہ تینوں ماحول کا جائزہ ہی لے رہی تھیں کہ یکدم چیخ کر اچھل پڑیں۔ انہوں نے لاشعوری طور پر اپنے آپ کو اس بڑے ڈرم کی دیوار کے ساتھ چپکا کر چھت سے آنے والی عجیب سی بو والے پانی کی بوچھاڑ سے

بچانا چاہا۔ مگر ظاہر ہے کہ ان کا یہ لاشعوری اقدام انہیں اس پانی سے بھیگنے سے نہ بچا سکا۔

پانی ڈرم کی چھت سے بوچھاڑوں کی صورت میں مسلسل گر رہا تھا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے ڈرم کی پوری چھت میں سوراخ ہو گئے ہوں اور یہ پانی ان میں سے امڈا چلا آ رہا ہو۔

پانی کی رفتار اتنی تیز تھی کہ چند ہی لمحوں میں آدھے سے زیادہ ڈرم بھر گیا اور تقریباً تمام کپڑے اس پانی میں ڈوب گئے۔ چونکہ ڈرم بہت بڑا تھا اس لئے کپڑوں کے یہ گٹھڑ آدھے ڈرم کو ہی بھر سکے تھے۔ وہ تینوں چونکہ ان کپڑوں کے اوپر کھڑی تھیں اس لئے پانی ان کے گھٹنوں تک ہی آیا تھا۔

" یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ " سب سے پہلے مارگریٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

" ڈرائی کلیننگ ہو رہی ہے ـــــ ہم اس وقت لانڈری ڈرم میں ہیں " ـــــ مس بوچر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

" اوہ ـــــ تو یہ چکر ہے ـــــ مگر اس ڈرم میں موجود ہوا تو جلد ہی ختم ہو جائے گی " ـــــ کاشا نے کہا۔

" ہاں ـــــ لگتا تو ایسا ہی ہے " ـــــ مس بوچر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے وہ تینوں بری طرح لڑکھڑائیں اور پھر ایک دوسرے سے ٹکرا کر اس پانی میں ہی گر پڑیں۔ ڈرم انتہائی تیزی سے الٹ پلٹ ہونا شروع ہو گیا تھا۔ سارا ڈرم انتہائی تیزی سے اوپر نیچے گھومنے لگا تھا۔ اور وہ کپڑوں

سمیت اس ڈرم میں الٹ پلٹ ہو رہی تھیں۔ کبھی وہ کپڑوں کے اوپر آ جاتیں اور کبھی کپڑے ان کے اوپر آ جاتے۔

لانڈری پوڈر ملے ہوئے پانی میں سے تیز بُو نکلنے لگی اور انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کا دم گھٹتا چلا جا رہا ہو۔ ان تینوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کی مگر کب تک ——— چند ہی لمحوں بعد ہوش و حواس ان کا ساتھ چھوڑتے چلے گئے اور وہ تینوں بھی بے جان کپڑوں کی طرح الٹ پلٹ ہونے لگیں۔

پھر جب ان تینوں کی آنکھیں کھلیں تو انہوں نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے میں پڑا ہوا دیکھا جس میں ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیلا ہوا تھا۔ اس دھوئیں کی وجہ سے کمرے میں تیز گرمی پھیلی ہوئی تھی اور شاید اس گرمی کی وجہ سے ہی ان کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ ان کے جسموں کے اوپر کپڑوں کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

ہوش میں آتے ہی ان تینوں نے تیزی سے کپڑے ہٹائے اور اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ اب انہیں سمجھ آ گئی تھی کہ وہ اس کمرے میں موجود ہیں جہاں دھلے ہوئے کپڑوں کو بھاپ کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔ چونکہ ان کے جسم اور کپڑے بھی دھل گئے تھے اس لئے ان کے جسموں کو گرم بھاپ اچھی محسوس ہو رہی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک گرم بھاپ کا یہ غسل جاری رہا اور پھر یکدم بھاپ ختم ہو گئی۔ اب کمرہ صاف نظر آنے لگ گیا تھا۔ اس کمرے کی دیواریں سپاٹ تھیں۔ ایک طرف اندھے شیشے کا دروازہ بنا ہوا تھا۔

"میرے خیال میں ابھی کپڑے اٹھانے لوگ آئیں گے ——— اس لئے

ہمیں تیار ہو جانا چاہیئے" ——— مارگریٹ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— اس چکر میں ہماری کلیننگ بھی مفت ہو گئی ——— لیکن اب ہمیں یہاں سے نکلنا چاہیئے" ——— مس بوجیہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"ابھی شکر ہے کہ پانی سے کلیننگ ہوئی ہے ——— کہیں پٹرول سے ہوتی تو روح تک صاف ہو چکی ہوتی" ——— کاشاکی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں آہستہ آہستہ دروازے کے قریب ہوتی چلی گئیں۔ کاشاکی اور مارگریٹ دروازے کے ایک طرف اور مس بوجیہ دوسری طرف دیوار سے پشت لگا کر کھڑی ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بعد دور سے قدموں کی آوازیں نزدیک آتی سنائی دینے لگیں اور وہ تینوں چوکنی ہو کر کھڑی ہو گئیں۔ آنے والوں کی تعداد ان کے قدموں کے لحاظ سے تین ہی لگ رہی تھیں اور پھر دروازہ کھلتا چلا گیا اور تین عورتیں ایپرن پہنے منہ پر نقاب لگائے اندر داخل ہوئیں۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے تھیلے تھے۔ انہوں نے شاید کپڑے ان تھیلوں میں ڈال کر لے جانے تھے۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئیں مس بوجیہ نے ہاتھ مار کر ادھ کھلے دروازے کو بند کر دیا۔ دروازہ بند ہونے کی آواز سنتے ہی وہ تینوں چونک کر پیچھے کی طرف مڑیں اور پھر ان کی آنکھیں ان تینوں کو دیکھ کر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیوں دیکھ رہی ہو ——— ؟ ہم بھی تمہاری

طرح انسان ہیں" ـــــ مس بوچر نے مسکراتے ہوئے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مم ـــ مگر تم یہاں کیسے آئیں" ـــ ـــ؟ ان میں سے ایک عورت نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں ـــ؟ یہاں آنا جرم ہے ـــــ؟ تم بھی تو آئی ہو ـــ؟" کاشاکی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ـ ـ ـ یہ ناممکن ہے ـــــ تم اس دروازے سے اندر داخل نہیں ہو سکتیں ـــــ مگر اس کے علاوہ اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے" ـــــ ایک اور عورت نے کہا۔

"گھبراؤ نہیں ـــــ ہم گٹروں کے ساتھ ساتھ ڈرائی کلین ہوتی ہوئی یہاں تک پہنچی ہیں" ـــــ ـ ـ مارگریٹ نے ان کی حیرت دور کرنے کے لئے کہا۔

"کیا کہا ـــ؟ تم ڈیم اور پانی کی سرنگ سے ہو کر یہاں پہنچی ہو ـــ؟ نہیں نہیں! ـــ ـــ اس راستے سے آدمی زندہ یہاں تک کیسے پہنچ سکتا ہے" ـــ؟ تینوں عورتوں نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بظاہر تو ناممکن نظر آتا ہے ـ ـ ـــــ مگر دیکھو! ـــــ ہم تینوں تمہارے سامنے زندہ موجود ہیں" ـــــ کاشاکی نے کہا۔

"اوہ! ـــــ تم کہیں وہ جاسوس عورتیں تو نہیں ـــ ـــ جنہوں نے چوتھی منزل سے سڑک پر چھلانگیں لگا دی تھیں ـــــ اور پھر غائب ہو گئیں" ـــــ ان میں سے ایک نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا اور اس کی یہ بات سن کر اس بار چونکنے کی باری ان تینوں کی تھی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ـــ ـ ـ؟" مس بوچر نے چونک کر پوچھا۔

"اگر تم وہی ہو ـــ تو ہم تمہاری بہادری اور جرأت کی داد دیتی ہیں ـ تمہارے تو یہاں بڑے چرچے ہیں ـــــ مادام نے ہیڈ پوائنٹ کے تمام پہرے داروں کو اس غفلت کی بنا پر سزا دے دی ہے" ـــــ ان میں سے ایک نے کہا۔

"دیکھو! ـــ اب تعارف تو ہو چکا ـــ تم ہمیں یہاں کے متعلق بتاؤ ـــــ تمہارے الفاظ کا مطلب ہے کہ یہ کوئی عام کلیننگ پلانٹ نہیں ہے" ـــ ـ مس بوچر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا

"تمہارا خیال درست ہے ـــــ تم جہاں سے بھاگی ہو ـــ وہیں دوبارہ آ پھنسی ہو ـــــ یہ مادام کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے ـــ ـــ یہ ڈرائی کلیننگ پلانٹ تو ایک آڑ ہے" ـــــ ان میں سے ایک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـ ـ تو یہ بات ہے ـــــ مگر اس پلانٹ کی آڑ لینے کی کیا ضرورت ہے" ـــــ ـ؟ کاشاکی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں خفیہ طور پر مختلف ممالک کی جعلی کرنسی چھاپی جاتی ہے ـــ اسے چھپانے کے لئے یہ پلانٹ لگایا گیا ہے ـــــ تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے" ـ اسی عورت نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ تو پھر تم ہمیں یہ سب کچھ کیوں بتا رہی ہو" ـــــ؟ مارگریٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ ہم سب یہ چاہتی ہیں ـــــ کہ کسی طرح ہمیں اس جبری قید سے چھٹکارا مل سکے ـــــ یہاں جتنے بھی افراد ہیں ـــــ انہیں جبراً

اغوا کر کے لایا گیا ہے ـــــ اور یہاں سے موت ہی انہیں باہر نکال سکتی ہے ـــــ اس لئے ہمیں ان لوگوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔" اس عورت نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھ گئی ـــــ اچھا یہ بتاؤ کہ مادام خود بھی یہاں آتی ہے" ـــــ؟ کاشاکی نے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ کبھی کبھی آتی ہے ـــــ مگر اس کے گرد مسلح افراد کا سخت پہرہ ہوتا ہے ـــــ ہمیں تو صرف اس کی جھلک ہی نظر آتی ہے" ـــــ دوسری عورت نے جواب دیا۔

"یہاں سے نکلنے کا کوئی ذریعہ" ـــــ؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

"اس عمارت کے گرد سخت ترین پہرہ ہے ـــــ یہاں سے زندہ نکل جانا ناممکن ہے ـــــ ہم زیادہ سے زیادہ یہ کر سکتی ہیں کہ تمہیں اپنے کوارٹروں تک پہنچا دیں ـــــ اس کے بعد تم یہاں سے کیسے نکل سکتی ہو ـــــ یہ سوچنا تمہارا اپنا کام ہے ـــــ اگر ہو سکے تو ہمیں بھی یہاں سے نکال لے جاؤ ـــــ ہم آزاد زندگی کے لئے ترس گئی ہیں" ـــــ اس عورت نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم ہمیں اپنے کوارٹروں تک پہنچا دو ـــــ تاکہ وہاں بیٹھ کر ہم اطمینان سے کوئی پروگرام بنا سکیں ـــــ یہاں تو ہر لمحے خطرہ ہی رہتا ہے" ـــــ مارگریٹ نے جواب دیا۔

"پھر ایسا ہے کہ تم یہیں رہو ـــــ ہم کپڑے لے جاتی ہیں ـــــ چھٹی کے وقت سے ذرا پہلے ہم تمہیں ایپرن اور نقاب مہیا کر دیں گی ـــــ تم وہ پہن کر بھیڑ میں شامل ہو کر کوارٹروں تک پہنچ جانا" ـــــ اس عورت نے تجویز پیش کی اور ان تینوں نے اس تجویز کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

چنانچہ ان تینوں عورتوں نے تیزی سے کپڑے اٹھا کر تھیلوں میں بھرنے شروع کر دیئے اور پھر جب کپڑے ان بڑے تھیلوں میں غائب ہو گئے۔ تو وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئیں۔

"یہ تو عجیب بات ہے کہ ہم اتفاق سے مادام کے خفیہ ترین ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئی ہیں" ـــــ کاشاکی نے دیوار کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں سوچ رہی ہوں کہ اب قسمت سے یہاں پہنچ ہی گئی ہیں تو پھر خالی ہاتھ باہر کیوں جائیں ـــــ اگر ہو سکے تو اس ہیڈ کوارٹر کو ہی تباہ کر دیں ـــــ اس طرح مادام پر انتہائی کاری ضرب لگے گی" ـــــ مس بوچر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ میرا بھی یہی خیال ہے ـــــ مگر پہلے ہم کسی محفوظ جگہ تو پہنچ جائیں" ـــــ کاشاکی نے جواب دیا۔

"یہ عورتیں یہاں جبراً قید ہیں تو پھر یقیناً انہوں نے یہاں کے مردوں سے دوستی لگا رکھی ہو گی ـــــ کیونکہ بغیر مرد کے عورت اتنے طویل عرصے تک نہیں رہ سکتی ـــــ ہو سکتا ہے کہ ان مردوں میں سے کوئی اہم پوزیشن کا مالک ہو ـــــ اور ہم اسے استعمال کر کے فائدہ اٹھا سکیں" ـــــ مارگریٹ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"اچھا آئیڈیا ہے ـــــ ویسے بھی ایک اور خیال مجھے آ رہا ہے کہ طباعت کے کام میں بھی عورتوں کو ضرور شامل کیا گیا ہو گا ـــــ کیونکہ نفیس کام عورت ہی اچھا کر سکتی ہے ـــــ اگر ان عورتوں تک ہم پہنچ جائیں تو پھر ان کے میک اپ میں ہم اصل مشینوں تک پہنچ کر انہیں تباہ کر سکتی

ہیں" ——— مس بوچر نے کہا۔

"اوہ گڈ! ——— یقیناً ایسا ہی ہوگا ——— بہرحال ہماری ڈبل کلیننگ ہمارے لئے فائدہ مند ہی ثابت ہوئی ——— اور راوام کے اصل ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جانے میں کامیاب ہوگئیں ——— اگر یہ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جائے تو پھر راوام اتنی آسانی سے پوری دنیا میں کاغذی قیامت برپا نہ کر سکے گی اور نئی مشینوں کا حصول ——— اور پھر ان کی سیٹنگ کے لئے طویل عرصہ چاہیے اس عرصے میں پورے گروہ کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے" ——— کاشا کی نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی دونوں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔

وہ تینوں بڑے اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھیں۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہاں سے نجات رات کو ہی ہو سکتی تھی۔ فی الحال تو انتظار ہی کرنا تھا۔

ایکو یمیا کے صدر کی سرکاری رہائش گاہ "بلیک ہاؤس" میں افراتفری کا عالم برپا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پورے ایکو یمیا پر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ اعلیٰ سرکاری آفیسران تیزی سے ادھر ادھر بھاگتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ہر کمرے میں ٹیلیفون کھڑک رہے تھے۔ چیخ و پکار مچی ہوئی تھی۔

صدر کا پرسنل سیکرٹری انتہائی تیزی سے دوڑتا ہوا ایک کمرے سے نکلا اور راہداری کراس کر کے ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہو گیا۔ جس میں ایک میز پر تقریباً دس کے قریب مختلف رنگوں کے ٹیلیفون سیٹ پڑے ہوئے تھے اور ان کے پیچھے بلیک ہاؤس کی لیڈی آفیسر مسز جموگا بیٹھی ٹیلیفون اٹینڈ کر رہی تھی۔

"مسز جموگا! ——— فوری طور پر ایمرجنسی میٹنگ کال کرو ——— پندرہ منٹ بعد صدر میٹنگ اٹینڈ کرنا چاہتے ہیں" ——— پرسنل سیکرٹری نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے مسز جموگا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر میٹنگ کا ایجنڈا" ۔۔۔۔ مسٹر جوگا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"کوئی ایجنڈا نہیں ۔۔۔۔ جعلی کرنسی کے پھیلاؤ کی روک تھام اور سرکاری کرنسی پر ڈوبتے ہوئے اعتماد کے لئے اقدامات سوچے جائیں گے" ۔۔۔۔ پرسنل سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اسی طرح مڑ کر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔

راہداری کراس کر کے وہ ایک اور کمرے میں داخل ہوا اور کمرے میں داخل ہو کر اس نے دروازے کے قریب لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرہ تیزی سے نیچے اترنا شروع ہو گیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کی حرکت رکی اور دروازہ کھلتے ہی پرسنل سیکرٹری نے تیزی سے دروازہ کراس کیا۔ اب وہ ایک بہت بڑے کمرے میں داخل ہوا جو انتہائی سادہ مگر باوقار طریقے سے سجا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک وسیع و عریض میز کے پیچھے اونچی پشت کی کرسی پر ایکریمیا کے صدر بیٹھے ہوئے تھے۔ میز پر ایک انٹرکام اور ایک سبز اور دوسرا سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ پڑا ہوا تھا۔ صدر براؤن رنگ کا سوٹ پہنے کرسی کی پشت سے سر ٹیکے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

پرسنل سیکرٹری کے داخل ہونے پر صدر نے چونک کر سر اٹھایا اور آنکھیں کھول دیں۔ ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"سر! ۔۔۔۔ میں نے میٹنگ کال کرنے کے لئے کہہ دیا ہے" ۔۔۔۔ پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹی۔ وی آن کرو" ۔۔۔۔ صدر نے گھمبیر لہجے میں کہا اور پرسنل سیکرٹری

تیزی سے سامنے والی دیوار کی طرف بڑھا اور اس نے دیوار پر نصب ایک بڑی سی سکرین کے کونے میں لگا ہوا بٹن آن کر دیا۔ اور پھر تیزی سے پیچھے کی طرف ہٹ گیا۔

صدر نے میز کی دراز کھولی اور ایک مخصوص قسم کا آلہ نکال کر میز پر رکھا اور پھر دراز بند کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سکرین پر رنگ برنگی لہریں سی کودنے لگیں اور پھر ایک نوجوان کی تصویر ابھر آئی۔

"یس سر" ۔۔۔۔ نوجوان کے لب ہلے اور اس کی آواز کمرے میں گونج اٹھی۔

"کیا رپورٹس ہیں" ۔۔۔۔ صدر نے باوقار لہجے میں پوچھا۔

"حالات لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتے جا رہے ہیں ۔۔۔۔ تمام بینکوں میں کاروبار بند ہو چکا ہے ۔۔۔۔ دارالحکومت میں کاروبار ٹھپ ہو چکے ہیں کھانے پینے کے سامان کی قیمتیں لمحہ بہ لمحہ چڑھتی جا رہی ہیں ۔۔۔۔ لوگوں نے اپنے پاس موجود اصل کرنسی روک لی ہے ۔۔۔۔ مگر اب اصل کرنسی بھی قبول نہیں کی جا رہی" ۔۔۔۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عام لوگوں کا کیا تاثر ہے" ۔۔۔۔ صدر نے سوال کیا۔

"عام لوگ شدید پریشان ہیں ۔۔۔۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ اب کیا ہوگا ۔۔۔۔ ادھر پرائیویٹ ٹیلی ویژن سٹیشن اور ریڈیو سٹیشن ایسی رپورٹیں ٹیلی کاسٹ کر رہے ہیں ۔۔۔۔ جس سے حالات مزید خراب ہوتے جا رہے ہیں"۔

[illegible]

"اور کچھ" ۔۔۔۔ صدر نے کہا اور پھر انہوں نے بٹن آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین تاریک ہوتی چلی گئی۔

"سر! ___ اب کیا ہوگا ___؟" پرسنل سیکرٹری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوگا ___ ورنہ تو ہم مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گے" ___ صدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

ابھی صدر نے فقرہ مکمل نہ کیا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے سرخ رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے چونک کر ٹیلیفون سیٹ کو دیکھا اور پھر تیزی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس پریذیڈنٹ سپیکنگ" ___ صدر نے رسیور کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"پرائم منسٹر شوگران سپیکنگ! ___ صدر صاحب! ___ یہ کیا معاملہ ہے ___؟ مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ آپ کے ملک میں بڑے خوفناک انداز میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یاد آوری کا شکریہ! ___ مجرموں نے انتہائی خوفناک وار کیا ہے تمام شیڈولڈ بنکوں میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے ___ اور پھر کسی نامعلوم ذریعے سے ریڈیو اور ٹیلیویژن کی نشریات روک کر اس بات کا اعلان کر دیا گیا ہے کہ پورے ملک سے اصل کرنسی ہٹا کر جعلی کرنسی رکھ دی گئی ہے۔ حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں ___ ملک تیزی سے مکمل تباہی کی طرف ڈوبتا جا رہا ہے" ___ صدر نے گھمبیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ بہت افسوس ہوا ___ اس کا مطلب ہے کہ بین الاقوامی جاسوسوں کی ٹیم مجرموں پر قابو نہیں پا سکی" ___ شوگران کے وزیر اعظم نے کہا۔

"ہاں! ___ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں ملی" ___ صدر نے جواب دیا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے ___؟" وزیر اعظم شوگران نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"فی الحال تو حالات کا جائزہ لیا جا رہا ہے ___ بہرحال کوئی اہم اقدامات کرنے پڑیں گے" ___ صدر نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ___ کسی بھی مرحلے پر حکومت شوگران کی کسی بھی قسم کے تعاون کی ضرورت اگر آپ محسوس کریں تو ہمارے مکمل وسائل حاضر ہیں" ___ وزیر اعظم نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی ہمدردی کا شکریہ! ___ کوئی ایسی بات ہوئی تو میں آپ کو مطلع کروں گا" ___ صدر نے پُرخلوص لہجے میں جواب دیا۔

"بلاتکلف یاد کر لیجئے گا ___ ہم آپ کے ساتھ ہیں" ___ شوگران وزیر اعظم نے کہا اور صدر نے تھینک یو کہتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے سبز رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"ماشنگ سیکرٹری سپیکنگ سر! ___ ایک انتہائی بُری خبر ہے ___ نوٹ چھاپنے والے دونوں کارخانے پُراسرار انداز میں تباہ کر دیئے گئے ہیں ___ دو سو کارکن بھی ہلاک ہو گئے ہیں ___ اور تمام مشینری مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے" ___ دوسری طرف سے گلوگیر لہجے میں کہا گیا۔

"اوہ! ـــ ویری بیڈ ـــ ویری ویری بیڈ" ـــ صدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینک دیا۔ ان کا چہرہ جذبات کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی بھی لمحے ان کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔

"سر! ـــ آپ کی طبیعت" ـــ قریب موجود چھوٹی سی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے پرسنل سیکرٹری نے صدر کی حالت دیکھ کر ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں ـــ مجھے کچھ نہیں ہو رہا" ـــ صدر نے سر کو جھٹکے دیکر اپنے آپ کو پرسکون بناتے ہوئے کہا۔

"سر! ـــ ڈاکٹر کو کال کروں" ـــ پرسنل سیکرٹری نے ہمدردانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں! ـــ کسی کو مت کال کرو ـــ سب کچھ تباہ ہو رہا ہے۔ کاش! ـــ میں اس بھیانک دور میں صدر نہ بنا ہوتا" ـــ صدر نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

اور سبز رنگ کے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ صدر چند لمحے بغور ٹیلیفون دیکھتے رہے۔ پھر انہوں نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــ صدر کے لہجے میں وقار کی بجائے پریشانی کا عنصر زیادہ نمایاں تھا۔

"فنانس سیکرٹری سپیکنگ سر! ـــ ایک انتہائی خوفناک خبر آئی ہے ـــ سونے کے محفوظ ذخائر چوری کر لئے گئے ہیں" ـــ فنانس سیکرٹری نے گلوگیر لہجے میں کہا۔

"کیا کہا ـــ ذخائر چوری کر لئے گئے ہیں" ـــ؟ صدر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ان کا سر سینے پر ڈھلکتا چلا گیا اور رسیور ان کے ہاتھ سے چھوٹ کر میز پر جا گرا۔

ختم شُد

عمران سیریز

کاغذی قیامت



چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون!

کاغذی قیامت ابھی برپا ہے۔ اس کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجرموں نے اس بار پوری دنیا کی حکومتوں کو بری طرح بوکھلا کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اس بار دنیا کے نظام معیشت پر ضرب لگائی ہے اور ضرب بھی اتنی کاری کہ اس کی تباہ کاریوں کی کوئی آخری حد بھی نہیں۔

موجودہ دور دراصل ذہنی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال کا دور ہے اور اس کہانی میں بھی بین الاقوامی مجرموں کی ——— ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے بین الاقوامی طور پر حالات و واقعات کچھ اس تیزی سے رخ بدلتے رہتے ہیں کہ دنیا میں رہنے والا ہر فرد اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ کاغذی نوٹوں پر اس کا صدیوں کا اعتماد مجرموں کی ایک ہی ضرب سے اس طرح چکنا چور ہو جاتا ہے کہ وہ حیرت سے بت بنا رہ جاتا ہے اور اسے یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا اس کے سامنے ہو رہا ہوتا ہے اور سوائے شدید بے بسی کے اس کے پاس اور کچھ باقی نہیں رہتا۔

اس حصے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی صلاحیتیں بھی اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو غیر اہم اور ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس سمجھ کر سپر پاورز نے نظر انداز کر دیا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ کیا واقعی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کوئی اہمیت نہ تھی؟ سپر پاورز کی سیکرٹ سروسز

پر مشتمل ٹیم کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو نظر انداز کرنے کا جو خمیازہ بھگتنا پڑا، وہ ناقابل فراموش ہے۔

عمران کی ذہنی صلاحیتیں بھی اس کہانی میں اپنے پورے عروج پر دکھائی دیتی ہیں اور جب مقابلہ ایسے بین الاقوامی مجرموں سے ہو جنہوں نے پوری دنیا پر موت کے خوفناک سائے پھیلا دیئے ہوں تو پھر جو بھی "دکھائے" کم ہے۔

یہ کہانی اپنے منفرد پلاٹ ـــــ کردار نگاری ـــــ حالات و واقعات میں لمحہ بہ لمحہ پیدا ہونے والے انقلابات ـــــ عمران کی ذہنی صلاحیتوں کی بھرپور عکاسی کے لحاظ سے جاسوسی ادب میں ایک ناقابل فراموش حیثیت رکھتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ اس کہانی کو آپ دنیا کی ہر زبان میں شائع ہونے والے عظیم جاسوسی ادب کے مقابلے پر رکھنے میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

والسّلام

مخلص مظہر کلیم ایم۔اے

"یہ تو بڑی آسانی سے قابو میں آ گئے عمران صاحب" ـــــ بلیک زیرو نے میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں! ـــــ وہی ایک نازک لمحہ تھا ـــــ جب صفدر اور شکیل بیہوش پڑے ہوئے تھے ـــــ اور میں ناف تک زمین میں دھنسا طارق کی مشین گن کا نشانہ بننے والا تھا ـــــ اس کے بعد تو سب کچھ آسان ہی ثابت ہوا" ـــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے" ـــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سوچ رہا ہوں کہ کیا اقدام کروں ـــــ ایک تو جی چاہتا ہے کہ نائٹ پول وہیں پر مادام کیسٹ سے ٹکرا جاؤں ـــــ مگر دوسرے لمحے یہ خیال آتا ہے کہ ہمارا ملک تو کم از کم جعلی کرنسی کے سکینڈل سے بچ گیا ـــــ اور جب سپر پاورز نے ہمیں گھاس نہیں ڈالی ـــــ تو پھر خود ہی بھگتیں؟" ـــــ عمران نے روٹھی ہوئی بیوی کا سا انداز بناتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی گھمبیر آواز سنائی دی۔

"یس سر ——— طاہر بول رہا ہوں" ——— سر سلطان کی آواز سنتے ہی بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران کہاں ہے" ——— ؟ سر سلطان نے اسی طرح گھمبیر لہجے میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"بیٹھے ہیں ——— بات کیجئے" ——— بلیک زیرو نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہاں جناب عالی! ——— بندہ پرور ——— سخی سرور ——— کیا ہو گئی ہے کوئی نئی گڑبڑ" ——— ؟ عمران نے باقاعدہ شاعری کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"عمران! ——— تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے کہ مجھ سے سنجیدہ لہجے میں بات کیا کرو" ——— سر سلطان نے غصیلے انداز میں جواب دیا۔

"سنجیدہ اور رنجیدہ ——— ہم قافیہ ہیں ——— اور چونکہ میں رنجیدہ کو کسی مصرعے میں استعمال نہیں کرنا چاہتا ——— اس لئے سنجیدہ کا آنا بھی ناممکن ہے البتہ آپ کہیں تو فہمیدہ ——— چکیدہ ——— گرگ باراں دیدہ قسم کے لہجے میں بات ہو سکتی ہے" ——— عمران کی زبان بھلا کہاں رکنے والی تھی۔

"کیا میں رسیور رکھ دوں" ——— ؟ سر سلطان کا موڈ اور بگڑ گیا۔

"ظاہر ہے ——— آپ کے پاس دل تو ہے نہیں جو کسی کے قدموں میں

رکھ دیں گے ——— اب آپ رسیور ہی رکھ سکتے ہیں ——— جدید دور کے عاشق تو یہی کر سکتے ہیں ——— ویسے آپ سلطان ——— عالی شان ——— ذیشان ——— بے ایمان اوہ سوری! ——— غلط قافیہ کہہ گیا ہوں ——— معاف کیجئے ——— نئی نئی شاعری شروع کی ہے ——— بس کبھی کبھی وزن گر پڑتا ہے ——— پھر کسی ویٹ لفٹر کو بلانا پڑتا ہے ——— تب ہی وہ وزن اٹھاتا ہے" ——— عمران شاید سر سلطان کو زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

"حالات انتہائی خراب ہو گئے ہیں ——— صدر مملکت نے فوری رپورٹ طلب کی ہے ——— اور تمہیں شاعری کی سوجھ رہی ہے" ——— سر سلطان آخر پھٹ پڑے۔

"جناب ہیڈ سلطان صاحب! ——— مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ مجرم جیل جا چکے ہیں ——— میں نے سوچا کہ اس بار منظوم رپورٹ پیش کروں۔ مگر یہ قافیے اور ردیف کسی طرح قابو میں ہی نہیں آ رہے ——— کبھی قافیہ بھاگ جاتا ہے ——— تو کبھی ردیف فرار ہو جاتی ہے ——— بس اسی پکڑ دھکڑ میں لگا ہوا ہوں ——— جیسے ہی یہ سب قابو میں آ گئے رپورٹ آپ تک پہنچ جائے گی ——— ویسے اگر آپ کہیں تو پہلا بند ترنم سے ٹیلیفون پر ہی سنا دوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— مجرم پکڑے گئے ہیں ——— کیا وہ جعلی کرنسی والے" ——— سر سلطان کی آواز میں یکدم جوش عود کر آیا تھا۔

"جی ہاں! ——— وہ جعلی کرنسی والے مجرم تو پکڑے گئے ہیں ——— مگر یہ قافیہ ردیف ابھی نہیں پکڑے جا رہے ——— میں نے تو بلیک زیرو سے کہا تھا کہ سیکرٹ سروس کی خدمات مستعار دے دو ——— تاکہ سارے قافیہ ردیف

گرفتار ہو جائیں ـــــ مگر یہ کالا صفر اکڑا ہوا ہے ـــــ کہتا ہے کہ سیکرٹ سروس کو مجرموں کے پکڑنے کی تنخواہ ملتی ہے ـــــ قافیہ ردیف پکڑنے کی نہیں ـــــ اور اگر آپ پکڑوانا ہی چاہتے ہیں تو پھر ڈبل اوور ٹائم دینا پڑیگا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ مجھ حقیر فقیر کے پاس سوائے دعاؤں کے اور کچھ بھی نہیں ہے ـــــ مگر دعائیں معاوضے میں لینے پر یہ تیار نہیں ہے ـــــ ظاہر ہے اب ایک صورت ہے" ـــــ عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی کی طرح مسلسل چل رہی تھی۔

"تم بکواس بند نہیں کرو گے ـــــ سیدھی طرح بتاؤ کیا ہوا ـــــ؟ مجرم کیسے پکڑے گئے" ـــــ سرسلطان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"آہستہ بولیے جناب ـــــ آپ کی آواز میرے کان کے اندر کہیں گہرائی میں اتر گئی تو اسے باہر نکالنے کے لئے غوطہ خوروں کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی اور ـــــ ارے ارے ـــــ سلطان صاحب ـــــ ارے آپ فون ہی بند کر گئے ـــــ اتنی جلدی" ـــــ عمران نے آخر میں چیختے ہوئے کہا اور پھر بڑے مایوسانہ لہجے میں رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا اور یوں منہ لٹکا لیا جیسے کسی شاعر کا شعر سن کر جب لوگ خاموش بیٹھے رہتے ہیں تو شاعر بیچارے کا منہ سینکڑوں فٹ لٹک جاتا ہے۔

"آپ نے بھی سرسلطان کو زچ ہی کر دیا" ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار بڑے دنوں سے زبان میں کھجلی ہو رہی تھی ـــــ مگر سلطان جلد ہی بھاگ گئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"طاہر ـــــ میں سلطان بول رہا ہوں" ـــــ سرسلطان کی آواز دوسری طرف سے سنائی دی لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"جی فرمائیے" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سامنے بیٹھے عمران کو آنکھ مار دی۔

"کیا رپورٹ ہے ـــــ تفصیل سے بتاؤ" ـــــ سرسلطان نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جناب ـــــ مجھے تفصیلات کا علم نہیں ہے ـــــ سارا کام عمران صاحب نے خود ہی کیا ہے ـــــ البتہ اتنا معلوم ہے کہ گروہ کا قلع قمع ہو گیا ہے ـــــ مجرم پکڑے گئے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو طاہر ـــــ صدر مملکت اس سلسلے میں انتہائی پریشان ہیں ـــــ اور انہوں نے فوری رپورٹ طلب کی ہے ـــــ کیونکہ مجرموں نے ایکریمیا میں جعلی کرنسی پھیلا دی ہے ـــــ اور اس وقت ایکریمیا پر قیامت ٹوٹ رہی ہے ـــــ پورا ایکریمیا سنگین ترین معاشی بحران کی زد میں آگیا ہے ـــــ اس لئے ہر ملک میں شدید ترین پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے ـــــ مگر عمران ہے کہ بے وقت کی راگنی چھیڑ کر بیٹھ جاتا ہے" ـــــ سرسلطان نے کہا۔

"اوہ ـــــ اگر ایسا ہے تو واقعی یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے ـــــ آپ عمران صاحب سے بات کر لیں" ـــــ بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جی فرمائیے" ـــــ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا شائد

اس کے کانوں میں بھی سر سلطان کی آواز پہنچ گئی تھی۔

"عمران! ___ حالات انتہائی نازک ہیں ___ تمہیں معلوم ہے کہ ہماری کرنسی کا تعلق بین الاقوامی طور پر ایکریمین کرنسی سے ہے ___ مگر ایکریمیا پر اس وقت قیامت ٹوٹی ہوئی ہے ___ پورے ملک میں جعلی کرنسی کا سیلاب آگیا ہے ___ تمام کاروبار اور لین دین یکلخت رک گیا ہے ___ پوری دنیا کے ملکوں نے فوری طور پر ایکریمین کرنسی سے تعلق توڑ دیا ہے۔ ہم نے بھی مجبوراً ایسا کیا ہے ___ لیکن اگر مجرم ایکریمیا جیسے طاقتور ترین ملک میں ایسا کر سکتے ہیں تو ہمارے ملک میں بھی ایسا ہو سکتا ہے ___ اس لئے صدر مملکت بے انتہا پریشان ہیں" ___ سر سلطان نے عمران کو سنجیدہ دیکھ کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ واقعی ایکریمیا کے لئے یہ تاریخ کا ہولناک ترین دور ہو گا۔ بہرحال صدر مملکت کو کہہ دیجئے کہ پاکیشیا میں ایسا نہیں ہو گا ___ میں نے مجرموں کو پکڑ لیا ہے ___ اور اگر وہ ایسا کرنا چاہیں گے تو انہیں نئے سرے سے سیٹ اپ کرنا پڑے گا ___ جس کے لئے طویل عرصہ چاہیے" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! ___ لیکن عمران بیٹے! ___ خطرہ تو بہرحال موجود رہے گا" ___ سر سلطان نے کہا۔

"ہاں! ___ خطرہ تو رہے گا ___ اور خطرے کا مکمل سدباب تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے ___ کہ اس تنظیم کو ہی جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ مجھے ایسی معلومات ملی ہیں کہ مجرموں کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا جا سکتا ہے ___ مگر میں اس لئے خاموش ہوں کہ جب تھری سپر پاورز نے مجرموں کے خلاف تنظیم بنائی

وقت ہمیں نظر انداز کر دیا ہے تو اب خود ہی نتائج بھگتیں" ___ عمران نے جواب دیا۔

"ہاں! ___ یہ بات تو ہے ___ بہرحال میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں ___ پھر اس سلسلے میں مزید بات کریں گے" ___ سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں نارتھ پول جانا ہی پڑے گا" ___ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"نارتھ پول!" ___ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ___ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر اتنی خوفناک تنظیم کا خاتمہ اتنی آسان بات تو نہ ہو گی" ___ بلیک زیرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آسان تو دنیا میں کوئی چیز نہیں ہوتی ___ مگر میرا تجربہ ہے کہ جتنی خوفناک تنظیم ہو ___ اتنی آسانی سے قابو میں آجاتی ہے ___ بہرحال دیکھو! صدر مملکت کیا فیصلہ کرتے ہیں" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ لائبریری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

وہ دراصل میڈم کیٹ کی فائل دیکھنا چاہتا تھا تاکہ اگر اس سے ٹکراؤ ہو بھی جائے تو اس سلسلے میں بنیادی معلومات تو معلوم ہوں۔

تھوڑی دیر بعد وہ میڈم کیٹ کی فائل اٹھا کر واپس آپریشن روم میں آگیا اور اس نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

پورے ایکریمیا پر ہولناک قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ وہ ایکریمیا جو دفاعی لحاظ سے اپنے آپ کو ناقابل تسخیر سمجھتا تھا۔ مجرموں کے ایک ہی حملے میں اپنی تاریخ کے بھیانک دور میں داخل ہو چکا تھا۔

جعلی کرنسی کے سکینڈل نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہر طرف شدید افراتفری کا عالم تھا۔ تمام کاروبار ـــــ بنک ـــــ دفاتر ـــــ کلب ـــــ ہوٹل۔ دکانیں ـــــ ادارے یکلخت بند ہو گئے تھے۔ جعلی کرنسی ایسے بہترین انداز میں چھاپی گئی تھی کہ اس کی پہچان ناممکن ہو چکی تھی ـــــ اور پھر جب سے تمام ریڈیو سٹیشنوں اور ٹیلی ویژن اسٹیشنوں سے جعلی کرنسی کے بارے میں نشریات روک کر اعلان کر دیا گیا تھا ـــــ اصل کرنسی بھی جعلی بن گئی تھی ـــــ کرنسی کی پشت پر جو اعتماد تھا وہ ختم ہو گیا تھا اور وہی نوٹ جن کی خاطر ایک دوسرے کے گلے کاٹے جا رہے تھے ـــــ اب کاغذوں کے حقیر اور بے مصرف ٹکڑے بن چکے تھے ـــــ کھانے پینے کے سامان کی شدید ترین قلت ہو گئی تھی۔ ایک روز تک

تو لوگوں نے گھر میں موجود کچھ نہ کچھ کھانے پینے کے سامان سے گزارا کیا مگر جب یہ خبر پھیل گئی کہ حکومت کے سونے کے محفوظ ذخائر بھی غائب کر دیئے گئے ہیں تو حالات ناگفتہ بہ ہو گئے اور بھوکے لوگ گھروں سے نکل کر کھانے پینے کی دکانوں پر ٹوٹ پڑے۔ غلے کے سرکاری گودام لوٹ لیے گئے۔ ہر طرف ایک قیامت سی برپا ہو گئی۔ پولیس اور فوج بھی بے بس ہو گئی کیونکہ ظاہر ہے وہ اپنے ہی لوگوں کو بھوک سے مرتے تو نہ دیکھ سکتے تھے۔

گلیوں اور بازاروں میں بڑی چھوٹی مالیت کے نوٹ ردی کاغذوں کی طرح اڑتے پھر رہے تھے اور کوئی انہیں اٹھا کر ایک نظر دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا۔ اگر نوٹوں کے ڈھیر کے نیچے روٹی کا کوئی ٹکڑا پڑا مل جاتا تو لوگ دیوانہ وار اس روٹی کے ٹکڑے پر ٹوٹ پڑتے۔ ہر شخص نے اپنے پاس موجود کرنسی نوٹ نکال کر گلیوں میں پھینک دیئے تھے کیونکہ اب یہ ناکارہ اور فضول ہو چکے تھے ہزاروں نوٹوں کے بدلے میں ایک روٹی بھی حاصل نہ کی جا سکتی تھی۔ مائیں روٹی کے بدلے میں اپنے بچے تک بیچنے پر تیار ہو گئی تھیں مگر انہیں خریدے کون؟

ایکریمیا جو معاشی طور پر پوری دنیا میں خوشحال سمجھا جاتا تھا یکدم ہولناک قحط کا شکار ہو گیا۔ حکومت بار بار اپیلیں کر رہی تھی کہ وہ حالات کو سنبھالنے کی بے حد کوشش کر رہی ہے۔ مگر بے سود۔ لوگ اب حکومت کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ وہ صرف خوراک مانگتے تھے۔ انہیں اسمبلیاں ـــــ بلڈنگیں ـــــ نوکریاں ـــــ کاریں ـــــ مکان ـــــ کچھ نہیں چاہیئے تھا۔ وہ صرف خوراک کے خواہاں تھے تاکہ اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکیں۔ مگر غلہ کہاں سے آتا؟ جن کے پاس تھا انہوں نے چھپا لیا تھا اور جن کے پاس نہ تھا وہ اس کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے تھے۔

حکومت ایکریمیا نے انسانی ہمدردی کی بنا پر پوری دنیا سے خوراک بطور امداد بھیجنے کی اپیلیں کیں اور کچھ ملکوں نے امداد بھی کی۔ مگر کب تک ؟ اور کتنی ـــــ ؟ دنیا کے ہر ملک کو یہ فکر پڑ گئی تھی کہ نجانے کب ان کا حشر بھی ایکریمیا جیسا ہو جائے۔ اس لئے ہر ملک نے غلہ سٹاک کرنا شروع کر دیا اور تقریباً ہر ملک کے لوگوں نے بھی زیادہ سے زیادہ غلہ خریدنا شروع کر دیا تھا اس طرح ایکریمیا کی طرح مگر اس سے قدرے کم پوری دنیا کے حالات بگڑتے چلے گئے۔ غلے کی قیمتیں یکدم آسمان پر پہنچ گئیں اور لوگ بھوکے مرنے لگے اور پھر اس وقت حکومت کے خلاف نفرت اور زیادہ پھیل گئی جب مجرموں کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ اگر ایکریمیا کا اقتدار ان کے حوالے کر دیا جائے تو وہ سونے کی اشرفیاں کرنسی کے طور پر استعمال کرے گی اور پورے ایکریمیا کے ہر فرد کو ایک مہینے کی خوراک مفت مہیا کرے گی۔

اس اعلان کے ہوتے ہی پورے ایکریمیا کے عوام مجرموں کے حق میں اور حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ جلوس نکلنے لگے کہ حکومت ان کے حوالے کی جائے جو ملک کو غلہ فراہم کر سکتے ہیں چاہے وہ مجرم ہی کیوں نہ ہوں۔ مگر ظاہر ہے حکومت اتنی آسانی سے ملک کی باگ ڈور مجرموں کے ہاتھوں میں کیسے دے سکتی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں خونریز فسادات پھوٹ پڑے۔ عوام پولیس اور فوج کے درمیان فسادات شروع ہو گئے اور لوگ اس کے نتیجے میں مکھیوں کی طرح مرنے لگے۔

ایکریمیا کے صدر نے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا اور پورے ملک میں کرفیو نافذ کر دیا گیا اور ملک کا انتظام فوج کے حوالے کر دیا گیا مگر لوگ اب فوج سے بھی ٹکرانے لگے۔ اور پھر آہستہ آہستہ فوج نے بے تحاشا

فائرنگ کر کے حالات کو کسی حد تک سنبھال لیا اور لوگ موت کے خوف سے اپنے اپنے گھروں میں دبک گئے۔

مگر فوج بھی یہ بات اچھی طرح جانتی تھی کہ یہ عارضی خاموشی بہت خوفناک ہے اور جلد ہی کوئی ایسا اقدام نہ کیا گیا جس سے لوگوں کی خوراک کا مسئلہ حل نہ ہوا تو یہ خاموشی کسی بھی لمحے طوفان کی طرح پھٹ پڑے گی۔ اور پھر ظاہر ہے کہ پورا ملک ہی تباہ و برباد ہو کر رہ جائے گا۔ اس لئے فوج کے جنرلوں نے بھی حکومت کو الٹی میٹم دے دیا تھا کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اس صورت حال کا کوئی ایسا حل نکالا جائے جو لوگوں کو قابل قبول ہو۔ ورنہ وہ بھی پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہوں گے۔

بلیک، چوشان اور شاکل جب ٹیکسی میں سوار ہو کر مادام روڈ پہنچے تو مادام روڈ کے پہلے ہی چوک پر ٹیکسی فارغ کر دی۔

"ہیڈ کوارٹر کی نگرانی انتہائی سختی سے کی جا رہی ہو گی ___ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم علیحدہ علیحدہ کام کریں ___ اور اپنے اپنے طور پر اندر داخل ہونے کی پلاننگ کریں ___ تاکہ اگر کوئی چیک ہو جائے تو دوسرا اس کی وجہ سے گرفت میں نہ آ سکے" ___ چیف شاکل نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ اس وقت وہیں چوک پر موجود ایک کیفے کے پرائیویٹ کیبن میں بیٹھے چائے کی چسکیاں لے رہے تھے۔

"مگر اس بات پر غور کیا جائے کہ آخر ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر کریں گے کیا" ___ ؟ چوشان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"کیا کریں گے ___ مادام کو ختم کریں گے" ___ چیف شاکل نے

چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چوشان صحیح کہہ رہا ہے شاکل! ___ دراصل ہم نے شروع سے ہی پلاننگ غلط کی ہے ___ ہم بغیر کسی واضح پلاننگ کے یوں ہی اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں ___ ہمارا پروگرام یہ تھا کہ ہم مادام کی نظروں میں آ جائیں ___ اور پھر مادام اپنی عیاشی کے لئے ہمیں منتخب کرے۔ اس کے بعد مادام کو کور کر کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جائے ___ مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موت کے منہ میں جاتے جاتے بچ گئے اور مادام تک پہنچنا تو ایک طرف اس کی شکل تک دیکھنے کی بھی نوبت نہ آئی ___ اب بھی اگر ہم خالی ہاتھ ہیڈ کوارٹر میں داخل بھی ہو گئے تو کیا مادام ہمارا شکار بننے کے لئے ہمارے انتظار میں دلہن بنی تیار بیٹھی ہو گی" ___ بلیک نے چوشان کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے بلیک ___ واقعی ہم سے شروع میں ہی حماقت ہوئی ہے ___ بہرحال ابھی کچھ نہیں گیا ___ ہمیں اتنا تو معلوم ہو گیا ہے کہ اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے ___ ہم اس سلسلے میں کوئی واضح پلاننگ بنا لیں" ___ چیف شاکل نے بھی بڑی فراخدلی سے اعتراف کرتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ___ واقعی یہ بہت بڑا کام ہے ___ اب ہمیں کوئی ایسا کام کرنا چاہیے جس سے اس تنظیم کا خاتمہ ہو جائے" ___ چوشان نے کہا۔

"میرا تو خیال ہے کہ ہم خوفناک قسم کا ڈائنامیٹ لے کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں اور پھر ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیں" ___ بلیک نے کہا۔

"مگر اتنا خوفناک ڈائنامیٹ آئے گا کہاں سے" ۔۔۔ چیف شاکل نے جواب دیا۔

"یہاں میرا ایک واقف ہے جو در پردہ اسلحے کا کاروبار کرتا ہے اس سے ہر قسم کا خوفناک اسلحہ مہیا ہو سکتا ہے ۔۔۔ مگر رقم کا بندوبست کرنا ہو گا" جیک نے کہا۔

"رقم کی فکر نہ کریں ۔۔۔ کسی اعلیٰ قسم کے جوئے خانے میں چلتے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ہی رات میں ہم اپنی ضرورت کی رقم حاصل کر لیں گے" چوشان نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے ۔۔۔ تم دونوں جوئے خانے پہنچو ۔۔۔ میں اس آدمی سے بات کر کے وہیں آ جاؤں گا ۔۔۔ کل اپنی مرضی کا اسلحہ لے کر ہیڈ کوارٹر میں داخلے کا پروگرام بنائیں گے" ۔۔۔ جیک نے تجویز پیش کی۔

"ایک اور تجویز آئی ہے میرے ذہن میں" ۔۔۔ چیف شاکل نے کہا۔

"کونسی ۔۔۔ بتاؤ شاید وہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہو" ۔۔۔ جیک اور چوشان نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اسلحے کے چکر میں پڑنے کی بجائے ہیڈ کوارٹر میں خفیہ طور پر داخل ہونا چاہئے ۔۔۔ اور پھر وہاں کے کسی اچھے عہدے والے شخص کو ختم کر کے اس کا میک اپ کر لیا جائے ۔۔۔ اس طرح ہیڈ کوارٹر کے کسی اہم حصے تک پہنچا جائے ۔۔۔ ڈائنامیٹ اور اسلحہ ہمیں وہیں سے ہی مل جائے گا" ۔۔۔ چیف شاکل نے کہا۔

"مگر خالی ہاتھ جانا تو بہت بڑا رسک ہے ۔۔۔ نجانے وہاں کیسے

حالات پیش آئیں" ۔۔۔ جیک نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"دیکھو جیک! ۔۔۔ یہ تنظیم کوئی عام مجرموں کی تنظیم نہیں ہے ۔۔۔ یہ بین الاقوامی مجرم ہیں ۔۔۔ اور ان کے پاس جدید قسم کے آلات بھی ہیں ۔۔۔ اس لئے اگر ہم کوئی خطرناک اسلحہ لے کر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوئے تو فوراً پکڑے جائیں گے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ انہوں نے اعلیٰ سائنسی پیمانے پر ہیڈ کوارٹر کے گرد حفاظتی حصار قائم کیا ہوا ہو گا ۔۔۔ لیکن اگر ہم بغیر اسلحہ کے داخل ہوئے تو شاید ہم ٹریس نہ ہو سکیں" ۔۔۔ چیف شاکل نے کہا۔

"تمہاری بات دل کو لگتی ہے ۔۔۔ ایسا ہی کرنا چاہئے ۔۔۔ لیکن ہمارا مقصد صرف یہی ہونا چاہئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا جائے" ۔۔۔ جیک نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ ہم صرف منی وائرلیس ٹرانسمیٹر سے آپس میں رابطہ رکھیں اور علیحدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا پروگرام بنائیں" ۔۔۔ چوشان بھی اس تجویز پر رضامند ہو گیا اور پھر انہوں نے مزید تفصیلات طے کیں اور تھوڑی دیر بعد وہ باری باری کیفے سے نکل کر آگے بڑھتے چلے گئے۔

ہال میں موجود ہر فرد کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ سب کسی کو دفنا کر ابھی ابھی واپس آئے ہوں۔ ہال میں موجود بڑی بیضوی میز کے گرد بیس کرسیاں موجود تھیں جن میں سے اٹھارہ کرسیاں میز کے دونوں اطراف میں اور دو کرسیاں آمنے سامنے کے دونوں کونوں میں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے دائیں کونے والی کرسی نسبتاً بڑی اور آرام دہ تھی۔ میز پر ہر آدمی کے سامنے ایک ایک چھوٹا سا مائیک رکھا ہوا تھا اور ساتھ ہی سادے کاغذوں کا ایک ایک پیڈ بھی موجود تھا۔ انیس کرسیوں پر قیمتی سوٹوں میں ملبوس افراد موجود تھے جبکہ دائیں کونے والی کرسی خالی تھی۔

یہ انیس افراد اکریمین حکومت کے انتہائی اعلیٰ عہدیدار تھے بیسویں کرسی صدر کے انتظار میں خالی تھی۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے مگر ان سب کے چہروں پر جیسے پریشانیاں ثبت ہو کر رہ گئی تھیں۔

چند لمحوں بعد دائیں کونے میں موجود کرسی کی بالکل پشت پر دیوار میں

ایک دروازہ کھلا اور صدر اکریمیا وحید قدم بڑھاتے اندر داخل ہوئے۔ ان کے سوٹ پر بے پناہ سلوٹیں تھیں اور چہرے پر موجود شکنیں گہری پریشانی ظاہر کر رہی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے خالی کرسی پر آ کر بیٹھ گئے۔

"تازہ ترین رپورٹ کیا ہے" ____ صدر نے دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"جناب۔ ____ فوج نے ملک کا کنٹرول سنبھال لیا ہے ____ کرفیو نافذ ہے ____ اور قدرے امن و امان ہے ____ مگر فوجی جرنیلوں کے نزدیک یہ خاموشی عارضی ہے۔ اگر فوری طور پر کوئی حل نہ نکالا گیا تو پھر حالات فوج کے کنٹرول سے بھی باہر ہو جائیں گے" ____ صدر کے بالکل سامنے میز کی دوسری طرف بیٹھے دبلے پتلے ہوم سیکرٹری نے گمبھیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مسئلے کو حل کرنے کی تجویزیں پیش کی جائیں" ____ صدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ ____ میں نے عالمی ماہر معاشیات سے اس مسئلے کے حل کے لئے رائے طلب کی ہے تاکہ کوئی مناسب حل نکل سکے ____ مگر یہ مسئلہ اتنا نازک ہو چکا ہے کہ بظاہر اس کا کوئی حل نظر نہیں آتا۔ لیکن اس کے باوجود وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ حکومت اپنے محفوظ ذخائر سے ہر خاندان کو کم از کم ایک ہفتے کا راشن مفت سپلائی کرے تاکہ عوام کم از کم ایک ہفتے تک پرسکون رہیں ____ اس دوران اس کا کوئی حل نکالا جا سکے" ____ صدر سے تیسرے نمبر پر بیٹھے ہوئے سیکرٹری منصوبہ بندی نے بحث کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جناب! ۔۔۔ یہ مسئلہ صرف ایکریمیا اکیلے حل نہیں کرسکتا ۔۔۔ اس کے لئے پوری دنیا کی سربراہی کانفرنس طلب کی جائے اور کوئی نیا معاشی نظام رائج کیا جائے ۔۔۔ تاکہ آئندہ کوئی مجرم اس قسم کا حربہ استعمال نہ کرسکے" ایک اور شخص نے کہا

"اس کے لئے تو بہت وقت چاہئے ۔۔۔ ہمیں فوری حل نکالنا ہے" ۔۔۔ صدر نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب! ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ پورے ملک سے ہنگامی طور پر چاندی اکٹھی کی جائے اور اس کے سکے ڈھالے جائیں ۔۔۔ اور پھر ان سکوں کو سرکاری کرنسی کا درجہ دے دیا جائے" ۔۔۔ ایک اور نے تجویز پیش کی۔ شاید اس نے چاندی کا نام اس لئے لیا تھا کہ ایکریمیا سونے کے ذخائر سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔

"مگر باقی دنیا سے لین دین کے لئے کیا کیا جائے ۔۔۔؟ کوئی بھی ملک چاندی کو بنیادی کرنسی کا درجہ دینے پر تیار نہ ہوگا" ۔۔۔ سیکرٹری منصوبہ بندی نے جواب دیا۔

"جناب صدر! ۔۔۔ میرے نزدیک اس کا ایک فوری حل ہے۔ ہمارے ملک کے عوام کے پاس بے پناہ سونا موجود ہے ۔۔۔ ہم ایسا کرسکتے ہیں کہ غلے کے بدلے میں سونا جمع کریں ۔۔۔ اور پھر اس سونے سے سکے ڈھال کر انہیں کرنسی کا درجہ دے دیا جائے ۔۔۔ اس طرح غیر ممالک بھی ان سکوں کو لینے سے نہ گھبرائیں گے ۔۔۔ اور ملک میں بھی رکا ہوا کاروبار فوری طور پر جاری ہو جائے گا ۔۔۔ اور اس کے بعد پوری دنیا کی سربراہی کانفرنس طلب کرکے نیا معاشی نظام رائج کیا جاسکتا ہے ۔۔۔ یا ۔۔۔ اس

دوران مجرموں کو گرفتار کرکے ختم کیا جاسکتا ہے ۔۔۔ اور پھر سونے کی بجائے نئی کرنسی جاری کی جاسکتی ہے ۔۔۔ اور سب سے اچھا پہلو یہ ہے کہ مجرم اس کی نقل نہ بناسکیں گے" ۔۔۔ ایک بوڑھے شخص نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تجویز تو اچھی ہے ۔۔۔ مگر کیا عوام کے پاس اتنا سونا ہوگا کہ جس سے ملک کا معاشی نظام سنبھال سکے ۔۔۔ یہ ایک سوال تو ہے ۔۔۔ اور دوسرا یہ کہ جن لوگوں کے پاس سونا نہ ہوگا وہ غلہ کیسے حاصل کریں گے ۔۔۔؟" صدر نے قدرے جوشیلے لہجے میں کہا۔ یہ تجویز ایسی تھی جو ان کے دل کو لگتی تھی۔

"جناب! ۔۔۔ تازہ ترین سروے میں جو اعداد و شمار سامنے آتے تھے ان کے لحاظ سے ملک کے عوام کے پاس اتنا سونا ہے جتنا کہ ہمارے پاس بطور محفوظ ذخیرہ موجود تھا" ۔۔۔ ایک شخص نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کاغذ نکالتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اس قومی ادارے کا سربراہ تھے جس کے ذمے پورے ملک میں مختلف انداز کے سروے کرنا تھا۔

"خوب! ۔۔۔ تب تو اس تجویز پر عمل کیا جاسکتا ہے ۔۔۔ آپ کو شاید اس ٹاپ سیکرٹ کا علم نہ ہو کہ حکومت کے پاس معاشی طور پر مستحکم ہونے کے لئے سونے کے جو ذخائر موجود تھے ۔۔۔ اتنے ہی ذخائر جنگ کی صورت میں ملک کو ہنگامی حالات سے بچانے کے لئے سونے کے محفوظ ذخائر موجود ہیں ۔۔۔ ہم ایسا کرتے ہیں کہ ملک میں ہنگامی طور پر غلے کے راشن ڈپو قائم کرکے ہر خاندان کو ایک ہفتہ کا غلہ مفت سپلائی کر دیتے ہیں۔ اس ہفتے کے دوران ان محفوظ ذخائر سے سونے کے سکے بطور کرنسی ڈھال

کہ اس کے بعد تمام ملازمین کو تنخواہوں کی صورت میں یہ سکے ایک ماہ کے ایڈوانس کے طور پر دے دیئے جائیں گے تاکہ رکا ہوا کاروبار چل سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم سرکاری طور پر غلے کی خریداری کے لئے ان سکوں کے علاوہ بھی سونا قبول کریں گے ـــــ تاکہ عوام کے پاس موجود سونا حکومت کے پاس پہنچ جائے ـــــ اور پھر اسے بھی سکوں کی صورت میں ڈھالا جا سکے ـــــ جب حالات مکمل طور پر پرسکون ہو جائیں گے تو پھر بین الاقوامی طور پر کوئی نیا معاشی نظام سامنے لایا جائے گا۔ ـــــ یا پھر بحرمون کو ختم کر کے دوبارہ نئی کرنسی چھاپی جائے گی" ـــــ صدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا اور میٹنگ میں موجود تمام افراد نے اس تجویز کی پرزور تائید کی چنانچہ صدر کی ہدایت پر اس تجویز کو فوری طور پر تحریر کیا گیا اور سب نے اس پر دستخط کر دیئے۔

پھر صدر نے سونے کے سکوں کو قانونی حیثیت دینے کے لئے مسودہ قانون تیار کرنے کی ہدایت کرنے کے بعد پریس سیکرٹری کو ہدایت کی کہ وہ پورے ملک میں اس بات کا اعلان کر دے کہ شام کو سات بجے صدر ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے اہم تقریر کرنے والے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی صدر نے محکمہ خوراک کے سیکرٹری کو خصوصی ہدایات دیں کہ شام سے پہلے پہلے پورے ملک میں ہنگامی راشن ڈپو قائم کرنے اور ان پر فوری طور پر غلہ پہنچانے کا بندوبست کیا جائے اور ہنگامی حالات کے لئے محفوظ ذخیرے میں موجود سونے کو گراموں کی صورت میں سکوں میں ڈھالنے کے احکامات بھی انہوں نے صادر کر دیئے اور پھر یہ ایمرجنسی میٹنگ برخاست کر دی۔ مگر اس میٹنگ کے بعد سب لوگوں کے چہروں پر وہ پریشانی نہ تھی جو

میٹنگ سے پہلے موجود تھی۔ اب سب کو یہ امید لگ گئی تھی کہ حکومت حالات سنبھال لے گی۔

کاشاکی ـــــ مارگریٹ اور مس بوجرکو ڈرائی کلیننگ ہال میں بیٹھے ہوئے تقریباً پانچ گھنٹے گزر گئے تھے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ ان عورتوں کے انتظار میں زیادہ شدت آتی جا رہی تھی۔ بھوک اور پیاس نے بھی اب انہیں ستانا شروع کر دیا تھا۔

اور پھر اندازاً پانچ چھ گھنٹوں کے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں تین ایپرن موجود تھے۔

"جلدی سے انہیں پہن لو ـــــ ابھی چھٹی ہونے والی ہے ـــــ اور سب عورتیں اس دروازے کے سامنے سے گزریں گی ـــــ تم جان بوجھ کر آخر میں آئیں گی ـــــ پھر ہم دروازے کو باہر سے آہستہ سے کھٹکھٹائیں گی اور تم خاموشی سے باہر آ جانا" ـــــ اس عورت نے تیز تیز لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

ان تینوں نے اس عورت کے جانے کے بعد تیزی سے اپنے لباس

کے اوپر ایپرن پہنے اور اس کے دیئے ہوئے نقاب انہوں نے سر پر باندھ کر ان کی ڈوریاں گلے میں باندھ لیں۔ اس طرح ان کے بال بھی چھپ گئے اور بوقت ضرورت وہ نقاب کو کھسکا کر منہ پر بھی ڈال سکتی تھیں۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد انہیں بہت سی عورتوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ عورتیں تیز تیز بولتی ہوئیں اس کمرے کے قریب سے گزر رہی تھیں۔ اور پھر دروازے پر کسی نے ہلکے سے دستک دی اور مس بورچہ تیزی سے آگے بڑھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر آ گئی۔ مارگریٹ اور کاشا کی بھی اس کے پیچھے آ گئیں۔ دروازے سے نکل کر وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں پہنچیں جہاں سے ایک دروازے سے نکل کر وہ باہر ایک پتلی سی سڑک پر آ گئیں۔ وہ تینوں عورتیں ان کے انتظار میں دروازے کے قریب موجود تھیں۔

"آؤ ہمارے ساتھ"۔۔۔ ان میں سے ایک نے کہا اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتیں آگے بڑھنے لگیں۔

"یہ کارڈ رکھ لو۔۔۔ ان پر لکھے ہوئے اپنے اپنے نام یاد کر لو۔۔۔ شاید چیکنگ والے پوچھ لیں"۔۔۔ ان میں سے ایک نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے ایک ایک سفید رنگ کا کارڈ ان تینوں کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے کیسے تیار کر لئے"۔۔۔ مس بورچہ نے پوچھا۔

"تیار کہاں کر لئے ہیں۔۔۔ یہ ان تین عورتوں کے ہیں جو آج چھٹی پر تھیں۔۔۔ ان کے گھروں سے منگوائے ہیں"۔۔۔ اس عورت نے جواب دیا۔

"پھر تو چیکنگ والوں کے پاس ان کی رخصت کا ریکارڈ ہو گا"۔۔۔ کاشا کی نے حیرت کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔ آج کے ان سیکشن میں کام نہیں تھا۔۔۔ اس لئے وہ بغیر رخصت کے کوارٹروں میں رہ گئی تھیں"۔۔۔ اس عورت نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا اور ان تینوں نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

وہ سب پتلی سی سڑک پر چلتی رہیں اور یہ پتلی سڑک ایک بڑی سی عمارت کے اندر تک جا رہی تھی۔ اس عمارت کے پھاٹک پر مسلح نقاب پوش بڑے چوکنا انداز میں اندر داخل ہونے والے ہر مرد اور عورت کی بڑی ہوشیاری سے چیکنگ کر رہے تھے۔

جب یہ تینوں ان عورتوں سمیت پھاٹک پر پہنچیں تو وہاں اس وقت بیس کے قریب عورتیں اور دس بارہ مرد موجود تھے اور وہ سب ایک قطار بنا کر کھڑے تھے۔ یہ تینوں بھی قطار میں لگ گئیں اور پھر قطار آہستہ آہستہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ ان تینوں کو لانے والی عورتیں قطار میں ان کے پیچھے تھیں۔ قطار میں سب سے آگے مارگریٹ۔۔۔ اس کے پیچھے کاشا کی اور آخر میں مس بورچہ تھی۔

مارگریٹ نے اپنا نمبر آتے ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ چیکنگ سٹاف کی طرف بڑھا دیا۔

چیکنگ سٹاف کے انچارج نے غور سے ایک بار کارڈ کو دیکھا اور پھر دوسرے آدمی کی طرف بڑھا دیا جو میز پر ایک بڑا سا رجسٹر رکھے اس میں ہر کارڈ کا اندراج کر رہا تھا۔ اس نے کارڈ کو ایک نظر دیکھا اور پھر رجسٹر میں اس کا اندراج کرنے کے بعد اس پر تاریخ اور وقت درج کر کے دستخط کئے اور کارڈ مارگریٹ کی طرف بڑھا دیا۔

مارگریٹ کارڈ لے کر آگے بڑھی اور کارڈ دیکھ کر دروازے پر کھڑے ہوئے

مسلح نقاب پوش نے دروازہ کھول دیا اور مارگریٹ عمارت کے اندر داخل ہو گئی۔ کسی نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا تھا۔ اور نہ اس سے کوئی پوچھ گچھ ہوئی تھی۔ ظاہر ہے یہ ان گارڈز کا معمول تھا۔ اس لیے وہ پوچھ گچھ کے چکر میں نہ پڑتے تھے۔ صرف کارڈ پر ہی انحصار کر لیتے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد کاشاکی اور مس پوچہ بھی اس کے پیچھے عمارت میں آ گئیں۔

"بڑی وسیع و عریض عمارت ہے" ____ مس پوچہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

گیٹ کی دوسری طرف ایک وسیع میدان تھا جس کے آخری سرے پر وہ قلعہ نما عمارت بنی ہوئی تھی۔ اور ایک سائیڈ میں بے شمار چھوٹے چھوٹے مکانات نظر آ رہے تھے۔

ان سے پہلے داخل ہونے والی عورتیں اور مرد انہی مکانوں کی طرف جا رہے تھے اس لیے وہ بھی آہستہ آہستہ انہی مکانوں کی طرف ہی چل رہی تھیں اور پھر چند لمحوں بعد ان کی ہمدرد عورتیں بھی ان سے آ ملیں۔ اب ان کے چہروں پر پریشانی کے آثار نہ تھے۔

"خدا کا شکر ہے کہ کسی کو کوئی شک نہیں ہوا" ____ ان میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔۔ اچھا ہوا ____ ویسے تم اپنا تعارف تو کرا دو ____ مگر ٹھہرو، پہلے ہم اپنا تعارف کرا دیں ____ میرا نام مارگریٹ ہے اور میرا تعلق ایکریمیا سے ہے ____ یہ میری ساتھی مس پوچہ ہیں۔۔۔ ان کا تعلق روسیاہ سے ہے ____ اور یہ کاشاکی ہیں ____ ان کا تعلق شوگران سے ہے" ____ مارگریٹ نے چلتے چلتے اپنے ساتھ ان دونوں کا بھی تعارف

کرا دیا۔

"بہت خوب! ____ پھر تو یہاں تینوں سپر پاورز اکٹھی ہو گئی ہیں ____ ویسے مجھے لوسی کہتے ہیں ____ یہ میری ساتھی روزی ____ اور یہ جیری ہیں اور ہم سب کا تعلق ایک ہی ملک یاؤ ہو ڈراگ سے ہے" ____ لوسی نے اپنا اور اپنی دو ساتھیوں کا تعارف کرایا۔

اور پھر اسی طرح چلتے چلتے وہ ان مکانوں کے ایریا میں داخل ہو گئیں۔ مکان خاصے جدید خوبصورت اور صاف ستھرے تھے۔

لوسی انہیں اپنے مکان میں لے گئی۔ یہ دو کمروں کا مکان تھا جس میں آسائش اور آرام کی ہر چیز میسر تھی۔ ایک کمرہ ڈرائنگ روم اور ڈائننگ کے طور پر سجا ہوا تھا۔ جب کہ دوسرا کمرہ بیڈ روم تھا۔

"ارے بڑا پر آسائش اور آرام دہ مکان ہے" ____ کاشاکی نے تحسین آمیز نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہاں آرام و آسائش کی ہر چیز میسر ہے ____ سوائے آزادی کے"۔ لوسی نے پھیکے لہجے میں کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ یہاں تم اکیلی ہی رہتی ہو ____ یا مرد بھی آ سکتے ہیں"؟ مس پوچہ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہاں پر عورتوں اور مردوں کے میل جول پر کوئی قدغن نہیں ہے ____ مرد بھی ہماری طرح اغوا کر کے لائے جاتے ہیں ____ اور پھر وہ بھی مر کر ہی باہر نکل سکتے ہیں ____ اس لیے یہاں ہم سب لوگ ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں ____ البتہ صرف شرط آپس کی پسند ہے" ____ لوسی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر پھر تم لوگ ایک خاندان کی طرح اکٹھے کیوں نہیں رہتے ـــــ؟" کاشا کی نے سوال کیا۔

"ہر وقت اکٹھے رہنے پر پابندی ہے ـــــ مرد صرف چھٹی کے دن یہاں داخل ہو سکتے ہیں ـــ ہفتے میں صرف ایک دن اور ایک رات اکٹھے رہنے کی اجازت ہے ـــ ویسے چوری چھپے تو لوگ آتے جاتے رہتے ہیں ـــ مگر صرف چند گھنٹوں کے لئے" ـــــ لوسی نے الیکٹرک کیتلی میں چائے کا پانی ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا یہاں سب مرد اور عورتیں لانڈری میں کام کرتے ہیں" ـــ؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

"نہیں ـــ پولیس سیکشن میں بھی مرد اور عورتیں کام کرتی ہیں اور لانڈری میں بھی ـــ مگر رہتے یہاں سب مل جل کر ہیں" ـــ لوسی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مرد دوست کیا کام کرتا ہے" ـــ؟ مس بوچر نے پوچھا۔

"میرا ساتھی بوفی ہے ـــ وہ پرنٹنگ سیل کا انچارج ہے ـــ کل چھٹی کا دن ہے ـــ آج رات اس نے آنا ہے" ـــ لوسی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ! ـــ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں دیکھ کر بھڑک جائے" ـــ مس بوچر نے تشویش بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں! ـــ وہ بہت اچھا نوجوان ہے ـــ ویسے وہ خود بھی یہاں کے ماحول سے بے حد تنگ ہے ـــ وہ مجھے کئی بار کہہ چکا ہے کہ اگر اسے موقع ملا تو وہ اپنی جان پر کھیل کر بھی اس سارے کارخانے کو

راکھ کے ڈھیر میں پھونک دے گا ـــ جس کی وجہ سے اس کی آزادی سلب ہو چکی ہے" ـــ لوسی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

اور ان تینوں کے چہروں پر لوسی کی یہ بات سن کر اطمینان کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"روزی اور جیری کے مرد کیا کرتے ہیں" ـــ؟ اچانک ایک خیال کے تحت مارگریٹ نے پوچھا۔

"روزی کا ساتھی فیلنگ ہے ـــ وہ یہاں کے اسلحہ خانے کا انچارج ہے ـــ اور جیری کا مرد ٹونی ہے جو کلرک ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہے"۔ لوسی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں کس قسم کے آدمی ہیں" ـــ؟ کاشا کی نے سوال کیا۔

"وہ بھی جونی کی طرح یہاں سے تنگ ہیں ـــ بلکہ سچ پوچھو تو مسلح محافظوں کے علاوہ یہاں موجود ہر مرد اور عورت ماحول سے بے حد تنگ ہیں ـــ مگر ہم سب مجبور ہیں ـــ کچھ نہیں کر سکتے ـــ کیونکہ مسلح محافظ بے حد چوکنے اور ہوشیار رہتے ہیں ـــ اس کے علاوہ اصل تہہ خانوں میں انتہائی جدید حفاظتی نظام موجود ہے جو ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں مشکوک آدمی کو چیک کر لیتا ہے ـــ بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ نظام نیتوں اور دلوں کا حال بھی جانتا ہو" ـــ لوسی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــ تو انہوں نے ایم۔ایم تھراپی کو استعمال کیا ہوا ہے" ـــ مس بوچر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ایم۔ایم تھراپی" ـــ؟ لوسی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــــ یہ جدید ترین حفاظتی نظام ہے۔۔۔ اس سے نکلنے والی لہریں جو نظر نہیں آتیں ـــــ انسانی جسم کے ذیک اپ کے ساتھ ساتھ اس کے دماغ کو بھی ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں کھنگال لیتی ہیں ـــــ اور پھر جو کچھ اس وقت وہ سوچ رہا ہوتا ہے ـــــ یا اس کے شعور میں دبا ہے وہ سب کچھ سامنے آجاتا ہے ـــــ اور اس طرح نہ صرف جسمانی طور پر مشکوک آدمی پکڑا جاتا ہے ۔۔۔ بلکہ ایسا آدمی بھی چیک ہو جاتا ہے ـــــ جو بری نیت ـــــ یا برے خیالات رکھتا ہو ـــــ اس نظام کو مائنڈ مائیکرو مقراطیا کہتے ہیں اور اس کا کوڈ ایم۔ ایم مقراطیا ہے"۔ ـــــ مس لوچر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ مگر تمہیں اس تفصیل کا کیسے علم ہوا" ـــــ؟ لوسی نے جھرجھری لیتے ہوئے پوچھا۔

"ہمارے ملک میں آجکل یہی نظام استعمال کیا جا رہا ہے" ـــــ مس لوچر نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہی کیا ـــــ ہمارے ملکوں میں بھی یہی نظام کارفرما ہے۔ اور اس سے بچنے کی ہمیں خصوصی تربیت دی گئی ہے" ـــــ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــــ؟ اس خوفناک نظام سے کوئی بچ بھی سکتا ہے"؟ لوسی نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــــ ایسا تو شش ایجاد ہو گیا ہے ـــــ جس سے کیا ہوا میک اپ ایم۔ ایم مقراطیا چیک نہیں کر سکتا ـــــ باقی رہی ذہن پڑھنے کی بات ـــــ تو یہ مخصوص ذہنی ٹریننگ سے اسانے بھی سپاٹ ہو سکتا ہے ـــــ خصوصی طور

پر شعور میں ایسے خیالات ابھارے جاتے ہیں ـــــ جو اصل خیالات کو چھپا لیتے ہیں"۔ ـــــ کاشاکی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ واقعی یہ سب کچھ حیرت انگیز ہے ـــــ ہم سب تو اس نظام سے اس طرح خوفزدہ ہیں ـــــ جیسے کوئی موت سے خوفزدہ ہوتا ہے" ـــــ لوسی نے چائے میز پر رکھی ہوئی پیالیوں میں ڈالتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چائے پیتیں، دروازے پر مخصوص انداز میں دستک ہوئی اور لوسی کی آنکھوں میں یکدم چمک ابھر آئی۔

"جونی آگیا ہے"۔ ـــــ اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

چند لمحوں بعد جب وہ واپس آئی تو اس کے ہمراہ ایک صحت مند اور خوبصورت جوان بھی تھا۔ وہ ان تینوں کو دیکھ کر ٹھٹھک گیا اور پھر لوسی نے تفصیل سے جب ان کا تعارف کرایا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"آپ لوگ واقعی بہت بہادر ہیں ـــــ کاش! ـــــ آپ ہمیں یہاں سے آزادی دلا سکیں" ـــــ جونی نے گہرا سانس لے کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ تعاون کریں تو ایسا ہو سکتا ہے" مس لوچر نے بھی جواب میں بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں تو ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہوں ـــــ مگر یہاں ایسا ہونا ناممکن ہے" ـــــ جونی نے جواب دیا۔

"اس بات کی فکر آپ مت کریں ـــــ بس آپ وہ کچھ کریں جو ہم کہیں۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے" ـــــ مس لوچر نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

"اوکے! ___ لوسی کی خاطر میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں ___ اگر ہم یہاں سے آزادی حاصل کر لیں تو ہم دونوں آزادانہ دنیا میں میاں بیوی کے طور پر رہیں گے ___ اور پھر گھر میں لوسی اور ننھے منے بچے ہوں گے" ___ جونی نے مسکراتے ہوئے لوسی کی طرف دیکھ کر کہا اور لوسی شرما کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے اس مشرقی انداز پر سب بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

پھر چند لمحوں بعد جب لوسی اندر داخل ہوئی تو اس کے ساتھ روزی، بیری اور دو مرد بھی تھے۔ یہ ٹونی اور فیلنگ تھے۔

روزی اور بیری کے مرد دوست تعارف کے بعد وہ سب اکٹھے بیٹھ گئے اور پھر ان سب کے درمیان یہی باتیں چھڑ گئیں اور تھوڑی سی بحث کے بعد وہ سب ان تینوں سے مکمل تعاون پر رضامند ہو گئے۔

"مسٹر جونی! ___ آپ پلاننگ سیکشن کے انچارج ہیں ___ آپ ہمیں یہاں مکمل اور تفصیلی نقشہ بنا کر بتائیں کہ راستے کہاں سے ہیں ___ چیکنگ نظام کہاں ہے ___ اور محافظ کتنی کتنی مقدار میں کہاں کہاں موجود ہوتے ہیں ___؟ اور کوڈ ورڈز کیا ہے" ___ مس بوچر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لوسی! ___ تم باہر جا کر ٹھہرو! ___ ایسا نہ ہو کہ کوئی ہماری باتیں سن رہا ہو ___ اور ہم آغاز میں ہی پکڑے جائیں" ___ جونی نے لوسی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم سب باتیں کرو ___ ہم تینوں نگرانی کرتی ہیں ___ کیونکہ ظاہر ہے کام تم نے کرنا ہے" ___ روزی اور بیری نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر نکلتی چلی گئیں۔

اور پھر وہ تینوں، جونی، ٹونی اور فیلنگ کے ساتھ بیٹھ کر تفصیلات سمجھنے اور سمجھانے میں مصروف ہو گئیں۔

تقریباً ایک گھنٹے کی بحث و تمحیص کے بعد وہ سب ایک لائحہ عمل پر متفق ہو گئے اور انہوں نے تمام تفصیلات طے کر لیں اور پھر انہوں نے لوسی، روزی اور بیری کو بھی بلا لیا۔

"کیا پروگرام طے ہوا ___؟" لوسی نے بے چینی سے پوچھا۔

"سب طے ہو گیا ہے ___ پرسوں رات بارہ بجے اصل ایکشن ہو گا اور پھر ہم سب آزاد ہو جائیں گے" ___ تینوں مردوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی خطرے والی بات تو نہیں ___؟" روزی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"ہمارے لئے تو کوئی خطرہ نہیں ___ اگر ایکشن کامیاب رہا تو ہم آزاد ہوں گے ___ اور اگر ناکام رہا تو ہم پر تو کوئی الزام نہ ہو گا ___ البتہ تمہاری یہ تینوں دوست ماری جائیں گی" ___ ٹونی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں مسٹر ٹونی! ___ ہماری زندگی اسی قسم کے کھیل کھیلنے میں گزری ہے ___ اور موت تو بہرحال ایک دن آنی ہے ___ موت سے خوفزدہ ہونا تو دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے" ___ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! ___ تم واقعی بہادر لڑکیاں ہو" ___ روزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب ہمیں اجازت ___ رات ہونے لگی ہے ___ اور ہفتہ بھر کے شدید ترین انتظار کے بعد صرف یہی ایک رات جشن منانے کو ملتی ہے" فیلنگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل خوب جشن مناؤ" ـــــــ مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹونی، فیننگ، روزی اور جیری اجازت لیکر چلے گئے۔

"میں کھانا تیار کر لوں" ـــــــ لوسی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔۔۔ کھانا کھا کر تم دونوں اپنے بیڈ روم میں چلے جانا۔۔۔ اور ہم یہاں ڈرائینگ روم کے قالین پر ہی گزارہ کر لیں گی" ـــــــ کاشاکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور لوسی دھیرے سے مسکراتی ہوئی کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد وہ تینوں آئندہ کے ساتھ آئندہ اقدام کے بارے میں مزید گفتگو میں مصروف ہو گئیں۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں اس وقت پانچ افراد کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان پانچوں افراد کے چہروں پر سرخ رنگ کے نقاب موجود تھے ان کے درمیان رکھی ہوئی میز پر ایک بہت بڑا سا مگر انتہائی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے اس ٹرانسمیٹر کو گھور رہے تھے جو خاموش اور بے جان تھا۔

اور پھر چند لمحوں بعد اچانک ٹرانسمیٹر میں لگا ہوا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک ہلکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ ان پانچوں کے جسم تن سے گئے۔

چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی آواز بند ہو گئی اور پھر کمرے میں بلی کی میاؤں میاؤں کی آواز گونجنے لگی اور پھر اس میاؤں میاؤں کی آواز پر مادام کیٹ کی کرخت آواز چھاتی چلی گئی۔

"رپورٹ دو" ـــ مادام کیٹ کی آواز کمرے میں گونجی۔

"مادام! ۔۔۔ ایکریمیا کے حالات بالکل خراب ہو چکے ہیں ۔۔۔ فوج نے کرفیو نافذ کیا ہے ۔۔۔ مگر اس کے نفاذ کے لئے بھی انہیں سینکڑوں آدمیوں کو مارنا پڑا ہے ۔۔۔ مگر یہ خاموشی عارضی ہے ۔۔۔ اب حکومت بے بس ہو چکی ہے اور مجھے رپورٹ ملی ہے کہ صدر نے ایک ایمرجنسی میٹنگ کال کی ہے ۔۔۔ شاید اس میٹنگ میں وہ اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ حکومت ہمارے حوالے کر دیں" ۔۔۔ نمبرون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ۔۔۔ اچھی رپورٹ ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے مادام کیٹ کی آواز سنائی دی۔ لہجے میں اس بار کرختگی کی بجائے خوشی کی کھنک موجود تھی۔ شاید یہ خوشی مادام کو ایکریمیا جیسی سپر پاور پر قبضہ کرنے کے تصور سے مل رہی تھی۔

"مادام! ۔۔۔ حکومت کے ۔۔۔ سونے کے محفوظ ذخائر ہمارے پوائنٹس پر پہنچ چکے ہیں ۔۔۔ اور اب وہ بالکل محفوظ ہیں ۔۔۔ ہم نے ان ذخائر کو پچاس پوائنٹس پر تقسیم کر کے رکھا ہے" ۔۔۔ نمبر دو نے رپورٹ پیش کی۔

"بہت خوب! ۔۔۔ ان کی پوری طرح حفاظت کی جائے ۔۔۔ جیسے ہی ایکریمیا کا اقتدار ہمیں منتقل ہوا ۔۔۔ فوری طور پر یہی سونا حالات کو سنبھالنے میں مدد دے گا ۔۔۔ مگر اس بات کی تسلی کر لی گئی ہے کہ حکومت کے پاس ان ذخائر کے علاوہ مزید سونا موجود نہیں ہے" ۔۔۔ مادام نے ہدایات دیتے ہوئے سوال کیا۔

"یس مادام! ۔۔۔ ہم نے پوری طرح تسلی کر لی ہے ۔۔۔ حکومت

کے پاس اور سونا موجود نہیں ہے ۔۔۔ سونا صاف کرنے کے کارخانے قطعاً تباہ ہو چکے ہیں ۔۔۔ اس لئے حکومت فوری طور پر مزید سونا اکٹھا نہیں کر سکتی" ۔۔۔ نمبر دو نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ نمبر تین! ۔۔۔ تمہاری رپورٹ کیا ہے ۔۔۔" مادام نے پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔ میں نے حکومت کی مخالف سیاسی پارٹی کے اہم لیڈروں کو اپنا ہمنوا بنا لیا ہے ۔۔۔ وہ ہم سے مکمل تعاون کے لئے تیار ہیں ۔۔۔ انہوں نے ملک میں حکومت کے خلاف بھرپور ایجی ٹیشن کے لئے اپنے مخصوص آدمیوں کو ہدایات دے دی ہیں ۔۔۔ جہاں تک ان کا خیال ہے کہ حکومت غلے کے محفوظ ذخائر عوام تک راشن ڈپوؤں کے ذریعے پہنچانے کی کوشش کرے گی ۔۔۔ اور ان کا پروگرام یہ ہے کہ یہ غلہ راستے میں ہی لوٹ لیا جائے ۔۔۔ یا تباہ کر دیا جائے ۔۔۔ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ حکومت جیسے ہی ہمیں ملے گی ۔۔۔ ہم انہیں منتقل کر دیں گے ۔۔۔ وہ صرف ہماری ہدایات پر عمل کریں گے ۔۔۔ ویسے حکومت انہی کی ہو گی" ۔۔۔ نمبر تین نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ انہیں اسی خوش فہمی میں مبتلا رکھو ۔۔۔ نمبر فور! تمہاری کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔ مادام نے انتہائی نرم لہجے میں پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔ میرے سیکشن نے دنیا کے تمام اہم ممالک کے سربراہوں کو خفیہ طور پر خطوط روانہ کر دیئے ہیں کہ اگر انہوں نے ایکریمیا کی کسی قسم کی بھی امداد کی تو ان کا حشر بھی یہی ہو گا ۔۔۔ اور میرے سیکشن کے آدمیوں کی رپورٹ یہی ہے کہ ہر حکومت نے اپنے عہدیداروں کی میٹنگ کال کر کے

اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ حکومت ایکریمیا کی جلتی ہوئی آگ میں نہ کود جائے وہ سب ہمارے اس ایکشن سے بے انتہا خوفزدہ ہیں" ۔۔۔۔ نمبر ون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ۔۔۔۔ مجھے بھی یہی رپورٹیں ملی ہیں ۔۔۔۔ نمبر ٹو تمہاری کیا رپورٹ ہے؟ ۔۔۔۔" مادام نے آخری نقاب پوش سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مادام! ۔۔۔۔ ایکریمیا کی انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس قطعاً بے بس ہو چکی ہے ۔۔۔۔ ان کے بہترین آدمی میرے سیکشن نے ہنگاموں کے دوران مار ڈالے ہیں ۔۔۔۔ اب وہ لیس اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں ۔۔۔ اور میرے سیکشن کے آدمی ان پر بھوکے شیروں کی طرح ٹوٹ پڑتے ہیں" ۔۔۔۔ نمبر فائیو نے جواب دیا۔

"بہت خوب! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا میں ہمارا مشن ہماری توقع سے کہیں زیادہ کامیاب جا رہا ہے ۔۔۔ بہرحال تم سب نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے ۔۔۔ حکومت اقتدار منتقل کرنے سے پہلے ضرور کوئی نہ کوئی اقدام ایسا کرے گی ۔۔۔۔ جس سے حالات سنبھل سکیں اس کے لئے سب سے اچھا ذریعہ یہ ہے کہ وہ سونے کے سکوں کو کرنسی کی صورت میں ملک میں پھیلا دے ۔۔۔۔ اور ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس سونا موجود ہو ۔ اور اگر کوئی ایسا اقدام کیا بھی جائے تو تمہارا کام یہ ہوگا کہ فوری طور پر اس سونے کو لوٹ لو ۔۔۔ یا اس ٹکسال کو تباہ کر دو ۔۔۔۔ جہاں یہ سکے ڈھلیں ۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ بیرونی ممالک سے سونا کسی بھی قیمت پر ایکریمیا نہ پہنچنے دو ۔۔۔۔ اس کے بعد

ایکریمیا ہمارے قدموں میں ہوگا" ۔۔۔۔ مادام کیٹ نے انہیں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے حکم کی مکمل تعمیل ہوگی مادام! ۔۔۔۔" ان سب نے جواب میں یک آواز ہو کر کہا۔

"یہاں ہیڈ کوارٹر میں عجیب سے حالات پیش آ رہے ہیں ۔۔۔۔ تین مرد اور تین عورتیں یہاں ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں ۔۔۔ مگر وہ بار بار قابو میں آ کر نکل جاتے ہیں ۔۔۔ میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد ایکریمیا کا اقتدار حاصل کر کے ہیڈ کوارٹر کو وہاں منتقل کر دیا جائے ۔۔۔۔ اور اس کے بعد یہی ایکشن باقی سپر پاورز میں بھی استعمال کیا جائے تاکہ پوری دنیا پر ہمارا اقتدار قائم ہو سکے" ۔۔۔۔ مادام نے انہیں تفصیلات بتلاتے ہوئے کہا۔

"مادام! ۔۔۔ ان تین مردوں اور تین عورتوں سے کوئی خطرے والی بات تو نہیں" ۔۔۔۔؟ نمبر ون نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"نمبر ون! ۔۔۔ تمہیں ایسی بات سوچنی بھی نہیں چاہیے ۔۔۔ یہ تین مرد اور تین عورتیں تو کیا پوری دنیا بھی ہمارا بال بیکا نہیں کر سکتی ۔۔۔ تم قطعاً بے فکر ہو کر اپنا کام کرتے رہو" ۔۔۔۔ مادام نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بہتر مادام! ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں ۔۔۔ ایسا ہی ہوگا" ۔۔۔ ان سب نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل ۔۔۔۔ کل پھر اسی وقت یہ میٹنگ ہوگی ۔۔۔ بائی بائی" ۔ مادام کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں ایک بار پھر بلی کی میاؤں میاؤں گونج اٹھی اور ٹرانسمیٹر کے بلب بجھ گئے۔ وہ ایک بار پھر بے جان ہو چکا تھا۔

میٹنگ ہال میں سکوت طاری تھا۔ حکومت پاکیشیا کے اعلیٰ افسران اپنی اپنی کرسیوں پر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران بھی نقاب لگائے بطور ایکسٹو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ صدر مملکت کا انتظار تھا۔ یہ میٹنگ صدر مملکت نے انتہائی ایمرجنسی طور پر طلب کی تھی اور کسی کو بھی علم نہ تھا کہ صدر مملکت نے ہنگامی میٹنگ کیوں کال کی ہے ــــــ؟

عمران کو بھی سر سلطان نے ہنگامی طور پر بلایا تھا اور خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ بلیک زیرو کی بجائے وہ خود میٹنگ میں شرکت کرے۔ چنانچہ عمران بھی پہنچ گیا تھا۔

چند لمحوں بعد شمالی دروازہ کھلا اور صدر مملکت ہاتھ میں ایک فائل پکڑے میٹنگ ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں موجود ہر فرد ان کی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ صرف عمران اپنی مخصوص کرسی پر اکڑا بیٹھا رہا۔ وہ اپنے عہدے کے

لحاظ سے صدر مملکت کی تعظیم کا پابند نہیں تھا۔ اس لئے کسی کو بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

صدر مملکت اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے اور انہوں نے فائل کھول کر ایک کاغذ نکالا اور اُسے سامنے رکھ کر انہوں نے ایک نظر ہال میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ عہدیداروں پر ڈالی اور پھر اپنے سامنے پڑے ہوئے مائیک کو ذرا سا دُور کھسکا کر کھنکارنے لگے۔ ان کی فراخ پیشانی پر پریشانی کی لکیریں نمایاں تھیں اور آنکھوں سے الجھن کے تاثرات مترشح تھے۔

"آج کی یہ ہنگامی میٹنگ بلانے کا مقصد یہ ہے کہ ہم سب جعلی کرنسی کے بین الاقوامی سکینڈل اور اس سلسلے میں پاکیشیا میں ہونے والے واقعات کا جائزہ لے کر کوئی ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جس سے ہمارا ملک اس خوفناک معاشی بحران سے یقینی طور پر بچ سکے ــــ آپ لوگوں کو ایکریمیا میں ہونے والے حالات کا اچھی طرح علم ہے ــــ دنیا کا معاشی طور پر خوشحال ترین ملک مجرموں کے اس خوفناک حربے کے بعد جن خوفناک اور بھیانک حالات کا شکار ہے ــــ اس کا عشر عشیر بھی اگر پاکیشیا میں ہو جاتا تو ہمارا ملک ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہ رہ سکتا ــــ مجرموں نے پوری دنیا کو تارگٹ بنایا تھا ــــ سب سے پہلے اس کا سراغ بھی ایکریمیا کی سیکرٹ سروس نے لگایا ــــ اور پھر صدر ایکریمیا نے ایک پریس کانفرنس میں اس کی تفصیلات بتائیں تاکہ پوری دنیا مل کر مجرموں کا مقابلہ کر سکے ــــ اس سلسلے میں انہیں جس جس ملک میں بھی اس امر کا سراغ ملا کہ وہاں مجرموں کی یہ تنظیم کام کر رہی ہے ــــ انہوں نے وہ سراغ اس حکومت کو سرکاری طور پر بھجوا دیئے ــــ اور ہمارے ملک میں بھی چونکہ مجرم کام کر رہے تھے اس لئے

ہمیں بھی مطلع کیا گیا ——— اس کے ساتھ ہی روسیاہ ——— شوگران ——— اور ایکریمیا سپر پاورز نے مجرموں کے مقابلے کے لئے ایک بین الاقوامی ٹیم تیار کی ——— جس میں ہر ملک نے اپنے دو دو ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شامل کئے ——— ہم نے بھی اس ٹیم میں شامل ہونے کے لئے درخواست کی ——— مگر ہمیں غیر ترقی یافتہ اور چھوٹا ملک ہونے کی وجہ سے نظر انداز کر دیا گیا ——— بہرحال ہم نے اپنے ملک میں مجرموں کی گرفتاری کے لئے یہ کیس سیکرٹ سروس کے انچارج ایکسٹو کو منتقل کیا ——— اور یہ ہم سب کے لئے انتہائی خوشی کی بات ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس نے چند ہی روز میں نہ صرف مجرموں کو گرفتار کر لیا ——— بلکہ ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے پوری تنظیم کا خاتمہ کر دیا ——— اس سلسلے میں ضروری تفصیلات اور مجرموں کے پروگرام کے متعلق ایکسٹو صاحب آپ کو بتائیں گے ——— تاکہ پورا پس منظر آپ پر واضح ہو سکے" ——— صدر مملکت نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"کچھ زیادہ تفصیلات نہیں ہیں ——— جب یہ کیس میرے محکمے کو ٹرانسفر کیا گیا تو ہم نے کیس کی نوعیت کی بنا پر فوری طور پر ایکشن لیا ——— چنانچہ جلد ہی مجرموں کی کارکردگی کی تفصیلات سامنے آ گئیں ——— اور پھر ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کر کے چھاپہ مارا گیا ——— اور اس طرح مجرم قابو کر لئے گئے ——— ان کا غیر ملکی سرغنہ ایکشن کے دوران مارا گیا ——— جبکہ باقی گرفتار کر لئے گئے"۔ عمران نے مختصر سے لفظوں میں بات ختم کر دی۔

"مجرموں نے کیا پلاننگ کی تھی ——— ؟ براہ مہربانی تفصیلات بتلایئے"۔ سر سلطان نے کھڑے ہو کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا ظاہر ہے کہ باقی لوگوں کے سامنے وہ ایکسٹو کو اسی انداز میں مخاطب کر سکتے تھے۔

"مجرموں نے دارالحکومت کے تمام شیڈولڈ بنکوں اور اسٹیٹ بنک میں موجود کرنسی کے محفوظ ذخیروں کے نمبروں کی لسٹیں حاصل کیں اور اس کے بعد جدید مشینری منگوا کر ماہر ترین نقب زنوں کی خدمات حاصل کی گئیں ——— ان کا پروگرام یہ تھا کہ ان نمبروں کے مطابق جعلی کرنسی جب مجرموں کے ہیڈ کوارٹر سے چھپ کر یہاں پہنچ جاتی ——— تو پھر نقب لگا کر تمام بنکوں کے محفوظ ذخائر سے اصل کرنسی غائب کر کے وہاں جعلی کرنسی رکھ دی جائے گی ——— اس کے بعد اس بات کا اعلان کر دیا جائے گا کہ پورے ملک میں جعلی کرنسی پھیلا دی گئی ہے ——— اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرکاری کرنسی سے اعتماد اڑ جائے گا ——— اور جب بنکوں میں بھی تمام کرنسی جعلی ہوگی ——— تو ظاہر ہے ہمارے ملک کا بھی وہی حشر ہوتا تھا جو ایکریمیا کا ہوا ہے" ——— عمران نے کچھ تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

عمران سے تفصیلات سن کر میٹنگ میں موجود تمام افراد کے چہرے زرد پڑ گئے۔ ان سب کے تصور میں وہ وقت آ گیا کہ اگر مجرم کامیاب ہو جاتے تو کیا ہوتا۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہمارے ملک کی سیکرٹ سروس اور اس کے محترم سربراہ انتہائی ذہین اور ہوشیار ہیں ——— جنہوں نے اتنی بڑی تنظیم کو چند ہی روز میں نہ صرف ٹریس کر لیا ——— بلکہ ان پر قابو بھی پا لیا ——— ورنہ نجانے ہمارا کیا حشر ہوتا ——— ہم سب سیکرٹ سروس اور مسٹر ایکسٹو کی کارکردگی پر انتہائی مشکور ہیں" ——— سیکرٹری دفاع نے کھڑے ہو کر جذبات سے مغلوب لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ——— یہ ہمارا فرض تھا" ——— عمران نے سپاٹ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دوستو! ـــ آپ نے دیکھ لیا کہ مجرم کتنے خوفناک ہیں ـــ بہرحال ہمارے ملک سے اس تنظیم کا خاتمہ کر کے وقتی طور پر تو مسئلہ حل کر لیا گیا ہے مگر ابھی تھوڑی دیر پہلے مجرموں کی طرف سے ایک خط ملا ہے ـــ اس خط کی بنا پر میں نے یہ ہنگامی میٹنگ طلب کی ہے ـــ سر سلطان آپ کو یہ خط پڑھ کر سنائیں گے" ـــ صدر مملکت نے ایک سرخ رنگ کا کاغذ سر سلطان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

سر سلطان نے کاغذ لیا اور پھر کھڑے ہو کر اُسے پڑھنا شروع کر دیا۔

"مادام کیٹ کی طرف سے یہ خط پاکیشیا کے سربراہ کو بھیجا جا رہا ہے۔ تم نے ایکریمیا جیسے طاقت ور ملک کا حشر دیکھ لیا ہے۔ جلد ہی ایکریمیا کی حکومت ہمیں اقتدار منتقل کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ تمہارے ملک میں بھی ہماری تنظیم ایسے حالات پیدا کرنے کے لئے پوری طرح تیار ہے۔ تمام انتظامات مکمل ہیں۔ صرف ہماری طرف سے ایک اشارہ ہو گا اور تمہارا ملک ایکریمیا سے بھی بدتر حالات کا شکار ہو جائے گا۔ اس لئے ہم تمہیں خبردار کرتے ہیں کہ اگر تم نے سرکاری ـــ یا غیر سرکاری طور پر ایکریمیا کی کسی بھی لحاظ سے کوئی مدد کرنے کا سوچا بھی تو ہم تمہارے ملک میں قیامت برپا کر دیں گے۔ تمہاری اور تمہارے تمام عہدیداروں کی کارکردگی کی ایک ایک لمحے کی رپورٹ باقاعدگی سے ہمیں مل رہی ہے۔ اس لئے ہمارے اس خط کو آخری تنبیہہ سمجھنا۔ اگر تم نے ہماری ہدایات پر عمل کیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم تمہارے ملک کو اپنی لسٹ سے کاٹ دیں۔ ورنہ ـــ ـــ" سر سلطان نے

خط پڑھ کر واپس صدر مملکت کی طرف بڑھا دیا۔

خط کی تفصیلات سن کر تمام ہال پر سکتہ طاری ہو گیا۔ ہر شخص کا دل خوف سے لرزنے لگا۔

"آپ نے خط سن لیا ـــ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا ملک خود ہی اس قابل نہیں ہے کہ ایکریمیا کی کوئی مدد کر سکے ـــ لیکن اس کے باوجود ہم نے انسانی ہمدردی کی بنا پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ اپنا فاضل غلہ حکومت ایکریمیا کو بھجوا دیا جائے ـــ لیکن اس خط کے ملنے کے بعد میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آپ لوگوں کو اکٹھا کر کے اس سلسلے میں رائے لی جائے" ـــ صدر مملکت نے خط دوبارہ فائل میں رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ یہ تنظیم بہت بڑی اور خوفناک ہے ـــ آپ حکومت ایکریمیا کی کوئی امداد نہ کریں ـــ ایسا نہ ہو کہ مجرم ہم پر دھاوا بول دیں" ـــ سیکرٹری زراعت نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــ یہ خط ہماری سالمیت ـــ اور عوام کے لئے ایک کھلا چیلنج ہے ـــ اگر ہم اسی طرح مجرموں سے خوفزدہ ہو کر ان کا کہا مانتے رہے تو پھر معاف کیجئے ـــ ہم اپنے ملک سے غداری کے مرتکب ہوں گے" ـــ سر رحمان نے کھڑے ہو کر غصے سے لال پیلے ہوتے ہوئے کہا۔

"مگر یہ بھی تو دیکھئے کہ اس کا نتیجہ کتنا بھیانک ہو گا ـــ کیا ہم برداشت کر سکتے ہیں کہ اپنے ملک کے عوام کو اس خوفناک بحران کا شکار ہونے دیں؟ یہ وقت جذبات اور غصے میں آنے کا نہیں" ـــ سیکرٹری منصوبہ بندی نے سر رحمان کی بات کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر ہال میں ایک زور دار بحث چھڑ گئی۔ صرف چند لوگ سر رحمان کے

حامی تھے۔ جب کہ اکثریت کے خیال میں مجرموں کا کہا ماننے میں ہی عافیت اور ملک کا بچاؤ تھا۔

"مسٹر ایکسٹو! ——— آپ کا کیا خیال ہے ——— ؟" اچانک صدر مملکت نے ہاتھ اٹھا کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"جناب! ——— مجھے تو اپنے ملک کے اعلیٰ عہدیداروں کے خیالات سُن کر انتہائی حیرت کے ساتھ ساتھ دکھ بھی ہو رہا ہے کہ یہ لوگ مجرموں کے خوف سے کس قدر خوفزدہ ہیں ——— کیا ہمارے ملک کی پالیسیاں اب مجرموں کی ہدایات پر بنائی جائیں گی ——— ؟ کیا ہم مجرموں کے مقابلے میں اتنے بے بس ہو چکے ہیں ——— ؟ اگر ایسا ہے تو پھر ہمیں اپنے ملک کے غیور عوام پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے" ——— عمران نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ کے خیال میں ہمارا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیئے ——— ؟" صدر مملکت نے پوچھا۔

"جناب! ——— پہلی بات تو یہ ہے کہ مادام کیٹ کو ابھی اس بات کی اطلاع نہیں ملی ——— یا کم از کم جب یہ خط لکھا جا رہا تھا اُسے اس بات کی اطلاع نہیں تھی کہ ہمارے ملک میں اس کی تنظیم کا خاتمہ ہو چکا ہے ——— اس لئے فوری طور پر اس خط سے گھبرانے والی کوئی بات نہیں ——— مادام کیٹ کو یہاں دوبارہ قدم جمانے اور اپنا مشن پورا کرنے کے لئے ایک طویل وقت چاہیئے جب کہ اس کی تمام ٹیم ایکریمیا میں پھنس چکی ہے ——— تو یقیناً وہ وہاں سے فارغ ہونے سے پہلے کسی اور ملک میں محاذ نہیں کھول سکتی ——— یہ خط

صرف گیدڑ بھبکی کے طور پر لکھا گیا ہے ——— باقی رہی یہ بات کہ اس کا مستقل حل کیا ہو سکتا ہے ——— ؟ تو اس سلسلے میں دیکھنا یہ ہے کہ تھری پاورز کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹس کیا کارنامہ دکھاتے ہیں ——— جہاں تک میرا خیال ہے ——— وہ لوگ ناکام ہو چکے ہیں ——— کیونکہ اگر انہیں ذرا سی بھی کامیابی حاصل ہوتی ——— تو کم از کم مجرم ایکریمیا میں اقدام کرنے کے قابل نہ رہتے ——— اب ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے ملک کے مستقل تحفظ کی خاطر خود ہی اس تنظیم کے خلاف میدان میں کود پڑیں ——— اور اس سے پہلے کہ یہ تنظیم کسی اور ملک کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔ اس کا مستقل طور پر خاتمہ کر دیا جائے ——— دراصل پہلے میں جھجک رہا تھا کہ اس تنظیم کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام کیا جائے یا نہیں مگر یہ خط لکھ کر اس تنظیم نے ہمیں خود ہی چیلنج کر دیا ہے ——— تو اسے اس چیلنج کا مؤثر جواب ملنا چاہیئے" ——— عمران نے بھی پوری تقریر جھاڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کا خیال درست ہے ——— میری بھی یہی رائے تھی کہ یہ خط ہماری غیرت اور قوم کے لئے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے ——— میں نے صدر ایکریمیا کو فون پر اس بات کا یقین دلایا ہے کہ ہم حکومت ایکریمیا کی ہر ممکن امداد سے قطعی دریغ نہ کریں گے ——— اور جہاں تک سیکرٹ سروس کا بین الاقوامی طور پر کام کرنے کا مسئلہ ہے تو مجھے یہ بتانے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ صدر ایکریمیا نے واضح طور پر تھری پاورز کی ٹیم کی ناکامی کا اعتراف کیا ہے ——— اور اپنی سیکرٹ سروس کے سربراہ کی درخواست پر مجھ سے خصوصی طور پر یہ استدعا کی ہے کہ ہم اپنی سیکرٹ سروس کو مجرموں کے مقابلے میں لے آئیں ——— انہوں نے کہا اگر ہم چاہیں تو وہ بین الاقوامی طور پر بھی اپنی اس کوتاہی اور امداد کا اعلان

کرنے پر تیار ہیں کہ انہوں نے ہماری سیکرٹ سروس کو نظر انداز کر کے مہلک غلطی کی ہے ____ اور نہ صرف ایکریمیا ____ بلکہ روسیاہ اور شوگران کے حکام نے بھی اسی قسم کی درخواستیں کی ہیں ____ اب انہیں احساس ہو گیا ہے کہ پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز مل کر وہ کام نہیں کر سکتیں ____ جو ہماری سیکرٹ سروس کر سکتی ہے ____ اس لئے میرا خیال ہے کہ اگر مسٹر ایکسٹو مناسب سمجھیں تو مجرموں کے خلاف بین الاقوامی طور پر کام شروع کر دیں ____ مجھے یقین ہے کہ وہ کامیاب رہیں گے ____ اور ان کی کامیابی سے پورے ملک کا وقار بڑھے گا" ____ صدر مملکت نے کہا اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔

"ٹھیک ہے جناب صدر! ____ اگر ہمارے ملک کا وقار دنیا کی نظروں میں بڑھتا ہے تو میں آج ہی سیکرٹ سروس کو ہدایات دے دیتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پورا یقین ہے کہ ہم جلد ہی مجرموں کی گردنیں شکنجے میں کس لیں گے" ____ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ! ____ اگر آپ چاہیں تو اس سلسلے میں پوری دنیا کے ممالک اور خصوصاً سپر پاورز آپ کو ہر قسم کی امداد مہیا کرنے پر تیار ہیں" ____ صدر مملکت نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ____ ہمیں کسی کی امداد کی ضرورت نہیں ہے اگر ضرورت پڑی تو ہم آپ سے کہہ دیں گے" ____ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ____ آپ ابھی سے کام شروع کر دیں ____ اللہ تعالیٰ آپ کے کامیاب اور سرخرو کرے گا" ____ صدر مملکت نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے ساتھ ہی تمام لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ یہ میٹنگ ختم ہونے کا اشارہ تھا اور صدر کے جانے کے بعد باری باری سب ممبر ہال سے باہر نکلتے چلے گئے۔

ھیڈ کوارٹر کی عمارت قلعہ نما تھی۔ اس کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ ان دیواروں پر چڑھنے کا تو آدمی تصور ہی نہ کر سکتا تھا۔ ایک بڑا سا گیٹ تھا جس کے باہر پانچ مسلح افراد بڑے چوکنا انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت کی پشت پر صرف ایک دروازہ تھا جبکہ دائیں اور بائیں طرف گھاس کے وسیع میدان پھیلے ہوئے تھے جن کے گرد خاردار تار کی باڑ تھی۔ اور ان میدانوں کے کونوں میں برج بنے ہوئے تھے۔ جن پر دوربین اٹھائے مسلح افراد پہرہ دے رہے تھے۔

چیف شاکل نے دور ہی سے اس پوزیشن کا جائزہ لیا تو وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ قلعہ تو ناقابل تسخیر ہے۔ اس کے اندر داخل ہونا ہر لحاظ سے ناممکن نظر آ رہا تھا اور وہ مسلسل اسی سوچ میں تھا کہ ایسا کونسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے وہ محفوظ طور پر عمارت کے اندر داخل ہو سکے۔

اس عمارت سے کافی دور وہ ایک اندھیری گلی میں کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ گئی۔ یہ ترکیب ایسی تھی کہ جس میں سو فیصد

رسک بھی شامل تھا۔ مگر سیف شاکل جانتا تھا کہ رسک لئے بغیر منزل تک پہنچنا ناممکن ہے۔

چنانچہ اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور پھر اس نے بڑی تیزی سے اپنے کپڑے اتارے اور گلی میں ایک مکان کے ٹوٹے ہوئے چھجے میں چھپا کر رکھ دیئے۔ بوٹ اور جرابیں بھی اس نے اتار کر رکھ دیں۔ اب اس کے جسم پر صرف ایک چھوٹی سی نیکر تھی۔ اس نے ہاتھ مار کر اپنے بالوں کو پریشان کیا اور پھر اسی طرح گلی سے باہر نکل کر اس نے ہیڈ کوارٹر کے گیٹ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ وہ بری طرح لڑکھڑا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے شراب کی سینکڑوں بوتلیں پی رکھی ہوں۔ اسی طرح لڑکھڑاتا ہوا وہ آہستہ آہستہ مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مین گیٹ پر موجود مسلح دربان اُسے دیکھتے ہی چونکے ہو گئے۔ مگر شاکل اپنی ہی دھن میں آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ فضا میں یوں لہرا رہے تھے جیسے وہ کسی اَن دیکھی قوت سے باتیں کر رہا ہو۔ منہ سے مسلسل بڑبڑاہٹ آوازیں برآمد ہو رہی تھیں۔

"خبردار! ——— رک جاؤ ——— کون ہو تم" ——— ؟ ایک دربان نے انتہائی کرخت لہجے میں شاکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہمارے پاس آؤ ——— مت جاؤ ——— آگ لگ گئی ہے ——— آگ ہر طرف آگ ——— مت جاؤ پیارے آج کی رات ——— رنگینیاں" ——— جبکہ شاکل مسلسل بڑبڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہ ہو۔

"یا تو یہ پاگل ہے ——— یا پھر آؤٹ ہو گیا ہے" ——— ایک اور دربان

نے ہنستے ہوئے کہا۔

اسی لمحے شاکل ان دربانوں کے قریب پہنچ گیا تھا۔

"مت جاؤ ——— ہائے ——— میرا دل ——— میرا پیار ——— میری خوبصورت تتلی ——— رک جاؤ" ——— شاکل اپنی ہی دھن میں بڑبڑا رہا تھا کہ اچانک ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے ماحول گونج اٹھا۔ اُسے روکنے والے دربان نے پوری قوت سے اس کے گال پر طمانچہ مار دیا تھا۔ طمانچہ اتنا زوردار تھا کہ شاکل اچھل کر نیچے جا گرا۔

"مارتی ہو ——— مارو اور مارو ——— میری ظالم تتلی ——— مجھے مارو ——— مجھ معصوم کو مارو ——— ہائے آگ ——— میری آگ" ——— شاکل نے نیچے گرنے کے باوجود اسی طرح بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یار کیوں مار رہے ہو ——— دیکھ نہیں رہے کہ یہ بالکل آؤٹ ہے۔ اور کسی نے اس کے کپڑے بھی اتار لئے ہیں" ——— ایک اور دربان نے پہلے دربان کو روکتے ہوئے کہا۔

"میں تو صرف چیک کر رہا تھا کہ کہیں یہ سب کچھ مصنوعی تو نہیں" ——— طمانچہ مارنے والے دربان نے مسکرا کر جواب دیا۔

"جاؤ بھائی جاؤ! ——— یہاں سے چلے جاؤ ——— ورنہ خوامخواہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے" ——— دوسرے دربان نے پچکارتے ہوئے شاکل سے کہا۔ جو اب اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر پھر لڑکھڑا کر گر پڑتا۔ اسی دربان نے ہاتھ پکڑ کر اُسے کھڑا کر دیا۔

"میری جان! ——— ہائے ظالم ——— آگ لگ گئی ہے آگ ——— میری آغوش میں آ جاؤ ——— میری تتلی" ——— شاکل اسی طرح موڈ میں تھا۔

"یار! ــــ ویسے بندہ جاندار ہے ــــ کیوں نہ اسے مادام کے پاس بھیج دیا جائے" ــــ ایک اور دربان نے شاکل کے سڈول جسم پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ اس کی آگ ہمیشہ کے لئے بجھ جائے گی" ــــ دوسرے نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ مادام نے بھی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے ــــ چلو اسے دکھا دیتے ہیں ــــ شاید مادام کو پسند آجائے" ــــ طمانچہ مارنے والا دربان بھی رضامند ہو گیا۔

"آؤ بھئی آؤ! ــــ تمہاری آگ ٹھنڈی کرنے کا بندوبست کریں" ــــ ایک دربان نے کہا اور پھر اس نے شاکل کا ہاتھ پکڑا اور اُسے کھینچتا ہوا گیٹ کی طرف لیتا چلا گیا۔ شاکل اسی طرح بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

گیٹ کے باہر ایک لکڑی کا چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ دربان نے شاکل کو اس کیبن کے دروازے پر کھڑا کیا اور خود تیزی سے کیبن میں داخل ہو گیا۔ کیبن کی دیوار پر ایک بڑا سا سوئچ بورڈ لگا ہوا تھا جس پر مختلف رنگوں کے بےشمار بٹن نمایاں نظر آ رہے تھے۔ دربان نے ایک بٹن دبایا اور سوئچ بورڈ کے ساتھ دیوار سے لٹکا ہوا مائیک کھینچ کر منہ سے لگا لیا۔

"مادام سے بات کراؤ ــــ گیٹ انچارج بول رہا ہوں" ــــ دربان نے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

چند لمحوں بعد ہی کیبن میں ایک مترنم نسوانی آواز گونجی۔

"یس مادام سپیکنگ" ــــ لہجہ خاصا تحکمانہ تھا۔

"مادام! ــــ میں گیٹ انچارج بول رہا ہوں ــــ ہمارے پاس ایک

خوبصورت اور طاقتور نوجوان موجود ہے جو نشے میں بالکل آؤٹ ہے ــــ اس کے کپڑے بھی کسی نے اتار لئے ہیں ــــ مگر وہ آپ کے معیار پر یقیناً پورا اترے گا ــــ میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں" ــــ گیٹ انچارج نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اُسے کیبن میں لے آؤ کیبن کا سٹ کرو ــــ میں دیکھنا چاہتی ہوں" ــــ مادام کی آواز سنائی دی۔

"بہتر مادام" ــــ گیٹ انچارج نے کہا اور پھر اس نے مائیک واپس دیوار میں لگے ہوئے ہک میں لٹکایا اور کیبن سے باہر کھڑے شاکل کا ہاتھ پکڑ کر کیبن کے اندر لے آیا۔

اس نے شاکل کو کیبن کے درمیان کھڑا کر کے کیبن کا دروازہ بند کر دیا اور پھر تیزی سے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبانے لگا۔ شاکل مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔ وہ کبھی ادھر گھوم جاتا کبھی اُدھر ڈول جاتا۔ کیبن میں اچانک تیز روشنی پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی چار مختلف رنگوں کے تیز بلب بھی کیبن کے چاروں کونوں میں جلنے لگے۔

"آگ ــــ جلنے دو میری آگ ــــ میری تتلی ــــ میری آغوش میں آجاؤ ــــ آگ بجھا دو ــــ رنگین خوبصورت رات ــــ موسم کی ترنگ" ــــ شاکل بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ اِدھر اُدھر لڑکھڑا رہا تھا۔ جب کہ گیٹ انچارج کیبن کے دروازے سے لگ کر خاموش کھڑا تھا۔

"ٹھیک ہے" ــــ اچانک مادام کی آواز کیبن میں گونجی اور گیٹ انچارج نے تیزی سے آگے بڑھ کر بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ اور کیبن میں پھیلنے والی تیز لائٹ بجھ گئی۔ اب وہاں وہی پہلے والا نارمل بلب جل رہا تھا۔

گیٹ انچارج نے مائیک اتار لیا۔

"اسے چیکنگ روم میں بھجوا دو" ____ مادام کی آواز سنائی دی اور گیٹ انچارج نے پہلے والا بٹن آف کر دیا۔

"چلو پیارے! ____ تمہاری موت بن گئی ____ مزے لوٹو" ____ گیٹ انچارج نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کیبن کا دروازہ کھول کر شاکل کو باہر گھسیٹ لیا۔ اس کے بعد وہ اس بڑے گیٹ کے پاس آیا اور اس نے گیٹ کے کونے میں لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھل گئی۔ گیٹ انچارج شاکل کو لے کر گیٹ کے اندر داخل ہوا اور پھر اس نے وہاں موجود دربانوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ مادام کا شکار ہے ____ اسے چیکنگ روم میں پہنچا آؤ۔"

"یس سر" ____ اس دربان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ شاکل کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے قریب موجود ایک چھوٹی سی جیپ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر بلیک نے پہنچتے ہی اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر کا جائزہ ولیا مگر جب اسے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ ناممکن نظر آیا تو اس نے یہی فیصلہ کیا کہ صرف دریا کی جانب سے ہی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔ مگر دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچنے کے لئے اسے پورے شہر کا چکر لگا کر جانا پڑتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک ٹیکسی پکڑی اور سیدھا مین مارکیٹ میں آ گیا۔ یہاں آ کر وہ ایک سپر مارکیٹ میں گھس گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ مارکیٹ سے باہر نکلا تو ایک بڑا سا بیگ اس نے اپنے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا۔ بیگ اٹھائے وہ سیدھا ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"مجھے کراس ریونیو پر جانا ہے" ____ بلیک نے بیگ ٹیکسی کی پچھلی نشست پر پھینکتے ہوئے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ____ بیٹھیے" ____ ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور بلیک نے اگلی نشست کا دروازہ کھولا اور نشست پر بیٹھ گیا۔

"کیا اس وقت کسی تفریح کے لئے کراس ریور جا رہے ہیں" ——؟ ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! —— ایک دوست نے وہاں پہنچنا ہے —— اور گرمیوں کی یہ رات ہم نے پانی میں گزارنے کا پروگرام بنایا ہے" —— بلیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! —— ویری گڈ آئیڈیا —— وش یو گڈ لک" —— ٹیکسی ڈرائیور نے بے اختیار ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو" —— بلیک نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی کافی دیر تک دریا کے ساتھ ساتھ موجود سڑک پر چلتی رہی اور پھر ایک پل کراس کر کے وہ دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

کراس ریور دریا پر تفریح کے لئے ایک خاص گھاٹ تھا جہاں کشتی رانی کے ساتھ ساتھ مچھلی پکڑنے کے لئے بھی خصوصی سپاٹ بنے ہوئے تھے۔

بلیک نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا۔ بیگ اٹھایا اور پھر تیزی سے گھاٹ کی طرف قدم بڑھاتا چلا گیا۔ گھاٹ پر تفریح کرنے والوں کا خاصا رش تھا۔ ابھی بلیک گھاٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اسے تفریح کرنے والوں میں جوشان بھی نظر آ گیا۔ جوشان کے گلے میں ایک خاصی خوبصورت دوربین لٹکی ہوئی تھی اور وہ ریلنگ کے سہارے کھڑا دریا میں چلنے والی کشتیوں کو دیکھنے میں مصروف تھا۔

بلیک اسے یہاں دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ ان تینوں کے درمیان تو یہی طے ہوا تھا کہ وہ تینوں علیحدہ علیحدہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوں گے مگر جوشان تو بڑے اطمینان سے یہاں کھڑا تفریح میں مصروف تھا۔ بلیک سیدھا اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اور پھر جب اس نے جوشان کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو جوشان چونک پڑا۔ مگر اپنے پیچھے بلیک کو کھڑے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

"تم یہاں تفریح کر رہے ہو" ——؟ بلیک کے لہجے میں ہلکی سی تلخی موجود تھی۔

"ارے نہیں —— ایسی کوئی بات نہیں —— میں مشن پر ہوں" —— جوشان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر یہاں" ——؟ بلیک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آؤ میرے ساتھ" —— جوشان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دائیں طرف بڑھتا چلا گیا۔ بلیک بیگ اٹھائے اس کے پیچھے چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ لوگوں سے ہٹ کر تنہا جگہ پر آ گئے۔

"دراصل بات یہ ہے کہ میں نے ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لیا تھا —— مجھے صرف دریا والی سمت ایسی معلوم ہوئی تھی جہاں سے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ ممکن ہے اس لئے میں یہاں آ گیا —— تاکہ یہاں سے کوئی کشتی کرایہ پر لیکر اس طرف جاؤں —— اور پھر اس طرف کا مکمل جائزہ لینے کے بعد اندر داخل ہونے کی کوئی ترکیب سوچی جائے —— مگر یہاں کوئی کشتی فارغ ہی نہیں تھی —— اس لئے میں انتظار میں کھڑا تھا کہ کوئی کشتی فارغ ہو تو اسے کرایہ پر لیا جائے —— مگر تم یہ بیگ اٹھائے یہاں کیسے پہنچ گئے" ——؟ جوشان نے تفصیل بتاتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! —— تو یہ بات ہے —— میں سمجھا کہ تم مشن کی بجائے تفریح کرنے یہاں پہنچ گئے ہو —— آئی ایم سوری —— دراصل بات یہ ہے کہ

میں بھی ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر ہیڈ کوارٹر میں داخلہ ممکن ہے تو صرف دریا کے راستے ہی ممکن ہو سکتا ہے —— ورنہ کوئی آدمی ہیڈ کوارٹر میں داخل نہیں ہو سکتا —— چنانچہ میں نے ایک سپر مارکیٹ سے ربڑ کی کشتی اور ایسا سامان خریدا ہے جس سے اونچی دیوار پر چڑھا جا سکے اور بعض چیزیں ایسی بھی خرید لی ہیں کہ جنہیں مخصوص انداز میں استعمال کرنے کے بعد نقب زنی کا جدید سامان تیار کیا جا سکتا ہے" —— بلیک نے اپنے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر جب تمہارے پاس کشتی موجود ہے تو پھر گھاٹ پر آنا بے سود تھا۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر تو یہاں سے کافی دور ہے —— براہ راست بھی اس کے سامنے ٹیکسی پر پہنچ سکتے تھے" —— جوشان نے اعتراض کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے —— ایسا ہو سکتا تھا —— مگر تم نہیں جانتے بلیک کہ مادام گیٹ کے آدمیوں کا پورے شہر میں جال بچھا ہوا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ٹیکسی ڈرائیور ان کا آدمی ہو —— اور وہ ہیڈ کوارٹر کی پشت پر اترنے سے مشکوک ہو کر انہیں اطلاع دے دیتا —— اس لئے میں یہاں بوجہ کر گھاٹ پر اترا ہوں —— تاکہ کوئی مشکوک نہ ہو —— یہاں سے کشتی کے ذریعے ہم وہاں کسی کو مشکوک کئے بغیر پہنچ سکتے ہیں" —— بلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا —— چلو اچھا ہے —— اب اکٹھے چلتے ہیں —— ایک سے دو بھلے" —— جوشان نے کہا اور بلیک نے سر ہلا دیا۔

بلیک نے بیگ کھول کر اس میں موجود زرد رنگ کی ربڑ کی بنی تہہ شدہ کشتی نکالی۔ کشتی کے علاوہ ایک بیگ اور بھی تھا اس کے ساتھ ایک چھوٹا سا

پمپ بھی تھا جو پیر کے دباؤ سے ہوا بھرتا تھا۔ بلیک نے پمپ کو کشتی کی نلکی سے منسلک کیا اور پھر پیر کے دباؤ سے کشتی میں ہوا بھرنے لگا۔ کشتی تیزی سے پھولتی چلی گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ کشتی پھیل کر ایک خاصی بڑی کشتی کی صورت میں تبدیل ہو گئی۔ یہ کشتی اتنی بڑی تھی کہ اس میں دو آدمی بڑے اطمینان سے سوار ہو سکتے تھے۔ کشتی کے ساتھ ہی دو چپو بھی منسلک تھے ان میں جب ہوا بھر گئی تو وہ خاصے مضبوط قسم کے چپو بن گئے۔ بلیک نے کشتی اٹھا کر کاندھے پر لادی اور جوشان نے دوسرا بیگ اٹھا لیا جس میں شاید نقب زنی کا سامان تھا اور وہ دونوں تیزی سے دریا کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کنارے پر پہنچ کر بلیک نے کشتی کو پانی میں چھوڑا اور خود اس پر سوار ہو گیا۔ جوشان بھی چھلانگ لگا کر اس میں سوار ہو گیا۔ اور پھر بلیک نے چپوؤں کی مدد سے کشتی کو دریا کے درمیان میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔ چونکہ دریا کا بہاؤ اسی طرف تھا جدھر ہیڈ کوارٹر کی عمارت تھی اس لئے جیسے ہی کشتی دریا کے بہاؤ میں آئی وہ خود بخود خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی اور بلیک نے چپو کشتی کے درمیان میں رکھے اور اطمینان سے بیٹھ گیا۔

جوشان نے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین آنکھوں سے لگائی اور دریا کے دوسرے کنارے پر موجود عمارتوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد جوشان نے بتایا کہ ہیڈ کوارٹر کی عمارت اب نظر آنے لگ گئی ہے۔

بلیک نے یہ سنتے ہی بیگ کھولا اور پھر اس میں سے ایک لنگر نما وزنی گول سا نکالا جس کے ساتھ کافی بڑی ڈوری منسلک تھی۔ اس نے ڈوری کے

سرے پر لگا ہوا ک کشتی کے کنارے پر بنے ہوئے ایک کڑے میں پھنسا دیا اور پھر اس گولے کو اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد بلیک کو بھی بغیر دوربین کے ہیڈ کوارٹر کی عظیم الشان عمارت نظر آنے لگ گئی۔ اس طرف ہیڈ کوارٹر کی پشت تھی اور تیس فٹ اونچی دیوار بالکل سپاٹ تھی اس میں ایک بھی رخنہ نہ تھا اور عمارت کے اوپر ایک چوکی سی بنی ہوئی تھی۔ عمارت کی عین پشت پر پہنچتے ہی بلیک نے گولہ کشتی میں رکھا اور پتوار اٹھا کر کشتی کو عمارت کی پشت کی طرف دھکیلنا شروع کر دیا۔

"جلدی کرو! ___ مجھے چھت پر موجود چوکی پر نقل و حرکت نظر آ رہی ہے" چوہان نے کہا جو دوربین آنکھوں سے لگائے غور سے ہیڈ کوارٹر کا جائزہ لے رہا تھا۔ اور بلیک نے اور زیادہ زور لگا کر کشتی کو دھکیلنا شروع کر دیا۔ اور پھر جیسے ہی کشتی عمارت کی پشتی دیوار کے قریب پہنچی اس نے پتوار پھینک کر گولہ اٹھایا اور دریا میں پھینک دیا۔ کشتی کو ایک جھٹکا سا لگا مگر کشتی وہیں رک گئی۔ اب وہ ایک جگہ جم سی گئی تھی۔

اسی لمحے عمارت کی چھت پر سے سرچ لائٹ کی تیز روشنی نمودار ہوئی اور اس کی تیز روشنی ایک چکر میں دریا کے درمیان اور دوسرے کنارے پر پڑنے لگی۔ مگر وہ دونوں دیوار کے بالکل قریب ہونے کی وجہ سے اس سرچ لائٹ کی زد سے بچ گئے تھے اور پھر عین اسی لمحے ایک اور کشتی دریا کے مخالف بہاؤ سے نمودار ہوئی۔ اس میں دو مرد اور دو عورتیں سوار تھیں اور وہ دونوں پتواریں سنبھال کر کشتی کو آگے دھکیلنے میں مصروف تھے۔ کیونکہ بہاؤ مخالف ہونے کی وجہ سے انہیں بہت زور لگانا پڑ رہا تھا۔ سرچ لائٹ نے اس

کشتی کو اپنی زد میں لے لیا۔

چند لمحوں تک وہ لائٹ کشتی پر مرکوز رہی اور پھر یکدم بجھ گئی۔ اب ہر طرف اندھیرا سا پھیل گیا اور وہ تفریحی کشتی آگے بڑھتی چلی گئی۔

"وہ لوگ مطمئن ہو گئے ہیں ___ ورنہ انہوں نے مکمل جائزہ لینا تھا" بلیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں! ___ اس تفریحی کشتی نے ان کا شک دور کر دیا ہے" ___ چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس طرف سے بھی داخلہ ناممکن ہی نظر آتا ہے ___ اوپر چڑھا نہیں جا سکتا ___ کیونکہ اوپر چیکنگ پوسٹ موجود ہے اور دیوار اتنی موٹی ہے کہ شاید ہم زندگی بھر بھی اس میں سوراخ نہ کر سکیں" ___ بلیک نے قدرے مایوسانہ لہجے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ___ بظاہر تو حالات ایسے ہی نظر آتے ہیں ___ مگر میرا خیال ہے کہ ہم اگر غور کریں تو کہیں نہ کہیں کوئی کمزور پہلو نظر آ جائے گا" ___ چوہان نے مطمئن لہجے میں کہا۔ وہ بڑے غور سے عمارت کی پشتی دیوار کو دیکھ رہا تھا جو انتہائی مضبوط کنکریٹ کے بڑے بڑے بلاکوں سے بنائی گئی تھی اور ان بلاکوں کو اس طرح جوڑا گیا تھا کہ ان میں معمولی سا رخنہ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے" ___ اچانک بلیک نے چونک کر کہا۔

"وہ کونسی" ___؟ چوہان بھی چونک پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ اس عمارت کا گندہ پانی ضرور اس دریا میں ڈالا جاتا ہو گا ___ اور ہم اس نکاسی کے راستے سے عمارت کے اندر داخل ہو سکتے

ہیں۔۔ ـــــــ بلیک نے کہا۔

" ویری گڈ آئیڈیا ـــــــ یقیناً ایسا ہی ہوگا ـــــــ اور جتنی بڑی عمارت ہے اتنا ہی بڑا نکاسی کا راستہ بھی ہوگا" ـــــــ جوشان نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور دوربین سے وہ عمارت اور دریا کی سطح کو غور سے دیکھنے لگا۔ عمارت دریا کے ساتھ ساتھ بہت دور تک چلی گئی تھی۔ مگر کہیں بھی کوئی ایسا راستہ نظر نہ آرہا تھا۔

" تم یہیں کشتی میں ٹھہرو ـــــــ میں پانی میں اتر کر جائزہ لیتا ہوں ـــــــ میرا خیال ہے کہ یہ راستہ دریا کے اندر کہیں بنایا گیا ہوگا" ـــــــ بلیک نے کپڑے اتارتے ہوئے کہا۔

" ہاں ـــــــ ہوسکتا ہے" ـــــــ جوشان نے جواب دیا۔

بلیک نے کپڑے اتارے اور صرف انڈرویئر پہن کر وہ آہستگی سے دریا میں اترتا چلا گیا۔ اس نے تیزی سے غوطہ لگایا اور پانی میں غائب ہوگیا۔ جوشان اسی طرح دوربین آنکھوں سے لگائے ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا۔

تقریباً دو منٹ بعد ہی بلیک نے سر پانی سے باہر نکالا اور پھر تیزی سے کشتی کی طرف بڑھتا چلا آیا۔

" میں نے وہ جگہ ڈھونڈ لی ہے ـــــــ یہ تو پوری سرنگ معلوم ہوتی ہے مگر اس کے باہر مضبوط جالی لگی ہوئی ہے ـــــــ جسے اندر داخل ہونے کے لئے کاٹنا پڑے گا" ـــــــ بلیک نے کہا اور پھر وہ کشتی میں چڑھ آیا۔

" پھر کیا پروگرام ہے" ـــــــ؟ جوشان نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

" میرے پاس اسے کاٹنے کے آلات موجود ہیں ـــــــ ایسا کرتے ہیں کہ پلاسٹک کے لفافے لباس کے اوپر چڑھا کر ہم پانی میں اتر جاتے ہیں اور

پھر اس جالی کو کاٹ کر اندر داخل ہو جائیں گے ـــــــ بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا" ـــــــ بلیک نے کہا۔

" مگر کشتی" ـــــــ جوشان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس کشتی کو چھوڑ دیتے ہیں ـــــــ یہ خود کہیں جا کر کنارے لگ جائے گی" ـــــــ بلیک نے تیزی سے کپڑے پہنتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بیگ میں سے پلاسٹک کے بڑے بڑے لفافے نکال لئے۔ اس نے ایک لفافہ اپنے اوپر چڑھا لیا۔ یہ لفافہ پورے لباس کی طرح بنا ہوا تھا اس طرح اس کا لباس مکمل طور پر اس لفافے میں چھپ گیا۔ گردن پر اس نے اسے مضبوطی سے باندھ لیا۔

دوسرا لفافہ جوشان نے پہن لیا اور پھر بلیک نے بیگ میں سے آلات نکال کر انہیں مخصوص انداز میں جوڑنا شروع کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب بلیک فارغ ہوا تو اس نے وہ آلہ ایک طرف رکھا رسی کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر کھینچا اور پھر وہ گولہ کشتی میں رکھ دیا۔ گولے کے باہر آتے ہی کشتی دریا کے بہاؤ کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔

" آؤ" ـــــــ بلیک نے کہا اور آلے سمیت پانی میں اتر گیا۔ جوشان نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور وہ دونوں پانی میں غوطہ لگا گئے۔ پانی میں آگے پیچھے تیرتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد عمارت کی جڑ میں بنے ہوئے ایک بہت بڑے سوراخ کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں سوراخ پر انتہائی مضبوط قسم کی جالی نصب تھی۔

بلیک نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے آلے کا سرا جالی کے کونے سے لگایا اور پھر آلے کے دستے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی نیلے رنگ کی دھار

سی آنے کی نوک سے نکل اور چٹ چٹ کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ جہاں جہاں وہ نیلے رنگ کی دھار جالی پر پڑتی، جالی ایک لمحے میں سرخ ہو جاتی اور پھر وہ جگہ غائب ہو جاتی۔

تقریباً ایک منٹ میں بلیک نے جالی میں اتنا بڑا سوراخ بنا لیا جس سے وہ آسانی سے اندر داخل ہو سکتے تھے۔

چنانچہ سب سے پہلے بلیک جالی میں بنے ہوئے اس سوراخ میں داخل ہوا اور پھر چوشان نے بھی اس کی پیروی کی۔ یہ واقعی ایک طویل سرنگ سی تھی جس کی سطح پر پانی کی ایک موٹی سی دھار بہہ رہی تھی۔ سرنگ کا دوسرا چونکہ اوپر بلندی کی طرف جا رہا تھا اس لئے پانی خاصی تیز رفتاری سے بہہ رہا تھا اور دریا کا پانی بھی اندر داخل نہ ہو رہا تھا۔ مگر یہاں مسلسل پانی بہنے سے اتنی پھسلن ہو چکی تھی کہ ان دونوں کے لئے وہاں پیر جمانا مشکل ہو گیا تھا۔ مگر اس کا حل انہوں نے یہ نکالا کہ دیوار کے ساتھ ساتھ پیر جما کر اوپر کو چڑھنے لگے۔ جہاں ان کا پیر پھسلتا وہ دیوار کا سہارا لے کر اپنے آپ کو سنبھال لیتے لیکن اس کی وجہ سے ان کی رفتار خاصی کم تھی۔ جوں جوں وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ سرنگ بلند ہوتی جا رہی تھی اور اب تو انہیں اپنے آپ کو سنبھالنے میں بے حد مشکل ہو رہی تھی کیونکہ اب بلندی کی وجہ سے وہ زیادہ پھسل رہے تھے۔ اور انہیں معلوم تھا کہ کہیں بھی وہ اگر نہ سنبھل سکے تو پھسل کر واپس جالی پر جا پڑیں گے۔

"میرا خیال ہے ۔۔۔ اس طرح آگے بڑھنا اب ناممکن ہے" ۔۔۔ چوشان نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ لگتا تو ایسے ہی ہے ۔۔۔ اور نجانے یہ شیطان کی آنت

سرنگ کہاں جا کر ختم ہو گی" ۔۔۔ بلیک نے بھی اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ مگر ان باتوں کے باوجود وہ اوپر چڑھنے کی مسلسل کوشش میں لگے رہے۔

"ارے۔ مجھے یہاں سے تازہ ہوا کا جھونکا محسوس ہوا ہے" ۔۔۔ اچانک چوشان نے چونک کر کہا۔

"کدھر سے ۔۔۔" بلیک نے پوچھا جو سرنگ کے دوسرے کنارے پر سے چڑھ رہا تھا۔

"ارے ۔۔۔ یہ رخنہ سا ہے ۔۔۔ جس میں سے خاصی تازہ ہوا آ رہی ہے" ۔۔۔ چوشان نے ایک جگہ رکتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر ہم اوپر کی بجائے یہیں سے باہر نکلیں گے" بلیک نے کہا اور پھر احتیاط سے قدم جماتا ہوا وہ چوشان کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں وہ آلہ ابھی تک موجود تھا جس سے اس نے جالی کاٹی تھی اور پھر اس آلے کی نوک ۔۔۔ اس رخنے میں پھنسا لی اور بٹن دبا دیا۔ آلے میں سے نیلے رنگ کی دھار بلند ہوئی اور رخنے کے ارد گرد کے پتھر سرخ ہو کر چٹخنے لگے۔

تقریباً دس منٹ کی مسلسل کوششوں کے بعد وہ ایک بڑا سا پتھر پگھلانے میں کامیاب ہو گئے اور اب تازہ ہوا زیادہ مقدار میں آنے لگی اور اس کے ساتھ ہی ایک تنگ سا راستہ بن گیا۔

چوشان پہلے اس راستے میں داخل ہوا اور کھسکتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی آواز دوسری طرف سے سنائی دی۔

"آ جاؤ بلیک ۔۔۔ ہم بہت اچھی جگہ پہنچ گئے ہیں ۔۔۔ یہ ایک بلندی کا سرا ہے" ۔۔۔ اور پھر بلیک بھی اس راستے میں داخل ہو گیا۔

اور کھٹ سے ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بھی دوسری طرف پہنچ چکا تھا۔ واقعی وہ دونوں اس وقت ایک چھوٹی سی راہداری میں تھے جس کے دوسرے سرے پر ایک برآمدہ سا بنا ہوا تھا۔ اور راہداری میں دونوں طرف کمروں کے دروازے موجود تھے۔ جو اس وقت بند تھے۔ ان دونوں نے وہ پلاسٹک کے لباس اتارے اور انہیں سرنگ میں اچھال دیا۔

بلیک نے سب سے قریبی دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ بلیک چند لمحے باہر کھڑا اندر کی آہٹ لیتا رہا۔ مگر جب کوئی ردعمل نہ ہوا تو وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ جوشان بھی اس کے پیچھے تھا۔ مگر جیسے ہی وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے، اچانک ایک زوردار دھماکے سے دروازہ بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز سے کمرہ روشن ہو گیا۔ وہ دونوں چونک کر مڑے مگر کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

بڑے باہمت ہو تم دونوں ۔۔۔ ہم تمہیں اپنے محل میں خوش آمدید کہتے ہیں!

اچانک ایک دیوار سے ایک مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ اچانک چھت میں سے دودھیا رنگ کی گیس ایک دھارے کی صورت میں نکلی اور پورے کمرے میں پھیلتی چلی گئی۔ یہ شاید انتہائی بیہوش کر دینے والی زود اثر گیس تھی کیونکہ چند ہی لمحوں بعد ان دونوں کا سانس گھٹنے لگا اور دماغ پر اندھیرے پھیلتے چلے گئے۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

چند ہی لمحوں بعد وہ دونوں لڑکھڑا کر فرش پر گرے اور ساکت ہو گئے۔ وہ دنیا و مافیہا سے غافل ہو چکے تھے۔

دیو ہیکل جہاز کے پہیوں نے جیسے ہی رن وے کو چھوڑا جہاز میں سیفٹی بیلٹس کھول دینے کا اعلان روشن حروف میں چمکنے لگا اور مسافروں نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے سیفٹی بیلٹس کھول دیں۔ خوبصورت لباس میں ملبوس چاق و چوبند ائیر ہوسٹسیں مسافروں کو مشروب پیش کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

اس وقت جہاز میں سو سے زائد مسافر سوار تھے۔ اور ایک بھی سیٹ خالی نہ تھی۔ ٹرالنس ائیر ویز کا یہ طیارہ دنیا میں سب سے زیادہ طویل سفر کرتا تھا۔ پاکیشیا کے بین الاقوامی رن وے سے پرواز کے بعد اس نے مسلسل آٹھ گھنٹے پرواز کرنے کے بعد ساؤتھ ایکریمیا کے مشہور ہوائی اڈے پر صرف آدھ گھنٹے کیلئے رکنا تھا۔ اور اس کے بعد مزید نو گھنٹے تک مسلسل پرواز کے بعد اس کی منزل نارتھ پول کا بین الاقوامی ہوائی اڈہ گارجینیا تھا اور جہاز میں سوار

مسافروں کی اکثریت کی منزل بھی کارجینا ہی تھی۔

جہاز میں عمران کے ساتھ سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم عام مسافروں کی شکل میں موجود تھی۔ عمران کے ساتھ جوزف بھی اپنے مخصوص باڈی گارڈ کی یونیفارم میں بیٹھا ہوا تھا۔ نشستوں کی ترتیب کچھ اس طرح بنی تھی کہ عمران اور جوزف ایک سیٹ پر ـــــ جولیا اور صفدر ان کی پچھلی سیٹ پر ـــــ اور تنویر اور نعمانی ساتھ والی سیٹ پر ـــــ جبکہ ان کے پیچھے چوہان اور صدیقی بیٹھے ہوئے تھے ـــــ کیپٹن شکیل کسی اور مسافر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ـــــ

عمران اس بار مکمل ٹیم کے ساتھ جا رہا تھا۔ پاکیشیا میں صرف بلیک زیرو اکیلا رہ گیا تھا۔ ان سب کی منزل بھی نارتھ پول ہی تھی۔ عمران کو فادر اور مائیکل کے ہیڈ کوارٹر سے ایسے ثبوت مل گئے تھے۔ جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی تھی کہ ماسٹر کیٹ کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے اور کسی حد تک ہیڈ کوارٹر کی نشاندہی بھی ہو گئی تھی۔

چونکہ عمران کو احساس تھا کہ مقابلہ انتہائی سخت ہوگا اس لئے اس بار وہ پوری ٹیم کو حرکت میں لے آیا تھا۔ اس نے چلنے سے پہلے تمام ممبرز کو ایکسٹو کے روپ میں ماسٹر کیٹ ـــــ اس کی تنظیم ـــــ اور ایکریمیا میں ان کی تازہ ترین کارکردگی کا مختصر سا خاکہ بتا دیا تھا تاکہ تمام ممبرز پوری طرح ہوشیار اور چوکنا رہیں اور حسب توقع ٹیم کی سربراہی عمران کو ہی سونپی گئی تھی جس پر تنویر نے معمولی سا احتجاج کیا تھا۔ مگر ایکسٹو کی ایک گھرکی پر اس نے نہ صرف اپنا احتجاج واپس لے لیا تھا ـــــ بلکہ یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ عمران کے ساتھ مکمل تعاون کرے گا۔

"بس کرو کالے دیو! ـــــ تم تو کارجینا تک پہنچتے پہنچتے جہاز میں موجود

شراب کا سارا اسٹاک ختم کر جاؤ گے" ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو جہاز میں بیٹھنے کے وقت سے ہی مسلسل پیئے جا رہا تھا اور جیسے ہی بوتل ختم ہوتی وہ ایئر ہوسٹس سے نئی بوتل کی فرمائش کر دیتا اور بے چاری ایئر ہوسٹس اب تو غالباً تنگ آ گئی تھی۔

"باس! ـــــ اب تک تمہارے پیسے کی پیتا رہا ہوں ـــــ آج مفت کی مل رہی ہے ـــــ اس لئے آج مت روکو" ـــــ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ مفت کی نہیں ہے ـــــ ٹکٹ کے ساتھ انہوں نے اس کی قیمت بھی شامل کر رکھی ہے" ـــــ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو باس! ـــــ مجھے تو افراد کا کوٹہ پینا ہوگا ـــــ واہ واہ ـــــ مزہ آگیا" ـــــ جوزف نے نئی بوتل کا کاک کھولتے ہوئے جواب دیا۔

"ابھی سے چڑھنے لگ گئی ہے ـــــ جب نو کا کوٹہ پورا ہوگا ـــــ تو کیا ہوگا" ـــــ؟ اچانک جوزف کے عین پیچھے بیٹھی ہوئی جولیا بول پڑی جو شاید ان کی طرف ہی متوجہ تھی۔

"تو یہ شراب پر چڑھ بیٹھے گا ـــــ اور کیا ہوگا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ کیا بات کرتے ہو ـــــ؟ بھلا میں شراب پر کیسے چڑھ سکتا ہوں" ـــــ؟ جوزف نے اپنے طور پر عمران کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

"جولیا! ـــــ تنویر تمہیں جوزف سے بات کرتے دیکھ کر بڑا پیچ و تاب کھا رہا ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ تم سیٹیں بدل لو" ـــــ عمران نے

موضوع بدلنے کے لئے فوراً ہی بات کا رخ بدل دیا۔

"عمران صاحب! ــــ میرا خیال ہے نعمانی اور جوزف کی سیٹیں بدل دی جائیں ــــ لطف رہے گا" ــــ صفدر جو جولیا کے ساتھ بیٹھا تو بول پڑا۔

"یہ اچھی تجویز ہے ــــ اور کچھ ہو نہ ہو ــــ کم از کم اس طرح ہماری لائن کو سرو کرنے والی ایئر ہوسٹس کی جان چھوٹ جائے گی جو جوزف کو شراب سپلائی کرتے کرتے اب خود بھی بوتل کی طرح ناچنے لگی ہے" ــــ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تنویر کے ساتھ بیٹھے ہوئے نعمانی کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا اور نعمانی اٹھ کر تیزی سے عمران کے قریب آگیا۔

"کیا بات ہے عمران صاحب" ــــ؟ نعمانی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"جوزف! ــــ تم تنویر کے ساتھ جا بیٹھو" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ماسٹر! ــــ میں تمہارا باڈی گارڈ ہوں ــــ اور باڈی گارڈ اپنے ماسٹر سے علیحدہ نہیں بیٹھ سکتا" ــــ جوزف نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"ویل ڈن! ــــ اچھی دلیل ہے" ــــ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا بھئی نعمانی! ــــ تمہاری قسمت ــــ جاؤ جا کر تنویر کو مطمئن کرو" ــــ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں نعمانی سے کہا اور نعمانی مسکراتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"عمران صاحب! ــــ میری ایک درخواست ہے" ــــ صفدر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لکھ کر پیش کرو" ــــ عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"لکھ کر بھی دے دوں گا ــــ فی الحال زبانی درخواست پر ہی گزارہ کریں۔ وہ یہ کہ اس کیس میں ہمیں آزادی سے کام کرنے کا موقع دیجئے گا" ــــ صفدر نے کہا۔

"کونسے کیس میں ــــ بھئی اگر جولیا کے متعلق کوئی کیس ہے تو تم آزاد ہو ــــ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا ــــ مجھے دونوں اچھے لگتے ہیں" ــــ عمران نے کہا۔ اور فوراً ہی اس نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جولیا کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہینڈ بیگ پوری قوت سے سر پر پڑے گا۔

اور ہوا بھی وہی۔ عمران کا فقرہ سنتے ہی جولیا کا ہاتھ گھوم گیا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ عمران کی سیٹ کے کنارے تک پہنچتا، جوزف نے انتہائی پھرتی سے اس کی کلائی پکڑ لی۔

"خبردار مسی! ــــ ماسٹر پر ہاتھ اٹھانے والا زندہ نہیں رہ سکتا ــــ تم عورت ہو ــــ اس لئے پہلی بار معاف کر رہا ہوں ــــ ورنہ ایک لمحے میں بازو توڑ دیتا" ــــ جوزف نے غراتے ہوئے کہا اور جھٹکا دے کر جولیا کا بازو چھوڑ دیا۔

"خوب! ــــ باڈی گارڈ ہو تو ایسا" ــــ صفدر نے جوزف کی پھرتی پر اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"بھئی بڑا خرچ آ رہا ہے ایسا باڈی گارڈ بنانے میں ــــ یہ کالا ہاتھی۔ تمہارا کیا خیال ہے ــــ خالی گنے ہی کھاتا ہوگا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جولیا بالکل خاموش ہو گئی۔ اس کا چہرہ سرخ تھا۔ شاید جوزف کی بات

پر اُسے غصہ آگیا تھا مگر اس کے باوجود وہ خاموش رہی تھی کیونکہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ کالا ہاتھی بگڑ گیا تو اسے سنبھالنا مشکل ہو جائیگا۔

اسی طرح ہلکی پھلکی بات چیت میں ان کا طویل سفر کٹتا چلا گیا۔ اور جب جہاز نارتھ پول کے ہوائی اڈے گار جیتنا پر پہنچا تو وہاں سورج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ موسم انتہائی خوشگوار تھا اور ایئرپورٹ پر خاصی چہل پہل تھی۔

جہاز کے رکتے ہی وہ سب ایک قطار میں نیچے اتر آئے ہدایات کے مطابق ان سب نے ایک دوسرے سے علیحدہ رہنا تھا۔ اور رہنے کے لئے اپنا اپنا انتظام کرنا تھا۔ عمران سے ان کا رابطہ صرف مارک الیون ٹرانسمیٹر پر ہی ہونا تھا۔ صرف جوزف عمران کے ساتھ تھا۔ عمران نے جوزف کے سائیڈ لن سے نکلنے والے ریوالوروں کے لئے خصوصی بین الاقوامی لائسنس بنوائے تھے اور عمران اس وقت پرنس آف ڈھمپ کی حیثیت سے نارتھ پول میں آیا تھا۔

کسٹم سے فارغ ہونے کے بعد عمران اور جوزف جب ایئرپورٹ کی عظیم الشان بلڈنگ کے بیرونی گیٹ پر پہنچے تو وہاں ٹیکسیوں کی قطاریں موجود تھیں۔ مگر ٹیکسیاں وہاں نمبر کے حساب سے انگیج ہو رہی تھیں اس لئے عمران اور جوزف کو بھی اپنی باری کے لئے انتظار میں رکنا پڑا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں بھی ٹیکسی مل گئی۔

"کہاں چلنا ہے جناب"——؟ ٹیکسی ڈرائیور نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"جہاں تک چل سکو —— چلتے رہو" —— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور ڈرائیور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا مگر

پچھلی ٹیکسی کو نمبر دینے کے لئے اُسے گاڑی تو آگے بڑھانی ہی پڑی۔

"آپ کو کہاں جانا ہے"——؟ ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"دیکھو یار! —— ہم سے مت پوچھو —— ہم تو اس شہر کی سیر کے لیے آئے ہیں —— اس لئے ہمارے لئے تو ہر جگہ اچھی ہے —— جہاں تمہارا جی چاہے چلے چلو" —— عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! —— میں سمجھ گیا —— آپ ٹورسٹ ہیں —— بہرحال اگر آپ تھکے ہوئے نہ ہوں تو میں آپ کو شہر کی سیر کرا دوں —— ورنہ کسی اچھے سے ہوٹل میں اتار دوں" —— ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈرائیور! —— ماسٹر پرنس ہیں —— پرنس آف ڈھمپ —— ان کے لئے کسی ایرے غیرے ہوٹل میں نہ لے جانا —— ایسے ہوٹل میں لے چلو جہاں خاص قسم کی شراب وافر مقدار میں ملتی ہو" —— پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے جوزف نے اپنے مقصد کی بات کہتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — ماسٹر پرنس —— بہت خوب! —— یعنی تمام پرنسوں کے ماسٹر" ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ بھی شاید فطرتاً شگفتہ طبیعت کا مالک تھا۔

"شکر ہے —— تم نے پرنس تو سمجھ لیا —— ورنہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ کہیں تم مجھے ہیڈ ماسٹر قسم کی چیز نہ سمجھ لو —— اور شاید تم نے جوزف کا پورا فقرہ نہیں سنا —— اس نے کہا تھا۔ ڈرائیور ماسٹر پرنس —— کیا سمجھے"——؟ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بہت دلکش آدمی ہیں جناب" —— ڈرائیور نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"بھئی ذرا اپنی لینگویج ٹھیک کراؤ ـــــ دلکش عورتیں ہوتی ہیں ـــــ یعنی دل کو کھینچنے والیں ـــــ مرد دلچسپ ہوتے ہیں ـــــ یعنی دل سے چپک جانے والے ـــــ بشرطیکہ دل عورت کا ہو ـــــ جوزف جیسے باڈی گارڈ کا نہ ہو" ـــــ عمران بھی شاید اپنے مخصوص موڈ میں تھا اور ڈرائیور اس کی اس توضیح پر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

اسی لمحے ڈرائیور نے کار ایک بہت بڑے ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــــ یہ نارتھ پول کا سب سے بڑا ہوٹل ہے ـــــ سیون سٹار"

"ابھی تک یہ سات ستاروں پر ہی اٹکا ہوا ہے ـــــ چلو آج ایٹ سٹار ہو جائے گا ـــــ بلکہ ایٹ وائٹ سٹار ـــــ اور ون بلیک سٹار جوزف بھی تو سٹار ہے ـــــ کیوں جوزف ـــــ؟" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــــ میں تو صرف باڈی گارڈ ہوں ـــــ اب چاہے آپ وائٹ سٹار نہیں ـــــ یا ـــــ دم دار سٹار" ـــــ جوزف نے بوتل کو منہ سے ہٹاتے ہوئے کہا، اور عمران کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے کار گونج اٹھی۔ جوزف نے خوبصورت طنز کیا تھا۔

دوسرے لمحے ڈرائیور نے پورچ میں کار روک دی اور ایک باوردی دربان نے تیزی سے آگے بڑھ کر کار کا دروازہ کھول دیا اور عمران باہر آ گیا۔ جوزف خود ہی دروازہ کھول کر اتر آیا اور پھر تن کر عمران کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اب وہ صرف باڈی گارڈ تھا۔ اس کا دیو جیسا قد وقامت اور خاکی وردی کے ساتھ کولہوں کے دونوں اطراف میں لٹکتے ہوئے ہولسٹرز جن میں سے بھاری ریوالورا

کے دستے باہر جھانک رہے تھے بہت خوفناک لگ رہے تھے۔

عمران نے پرس کھول کر اس میں سے ایک بڑا نوٹ کھینچا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف پھینک کر بڑی بے نیازی سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف مڑ گیا۔ اس کی چال میں ایک عجیب سا وقار آ گیا تھا اور اس کے پیچھے فوجی انداز میں چلتے ہوئے جوزف نے تو مین گیٹ پر کھڑے ہوئے باوردی دربانوں میں کھلبلی سی مچا دی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ آنے والا کوئی بہت بڑی شخصیت ہے اس لئے دروازہ کھول کر انہوں نے عمران کو باقاعدہ سیلوٹ مارا۔ عمران نے ذرا سا سر کو ہلا کر ان کے سیلوٹ کا جواب دیا اور پھر ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

ہوٹل کا سپروائزر عمران کی شخصیت اور خصوصاً جوزف جیسے باڈی گارڈ کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف لپکا اور رکوع کے بل جھک کر سلام کرتے ہوئے بڑے مودبانہ لہجے میں بولا۔

"میں ہوٹل کی انتظامیہ کی طرف سے آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں"۔

"تو کہو ـــــ اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے ـــــ" عمران نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

سپروائزر چند لمحے تو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتا رہا۔ پھر وہ بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

"سب سے اچھا ڈبل سوٹ" ـــــ عمران نے جیب سے پاسپورٹ اور دیگر دستاویزات نکال کر کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ پرنس آف ڈھمپ ـــــ بہت خوب! ـــــ یہ ہماری خوش قسمتی

ہے پرنس! ——— کہ آپ نے ہمارے ہوٹل کو رونق بخشی ہے" ——— سپروائزر پرنس کا لقب پڑھنے کے بعد اس کے سامنے بچھا جا رہا تھا۔

"مجھے تم نے کوئی قوال قسم کی چیز سمجھ رکھا ہے کہ میں یہاں قوالی کروں گا اور تمہارے ہوٹل کی رونق بڑھے گی" ——— عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— پرنس آپ میری بات کا غلط مطلب سمجھے ہیں ——— میرا مقصد ——— ——— " سپروائزر نے وضاحت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی ہم جاہل ہیں ———۔ یعنی ریاست ڈھمپ کے پرنس جاہل ہوتے ہیں ——— ہم مطلب ہی غلط سمجھتے ہیں" ——— عمران کا لہجہ اور زیادہ غصیلا ہوتا چلا گیا۔

"اوہ! ——— اوہ! ——— ویری سوری پرنس ——— ویری سوری" ——— سپروائزر بری طرح بوکھلا گیا اور سوائے معافی مانگنے کے اسے اور کوئی بات سمجھ ہی نہ آئی۔

اتنے میں کاؤنٹر پر کھڑی ہوئی خوبصورت لڑکی نے رجسٹر میں اندراجات مکمل کر لئے تھے اور پھر اس نے ایک چابی جس کے ساتھ ہوٹل کا خوبصورت مونوگرام منسلک تھا عمران کے سامنے رکھ دی۔

"شکریہ" ——— عمران نے کہا اور پھر چابی اٹھا کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سپروائزر کی طرف دیکھنے کی تکلیف ہی گوارا نہ کی۔ جوزف اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

ان کے لفٹ میں سوار ہوتے ہی سپروائزر چند لمحے کاؤنٹر کے پاس کھڑا

کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے ریسپشنسٹ لڑکی کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور لڑکی نے کاؤنٹر کے نیچے سے ایک سرخ رنگ کا ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

سپروائزر نے ادھر ادھر دیکھا اور جب کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پایا تو اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس! ——— ایم سی۔ ڈو سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک شیریں نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈکسن فرام سیون سٹار ——— ایم سی ون سے بات کراؤ" ——— سپروائزر نے اس بار بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس! ——— ایک منٹ ہولڈ کیجئے" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز میں کہا گیا۔

اور پھر چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے ڈکسن ——— ؟" لہجہ بے حد سخت تھا۔

"مادام! ——— ابھی ابھی ریاست ڈھمپ کا پرنس معہ ایک باڈی گارڈ کے میرے ہوٹل میں پہنچا ہے ——— انتہائی خوبصورت شخصیت کا مالک ہے ور کسی پرنس کی طرح ہی احمق اور غصیلا ہے" ——— ڈکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پھر مجھے فون کرنے کا مقصد ——— ؟" مادام کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا۔

"مادام! — دو باتوں کے لئے میں نے فون کیا ہے — ایک تو یہ کر شاید یہ نوجوان آپ کے معیار پہ پورا اترے — اور دوسری بات یہ کہ میں اس نوجوان کی طرف سے مشکوک ہوں" — ڈکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — مگر کیوں مشکوک ہو" — ؟ اس بار مادام کے لہجے میں خاصی نرمی عود کر آئی تھی۔

"اس لئے مادام! — کہ میں نے کوہ ہمالیہ کی تمام ریاستوں کی سیر کر رکھی ہے — وہاں ڈھمپ نام کی کوئی ریاست نہیں ہے — اور پھر دوسری بات یہ کہ پرنس کا پاسپورٹ پاکیشیا کا بنا ہوا ہے — نوریالیتیا میں ریاست ڈھمپ کے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا — اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمالیائی ریاست کا کوئی پرنس کبھی بھی کسی نیگرو کو بطور باڈی گارڈ اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتا — میں ان کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں — وہ صرف اپنے آدمیوں پر ہی اعتماد کرتے ہیں — اس سے ہٹ کر کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتے — اور آخری بات یہ کہ اس نوجوان کا رنگ ایسا ہے کہ ہمالیہ میں رہنے والے آدمی کا ایسا رنگ کبھی نہیں ہو سکتا" — ڈکسن نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے تفصیلی جواب دیا۔

"بہت خوب! — میں تمہارے تجزیے پر بہت خوش ہوں — یہی وجہ ہے کہ میں نے تمہیں اتنے اہم مقام پر رکھا ہوا ہے — بہرحال میں ان سب باتوں کو خود چیک کر لوں گی — تم نے انہیں کس کمرے میں رکھا ہے" — ؟ مادام نے پوچھا۔

"میں نے ریسپشنسٹ کو مخصوص اشارہ کر دیا تھا — اس لئے انہیں سپیشل روم میں رکھا گیا ہے" — ڈکسن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — زیرو نائن سیکشن کو میں کہہ دیتی ہوں — وہ انہیں وہاں سے آسانی سے لے آئیں گے" — مادام نے کہا۔

"او کے مادام" — ڈکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جب دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا تو اس نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر ریسپشنسٹ لڑکی نے ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر واپس کاؤنٹر کے اندر رکھ دیا۔

"رپورٹ دو نمبر ون ۔۔۔؟" مادام کریٹ کی کرخت آواز سے چھوٹا سا کمرہ گونج اٹھا اور میز کے گرد بیٹھے ہوئے پانچوں افراد ایک لمحے کے لئے سمٹ سے گئے۔

"مادام ۔۔۔ حالات تیزی سے بدلتے جا رہے ہیں ۔۔۔ حکومت ایکریمیا نے وقتی طور پر حالات پر قابو پا لیا ہے ۔۔۔ ملک کی ابتر صورت حال تیزی سے سنبھلتی جا رہی ہے ۔۔۔" نمبر ون نے تاثرات سے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔؟ تفصیل بتاؤ ۔۔۔" مادام کے لہجے میں غصے کی شدید چیخ شامل ہو گئی تھی۔

"مادام ۔۔۔ ہماری تمام اطلاعات کے برخلاف حکومت ایکریمیا کے پاس ہنگامی حالات سے نپٹنے کے لئے سونے کے مزید ذخائر موجود تھے

چنانچہ حکومت نے انہیں فوری طور پر سونے کے سکوں میں ڈھال کر پورے ملک میں تقسیم کر دیا ہے ۔۔۔ اور اسے عارضی کرنسی کی حیثیت دے دی ہے ۔۔۔ تمام ملازمین کو ایک ماہ کی تنخواہ ان سکوں کی صورت میں ایڈوانس دے دی گئی ہے ۔۔۔ ایک ہفتے کا راشن اور سے ملک کے ہر خاندان کو مفت سپلائی کر دیا گیا ہے ۔۔۔ اس کے علاوہ مزید راشن کی خریداری کے لئے عام سونا بھی قابل قبول رکھا گیا ہے ۔۔۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ فوری طور پر عوام نے اپنے پاس موجود سونا نکال کر راشن خریدنا شروع کر دیا ہے ۔۔۔ اور حکومتی سکوں کی وجہ سے کاروبار میں تیزی سے بہتری آتی جا رہی ہے ۔۔۔ ایک ہفتے کا راشن ملنے کی وجہ سے عوام بھی پرسکون ہو گئے ہیں اور حکومت عوام سے ملنے والے سونے کو تیزی سے سکوں میں ڈھالتی جا رہی ہے ۔۔۔ اس طرح ہمارا تمام منصوبہ فیل ہوتا نظر آ رہا ہے ۔۔۔" نمبر ون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ تو بہت برا ہوا ۔۔۔ تم لوگوں نے اس کو سبوتاژ کرنے کے لئے کیا کیا ۔۔۔؟" مادام نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مادام ۔۔۔ ہم نے اس ٹکسال کو تباہ کرنے کی کوشش کی ۔ جہاں سکے ڈھالے جا رہے ہیں ۔۔۔ مگر ہم بری طرح ناکام رہے ہیں ۔۔۔ بلکہ اس حملے میں ہمارے بے شمار کارکن مارے گئے ۔۔۔ اور کئی گرفتار ہوئے ۔۔۔ کیونکہ حکومت کے تمام دفاعی ایجنسیوں نے اس ٹکسال کو گھیرے میں لے رکھا ہے ۔۔۔ پھر ہم نے راشن ڈپو لوٹنے کا پروگرام بنایا لیکن وہاں بھی ہم بری طرح ناکام ہو گئے ۔۔۔ کیونکہ حکومت نے اس سلسلے

میں بے پناہ انتظامات کر رکھے تھے ——— بلکہ اب تو ہمیں خطرہ ہے کہ گرفتار کارکنوں کی وجہ سے حکومت کے سیکرٹ ایجنٹ ہمارے پیچھے نہ لگ جائیں" نمبر دن کے لہجے میں اس بار قدرے اعتماد تھا جیسے اب وہ ہر خوف سے آزاد ہو چکا ہو۔

"مگر یہ سب انتظام عارضی ہے ——— حکومت ایکریمیا کب تک سونے کے ان سکوں کے ذریعے چل سکے گی" ——— مادام کی آواز سنائی دی۔

"مادام! ——— ہمیں یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ صدر ایکریمیا نے خفیہ طور پر بین الاقوامی ماہرین معاشیات کی ہنگامی کانفرنس طلب کی ہے کہ کرنسی کا کوئی اور موثر نظام اپنایا جا سکے ——— اور تمام دنیا کی حکومتیں اس بات پر رضامند ہیں کہ فوری طور پر نیا نظام لاگو کیا جائے ——— جو ہر طرح کے خطرے سے محفوظ ہو ——— اس لئے ہو سکتا ہے کہ پوری دنیا میں ایسا معاشی نظام اپنا لیا جائے جسے کریش کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو" ——— نمبر دن نے جواب دیا۔

"اوہ! ——— اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن فیل ہو گیا ——— ہم تیار کردہ جعلی کرنسی ضائع ہو گئی ——— بے پناہ اخراجات کے باوجود ہاتھ کچھ نہ آیا" ——— مادام کریٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مادام! ——— ہم کیا کر سکتے ہیں ——— آپ کے حکم پر ہم سب جانیں تک لڑا دی ہیں ——— حالات بالکل ہماری توقع کے مطابق تھے ——— لیکن ہمیں یہ علم نہ تھا کہ حکومت ایکریمیا نے سونے کے ذخائر ہنگامی حالات کے لئے علیحدہ رکھے ہوئے تھے ——— اگر ہمیں اس کا علم ہو جاتا تو پھر ہم اسے بھی چوری کرنے کے بعد ہی مشن کا آغاز کر

لیکن اب تو جو ہونا تھا ہو چکا ——— ہمارے تمام سیکشنوں کے بے شمار کارکن مارے گئے ہیں ——— کئی گرفتار ہو چکے ہیں ——— اور حکومت نے حالات سنبھال لئے ہیں ——— اب آپ جو حکم کریں" ——— نمبر دن کے لہجے میں بے پناہ مایوسی نمایاں تھی۔

"ہاں! ——— تمہاری بات درست ہے ——— فی الحال کچھ نہیں کیا جا سکتا ——— تم سب ایسا کرو کہ اپنے بقایا کارکنوں سمیت انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ تمام کارروائیاں روک دو ——— اور گہری نظروں سے حالات کا جائزہ لیتے رہو۔ پھر جیسے ہی حالات ہمارے مطلب کے ہوں گے ——— ہم نیا پلان بنائیں گے" مادام نے فیصلہ کن لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کا فیصلہ درست ہے ——— مگر یہاں ایکریمیا میں ہم سب کے لئے حالات روز بروز بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں ——— ایکریمیا کی سیکرٹ سروس ——— انٹیلی جنس ——— پولیس ——— اور ملٹری سیکرٹ سروس کے آدمی پاگل کتوں کی طرح ہماری بو سونگھتے پھر رہے ہیں ——— ہم نے ان کے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے ——— اگر ہم اپنے مشن میں کامیاب ہو جاتے تو پھر تو یہ سب لوگ ہمارے ماتحت ہوتے ——— مگر اب حالات سنبھلتے ہی وہ ہماری تلاش کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ اور پھر ہمارے کئی سیکشنوں کے بے شمار آدمی انہوں نے گرفتار کر لئے ہیں ——— گو ہمارے کارکن انہیں کچھ بتانے سے پہلے موت کو گلے لگا لیں گے۔ مگر پھر بھی کسی امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا ——— اس لئے یہ ممکن ہے کہ وہ کسی بھی وقت ہمیں چھاپ لیں اور ہم حقیر چوہوں کی طرح مارے جائیں" ——— نمبر دن نے قدرے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نیروان! ___ تم درست کہتے ہو ___ ٹھیک ہے ___ تم ایسا کرو کہ سونے کے وہ محفوظ ذخائر جو ہم نے چوری کر کے چھپائے ہوئے ہیں انہیں ہیڈکوارٹر میں منتقل کرنے کے انتظامات کرو ___ تاکہ کچھ تو ہمارے اخراجات کی تلافی ہو سکے ___ اور اپنے سیکشن کے سوا کرایہ پر حاصل کئے ہوئے آدمیوں کو چھوڑ کر باقیوں کو ایکریمیا سے نکل جانے کا حکم دے دو" مادام نے اپنے فیصلے میں ترمیم کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہت شکریہ مادام! ___ میرے خیال میں آپ کا یہ فیصلہ حالات کے مطابق بہت درست ہے ___ عقلمند جرنیل کبھی کبھی جنگ کے حالات دیکھ کر اپنی فوج کو پسپائی کا حکم بھی دے دیتے ہیں ___ اس طرح نہ صرف فوج قتل ہونے سے بچ جاتی ہے ___ بلکہ وہ کسی بھی وقت موقع محل دیکھ کر ایک بار پھر پورے جوش و خروش سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑتی ہے ___ اور وہ جرنیل آخر کار جنگ جیت جاتا ہے ___ اس لئے ہماری یہ واپسی ہو سکتا ہے بعد میں ہمارے لئے فائدہ مند ہی ثابت ہو" ___ نیروان نے بڑے خوشامدانہ انداز میں مادام کی عقلمندی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"نیروان! ___ تم نے یہ بات کر کے میرے ذہن سے ایک بہت بڑے فیصلے کا بار ہٹا لیا ہے ___ ورنہ تم جانتے ہو کہ میں ناکامی کا لفظ سننے کی کبھی روادار نہیں رہی ہوں ___ اس لئے میں فیصلہ کر چکی تھی کہ جب تم سونے کے محفوظ ذخائر ہیڈکوارٹر پہنچا دو گے تو میں تم پانچوں کو ناکامی کی سزا میں قتل کرا دوں گی ___ مگر تمہاری باتوں سے میں اب اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ واقعی وقتی پسپائی کو ناکامی نہیں کہا جا سکتا ___ اس لئے اب یہ میرا وعدہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ تمہیں کوئی سزا نہ دی جائے گی ___ بلکہ

جو کچھ تم نے کیا ہے اس کے لئے تمہاری توقع سے زیادہ انعام و اکرام بھی دیا جائے گا ___ اور پھر ہم ہیڈکوارٹر میں بیٹھ کر مستقبل کے لئے کوئی پلاننگ تیار کریں گے ___ بائی بائی" ___ مادام کی نرم آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔

"نیروان! ___ تم نے ہم سب کو بچا لیا ہے" ___ ٹرانسمیٹر کے خاموش ہوتے ہی باقی چاروں نے بیک زبان ہو کر کہا۔

"دوستو! ___ میں تم سب سے زیادہ مادام کی نفسیات سمجھتا ہوں۔ اس لئے میں نے اس کی تعریف دانستہ کی تھی ___ ورنہ میں جانتا تھا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا سلوک کرتی ___ مگر اب اس نے وعدہ کر لیا ہے اور وہ وعدے کی پکی ہے ___ اس لئے اب ہمیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ___ بس اب آپ سب لوگ مادام کی ہدایات کے مطابق سونے کے ذخائر ہیڈکوارٹر منتقل کرنے کا کام شروع کر دیں ___ تاکہ ہم جلد از جلد ایکریمیا سے نکل سکیں" ___ نیروان نے دوسروں سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

مس بوچہ ——— کا شاکی اور مارگریٹ کو ٹونی اور فیلنگ کا بڑی شدت سے انتظار تھا۔ ٹونی نے آج ڈیوٹی سے واپسی پر انہیں ایسے مخصوص کلرسیٹ لا کر دینے تھے جن کے ذریعے ان تینوں نے ایسا میک اپ کرنا تھا جسے ایم۔ ایم مقرالپی سے چیک نہ کیا جا سکے۔ چونکہ اس کے لئے پورے جسم پر میک اپ ہونا ضروری تھا اور خاص طور پر آنکھوں اور بالوں کے رنگ بھی تبدیل ہونے تھے اور ہاتھوں کی انگلیوں کے مخصوص نشانات بھی تبدیل کئے جانے تھے

جونی نے پرنٹنگ سیل کی ان تینوں کارکنوں کے متعلق جیڈکوارٹر میں موجود دو تمام تفصیلات انہیں آج صبح ہی مہیا کر دی تھیں جن کے میک اپ میں انہیں پرنٹنگ سیکشن میں داخل ہونا تھا۔ ان کے درمیان یہ پروگرام طے پایا تھا کہ جونی پرنٹنگ سیل کی ان تینوں کارکنوں جن کے قد و قامت اور جسم ان تینوں سے ملتے ہوں گے متعلق تمام تفصیلات کی مائیکرو فلمیں آج صبح سٹور سے واپسی پر انہیں مہیا کرے گا۔ ٹونی انہیں کلر ڈیپارٹمنٹ سے خصوصی میک اپ کے لئے

کلرسیٹ لا کر دیگا ——— اور فیلنگ انہیں اسلحہ خانے کے متعلق پوری تفصیلات بتائے گا جہاں جدید ترین اور انتہائی طاقتور مائیکرو ٹائم بم موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ آج شفٹ سے واپسی پر اس الماری اور کمرے کے دروازے کو بھی دانستہ کھلا رکھ کر آئے گا تاکہ وہ جاتے ہوئے یہ بم اٹھا سکیں ——— چونکہ اسلحہ خانہ ایم۔ ایم مقرالپی چیکنگ کاریڈور کے بعد آتا تھا اس لئے بم اٹھا لینے کے بعد ان کے چیک ہو جانے کا خطرہ نہ تھا اور وہ بڑے اطمینان سے پرنٹنگ سیکشن میں بموں سمیت داخل ہو سکتی تھیں اور پھر بڑے اطمینان سے پرنٹنگ سیکشن جہاں پر تنظیم نے دنیا بھر کی جعلی کرنسی چھاپنے کے لئے بڑی بڑی اور جدید ترین مشینری اور کرنسی چھاپنے کا مخصوص کاغذ سٹاک کیا ہوا تھا۔ میں وہ بم رکھ کر شفٹ ختم ہونے پر واپس آ سکتی تھیں۔ چونکہ جس شفٹ میں انہوں نے جانا تھا وہ رات ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوتی تھی اس لئے انہوں نے بموں کے پھٹنے کا بارہ بجے کا وقت فکس کر کے انہیں پھاڑنے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔

جونی نے صبح کی شفٹ سے واپس آکر ——— ان تینوں کارکنوں کے متعلق تمام تفصیلات انہیں بتا دی تھیں اور انہوں نے ان مائیکرو فلموں کو پروجیکٹر پر چڑھا کر اتنی بار دیکھا تھا کہ اب ان تینوں کے متعلق انہیں رتی رتی کا علم ہو گیا تھا۔ اب انہیں ٹونی کا انتظار تھا تاکہ وہ مس بوچہ کے بتائے ہوئے کلرسیٹ لا کر دے تو وہ میک اپ مکمل کریں۔

اسی لمحے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور مارگریٹ تیزی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا اسے دروازے کے قریب ایک چھوٹا سا ڈبہ پڑا ہوا نظر آیا۔ البتہ ٹونی نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ ٹونی نے شبہ سے بچنے کے لئے ڈبہ رکھ کر دستک دی ہے اور خود کھسک گیا ہے۔

مارگریٹ نے اِدھر اُدھر دیکھا اور جلدی سے ڈبہ اٹھا لیا۔ دروازہ بند کر کے وہ اندر کمرے میں آئی اور پھر مس بوچر نے وہ ڈبہ کھول کر اس میں موجود مختلف رنگوں کی ٹیوبیں نکالیں اور اس نے سب سے پہلے مارگریٹ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ مارگریٹ نے تمام کپڑے اتار دیئے تھے اور مس بوچر نے اس کے پورے جسم پر میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جسم کا ایک ایک بال رنگا گیا۔ آنکھوں کا رنگ تبدیل کیا گیا۔ دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اور انگلیوں کے مخصوص نشانات تبدیل کئے گئے اور اس طرح مارگریٹ کا میک اپ مکمل ہو گیا۔ اب وہ پرنٹنگ سیکشن کی کارکن ایلین براڈ کی مکمل تصویر بنی ہوئی تھی۔ ایسی تصویر کہ ایلین براڈ اسے دیکھ کر اپنے وجود سے مشکوک ہو جاتی۔

پھر مس بوچر نے کاشا کی کے کپڑے اتروائے اور اس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ ایک گھنٹے بعد کاشا کی ایک اور کارکن ڈورتھی کا روپ دھار چکی تھی۔ اس کے بعد مس بوچر نے اپنا میک اپ شروع کیا اور اس کے جادوگر ہاتھوں نے جلد ہی اپنا کام مکمل کر لیا۔ اس نے سوسن کا روپ دھارا تھا۔

"چلو اب کام ہو گیا ـــــ۔ اب ہمیں فوراً ان کارکنوں کے کوارٹر میں پہنچنا ہو گا ـــــ تاکہ ان سے بات چیت کر کے ان کے لہجے اور چال ڈھال کی تفصیلات مکمل ہو سکیں" ـــــ مارگریٹ نے مس بوچر کے تیار ہوتے ہی کہا۔ اور ان تینوں نے لباس پہنے اور پھر وہ ایک ایک کر کے کوٹھی سے باہر نکل گئیں۔ جونی نے انہیں اس ایریے کا پتہ بتا دیا تھا جہاں ایک بڑے سے بنگلے میں وہ تینوں اکٹھی رہتی تھیں کیونکہ وہ تینوں سگی بہنیں تھیں اور پرنٹنگ کے کام میں مہارت تامہ کا درجہ رکھتی تھیں اس لئے ہیڈ کوارٹر میں انہیں بہت عزت دی جاتی تھی۔

وہ تینوں مختلف راستوں سے گزرتی ہوئیں آخر کار اس بنگلے تک پہنچ گئیں۔ اب یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ راستے میں کہیں بھی انہیں کوئی مسلح دربان نہ ٹکرایا تھا۔

"یہ بنگلہ تو بہت خوبصورت ہے ـــــ" مارگریٹ نے بنگلے کا بیرونی دروازہ دھکیل کر اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ" مس بوچر نے کہا اور پھر وہ تینوں احتیاط سے قدم اٹھاتی ہوئیں برآمدے تک پہنچ گئیں۔ اندر کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مارگریٹ نے آگے بڑھ کر دروازے پر زور زور سے دستک دی اور خود تیزی سے برآمدے کے ایک کھمبے کی آڑ میں ہو گئی جبکہ کاشا کی اور مس بوچر پہلے ہی کھمبوں کی آڑ میں چھپ چکی تھیں۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی نے باہر جھانکا۔ یہ ایلین براڈ تھی جس کے میک اپ میں مارگریٹ کھمبے کے پیچھے موجود تھی۔ ایلین براڈ نے حیرت بھرے انداز میں اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر کسی کو نہ پا کر وہ شاید حیرت کے عالم میں باہر برآمدے میں نکل آئی۔

"کون ہے ـــــ کس نے دروازے پر دستک دی ـــــ؟" اس نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پورچ تک آ گئی۔

مارگریٹ نے نہ صرف اس کی آواز سن لی تھی بلکہ لہجہ بھی یاد کر لیا تھا اور کھمبے کی آڑ میں سے اس کی چال بھی چیک کر چکی تھی۔ اس لئے پورچ کے قریب پہنچ کر جب اس نے کسی کو نہ پایا تو وہ بڑبڑاتی ہوئی واپس مڑی تو مارگریٹ کسی بھوکی شیرنی کی طرح اس پر جھپٹ پڑی اور پھر جوڈو کے ایک مخصوص وار نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں ایلین براڈ کو آئندہ چوبیس گھنٹوں کے لئے دنیا و مافیہا سے بے نیاز کر دیا۔ مارگریٹ نے پھرتی سے اسے گھسیٹ کر دیوار کی اوٹ میں کیا

اور پھر اس کے کپڑے اتار لئے۔ اپنے کپڑے اتار کر اس نے ایلین براؤن کو پہنا دیئے اور اس کا لباس خود پہن لیا۔ وہ تینوں شاید ڈیوٹی پر جانے کے لئے تیار ہو رہی تھیں اس لئے ایلین براؤن نے ہیڈکوارٹر میں داخلے کی مخصوص یونیفارم پہن رکھی تھی۔

مارگریٹ کے ہاتھوں کی بے پناہ پھرتی سے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں کپڑے تبدیل کر لئے اور پھر وہ ایلین براؤن بن کر پورچ میں داخل ہو گئی۔

"مس پوچیرا ۔۔۔ اب تم دروازہ کھٹکھٹاؤ" ۔۔۔ مارگریٹ نے ایلین براؤن کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا اور کھمبے کے پیچھے سے نکل کر مس پوچیرا نے دروازے پر زور سے دستک دی اور خود دوبارہ کھمبے کے پیچھے چھپ گئی جبکہ مارگریٹ دوسری طرف پورچ کے کنارے پر دروازے کی طرف پشت کئے کھڑی رہی۔

چند لمحوں بعد ایک لڑکی باہر آگئی۔ یہ ڈورتھی تھی۔

"کیا بات ہے ایلین! ۔۔۔ دروازہ تم نے کھٹکھٹایا ہے" ۔۔۔ ڈورتھی نے حیرت بھرے لہجے میں سامنے کھڑی مارگریٹ کو دیکھتے ہوئے کہا جو اس کی طرف پشت کئے کھڑی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو ۔۔۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا ۔۔۔ میں تو خود دستک کی آواز سن کر یہاں آئی ہوں ۔۔۔ مگر یہاں تو کوئی موجود نہیں ہے" ۔۔۔ مارگریٹ نے حیرت بھرے انداز میں مڑ کر ایلین براؤن کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔ مگر ابھی چند لمحے پہلے دروازے پر بڑے زور سے دستک ہوئی ۔۔۔ کیا تم نے نہیں سنی" ۔۔۔؟ ڈورتھی کے لہجے میں

اب خوف کا عنصر شامل تھا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ میں تو یہیں پورچ میں کھڑی ہوں ۔۔۔ کسی نے دستک نہیں دی" ۔۔۔ مارگریٹ نے کہا۔

"یہ آخر کیا ہو رہا ہے ۔۔۔؟" ڈورتھی نے آگے بڑھ کر مارگریٹ کے قریب آتے ہوئے کہا۔

"سوسن کیا کر رہی ہے ۔۔۔؟" مارگریٹ نے اچانک پوچھا۔

"وہ غسل خانے میں تیار ہو رہی ہے" ۔۔۔ ڈورتھی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے مارگریٹ کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور ہلکی سی چیخ کی آواز گونجی اور ڈورتھی کسی کٹے ہوئے شہتیر کی طرح نیچے گرنے لگی۔ مگر مارگریٹ نے جھپٹ کر اسے سنبھال لیا۔

"اسے مجھے دو ۔۔۔" کھمبے کی آڑ سے کاشاکی نے نکل کر لپکتے ہوئے کہا۔

"اسے گھسیٹ کر باڑ کی آڑ میں لے جاؤ ۔۔۔ کہیں سوسن باہر نہ آجائے" مارگریٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ۔۔۔ تم اندر چلی جاؤ اور سوسن کو بے ہوش کر دو"۔ کاشاکی نے ڈورتھی کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ مجھے سوسن کی آواز اور خیال بھی دیکھنا ہے ۔۔۔ اس لئے اسے بھی باہر بلاؤ" ۔۔۔ مس پوچیرا نے کھمبے کی آڑ سے ہی انہیں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ واقعی اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا" ۔۔۔ کاشاکی نے ڈورتھی کو پشت پر لادتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے اٹھا کر تیزی سے پورچ

کی سائیڈ میں موجود باڑ کے پیچھے لے گئی۔

اس کے باڑ کے پیچھے پہنچتے ہی مارگریٹ نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر دروازے کو انتہائی زور سے کھٹکھٹایا۔ اس بار اس نے جان بوجھ کر دستک دیتے وقت پوری قوت استعمال کر دی تھی تاکہ غسل خانے میں موجود سوسن تک اس کی آواز پہنچ جائے اور نتیجہ حسب توقع رہا۔

چند لمحوں بعد ہی سوسن کے قدموں کی آواز بیرونی دروازے تک آتی سنائی دی۔ مارگریٹ اس دوران دوبارہ پورچ تک آ کھڑی ہو چکی تھی۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔

"کیا بات ہے ایلین ——— ؟ یہ دروازہ کیوں کھٹکھٹایا ہے ——— ؟ اور ڈوروتھی کہاں ہے ——— ؟" سوسن کے لہجے میں تیزی کے ساتھ ساتھ غصے کی جھلک نمایاں تھی۔ وہ شاید ان دونوں بہنوں کی نسبت کچھ زیادہ ہی تیز مزاج واقع ہوئی تھی۔

"میں نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے! ——— میرا دماغ تو خراب نہیں ہوا میں تو خود دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر باہر آئی تھی۔ مگر یہاں کوئی بھی نہیں۔" مارگریٹ نے مڑ کر قدرے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ——— ؟ کیا کہہ رہی ہو ——— ؟ میں نے خود دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی ہے ——— پہلے بھی دو بار دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی تھی ——— مگر یہ چکر کیا ہے ——— ؟" اس بار سوسن کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمارا یہ بنگلہ آسیب زدہ ہو گیا ہے ——— اسے بدلنا چاہیئے" ——— مارگریٹ نے دروازے پر کھڑی ہوئی سوسن کی طرف بڑھتے

ہوئے کہا۔

"ہوں! ——— آسیب زدہ ——— اتنا عرصہ ہو گیا ہے ہمیں یہاں رہتے ہوئے ——— اس سے پہلے آسیب زدہ بھی آج ہی ہونا تھا" ——— سوسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آسیب کے آنے کا کوئی وقت تو مقرر نہیں" ——— مارگریٹ نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر بھی ———" سوسن نے شاید کچھ کہنا چاہا تھا مگر اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی مارگریٹ کا ہاتھ گھوم گیا اور سوسن کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر نیچے گرتی چلی گئی۔ مارگریٹ نے بڑی پھرتی سے اُسے سنبھال لیا۔

"ارے ارے یہ اتنی جلدی بیہوش ہو گئی ——— اسے کیا معلوم کہ آسیب اس کے قریب ہی پہنچ چکا ہے" ——— مس لوجر نے کھمبے کی اوٹ سے نکل کر برآمدے میں آتے ہوئے کہا۔ اس نے سوسن کے ہی لہجے میں بات کی تھی۔

"بالکل ٹھیک! ——— وہی لہجہ ہے ——— اب جلدی کرو لباس تبدیل کرو ——— ڈیوٹی کا وقت ہونے والا ہے" ——— مارگریٹ نے ہنستے ہوئے سوسن کا لہجہ مس لوجر کو منتقل کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ تینوں یونیفارم میں ملبوس ہیڈکوارٹر کے اندر جانے کے لئے پوری طرح تیار ہو چکی تھیں۔ سوسن - ڈوروتھی اور ایلین کے شناختی کارڈ بھی انہیں مل گئے تھے اس لئے اب وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھیں۔

ان تینوں کو انہوں نے اچھی طرح باندھ کر غسل خانے میں لٹا دیا تھا۔ ویسے بھی مارگریٹ کا خیال تھا کہ انہیں کم از کم بیس گھنٹوں سے پہلے ہوش نہ آسکے گا۔ مگر پھر بھی مس لوچر کے مشورے پر انہیں باندھنا ضروری سمجھا گیا کیونکہ اس مشن کے دوران وہ کسی قسم کا خطرہ مول نہ لے سکتے تھے۔

"شفٹ شروع ہونے میں آدھا گھنٹہ رہتا ہے ——— اور ابھی تک پلان کے مطابق فیلنگ یہاں نہیں پہنچا" ——— کاشاکی نے ہاتھ میں بندھی ہوئی ڈوری تھی کی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"آجائے گا ——— کچھ دیر اور انتظار کر لیتے ہیں" ——— مارگریٹ نے جواب دیا اور پھر اس کا فقرہ مکمل ہوتے ہی دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے کہ یہ فیلنگ ہوگا" ——— مارگریٹ نے کہا اور پھر وہ تینوں ہی تیز تیز قدم اٹھاتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ دروازے کے باہر واقعی فیلنگ موجود تھا مگر وہ بے حد ڈرا ہوا سہما ہوا تھا۔

"مس ! ——— میرا نام رابرٹ ہے" ——— فیلنگ نے جان بوجھ کر غلط نام بتاتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ نہیں فیلنگ ——— ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا" ——— مارگریٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور فیلنگ نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی اس کی آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کمال ہے ——— آپ لوگ تو جادوگر ہیں ——— اتنی تبدیلی کا تو تصور تک بھی نہ کر سکتا تھا" ——— فیلنگ نے داد دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر فیلنگ ! ——— وقت بہت کم ہے ——— یہ باتیں آزاد ہونے کے بعد بھی ہو سکتی ہیں ——— آپ ہمیں مشن کے بارے میں تفصیلات بتائیں" ——— مس لوچر نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"مشن مکمل ہے ——— میں نے دروازے اور الماری کے تالے کو اس طرح بند کیا ہے کہ آپ آسانی سے اسے کھول سکتی ہیں ——— میں نے چیکنگ روم ——— اسلحہ خانے اور آگے پرنٹنگ سیکشن تک جانے کے لیے یہ تفصیلی نقشہ بنایا ہے تاکہ آپ کو کوئی پریشانی نہ ہو" ——— فیلنگ نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر مارگریٹ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور وہ تینوں اس نقشے پر جھک گئیں۔ فیلنگ نے انہیں تفصیلات سمجھانا شروع کر دیں۔ اور چند لمحوں بعد نقشے کا ایک ایک پوائنٹ ان کے ذہنوں میں بیٹھ چکا تھا۔

"ٹھیک ہے مسٹر فیلنگ ! ——— اب آپ آرام کریں ——— رات شفٹ ختم ہونے کے بعد لوسی کے کوارٹر میں ملاقات ہوگی ——— اور پھر یقیناً آپ سب آزاد ہو جائیں گے" ——— مس لوچر نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"وش یو گڈ لک ! ——— انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے ——— یہ لوگ مکمل شیطان ہیں" ——— فیلنگ نے نقشے کو دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ——— آج ان کی شیطانیت ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی" ——— کاشاکی نے کہا اور فیلنگ سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"آؤ بھئی چلیں ——— ایسا نہ ہو کہ ہمیں دیر ہو جائے اور یہی بات انہیں مشکوک کر دے" ——— مس لوچر نے باہر کی طرف چلتے ہوئے کہا اور پھر

وہ دونوں بھی اس کے پیچھے چلتی ہوئیں بنگلے سے باہر نکل آئیں۔ ان کا رُخ ہیڈ کوارٹر کی اصل عمارت کی طرف تھا۔

وہ تینوں بڑے اعتماد اور اطمینان سے قدم بڑھاتی ہوئی چلی جا رہی تھیں۔



شاکل کو جیپ میں اپنی قریب والی سیٹ پر بٹھا کر دربان خود جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے جیپ کو سٹارٹ کر کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھایا۔ اصل عمارت گیٹ سے تقریباً ایک فرلانگ دُور تھی۔ عمارت کا سامنے کا حصہ جو دونوں اطراف میں دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ بالکل سپاٹ دیوار کی طرح تھا۔ اس میں کوئی کھڑکی، دروازہ حتیٰ کہ کوئی روشندان تک نظر نہ آ رہا تھا۔ عمارت کے عین درمیان میں ایک بڑا سا دروازہ تھا جس کے باہر پانچ افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔

شاکل جیپ کی سیٹ پر بیٹھا اپنی ہی دھن میں بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ مسلسل جھوم رہا تھا۔ اس کی حالت سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اُسے

کسی بات کا کوئی ہوش نہ ہو۔ لیکن دل ہی دل میں وہ اپنی عقل پر ناز کر رہا تھا کہ اس نے کس طرح ان سب کو بیوقوف بنایا ہے اور کتنی آسانی سے نہ صرف وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو گیا ہے بلکہ تھوڑی دیر میں مادام کے پاس بھی پہنچ جائے گا اور پھر مادام اس کے قبضے میں ہو گی۔

جیپ اس دروازے کے قریب جا کر رک گئی اور ڈرائیور نیچے اتر کر گھوم کر شاکل کی طرف آیا جو ابھی تک سیٹ پر بیٹھا جھوم رہا تھا۔

"نیچے اترو" ــــــ ڈرائیور نے شاکل کو بازو سے پکڑ کر نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے لے آئے ہو ــــــ؟" گیٹ پر موجود مسلح دربانوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر شاکل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"گیٹ انچارج نے بھیجا ہے ـ اسے چیکنگ روم میں پہنچانا ہے یہ مادام کا شکار ہے" ــــ ڈرائیور نے سوتیانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ اــــ واقعی اچھا شکار ہے" ــــــ دربان نے تعریفی نظروں سے شاکل کے کسے ہوئے جسم پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

"آؤ میرے دوست! ــــــ تم بھی ایک رات کے مزے لوٹ لو" ــــ ــــ دربان نے شاکل کو بازو سے پکڑ کر دروازے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

"میرے پاس آؤ ــــ آگ لگی ہوئی ہے ــــ مت جاؤ جانی ــــــ آج کی رات تو اربانوں بھری ہے" ـــ شاکل مسلسل بڑبڑائے چلا جا رہا تھا۔

دربان کے اشارے پر گیٹ کے باہر کھڑے ہوئے ایک مسلح آدمی نے تیزی سے گیٹ کے قریب لگے ہوئے سوئچ بورڈ پر نصب بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے بڑے گیٹ کی ایک سائیڈ پر ایک چھوٹی

سی کھڑکی خود بخود کھلتی چلی گئی۔ اور دربانوں کے انچارج جس نے شاکل کا بازو پکڑ رکھا تھا ایک جھٹکا دے کر اسے اس کھڑکی کے اندر دھکیل دیا۔ اور شاکل کے اندر داخل ہوتے ہی کھڑکی خود بخود بند ہو گئی۔

یہ ایک خاصی لمبی راہداری تھی جس کی دونوں اطراف کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا جب کہ چھت پر جگہ جگہ مختلف رنگوں کی انتہائی خوبصورت روشنیاں جھلملا رہی تھیں۔ راہداری کے آخری حصے پر ایک اور دروازہ تھا جو اس وقت بند تھا۔

شاکل اسی طرح لڑکھڑاتا اور بڑبڑاتا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ گو ارادی طور پر وہ بڑبڑاتے چلا جا رہا تھا مگر دل ہی دل میں وہ یہ سوچ رہا تھا کہ مادام کیٹ نے بڑا محفوظ قلعہ بنا رکھا ہے مگر اسے بار بار اپنی اداکاری پر ہنسی آ رہی تھی جس کی وجہ سے یہ قلعہ اس نے بڑی آسانی سے عبور کر لیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ تھوڑی دیر بعد وہ مادام کے کمرے میں ہوگا۔ اور پھر رات کی تنہائی میں نوجوان مادام جب اس کی مضبوط بانہوں کے حصار میں ہوگی تو پھر اس قلعہ میں ایسا زلزلہ آئے گا کہ پورا قلعہ ملبے کا ڈھیر بن جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے چیکنگ روم کا بھی خیال آ جاتا۔ مگر اسے معلوم تھا کہ چیکنگ روم میں کیا ہوگا۔ ان چیکنگ مشینوں کو ڈاج دینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا اس لئے اسے چیکنگ روم کی زیادہ پرواہ نہ تھی۔

اسی طرح منہ میں بڑبڑاتا، لڑکھڑاتا، جھومتا اور دل میں مادام اور قلعے کی تباہی کے متعلق ارادے بناتا وہ راہداری کے اختتام تک بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ راہداری کے دوسرے سرے پر موجود دروازہ آہستہ آہستہ نزدیک آتا چلا جا رہا تھا۔ دروازے سے تقریباً دو میٹر پہلے ہی قالین ختم ہو گیا تھا

اور دو میٹر کا یہ حصہ ننگے فرش پر مشتمل تھا جس کے چاروں کناروں پر ایک سفید رنگ کی پٹی بنی ہوئی تھی۔ درمیانی حصے کا رنگ سیاہ تھا۔

شاکل اپنی سی دھن میں آگے ہی بڑھتا چلا گیا اور پھر قالین کے اختتام پر جب اس نے اس ننگے فرش پر قدم رکھے۔ اچانک ایک زوں کی تیز آواز ابھری اور دوسرے لمحے شاکل کے قدموں تلے سے فرش غائب ہو گیا اور شاکل کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی اور اس کا جسم کسی بھاری پتھر کی طرح نیچے گرتا چلا گیا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ شاکل سنبھل ہی نہ سکا اور پھر ایک زوردار دھماکے سے وہ ایک سخت سی سطح سے جا ٹکرایا۔ ٹکرانے کے بعد ایک لمحے کے لئے اسے یہی احساس ہوا کہ اس کے پورے جسم میں درد کی لہریں سی اٹھی ہیں اور اس کے بعد اس کے دماغ پر اندھیروں نے یلغار کر دی۔

ایک لمحے سے بھی کم عرصے تک اس نے اپنے طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی مگر بے سود — اندھیرے پھیلتے ہی چلے گئے اور پھر اس کا ذہن گہری تاریکی کے اتھاہ غار میں ڈوبتا چلا گیا۔

ٹیم کے تمام ممبران نے ایک ہی ہوٹل میں رہنے کا پروگرام بنالیا تھا۔ کیونکہ اس سلسلے میں انہیں کوئی واضح ہدایات نہ ملی تھیں۔ چنانچہ ائیرپورٹ سے باہر نکل کر انہوں نے ٹیکسیاں انگیج کیں اور پھر صفدر کی رہنمائی میں انہوں نے ہوٹل ایڈن گیٹ میں ٹھہرنے کا فیصلہ کر لیا۔

صفدر چونکہ ایک بار پہلے بھی یہاں آچکا تھا اس لئے اسی نے ہوٹل ایڈن گیٹ کا مشورہ دیا تھا۔ اس کے خیال کے مطابق یہ ہوٹل ہر لحاظ سے ان کے لئے مناسب تھا۔

چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں پہنچ گئے۔ دس منزلہ ہوٹل کی عمارت بے حد خوبصورت تھی۔ مین گیٹ کراس کر کے جب وہ کاؤنٹر پر پہنچے تو ہال میں موجود ہر فرد ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ ایک گروپ کی صورت میں اندر داخل ہوئے تھے۔

تین ڈبل اور ایک سنگل روم" ـــــ صفدر نے آگے بڑھ کر ریسپشنسٹ

سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر جناب! ـــ پاسپورٹ" ـــــ کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے نوجوان نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور پھر سب نے اپنی اپنی جیبوں سے پاسپورٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیئے۔ اور پھر نوجوان نے ایک بڑے سے رجسٹر میں تیزی سے ہر پاسپورٹ کے اندراجات کرنے شروع کر دیئے اور پھر کی بورڈ سے چار چابیاں اتار کر ان کے سامنے رکھتے ہوئے اس نے ایک باوردی آدمی کو اشارہ کیا۔

"آیئے جناب! ـــ میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوں" ـــ اس باوردی نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ انہیں لیکر لفٹ کی طرف چل پڑا۔

انہیں چوتھی منزل پر کمرے الاٹ کئے گئے تھے۔ تین ڈبل روم ایک ہی قطار میں تھے جب کہ سنگل روم ان کے بالمقابل تھا۔ ظاہر ہے سنگل روم جولیا کے لئے تھا۔ چنانچہ گائیڈ کی رہنمائی میں وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ جبکہ صفدر اور تنویر نے ایک ـــ نعمانی اور شکیل نے دوسرا ـــ اور چوہان اور صدیقی نے تیسرا کمرہ سنبھال لیا۔ صفدر نے جان بوجھ کر تنویر کو اپنے ساتھ رکھا تھا تاکہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو۔

گائیڈ کے جانے کے بعد وہ سب آہستہ آہستہ اپنے کمروں سے نکل کر صفدر کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

"ہاں تو مسٹر صفدر! ـــ اب کیا پروگرام ہے ـــ؟ کیا آرام کیا جائے یا ـــ؟" کیپٹن شکیل نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"فی الحال تو کوئی ہدایات نہیں ہیں ـــ صرف اتنا کہا گیا تھا کہ ہمیں بے حد محتاط اور چوکنا رہنا ہو گا" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ ہم اطمینان سے کمروں میں لیٹے رہیں اور عمران جانے اور اس کا کام" ـــــ تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یار تنویر! ـــــ حکومت سروس نے ہم پر اتنی رقم اس لئے خرچ نہیں کی کہ ہم یوں اطمینان سے کمروں میں لیٹے رہیں ـــــ ہمیں اپنے طور پر بھی کچھ کرنا چاہیے" نعمانی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں فی الحال شہر کی سیر کرنی چاہیئے ـــــ تاکہ یہاں کی سڑکوں ـــــ مخصوص عمارتوں اور ٹیکسی اڈوں سے پوری طرح واقفیت ہو جائے ـــــ اس طرح سیر بھی ہو جائے گی ـــــ اور کام بھی" ـــــ جولیا نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بات درست ہے ـــــ اس طرح ہم مشکوک ہونے سے بھی بچ جائیں گے ـــــ کیونکہ ہمارے پاسپورٹوں پر مقصد بھی سیر و تفریح لکھا ہوا ہے" ـــــ صفدر نے جولیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اور پھر اس پروگرام پر سب متفق ہو گئے۔

چنانچہ طے ہوا کہ نہا دھو کر اور کپڑے تبدیل کر کے وہ سب ہوٹل کے ہال میں پہنچ جائیں۔ وہاں ایک ایک کپ کافی پینے کے بعد شہر کی تفریح کو نکلا جائے۔ چنانچہ سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔

"چلو تنویر! ـــــ تم پہلے تیار ہو جاؤ ـــــ میں اتنی دیر میں عمران سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا ہوں ـــــ تاکہ اسے اس پروگرام سے مطلع کر دوں" ـــــ صفدر نے ان سب کے جانے کے بعد تنویر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ غضب نہ کرنا ـــــ اسے ہماری تفریح کا پتہ چلا تو خواہ مخواہ کوئی نہ

کوئی رکاوٹ کھڑی کر دے گا" ـــــ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسی بات نہیں تنویر! ـــــ یہ ضروری ہے ـــــ ہم یہاں صرف تفریح کرنے نہیں آئے" ـــــ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تنویر کندھے جھٹکتا ہوا باتھ روم میں داخل ہو گیا۔

تنویر ٹیم میں سے اگر کسی کا لحاظ کرتا تھا تو صرف صفدر اور کیپٹن شکیل کا۔ کیونکہ یہ دونوں بے حد سنجیدہ رہتے تھے۔ اور تنویر کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیتے تھے۔

صفدر نے جیب سے نیلی رنگ نکالا۔ یہ کی رنگ گیند کی طرح تھا اور اس پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا۔ بظاہر یہ ایک عام سا کی رنگ نظر آتا تھا۔ مگر دراصل یہ ایک طاقتور ریینج کا شارٹ ٹرانسمیٹر تھا۔ ایک ایسا ٹرانسمیٹر جس کی لہریں تقریباً ایک سو میل تک پہنچتی تھیں اس طرح اتنے چھوٹے سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایک سو میل کی حدود میں بآسانی بات چیت کی جا سکتی تھی۔

صفدر نے گولے کو گھمانا شروع کر دیا اور جب نقشے پر بنا ہوا ملک اگاتھا چلین کور کے نیچے آیا تو صفدر نے گولے کو انگوٹھے اور انگلی کی مدد سے تین بار مخصوص انداز میں دبایا۔ دوسرے لمحے گولے میں سے ہلکی ہلکی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور پھر اچانک ٹوں ٹوں کی آوازیں خاموش ہو گئیں اور خاموش ہوتے ہی صفدر بول پڑا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" ـــــ صفدر نے آہستہ آواز میں کہا۔

"یس ـــــ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ اوور" ـــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"پرنس! ـــــ ہم سب ہوٹل ایڈن گیٹ میں رہ رہے ہیں ـــــ چوتھی منزل

یہ رومز نمبر مقرر ہوئی سکس، سیون اور ایٹ میں ہم سب جنٹلمین ۔۔۔ اور رُوم نمبر سکسٹی ون میں جولیا ۔۔۔ اب سے تھوڑی دیر بعد ہم سب شہر کی سیر کو جانے والے ہیں تاکہ یہاں کی سڑکوں اور عمارتوں سے واقف ہو سکیں۔ اوور" ۔۔۔ صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ سیر کے ساتھ ساتھ ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر تمہارا تعاقب کیا جاتے تو اُسے کسی اکیلی جگہ لے جا کر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے دوسری طرف سے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسی امید تو نہیں ہے کہ وہ لوگ ہمیں یوں مشکوک سمجھ لیں گے ۔۔۔ کیونکہ ہم سیاحوں کے روپ میں آتے ہیں ۔۔۔ اور یہاں سیاح تو بے شمار اور روزانہ ہی آتے رہتے ہیں ۔۔۔ پھر بھی آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا اوور" ۔۔۔ صفدر نے شاید دانستہ اس طنز کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے صفدر! ۔۔۔ ہر چیز ہر وقت ممکن ہو سکتی ہے ۔۔۔ بہرحال ہوشیار رہنا ۔۔۔ میں جلد از جلد کھیل شروع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا کے معاشی حالات روز بروز بگڑتے چلے جا رہے ہیں اوور" ۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے اوور" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے کوئے کو گھما کر کی رنگ کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد صفدر باتھ روم میں گیا اور پھر جب وہ باہر آیا تو ہر لحاظ سے تفریح کے لئے تیار نظر آ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کمرے

ولاک کر کے نیچے ہال میں پہنچ گئے۔

اس وقت ہال میں نعمانی اور چوہان موجود تھے۔ اور پھر آہستہ آہستہ سب وہاں اکٹھے ہوتے گئے۔ سب سے آخر میں جولیا پہنچی اور پھر انہوں نے کافی منگوائی اور اطمینان سے پینے میں مصروف ہو گئے۔

ابھی کافی کی پیالیاں خالی نہ ہوئی تھیں کہ اچانک قریبی میز سے ایک نوجوان اٹھ کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"آپ میں سے مسٹر صفدر کون ہیں" ۔۔۔ ؟ نوجوان نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔ اور وہ سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

"میرا نام صفدر ہے ۔۔۔ فرمایئے" ۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں نوجوان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اُسے اثبات میں اس لئے جواب دینا پڑا کیونکہ یہاں وہ اصلی ناموں سے رہ رہے تھے۔

"مجھے کارل کہتے ہیں ۔۔۔ مسٹر صفدر! ۔۔۔ مجھے ہدایات ملی تھیں کہ میں آپ لوگوں سے تعاون کروں ۔۔۔ میں نے تمام ہوٹل چھان مارے۔ یہاں آکر پتہ چلا کہ آپ یہاں ٹھہرے ہیں ۔۔۔ اور ابھی ابھی ویٹر نے بتایا ہے آپ ہی وہ لوگ ہیں جو پاکیشیا سے آتے ہیں" ۔۔۔ نوجوان نے صفدر کے کان کے پاس جھک کر آہستہ آواز میں کہا۔

"مگر ہدایات ۔۔۔" صفدر نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔۔۔ میں یہاں کی برانچ کا انچارج ہوں"۔ کارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سن کر ان سب کے چہرے کھل اٹھے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ ان کے ملک سے اتنی

دور ایک غیر ملک میں بھی ان کی برانچ موجود ہے۔

"اوہ مسٹر کارل! ——— آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے ——— ہم یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں ——— ہمارے دوست نے آپ کو فون کر کے ہم پر واقعی احسان کیا ہے ——— اس طرح ہم آپ کی رہنمائی میں سیر و تفریح کا صحیح لطف اٹھائیں گے" ——— صفدر نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا وہ شاید ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگوں کو مخصوص تاثر دینا چاہتا تھا اور کارل کے چہرے پر مسکراہٹ کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"اگر آپ لوگ کافی سے فارغ ہو گئے ہیں تو میرے ساتھ آیئے ——— میں آپ کو یہاں کی بہترین تفریح گاہ میں لے چلتا ہوں" ——— کارل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ ویٹر نے بل لا کر صفدر کے سامنے رکھ دیا اور صفدر نے اس پر دستخط کر دیئے۔ تاکہ بل کی رقم ان کے اکاؤنٹ میں جمع ہو سکے اور پھر وہ لوگ کارل کے پیچھے چلتے ہوئے مین گیٹ سے باہر آ گئے۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے آپ میرا ہیڈ کوارٹر دیکھ لیں تاکہ آپ کو کسی بھی وقت ضرورت پڑے تو باآسانی آپ وہاں تک پہنچ سکیں" ——— کارل نے باہر آ کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ——— اچھا خیال ہے ——— مگر کیا آپ اکیلے کام کرتے ہیں؟" جولیا نے تائید کرتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں مس! ——— میرے پاس مکمل یونٹ ہے" ——— کارل نے ہنستے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ایک طرف کھڑی ہوئی مائیکرو منی بس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ——— "یہ میرے استعمال میں رہتی ہے ——— میرے خیال میں ہم باآسانی اس کے ذریعے جا سکتے ہیں"۔

"مگر مسٹر کارل! ——— ایسا نہ ہو کہ ہمارا یوں آپ کی منی بس میں جانا مشکوک ہو جائے" ——— صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں مسٹر صفدر! ——— میرے آدمی ہر وقت آس پاس موجود رہتے ہیں ——— اگر ایسی کوئی بات ہوئی تو مجھے فوراً اطلاع مل جائے گی ——— اور پھر ہم حالات کے مطابق اپنے اقدام میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔" کارل نے مسکرا کر انہیں اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر کے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہی وہ سب منی ویگن میں سوار ہو گئے۔ کارل نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور پھر دوسرے ہی لمحے منی ویگن ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور تیزی سے موڑ کاٹ کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے باہر نکل کر مین روڈ پر آ گئی۔

"پاکیشیا سے آپ کو ہدایات کون دیتا ہے" ——— ؟ صفدر نے کچھ لمحے کے سکوت کے بعد کارل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ کے قریبی نشست پر بیٹھا ہوا تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ کی طرف سے ہدایات ملتی ہیں ——— وہی ہمیں کنٹرول کرتا ہے" ——— کارل نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کارل کی یہ بات سن کر سیکرٹ سروس کے سارے ممبر ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ ان سب کے ذہنوں میں بیک وقت ایک ہی سوال ابھرا تھا کہ کیا پرنس آف ڈھمپ یعنی عمران ہی سیکرٹ سروس کا سربراہ ہے کیونکہ اصولی طور پر غیر ملکی برانچ کو تو صرف سیکرٹ سروس کے سربراہ کو ہی کنٹرول کرنا چاہیئے۔

"یہ برانچ کب سے قائم ہے" ۔ ۔ ؟ کیپٹن شکیل نے اس سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"گزشتہ پانچ سال سے ہم کام کر رہے ہیں" —— کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کی ملاقات کبھی پولش آف ڈھمپ سے ہوئی ہے" —— ؟ جو نے سوال جڑ دیا۔

"نہیں مس! —— آج تک ملاقات نہیں ہوئی —— صرف ٹرانسمیٹر پر بات چیت ہوتی رہتی ہے" —— کارل نے جواب دیا۔

"آپ کے ذمہ یہاں کیا فرائض ہیں" — ؟ صفدر نے پوچھا۔

"بڑے عجیب سے فرائض ہیں —— ہمارا کام صرف یہاں کے جرائم پیشہ تنظیموں سے متعلق تازہ ترین کوائف جمع کر کے ہیڈ کوارٹر کو بھیجنا ہے —— مگر پہلی بار ہمیں یہ ہدایات ملی ہیں کہ ہیڈ کوارٹر سے ایک ٹیم یہاں آ رہی ہے جس کی سربراہی مسٹر صفدر کر رہے ہیں —— ان سے مکمل تعاون کیا جائے" کارل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے —— آپ یہاں کی جرائم پیشہ تنظیموں سے مکمل طور پر واقف ہیں" —— ؟ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں! —— جرائم پیشہ تنظیموں پر ہماری برانچ کی بڑی گہری نظر رہتی ہے" —— کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ بلیک کیٹ تنظیم کے متعلق جانتے ہیں" — ؟ صفدر نے کچھ دیر کے سکوت کے بعد پوچھا۔

"بلیک کیٹ! —— جی ہاں —— اچھی طرح جانتا ہوں —— انتہائی

خطرناک بین الاقوامی تنظیم ہے —— اس کی سربراہ مادام کیٹ ہے" —— کارل نے جواب دیا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے" —— ؟ صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر ہیڈ کوارٹر کے متعلق پتہ چل جائے تو عمران سے پہلے ہی اس پر چھاپہ مار دیا جائے۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر بدلتا رہتا ہے —— وہ ایک ہفتے سے زیادہ ایک ہیڈ کوارٹر میں نہیں رہتے —— میرے آدمی ان کے نئے ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں —— جلد ہی اطلاع مل جائے گی" —— کارل نے جواب دیا اور صفدر کا منہ لٹک گیا۔

اسی لمحے کارل نے ایک بڑی سی عمارت کے بند گیٹ کے سامنے منی ویگن موڑ کر روک لی۔ یہ خاصی بڑی عمارت تھی۔ اس کی دیواریں بھی اونچی تھیں اور ایک بہت بڑا لوہے کا پھاٹک نصب تھا۔ کارل نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان باہر نکلا۔

"گیٹ کھولو" —— کارل نے تحکمانہ لہجے میں اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" —— نوجوان نے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس پھاٹک میں غائب ہو گیا۔ دوسرے لمحے پھاٹک کھلتا چلا گیا۔ اور کارل منی ویگن کو عمارت کے اندر لیتا چلا گیا۔ عمارت کا صحن کافی وسیع تھا اور سامنے بلڈنگ بھی کافی بڑی تھی۔

"بہت بڑی بلڈنگ میں ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے" —— ؟ صفدر نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"دراصل یہ بلڈنگ میری ذاتی ملکیت ہے ـــــ اس لئے میں نے یہاں ہیڈکوارٹر بنا لیا ہے" ـــــ کارل نے سرسری سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر منی ویگن عمارت کے وسیع پورچ میں جا کر رک گئی۔ پورچ کے قریب سٹین گنوں سے مسلح تین افراد بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر بڑے مودبانہ انداز میں ویگن کے دروازے کھول دیئے اور کارل سمیت وہ سب نیچے اتر آئے۔

اپنے ملک سے اتنی دور ایک غیر ملک میں سیکرٹ سروس کی اتنی شاندار برانچ کو دیکھ کر ان سب کے دلوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ ایک غیر معمولی مسرت کا احساس بھی ابھر رہا تھا۔

"آیئے" ـــــ کارل نے عمارت کے اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور وہ سب عمارت کو دیکھتے ہوئے یوں آگے بڑھے۔ جیسے سیاحوں کا گروپ کسی عمارت کی سیر کرنے کے لئے گائیڈ کی رہنمائی میں چل رہا ہو۔

برآمدے سے ہو کر وہ ایک گیلری سے گزرے اور پھر ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ کارل نے ان سب کے اندر آنے پر کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر دروازے کے قریب موجود سوئچ بورڈ پر لگے بہت سے بٹنوں میں سے ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ اور بٹن دبتے ہی پورا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا۔

"یہ سب کچھ میں نے اپنے ذاتی خرچ پر صرف اپنے شوق کی خاطر بنوایا ہوا ہے" ـــــ کارل نے ان سب کے چہروں پر حیرت کے ابھرے ہوئے تاثرات دیکھ کر خود ہی کہا۔

چند لمحوں بعد لفٹ خود بخود رک گئی اور کارل نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اب وہ ایک اور راہداری میں تھے جس کے آخر میں ایک لوہے کا مضبوط دروازہ نظر آ رہا تھا۔

"یہ میرا آپریشن روم ہے" ـــــ کارل نے لوہے کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب قدم بڑھاتے ہوئے اس دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ کارل نے آگے بڑھ کر دروازے کی دہلیز کے کونے کے پیچھے لگے ہوئے ایک چھوٹے سے بٹن کو دبایا تو دروازہ بلا آواز پیدا کئے خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"چلیئے" ـــــ کارل نے بڑے دوستانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر صفدر سب سے پہلے اندر داخل ہوا۔ اس کے بعد کارل خود بھی اندر چلا گیا۔ اور اس کے پیچھے باقی ممبرز بھی اندر آ گئے۔ مگر وہ سب حیرت سے اس وسیع کمرے کو دیکھ رہے تھے۔ جس کی تمام دیواریں بالکل سپاٹ تھیں اور وہاں تو کوئی میز تھی نہ کرسی۔

"یہ کیسا آپریشن روم ہے" ـــــ ان سب کے منہ سے بیک وقت یہی فقرہ نکلا۔

"یہی اس آپریشن روم کی خصوصیت ہے ـــــ بظاہر یہ دیواریں بالکل سپاٹ نظر آتی ہیں ـــــ مگر ان دیواروں کے اندر ہر چیز موجود ہے" ـــــ کارل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

"ارے اس کا تو آپریشن بٹن تو میں دبانا ہی بھول گیا" ـــــ کارل نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا وہ تیزی سے قدم بڑھا کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ دوسرے لمحے لوہے کا

منضبوط دروازہ انتہائی تیزی سے بند ہوگیا۔

"اوہ —" وہ سب چونک کر حیرت سے دروازے کو دیکھنے لگے۔

"ہا — ہا — ہا — دوستو! — یہ واقعی آپریشن روم ہے — اب اس کمرے میں آپ سب کا آپریشن ہوگا" — اچانک دیواروں سے کارل کی آواز سنائی دی۔ اور ان سب کے ذہنوں میں ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ ان پر شاید پہلی بار انکشاف ہوا کہ ان کے ساتھ دھوکا ہوا ہے اور وہ بڑی سادہ لوحی سے دشمنوں کے جال میں آ پھنسے ہیں۔

"مگر وہ سیکرٹ سروس — اور پرنس آف ڈھمپ" — صفدر نے جیسے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ کا پرنس آف ڈھمپ بھی تھوڑی دیر بعد اپنے حبشی باڈی گارڈ کے ساتھ یہاں پہنچ جائے گا — بے فکر رہیں" — کارل کا جواب سنائی دیا۔

"مگر تم نے ہمیں ٹریپ کیسے کیا" — صفدر نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"تم جس بلیک کیٹ کو پوچھ رہے تھے — میرا تعلق اسی تنظیم سے ہے — پرنس آف ڈھمپ کی نگرانی ہو رہی تھی — اور تمہاری بھی۔ لیکن تمہاری طرف سے ہم مشکوک تھے کہ تم واقعی سیاح ہو یا نہیں — تم نے ایک حماقت کی اور ٹرانسمیٹر پر پرنس آف ڈھمپ سے رابطہ قائم کیا۔ اس گفتگو کی چیکنگ کے دوران تمام باتیں واضح ہو گئیں — اس سے قبل تمہاری گفتگو سے پتہ چل گیا کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے — چنانچہ میں نے تم سب کو یہاں لے آنے کے لئے یہی تجویز سوچی — اور تم

میری توقع کے عین مطابق بڑے اطمینان سے میرے ساتھ چلے آئے — راستے میں تمہاری پوچھ گچھ سے مجھے یہ بھی پتہ چل گیا کہ تم ہماری تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آئے ہو — پرنس آف ڈھمپ اور اس کے باڈی گارڈ کو لینے کے لئے ہمارا سپیشل دستہ حرکت میں آ چکا ہے — انہیں بیہوش کر کے یہاں لایا جائے گا — اور پھر تم سب کو اکٹھے ہی مادام لیسٹ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا — اور وہی تمہاری قسمت کا فیصلہ کرے گی — ویسے اتنا بتا دوں کہ مادام لیسٹ کے پاس رحم نام کی کوئی چیز نہیں ہے — اس لئے تم سب اپنی یقینی موت کے استقبال کے لئے تیار ہو جاؤ — گڈ بائی" — کارل نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی آواز بند ہوتے ہی کمرے کی جڑوں سے دودھیا رنگ کا دھواں نکل کر تیزی سے کمرے میں پھیلنا شروع ہو گیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ سب بارش کے قطروں کی طرح بیہوش ہو کر نیچے فرش پر ٹپکنے لگ گئے۔

مس بوچہ ـــــ کاشاکی ـــــ اور مارگریٹ بڑے اطمینان بھرے انداز میں چلتی ہوئی بیرونی راہداری کی اصل عمارت کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ یہ دروازہ بظاہر ایک عام سا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ مگر فیلنگ کے لائے ہوئے نقشے کے مطابق اس دروازے سے آگے موجود راہداری میں بی ایم ایم مقراپلی نصب تھی اور راہداری پار کرتے ہوئے اس جدید ترین چیکنگ نظام سے گزرنے والے کی مکمل چیکنگ ہو جاتی تھی۔ دروازے کے باہر دو مسلح افراد موجود تھے۔ جیسے ہی وہ تینوں ان کے قریب پہنچیں ان دونوں نے تیز نظروں سے انہیں گھورا۔

"مسٹرز! ـــــ کیا بات ہے ـــــ آج آپ چند منٹ لیٹ ہیں"

ایک آدمی نے بڑے مسکراتے ہوئے انداز میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ واقعی! ـــــ دراصل ہماری گھڑیاں آج سست ہو گئی تھیں"

موسن نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ دراصل یہ کوڈ ورڈز تھے اور فیلنگ اس کوڈ کے متعلق انہیں پہلے ہی بتا چکا تھا۔ اور کوڈ دہرانے کے ساتھ ہی

ان تینوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے کارڈ اس دربان کے ہاتھوں میں پکڑا دیئے۔

دربان نے ایک نظر ان کارڈوں پر ڈالی اور پھر دروازے کے قریب موجود ایک رخنے میں باری باری اس نے تینوں کارڈ ڈال دیئے۔ انہیں معلوم تھا کہ ان کارڈوں کے ڈالتے ہی بی ایم ایم مقراپلی کام شروع کر دیتی ہے۔ کیونکہ کارڈ رخنے میں غائب ہوتے ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور پھر سب سے پہلے مس بوچہ نے قدم اندر بڑھائے۔ اس نے اسی لمحے اپنے شعور کو مخصوص انداز میں صرف چند باتوں پر مرتکز کر لیا تاکہ بی ایم ایم مقراپلی ان کی اصلیت کو نہ جان سکے۔ اس کے بعد کاشاکی ـــــ اور پھر آخر میں مارگریٹ اندر داخل ہوئی اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ان کے پیچھے خودبخود بند ہوتا چلا گیا۔

راہداری بظاہر عام سی نظر آ رہی تھی اس کی چھت پر گول گول سوراخوں میں سے تیز روشنیاں پوری راہداری میں پھیلی ہوئی تھیں۔

وہ تینوں بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں ان کا انداز ایسا تھا جیسے روٹین میں وہاں سے گزر رہی ہوں۔ شعور میں مخصوص باتیں مرتکز کیے ہوئے وہ آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ ان کے آگے بڑھتے ہی چھت پر نصب مختلف روشنیاں تیزی سے جلنے بجھنے لگیں مگر وہ تینوں ان روشنیوں کی طرف دھیان دیئے بغیر آگے بڑھتی چلی گئیں انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ راہداری سے گزرنے کی بجائے پل صراط پر سے گزر رہی ہوں۔ مگر اپنی مخصوص تربیت اور بے پناہ قوت ارادی کی وجہ سے انہوں نے نہ صرف اپنے ذہنوں کو کنٹرول کیا ہوا تھا بلکہ اپنے اعصاب

کو بھی انہوں نے کنٹرول میں رکھا ہوا تھا کیونکہ خوف یا جوش کی وجہ سے دل کی دھڑکن میں غیر معمولی تیزی بھی ایم۔ ایم تھرا چیک کر لیتی تھی۔ بہرحال وہ راہداری میں سے گزرتی چلی گئیں۔

راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ اس دروازے کے اوپر ایک بلب نصب تھا۔ جیسے ہی وہ تینوں اس دروازے کے قریب پہنچیں دروازے پر نصب بلب یکدم جل اٹھا۔ اس کا رنگ سبز تھا۔ اور بلب کے جلتے ہی دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور وہ تینوں دروازہ پار کر گئیں۔ اب آگے اندھے شیشے کا ایک کیبن سا تھا جس میں کوئی دروازہ نظر نہ آ رہا تھا۔ اس اندھے شیشے کے کیبن میں داخل ہوتے ہی ہلکی سی سرر کی آواز نکلی اور پھر ایک سائیڈ میں سے ایک تختی سی باہر آ گئی۔ اس پر سوسن کا کارڈ موجود تھا۔ کارڈ پر جہاں پہلے اندراجات موجود تھے۔ اس سے آگے سبز سیاہی سے ایک اور تاریخ پڑ گئی تھی۔ مس لوجیر نے پھرتی سے وہ کارڈ اٹھا لیا۔ تختی دیوار میں غائب ہو گئی اور دوسرے لمحے ایک بار پھر باہر آ گئی۔ اب اس پر ڈورتھی کا کارڈ موجود تھا۔ اُسے کاشا کی نے اٹھا لیا اور آخر میں ایتن براؤ کا کارڈ باہر آ گیا اور مارگریٹ نے وہ کارڈ اٹھا لیا۔ تیسری بار تختی غائب ہوتے ہی کیبن کی سامنے کی دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی اور وہ تیزی سے چلتی ہوئیں دوسری طرف آ گئیں۔ یہ ایک طویل راہداری تھی جس میں مختلف کمروں کے دروازے تھے۔ جن پر تختیاں نصب تھیں۔

ان تینوں نے کیبن سے باہر نکلتے ہی اطمینان کی طویل سانسیں لیں وہ ایم۔ ایم تھرا جیسے جدید ترین چیکنگ نظام کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ فیلنگ کے بتائے ہوئے نقشے کے مطابق وہ تیزی سے آگے بڑھتی

چلی گئیں اور پھر وہ ایک دروازے کے سامنے رک گئیں۔ اس دروازے پر میٹنگ ہال کی تختی نصب تھی۔ مگر فیلنگ نے انہیں پہلے ہی بتا دیا تھا کہ یہ تختی صرف دھوکا دینے کے لئے لگائی گئی ہے۔ دراصل یہ اسلحہ خانہ تھا۔ مادام کیتھ نے واقعی ہر قدم پر احتیاط برتی تھی۔ اگر فیلنگ نے انہیں نہ بتایا ہوتا تو وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکتی تھیں کہ میٹنگ ہال کی بجائے یہ دروازہ اسلحہ خانے کا ہے۔

مس لوجیر نے آہستگی سے دروازے کو دبایا تو دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔

"تم یہاں ٹھہر کر خیال رکھو ——— میں ابھی آتی ہوں۔" ——— مس لوجیر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور پھر پھرتی سے کمرے کے اندر داخل ہو گئی جبکہ مارگریٹ اور کاشا کی راہداری میں ہی رہ گئیں۔ ان کی تیز نظریں ادھر اُدھر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ایک ایک لمحہ انتہائی خطرناک تھا۔ کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے کوئی یہاں آ سکتا تھا۔

مگر چند ہی لمحوں بعد مس لوجیر باہر آ گئی۔ اس کے چہرے پر کامیابی کا تاثر واضح طور پر موجود تھا۔

"فیلنگ نے بالکل صحیح کام کیا ہے ——— ان پر میں نے بارہ بجے کا وقت فکس کر دیا ہے" ——— مس لوجیر نے دو چھوٹے چھوٹے مگر انتہائی جدید ترین ٹائم بم مارگریٹ اور کاشا کی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور ان دونوں نے انتہائی پھرتی سے انہیں اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا۔

"بس ——— اب انہیں ایسی جگہ چھپانا ہے کہ جہاں سے یہ چیک بھی نہ ہو سکیں اور ان کے پھٹنے پر پورا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو جائے" ——— مس لوجیر

نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

مادام تی کے انتظام پر ایک چھوٹی سی لفٹ کے ذریعے وہ تہہ خانوں میں اترتی چلی گئیں جہاں جعلی کرنسی کی طباعت کے لئے جدید ترین مشینری نصب تھی۔ وہ تینوں چونکہ تین کے روپ میں یہاں آئی تھیں۔ پرنٹنگ سیکشن سے متعلق تھیں اس لئے یہ تینوں پرنٹنگ ہال میں داخل ہو گئیں۔

مس بوچر کی ڈیوٹی فلم ڈویلپنگ سیکشن میں تھی جب کہ مارگریٹ پلیٹ میکنگ سیکشن سے متعلق تھی اور کاشا کی براہِ راست پرنٹنگ مشین کو آپریٹ کرنا تھی۔ یہ تینوں شعبے ایک بڑے ہال میں مشترکہ طور پر قائم تھے۔

جیسے ہی وہ تینوں پرنٹنگ ہال میں پہنچیں۔ ایک لمحے کے لئے ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ اس قدر کثرت سے وہاں جدید ترین مشینری نصب تھی کہ اس کا انہیں تصور تک نہ تھا اور وہاں تقریباً ہر ملک کی کرنسی دھڑا دھڑ چھاپی جا رہی تھی۔ جوڈی نے جو کہ اس پرنٹنگ سیل کا انچارج تھا ان تینوں کو پہلے ہی اس بارے میں تفصیلات بتا دی تھیں کہ انہوں نے کون کونسی مشینری پر کام کرنا ہے اور کن کن سے چارج لینا ہے اور پھر کیا کیا کرنا ہے۔

چنانچہ وہ ہال میں داخل ہوتے ہی سیدھی اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ گئیں۔ ان جگہوں پر پہلی شفٹ میں کام کرنے والی تینوں عورتوں نے ان کی آمد پر ان سے ہاتھ ملایا۔ چارج کام کے متعلق ہدایات دیں اور پھر وہ سپروائزر کی طرف بڑھ گئیں تاکہ وہاں سے واپسی کا اجازت نامہ حاصل کر کے عمارت سے باہر چلی جائیں۔

مس بوچر نے فلم تیار کرنے والی دیو ہیکل آٹومیٹک مشین کو آپریٹ کرنا

شروع کر دیا۔ وہ اس مشین پر اکیلی ہی کام کر رہی تھی۔ البتہ ساتھ والی مشینوں پر کام کرنے والی عورتیں اور ہال میں سرخ لباس میں پھرنے والے سپروائزر ایک دوسرے کو کام کرنے کے ساتھ ساتھ دیکھ بھی رہے تھے۔

مس بوچر مشین آپریٹ کرنے کے ساتھ ساتھ ایسی جگہ کی تلاش میں تھی جہاں اس چھوٹے سے مگر انتہائی طاقتور ٹائم بم کو چھپایا جا سکے۔ یہ جگہ ایسی ہونی چاہئے جہاں یہ بم رات بارہ بجے تک محفوظ بھی رہے اور مشین کی کارکردگی پر بھی اس کا کوئی اثر نہ پڑے تاکہ اسے کسی طرح بھی چیک نہ کیا جا سکے اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد مشین کے اندر ایک چھوٹی سی جگہ اسے نظر آ گئی جو ہر لحاظ سے محفوظ تھی۔ چنانچہ اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے اب موقع تاڑنے کی کوشش شروع کر دی۔ جب وہ اس بم کو جیب سے مشین میں منتقل کر سکے۔ مگر اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ کوئی نہ کوئی ضرور ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔

مگر آخر کار ایک لمحہ ایسا مل گیا جب اس کی طرف کسی کی توجہ نہ تھی اور ایسا اس وقت ہوا جب ایک مشین اچانک چلتے چلتے رک گئی اور ہر شخص اس طرف متوجہ ہو گیا۔ اسی لمحے مس بوچر نے انتہائی پھرتی سے بم مشین میں منتقل کر دیا۔ بم کو منتقل کرنے کے بعد اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اچھی طرح اطمینان کر لیا کہ کسی نے اسے ایسا کرتے دیکھا نہیں ہے تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

تقریباً تین گھنٹے کے مسلسل کام کے بعد آدھے گھنٹے کا وقفہ ہوا اور کام روک دیا گیا اور سب کارکن ہال سے ملحقہ ایک بڑے کمرے میں چائے پینے کے لئے اکٹھے ہو گئے تب مس بوچر نے مارگریٹ اور کاشا کی سے ان کی کارکردگی کے متعلق

اشاروں میں پوچھا اور اثبات میں جواب ملنے پر اس نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔ مارگریٹ اور کاشا کی بھی بم مشینوں میں چھپانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اور اب صرف انہیں شفٹ ختم ہونے کا انتظار تھا۔ مگر ابھی شفٹ ختم ہونے میں تین گھنٹے پڑے تھے۔ اور اس دوران وہ یہاں کام کرنے پر مجبور تھیں۔ چیئر مین کے وقفے کے بعد شفٹ دوبارہ شروع ہو گئی۔ اور پھر وقت آہستہ آہستہ گزرتا چلا گیا۔

ابھی ساڑھے گیارہ بجنے میں چند ہی منٹ رہتے تھے کہ اچانک ہال میں ایک لمبا تڑنگا شخص داخل ہوا۔ اس نے سرخ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے کاندھوں پر پیلے رنگ کے ستارے چمک رہے تھے۔ اسے دیکھ کر ہال میں موجود سب سپروائزر چوکنے ہو گئے اور مشینوں پر کام کرنے والی عورتیں اور مرد بھی انتہائی مستعدی سے کام کرنے لگے۔ آنے والے کے چہرے پر درشتگی کے بے پناہ آثار نظر آ رہے تھے۔ اس نے ہال کے دروازے پر کھڑے ہو کر تیز نظروں سے ایک ایک کا جائزہ لیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا مس بوچر کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ مس بوچر کا دل اسے اس پراسرار انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر بری طرح دھڑک اٹھا۔ اور اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم بجانا شروع کر دیا۔

"مس سوسن — اپنا کارڈ دکھائیے" — آنے والے نے انتہائی درشت لہجے میں مس بوچر سے مخاطب ہو کر کہا اور مس بوچر نے خاموشی سے جیب سے کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے بغور کارڈ دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"سپروائزر" — آنے والے نے قریب ہی موجود ایک سپروائزر سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" — سپروائزر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مس سوسن، مس ڈورتھی — اور مس ایلن بانڈ کو شفٹ ختم ہونے پر میرے پاس لے آنا — میں نے ان سے ضروری باتیں کرنی ہیں — جوان! — مس ڈورتھی اور مس ایلن بانڈ کے کارڈ لے آؤ" — آنے والے نے جو یقیناً چیف سپروائزر تھا — نے کہا۔

"یس باس" — سپروائزر نے جواب دیا اور پھر چند ہی لمحوں میں مارگریٹ اور کاشا کی سے کارڈ لے کر چیف سپروائزر کے حوالے کر دیے اور چیف ان تینوں کے کارڈ لے کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔

مس بوچر کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر چکر کیا ہوا ہے — ؟ اگر چیف ان کے بارے میں مشکوک ہوتا تو یقیناً انہیں اسی وقت گرفتار کر لیا جاتا۔

بہرحال تھوڑی ہی دیر بعد ان کی شفٹ ختم ہو گئی اور ان کی جگہ لینے کے لیے دوسری عورتیں آ گئیں اور پھر دو سپروائزروں نے ان تینوں کو اپنے ہمراہ چلنے کا اشارہ کیا۔

"یہ کیا چکر ہے — ؟ چیف نے ہمیں کیوں بلایا ہے" — ؟ مس بوچر نے ایک سپروائزر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"معلوم نہیں مس" — سپروائزر نے سخت لہجے میں مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہ تینوں خاموشی سے سپروائزروں کے ساتھ چلتی ہوئیں ہال سے نکل

کر ان سے ملحقہ کمرے میں پہنچ گئیں۔ جہاں ایک میز کے پیچھے چیف سپروائزر بیٹھا تھا اور میز پر اس نے ان تینوں کے کارڈ رکھے ہوئے تھے۔

"بیٹھ جائیں" ـــــ چیف سپروائزر نے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان تینوں سے کہا اور وہ تینوں خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ سپروائزر ان کی پشت پر کھڑے رہے۔

"مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ آپ تینوں اپنے بنگلے میں بیہوش پڑی ہوئی ہیں ـــــ ایک سپاہی نے گشت کے دوران بنگلے کی بیرونی بتی جلتی ہوئی دیکھی جو کہ خلاف معمول تھی ـــــ چنانچہ چیکنگ کے لئے وہ اندر گیا تو اس نے غسل خانے میں آپ تینوں کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا۔ اور پھر ہمیں اطلاع دی گئی ـــــ جب کہ آپ یہاں کام کر رہی ہیں ـــ اور آپ چیکنگ کاریڈار سے بھی گزر کر آئی ہیں ـــــ اس کا مطلب ہے کہ آپ اصل ہیں ـــــ مگر پھر وہ تینوں کون ہیں ـــ؟ اور وہاں بندھی ہوئی کیوں پڑی تھیں" ـــــ؟ چیف سپروائزر نے اپنے مخصوص درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف! ـــــ ہم کیا بتا سکتی ہیں ـــــ ہم تو آپ کے سامنے موجود ہیں ـــ ظاہر ہے کوئی چکر ہے ـــــ اور وہ تینوں ہمارے میک اپ میں ہیں ـــــ اب اس بات کا پتہ چلانا آپ کا کام ہے کہ وہ کون ہیں ـــــ؟ اور وہاں کیوں پڑی ہوئی تھیں" ـــــ؟ مس جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ـــــ مگر چونکہ یہ چکر انتہائی خطرناک معلوم ہوتا ہے ـــــ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان تینوں کو بھی چیکنگ

کاریڈار سے گزارا جائے ـــــ تاکہ حتمی فیصلہ کیا جا سکے کہ غلط کون ہے؟ کیونکہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ ہو بہو آپ جیسی ہیں" ـــــ چیف سپروائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ اس وقت کہاں ہیں" ـــــ؟ مارگریٹ نے پوچھا۔

"وہ ہسپتال میں ہیں ـــــ انہیں ہوش میں لایا جا رہا ہے ـــ جیسے ہی وہ چلنے کے قابل ہوئیں انہیں یہاں لایا جائے گا ـــــ میرا خیال ہے آپ کو صرف آدھا پونا گھنٹہ مزید انتظار کرنا پڑے گا" ـــــ چیف سپروائزر نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمیں آپ پہرے میں واپس بنگلے پر بھیج دیں اور انہیں چیک کر لیں ـــــ پھر جیسا بھی آپ فیصلہ کریں ـــ ہم تیار ہیں کیونکہ ہم مسلسل کام کر کے بری طرح تھکی ہوئی ہیں ـــ اس طرح ہم آرام کر لیں گی" ـــــ کاشاکی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ان تینوں کے دل بری طرح لرز رہے تھے۔ کیونکہ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ٹھیک بارہ بجے وہ ہولناک تینوں بم پھٹ جائیں گے اور ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ وہ اگر اس دوران یہیں موجود رہیں تو ان کے بچنے کا ایک فیصد بھی چانس نہ رہے گا۔

"آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے مگر" ـــــ چیف نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور ان تینوں کے چہروں پر امید کے چراغ جل اٹھے۔

"دیکھئے چیف! ـــــ ہم تینوں تو چیکنگ کاریڈار کراس کر چکی ہیں ورنہ ظاہر ہے اب واپس جاتے وقت بھی کراس کریں گی ـــــ جب کہ ان

تینوں نے ابھی تک چیکنگ کاریڈار کراس نہیں کیا ــــــ اس لحاظ سے ہمیں ان پر فوقیت ہے ــــــ یقیناً وہ تینوں کوئی فراڈ ہیں ـــ اس لئے آپ ہمارے آرام کا خیال کریں ــــــ ان سے جو چاہیں سلوک کرتے رہیں ـــ ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے" ــــــ کاشانی نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــــ آپ کی بات سچی ہے ـــ آپ واقعی تھکی ہوئی ہیں ـــ اور آپ چیکنگ کے مرحلے سے بھی گزر چکی ہیں ـــ اس لئے آپ کو آرام کرنے کا حق ہے ــــــ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ اپنے بنگلے میں اس وقت تک ہماری قیدی رہیں گی ــــــ جب تک یہ بات کھل کر سامنے نہ آجائے" ــــــ چیف نے فیصلہ کن انداز میں کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ان تینوں کے کارڈ بھی اٹھا لئے۔

"بالکل چیف! ـــ ہم ہر وقت ہر امتحان کے لئے تیار ہیں" ـــ ان تینوں نے بھی کرسیوں سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کے دل زندگی بچ جانے کی خوشی میں بری طرح لرز رہے تھے۔

دھماکے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تھے اور انہیں یقین تھا کہ پندرہ منٹ بعد وہ اس عمارت سے کافی دور جا چکی ہوں گی۔

"آیئے میرے ساتھ" ــــــ چیف نے کہا اور پھر وہ ان تینوں اور دوسرے سپروائزروں کے ہمراہ چلتا ہوا شیشے کے کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے چیکنگ کا مرحلہ شروع ہوتا تھا۔

مگر ابھی انہوں نے ایک راہداری ہی کراس کی تھی کہ اچانک ایک آدمی بوکھلائے ہوئے انداز میں بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے سفید سکیورٹی لباس

پہنا ہوا تھا۔

"باس! ــــ غضب ہو گیا ــــــ اسلحہ خانے سے تین مائیکرو ٹائم بم غائب ہو گئے ہیں ــــــ یہ بم انتہائی طاقتور ہیں" ــــــ اس آدمی نے چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کے چہرے پر شدید بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔

"تین مائیکرو ٹائم بم غائب ہیں ــــــ کیا مطلب ـــ؟ کیا کہہ رہے ہو ـــ؟ بم کہاں جا سکتے ہیں" ـ ـــ؟ چیف بھی یہ خبر سن کر بوکھلا گیا۔

"باس! ــــ ابھی ابھی کمپیوٹر چیکنگ سے معلوم ہوا ہے کہ یہ بم غائب ہیں ـــ اور ظاہر ہے اسی شفٹ میں غائب ہوئے ہیں ـــ کیونکہ ہر شفٹ کے اختتام پر اسلحے کی کمپیوٹر چیکنگ کی جاتی ہے" ـــ آنے والے آدمی نے جس کا تعلق یقیناً اسلحہ خانے سے تھا جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ بم عمارت کے اندر ہی موجود ہیں ـــ کیونکہ بم اگر باہر لے جائے جاتے تو چیکنگ کاریڈار میں فوراً پکڑے جاتے ـــ مگر انہیں کس نے چرایا ہے" ــــ ــــ؟ چیف نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس! ــــ میں کسی بہت بڑے خطرے کی بو سونگھ رہا ہوں ـــ میری سپیشل حس کہہ رہی ہے کہ کوئی خوفناک واردات ہونے والی ہے۔ یہ بم انتہائی طاقتور ہیں ــــــ ان میں سے اگر ایک بم بھی پھٹ جائے تو یہ عمارت روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں بکھر جائے گی ـــ اور پھر یہ تو تین بم غائب ہیں" ــــــ اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"آؤ میرے ساتھ! ___ میں خود چیک کرتا ہوں" ___ چیف نے تیزی سے اسلحہ خانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ شاید بوکھلاہٹ میں ان تینوں کو بھول چکا تھا۔

چنانچہ چیف کے اسلحہ خانے کی طرف دوڑتے ہی یہ تینوں تیزی سے شیشے کے کیبن کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ باقی سپروائزر بھی چیف کے پیچھے ہی چلے گئے۔ اس لئے وہ آزاد ہو گئی تھیں۔ اب ان کے لئے ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ کیونکہ بم پھٹنے میں صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

پھر جیسے ہی وہ تینوں ادھ کھلے شیشے سے بنے ہوئے کیبن کے قریب پہنچیں۔ اچانک مس بوچر ٹھٹھک کر رک گئی۔ اس کا چہرہ خوف سے ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا۔

"کارڈ ___ ہمارے کارڈ تو چیف کے ہاتھ میں ہی رہ گئے" ___ مس بوچر نے خوف زدہ اور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ___ باقی صرف آٹھ منٹ رہ گئے ہیں ___ اب کیا ہوگا؟" مارگریٹ کے لہجے میں موت کا خوف نمایاں ہو گیا تھا۔

"ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے" ___ کاشاکی نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے شیشے کے کیبن پر اس جگہ ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا جہاں آتے وقت دروازہ نمودار ہوا تھا۔ مگر شیشہ بالکل سپاٹ تھا۔ وہاں معمولی سا رخنہ بھی نہ تھا۔

"کچھ کرو ___ خدا کے لئے کچھ کرو ___ اب تو صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں" ___ مس بوچر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ ایک ہلکی سی سرر

کی آواز سنائی دی اور کیبن کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور دوسرے لمحے دروازے پر سوراخ نظر آیا مگر اس سے پہلے کہ وہ قدم باہر نکالتیں، سامنے کھڑی ہوئی کاشاکی اسے دھکیلتی ہوئی اندر گھستی چلی گئی۔ اور کاشاکی کے پیچھے مس بوچر اور مارگریٹ بھی اندر گھستی چلی گئیں۔ اب کیبن میں وہ دو دو کی تعداد میں موجود تھیں۔

آنے والیوں کی نظروں میں بے پناہ حیرت تھی مگر ان تینوں کو اپنی پڑی ہوئی تھی۔ چونکہ راہداری کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے وہ ایک لمحہ توقف کئے بغیر راہداری میں داخل ہوئیں اور پھر دوڑتی چلی گئیں۔ وہ جلد از جلد راہداری کراس کر کے عمارت سے باہر نکل جانا چاہتی تھیں۔

اس وقت ان تینوں کے ذہنوں سے موت کے علاوہ اور ہر چیز نکل گئی تھی۔ نہ ہی انہیں شعور کا احساس تھا اور نہ ہی لاشعور کا ___ بس ایک ہی بات ان کے ذہنوں میں تھی کہ جلد از جلد وہاں سے نکل جائیں۔

ابھی انہوں نے آدھی راہداری ابھی پار نہ کی تھی کہ راہداری میں سائرن کی تیز آوازیں گونج اٹھیں۔ یہ تینوں سائرن کی پرواہ کئے بغیر تیزی سے دوڑتی چلی گئیں۔

مگر ابھی وہ بیرونی دروازے سے تھوڑی ہی دور پہنچی تھیں کہ اچانک سرر کی تیز آواز گونجی اور پھر شیشے کی دو دیواریں چھت سے نیچے اتر کر ان تینوں کے آگے اور پیچھے فرش میں غائب ہو گئیں اور وہ تینوں چونکہ پوری رفتار سے دوڑ رہی تھیں اس لئے اچانک سامنے آنے والی شیشے کی دیوار سے بری طرح ٹکرا کر ایک دوسرے کے اوپر فرش پر گر پڑیں۔ بیرونی دروازہ جو درحقیقت زندگی کا دروازہ تھا۔ صرف دو گز کے فاصلے پر تھا۔ مگر یہ شیشے کی دیوار ان کے اور ان کی زندگیوں کے درمیان حد بن گئی تھی۔

نیچے گرتے ہی وہ تینوں تیزی سے اٹھیں اور اسی لمحے مارگریٹ کی نظر کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر پڑی۔ بارہ بجنے میں صرف چند سیکنڈ ہی باقی رہ گئے تھے۔ اور سیکنڈ کی سوئی تیزی سے بارہ کے ہندسے کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

اور پھر مارگریٹ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی ——— مگر پھر اس کی چیخ تین ہولناک دھماکوں کی گونج میں دب گئی۔ تینوں مائیکرو ٹائم بم پھٹ گئے تھے۔ اور ان تینوں کو ایک لمحے کے لئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے ان کے جسموں کے اندر ہی وہ ہولناک بم پھٹ پڑے ہوں اور پوری راہداری ان تینوں کے جسموں سمیت ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھرتی چلی گئی۔

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں موجود کرسیوں پر دنیا بھر کے چیدہ چیدہ اخبارات کے رپورٹر بھرے ہوئے تھے۔ بے شمار کیمرہ مین جدید ترین قسموں کے کیمرے گلے میں لٹکائے ہال میں ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے اور ٹیلی ویژن چینلز کے کارکنوں نے پورے ہال میں لائٹوں اور بڑے بڑے کیمروں کا جال پھیلا رکھا تھا۔ سامنے سٹیج پر تین اونچی نشست کی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جو خالی تھیں اور ان سب کو ان کرسیوں پر بیٹھنے والوں کا بے چینی سے انتظار تھا۔ دراصل چند لمحوں بعد صدر ایکریمیا عالمی پریس کانفرنس سے خطاب کرنے والے تھے۔ ایکریمیا جس خوفناک معاشی بحران سے گزرا تھا اور گزر رہا تھا اس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اس بحران کے دوران صدر ایکریمیا کی عالمی پریس کانفرنس کی اطلاع نے پوری دنیا کو بے چین کر رکھا تھا۔ پوری دنیا میں اس کانفرنس کے بارے میں چہ میگوئیاں جاری تھیں۔ عجیب و غریب قسم کے تبصرے ہو رہے تھے اور جیسے جیسے صدر کے آنے کا وقت قریب آتا جا رہا تھا۔ تبصروں اور

چہ میگوئیوں میں گرمی آتی جا رہی تھی۔

اور پھر ہال میں یکدم سکوت چھا گیا۔ کیونکہ سٹیج کے پیچھے موجود دروازہ کھلا اور صدر ایکریمیا ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے دو مرکزی وزیر تھے۔ صدر ایکریمیا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر رہی تھی مگر اس مسکراہٹ نے ان کی سنجیدگی میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

صدر ایکریمیا درمیانی کرسی پر بیٹھ گئے اور ان کے ساتھ آنے والے دو مرکزی وزیروں نے اطراف کی کرسیاں سنبھال لیں اور اس کے ساتھ ہی ہال ٹیلی فلیش لائٹوں کی چمک نے طوفان برپا کر دیا۔ ورلڈ چینل ٹیلی ویژن والوں نے بھی اپنی روشنیاں جلا دیں۔

"دوستو! ——— مجھے معلوم ہے کہ آپ اس پریس کانفرنس کے بارے میں پوری دنیا میں تبصرے ہو رہے ہیں ——— اس سے قبل کی پریس کانفرنس میں ہم نے آنے والے خطرے سے پوری دنیا کو آگاہ کیا تھا ——— تاکہ پوری دنیا مل کر اس خطرے کا سدباب کر سکے ——— لیکن اب اسے قسمت کی ستم ظریفی ہی کہنا چاہیئے کہ وہ خطرہ پوری دنیا کو چھوڑ کر اپنے پورے زور سے صرف ایکریمیا پر ہی ٹوٹ پڑا ——— ایکریمیا جس طوفانی معاشی بحران سے گزرا ہے ——— اور کسی حد تک اب بھی گزر رہا ہے ——— اس سے آپ سب اچھی طرح واقف ہیں ——— آج کی پریس کانفرنس بلانے کا مقصد یہی ہے کہ ہم دنیا کو بتا سکیں کہ اس بحران سے ہم کیسے گزرے ہیں ——— سب سے پہلے تو میں ایکریمیا کے عوام کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس قیامت پر قابو پا لیا ہے ——— اور اس بحران کا اصل زور ٹوٹ گیا ہے اب صرف اس کے باقیماندہ نتائج باقی ہیں جو آہستہ آہستہ دور ہو جائیں گے۔

یہ درست ہے کہ اس بحران کی زد میں آ کر معاشی طور پر ایکریمیا کو اتنا زبردست دھچکا لگا ہے کہ وہ سو سال پیچھے چلا گیا ہے ——— مگر مجھے اپنے عوام پر مکمل اعتماد ہے کہ ہم سب مل کر اور محنت کر کے دوبارہ اس منزل پر پہنچ جائیں گے ——— جہاں سے ہمیں پیچھے دھکیلا گیا ہے ——— ایکریمیا میں جعلی کرنسی کا سیلاب پھیلا دیا گیا تھا ——— اور ساتھ ہی یہ کہ ایکریمیا کے سونے کے محفوظ ذخائر بھی چوری کر لئے گئے ——— اور پھر ستم پر ستم یہ کہ سونا صاف کرنے والے کارخانے بھی تباہ و برباد کر دیئے گئے ——— دراصل مجرموں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر کر مارنا چاہا ——— مگر یہ ان کی بدقسمتی اور ہماری خوش قسمتی تھی کہ ایکریمیا کے پاس ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے اتنے ہی سونے کے محفوظ ذخائر مزید موجود تھے ——— جن کے متعلق چند اعلیٰ ترین حکام کے علاوہ اور کسی کو علم نہ تھا ——— اس سونے کے سکے ڈھال کر اور عوام سے سونا اکٹھا کر کے ہم نے سکوں کی صورت میں نئی کرنسی چلائی ——— اور اس طرح ہم نے سکوں کی مدد سے کاغذی قیامت کا زور توڑ دیا ——— بے شمار مجرم مارے جا چکے ہیں ——— بیشمار گرفتار ہو گئے ہیں ——— اور باقیماندہ مجرموں کی پوری سرگرمی سے تلاش جاری ہے ——— ایکریمیا سمیت دنیا کی تین سپر پاوروں نے مجرموں کے قلع قمع کے لئے اپنے ٹاپ کے سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم تیار کی تھی ——— لیکن اس ٹیم کی کارکردگی کے متعلق ابھی تک کوئی اطلاعات نہیں مل سکیں ——— اور نہ ہی ان کی ناکامی کی خبر آئی ہے۔ نجانے وہ ٹیم کن مراحل سے گزر چکی ہے ——— یا گزر رہی ہے ——— بس اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ مجرموں کا ہیڈ کوارٹر نارتھ پول میں ہے جس سے وہاں کی حکومت بھی لاعلم ہے ——— بہرحال کوششیں جاری ہیں اور امید ہے کہ

مجرموں کے سرغنوں کو جلد ہی گرفتار کر لیا جائے گا۔ ۔۔۔ اس قیامت خیز معاشی بحران کے بعد پوری دنیا کے ماہرین معاشیات دن رات اس سوچ بچار میں ہیں کہ کوئی ایسا نیا معاشی سسٹم اپنایا جائے جسے آئندہ کوئی مجرم نہ توڑ سکے۔ مگر فی الحال کوئی ٹھوس لائحہ عمل سامنے نہ آسکا ہے ۔۔۔ دراصل یہ معاشی سسٹم صدیوں سے درجہ بدرجہ تجربات کی بھٹی میں پک کر اب کندن بن چکا ہے ۔۔۔ اس کے مقابلے میں کوئی ایسا سسٹم ابھی تک کسی کے ذہن میں نہیں آرہا جو اس سے محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کی معیشت کو بخوبی کنٹرول بھی کر سکے ۔۔۔ اور ایسا جلد ہونا ممکن بھی نہیں ہے ۔۔۔ اس کے لئے طویل عرصے کی سوچ بچار اور تجربات درکار ہیں ۔۔۔ اور فی الحال یہی فیصلہ کیا گیا ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے بعد پرانا معاشی سسٹم ہی یعنی سونے کے اعتماد پر کرنسی نوٹوں کا استعمال ہی بحال کر دیا جائے اور نئے سسٹم کے متعلق سوچ بچار جاری رکھی جائے۔

جہاں تک مجرموں کی گرفتاری اور ان کے قلع قمع کا تعلق ہے ۔۔۔ تو یہاں اپنی ایک کوتاہی کا برملا اعتراف کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اپنے زعم میں چھوٹے ملکوں کی سیکرٹ سروسز کو ناکارہ سمجھ لیا تھا ۔۔۔ اگر ہم شروع میں انہیں ساتھ ملا لیتے تو شاید ایکریمیا اس بحران کی زد میں آنے سے بچ جاتا اور مجرم جلد ہی گرفتار کر لئے جاتے ۔۔۔ بہرحال بروقت ہمیں اپنی اس کوتاہی کا احساس ہو گیا ہے ۔۔۔ اور اب ہم نے دنیا بھر کی سیکرٹ سروسز سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے اپنے ہر ممکن ذرائع مجرموں کی گرفتاری کے لئے استعمال کریں ۔۔۔ اور مجھے یہ بتانے میں مسرت کا احساس ہو رہا ہے کہ ایشیا کے ایک ملک کی سیکرٹ سروس اس سلسلے میں بہت آگے جا چکی ہے۔۔۔

ان کے سابقہ کارناموں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مجرم ان کی گرفت سے بچ نہیں سکیں گے ۔۔۔ میں یہاں اس وقت اس ملک کا نام نہیں لینا چاہتا ۔۔۔ کیونکہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ مجرم ہوشیار ہو جائیں اور اس ملک کو مزید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے ۔۔۔ البتہ یہ میرا وعدہ ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے بعد پوری دنیا کے عوام برملا انہیں خراج تحسین پیش کریں گے ۔۔۔ اب آپ کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو پوچھ لیں" ۔۔۔ صدر نے تقریر کا اختتام کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ۔۔۔ ایکریمیا نے تو ہنگامی محفوظ ذخیروں کی وجہ سے اس خوفناک بحران پر قابو پا لیا ہے ۔۔۔ مگر چھوٹے ممالک جن کے پاس ایسے ذخائر نہ ہوں گے ۔۔۔ وہ اس صورت حال سے کیسے نپٹیں گے" ۔۔۔؟ ایک صحافی نے کھڑے ہو کر سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا کی حالت دیکھ کر دنیا کے ہر ملک نے یقیناً اپنے بچاؤ کے انتظامات کر لئے ہوں گے ۔۔۔ اور میرے خیال میں یہی وجہ ہے کہ مجرموں نے کسی اور ملک میں واردات نہیں کی" ۔۔۔ صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب صدر! ۔۔۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ نقلی سونے کے سکے ایکریمیا میں پھیلا دیئے جائیں ۔۔۔ یا ۔۔۔ اس بات کا اعلان کر دیا جائے کہ حکومت نے جن سکوں کو سونے کا بنا کر پیش کیا ہے وہ درحقیقت سونے کے نہیں ہیں اگر ایسا ہو جائے تو پھر آپ اس سلسلے میں کیا اقدامات کریں گے" ۔۔۔؟ ایک بوڑھے صحافی نے اٹھ کر سوال کیا۔ اور اس کا سوال اتنا اہم اور خطرناک تھا کہ پورا ہال یہ سوال سن کر چونک پڑا۔ اور صدر مملکت سمیت مرکزی وزراء نے بے چینی سے پہلو بدلنے شروع کر دیئے۔ صدر مملکت کے چہرے پر پسینہ آگیا۔ کیونکہ

کسی نے اس پہلو کی طرف تو سوچا ہی نہ تھا۔

صدر مملکت چند لمحے خاموش رہے۔ پھر انہوں نے جواب دیتے ہوئے کہا ——— "محترم! ——— آپ نے خوامخواہ افسانوی بات کر دی ہے ——— حکومت ایکریمیا کی موجودہ کرنسی خالص ترین سونے پر مشتمل ہے ——— اور قیمت کے لحاظ سے ان کا وزن رکھا گیا ہے ——— عوام اسے اپنے طور پر بھی چیک کر سکتے ہیں ——— اس لئے آپ کا یہ خیال غلط ہے ——— مجرم اس پہلو سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے" ——— صدر مملکت نے جواب دیا۔

"مگر جناب صدر! ——— آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ خالص ترین سونا بے حد نرم ہوتا ہے ——— جب کہ سکے سخت ہیں ——— اس لئے ان کا خالص ترین ہونا مشکوک ہو جاتا ہے" ——— ؟ ایک اور نے سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کی بات درست ہے ——— دراصل نرم سکے چونکہ مارکیٹ میں چل نہیں سکتے ——— اس لئے ایک خاص حد تک ان میں ملاوٹ کی جاتی ہے تاکہ ان کی شکل قائم رہے ——— جہاں تک میرا مطلب خالص ترین سے تھا وہ اپنی جگہ درست ہے ——— سکے کا وزن خالص ترین سونا اور ملاوٹ کی شرح کو ملا کر رکھا گیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جتنی قیمت اس سکے کی رکھی گئی ہے۔ وہ اس سکے میں موجود خالص ترین سونے کی ہے ——— ملاوٹ کی رقم اس میں شامل نہیں کی گئی" ——— صدر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ——— کیا ایسا ممکن ہے کہ عظیم سپر پاورز کی ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم مجرموں کے خلاف کوئی کامیابی حاصل کرنے میں ناکام رہے اور

ایک چھوٹے سے غیر ترقی یافتہ ملک کی ٹیم اتنی بڑی اور خوفناک تنظیم کے خلاف کامیابی حاصل کر سکے" ——— ؟ ایک سفید فام صحافی نے بڑے طنزیہ انداز میں سوال کرتے ہوئے پوچھا۔

"غیر ترقی یافتہ ممالک دراصل سائنس ٹیکنالوجی میں ترقی یافتہ ممالک سے پیچھے ہوتے ہیں ——— اس لئے ہم انہیں غیر ترقی یافتہ ——— یا ——— بہتر لفظوں میں ترقی پذیر ممالک کہتے ہیں ——— جہاں تک ذہنی یا جسمانی صلاحیتوں کا تعلق ہے ——— وہ صرف ترقی یافتہ ممالک کی میراث نہیں ہے ——— کسی ترقی پذیر ملک کا باشندہ اتنی ذہنی صلاحیتوں کا مالک ہو سکتا ہے کہ پورے ترقی یافتہ ممالک کے عوام مل کر بھی اس صلاحیتوں کا مقابلہ نہ کر سکیں ——— اس لئے آپ کا یہ سوال بنیادی طور پر غلط ہے ——— جس ملک کا ذکر میں نے کیا ہے ——— اور جس کا نام میں ابھی بتانا نہیں چاہتا ——— اس ملک کی سیکرٹ سروس نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں جن کی رپورٹیں دیکھنے کے بعد اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ ذہانت اور صلاحیت میں وہ ہم سب سے بہت آگے ہیں" ——— صدر نے انتہائی کھلے الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جناب صدر! ——— ہم مجرموں کی گرفتاری کی کب تک توقع رکھیں" ——— ؟ ایک اور سوال کیا گیا۔

"آثار تو یہ بتاتے ہیں کہ ایسا جلد ہی ہو گا ——— بہرحال جب بھی ایسا ہوا آپ کو علم ہو جائے گا" ——— صدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"جناب صدر! ——— پوری دنیا میں سے صرف ایکریمیا میں ہی یہ معاشی بحران کا پیدا ہونا کیا اس شبے کو تقویت نہیں دیتا کہ مجرموں کی پشت پناہی کوئی

ایسا ملک کر رہا ہے ـــــ جو ایکریمیا کو ہر لحاظ سے ڈاؤن کرنا چاہتا ہو ـــــ " ایک صحافی نے پوچھا۔

" آپ کا خیال غلط ہے ـــــ ہم نے اس سلسلے میں مکمل تحقیقات کی ہے ـــــ مجرموں کے بے شمار ارکان گرفتار ہوئے ہیں ـــ جن سے تفصیلی کوائف حاصل کئے گئے ہیں ـــــ اور ان میں اس قسم کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے کہ مجرموں کی پشت پناہی کوئی ملک کر رہا ہو " ـــــ صدر مملکت نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر ہاتھ ہلا کر سلام کرتے ہوئے وہ واپس مڑے اور اسی دروازے سے باہر نکلتے چلے گئے جس سے وہ اندر داخل ہوتے تھے۔ اور اس طرح یہ عالمی پریس کانفرنس اختتام پذیر ہو گئی۔

انتہائی جدید ترین انداز میں سجے ہوئے کمرے میں مادام زڈی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہی تھی۔ کمرے کی میز پر رکھے ہوئے نگستان ٹیلی ویژن سیٹ پر اس وقت صدر ایکریمیا کی پریس کانفرنس جاری تھی جو ورلڈ ٹیلی ویژن چینل پر دنیا کے کونے کونے میں ٹیلی کاسٹ کی جا رہی تھی۔

مادام کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں غصے کے چراغ جل اٹھے تھے۔ ایسے عالم میں وہ اور بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے جسم پر انتہائی باریک سا گاؤن تھا جس میں سے اس کا بھرپور شباب چمک رہا تھا۔

" آخر یہ کیا ہو رہا ہے ـــــ ہر لحاظ پر ہماری پسپائی ہو رہی ہے " ـ مادام نے دانت بھینچ کر اپنے ایک ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی مٹھی مکے کی صورت میں مارتے ہوئے کہا۔

اور پھر پریس کانفرنس ختم ہو گئی اور مادام نے آگے بڑھ کر ٹیلی ویژن آف

کر دیا۔

اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"مادام سپیکنگ" ـــــ مادام نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مادام! ـــ جس شرابی کو گیٹ انچارج نے بھیجا تھا ـــ وہ آدمی مشکوک ثابت ہوا ہے اور اب جیوروم میں بیہوش پڑا ہے" ـــ دوسری طرف سے ایک نسوانی مگر سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ ـــ یو شٹ اپ! ـــ اسے گولی مار دو ـــ اس کی بوٹیاں اڑا دو ـــ ریشہ ریشہ علیحدہ کر دو" ـــ مادام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ایک زوردار جھٹکے سے رسیور کریڈل پر دے مارا اور ایک بار پھر بے چینی کے عالم میں کمرے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔

وہ دراصل بار بار اس ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں سوچ رہی تھی جس کا حوالہ ایکریمیا کے صدر نے اپنی پریس کانفرنس میں دیا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ آخر یہ سیکرٹ سروس کیسے لوگوں پر مشتمل ہے جو ایک غیر ترقی یافتہ ملک سے تعلق رکھتے ہیں ـــ مگر ایکریمیا کا صدر برملا ان کی بیحد تعریف کر رہا تھا

ابھی وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھی کہ اچانک ایک بار پھر ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــ مادام کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

"مادام! ـــ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ہیڈکوارٹر کی پشت کے دریا میں سے دو افراد گٹر کے ذریعے ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے

تھے ـــ مگر جیسے ہی وہ گٹر سے باہر آئے ـــ انہیں مادام نمبر ٹو نے چیک کر لیا اور اب وہ اسی جیوروم میں قید ہیں جہاں وہ شرابی موجود ہے" ـــ اسی نسوانی آواز نے اطلاع دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ کہیں ان کا تعلق اسی سیکرٹ سروس سے تو نہیں جس کا حوالہ ایکریمین صدر نے دیا ہے ـــ فوراً معلوم کرو کہ ان کا تعلق کہاں کی تربیت سے ہے ـــ کیا یہ ایشیائی باشندے ہیں ـــ؟ مجھے اطلاع دو" ـــ مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام! ـــ میں ابھی معلوم کرتی ہوں" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مادام نے رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے کمرے میں گھنٹی کی سیٹی سی بج اٹھی اور مادام انتہائی تیزی سے کمرے کے کنارے پر لگی ہوئی الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے الماری کے ہینڈل کو پکڑ کر مخصوص انداز میں دو بار اوپر اور تین بار نیچے کیا۔ اس کے ساتھ ہی الماری کے سپاٹ پٹ سکرین کی طرح روشن ہوتے چلے گئے۔ سکرین پر سیاہ رنگ کی بندریا نما بچی کی تصویر موجود تھی جس کی آنکھیں سرخ تھیں اور سر سے میاؤں میاؤں کی آوازیں ابھر رہی تھیں اس آواز کے ابھرتے ہی مادام الماری کے سامنے گھٹنوں کے بل جھکتی چلی گئی۔

"پرنسز مادام حاضر ہے میڈم" ـــ مادام کا لہجہ اس بار بے حد مؤدبانہ تھا۔

"مادام! ـــ کیا تم نے ایکریمین صدر کی پریس کانفرنس سنی ہے"؟ ـــ دوسری طرف سے ایک کرخت نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس میڈم" ـــ مادام نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکریمیا میں ہمارا مشن بری طرح ناکام رہا ہے ـــــ حکومت نے سونے کے ہنگامی ذخائر کو کام میں لا کر حالات کو بروقت سنبھال لیا ہے ـــــ بے شمار کارکن مارے گئے ہیں ـــــ میں نے چیف ورکرز کو واپسی کے لئے کہہ دیا ہے ـــــ اور میں خود بھی واپس آ رہی ہوں" ـــــ میڈم کیٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ـــ اس سے ہمیں تو بے پناہ نقصان ہوا ہے" ـــــ مادام نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ہاں! ـــــ نقصان تو ہوا ہے ـــــ لیکن میں نے حکم دے دیا ہے۔ سونے کے محفوظ ذخائر کو جو ایکریمیا میں سے چرائے گئے ہیں ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے ـــــ یہ اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ اگر پورا پہنچ گیا تو ہمارے تمام مالی نقصانات پورے ہو جائیں گے" ـــــ میڈم کیٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ ویری گڈ میڈم! ـــــ لیکن مالی نقصان تو پورا ہو جائے گا مگر ـــــ" مادام نے ڈرتے ڈرتے کہا مگر پھر وہ آگے فقرہ مکمل کرنے کی جرأت نہ کر سکی۔

"میں تمہاری بات سمجھ گئی ہوں ـــــ ہمارا سارا منصوبہ ختم ہو گیا ہے ـــــ حالات یکدم پلٹ گئے ہیں ـــــ اب دنیا کے تمام ممالک ہوشیار ہو گئے ہیں ـــــ لیکن اس کے باوجود میں مایوس نہیں ہوں ـــــ مجھے یقین ہے کہ ہمارے اس اقدام سے دنیا بھر پر انتہائی دور رس اثرات مرتب ہوں گے ـــــ ہو سکتا ہے ہمیں پھر کہیں داؤ لگانے کا موقع مل جائے" ـــــ میڈم نے مادام کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم! ـــــ آپ بہتر سمجھ سکتی ہیں ـــــ لیکن صدر ایکریمیا نے جس ایشیائی ملک کی سیکرٹ سروس کے بارے میں اپنی عالمی پریس کانفرنس میں بڑے چیلنج بھرے انداز میں ذکر کیا ہے ـــــ اس سلسلے میں آپ کی کیا ہدایات ہیں" ـــــ مادام نے پوچھا۔

"میں نے تمہیں کال بھی اسی سلسلے میں کیا ہے ـــــ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف میدان میں کود پڑی ہے ـــــ انہوں نے مقامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا ہے ـــــ اور وہاں سے انہیں ہمارے متعلق کوئی خاص کلیو مل گیا ہے ـــــ چونکہ یہاں ہیڈ کوارٹر میں نظم و نسق کی تمام ذمہ داری تم پر ہے ـــــ اور جب تک سونے کا تمام ذخیرہ ہیڈ کوارٹر منتقل نہ ہو جائے ـــــ میں ایکریمیا سے واپس نہیں آ سکتی ـــــ اس لئے اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم انہیں سنبھالو" ـــــ میڈم نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"مگر میڈم! ـــ کیا ایک غیر ترقی یافتہ ملک کی سیکرٹ سروس اتنی تیز ہو سکتی ہے کہ وہ ہم سے براہ راست ٹکرانے کی جرأت کر سکے" ـــــ؟ مادام نے تحقیر بھرے لہجے میں کہا۔

"میری معلومات کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی علی عمران جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلواتا ہے انتہائی خطرناک شخص ہے ـــــ اس کا ریکارڈ بہت اچھا ہے ـــــ اس کے مقابلے میں آج تک بڑی سی بڑی تنظیم کامیاب نہیں ہو سکی ـــــ تمہیں اس کی طرف سے خاص طور پر ہوشیار رہنا ہو گا" ـــــ میڈم نے جواب دیا۔

"پرنس آف ڈھمپ" ـــــ مادام نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کیوں ـــــ تم یہ نام سُن کر چونکی کیوں ہو"ـــــ؟ میڈم نے بھی جواب میں چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ میڈم! ـــــ پھر تو خوشخبری سُن لیجئے ـــــ اُسے نہ صرف ٹریس کر لیا گیا ہے ـــــ بلکہ اس کی پوری ٹیم کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے ـــــ وہ اس وقت نمبر نائن کے ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں"ـــــ مادام نے بڑے فخریہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہی ہو ـــــ؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ـــــ؟ وہ شخص اتنی آسانی سے قابو میں آنے والا نہیں ہے"ـــــ میڈم کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ بے یقینی کا عنصر نمایاں تھا۔

"میڈم! ـــــ میں صحیح کہہ رہی ہوں ـــــ یہ شخص ایک شہزادے کے روپ میں اپنے حبشی باڈی گارڈ کے ساتھ ہوٹل سیون سٹار میں پہنچا ـــــ وہاں اس نے اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتایا ـــــ ڈکسن وہاں کا منیجر تھا ـــــ آپ کو تو علم ہے کہ ڈکسن کتنا ذہین اور تیز طرار ہے۔ وہ فوراً ان پر مشکوک ہو گیا ـــــ چنانچہ اس نے انہیں سپیشل روم میں ٹھہرایا ـــــ اور پھر مجھے فون پر اطلاع دی کہ یہ شخص مشکوک ہے ـــــ جس پر میں نے نمبر نائن کو ہدایات دے دیں کہ انہیں نہ صرف چیک کیا جائے ـــــ بلکہ رات کو انہیں اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں لا کر پوچھ گچھ کی جائے ـــــ ابھی تھوڑی دیر پہلے نمبر نائن نے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل اٹلانٹک گیٹ سے پرنس ٹرانسمیٹر پر کال کیا گیا ـــــ اور پھر اس کال کے ذریعے علم ہوا کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ـــــ چنانچہ نمبر نائن ان سب کو پکڑ کر ہیڈ کوارٹر لے آیا ہے"ـــــ مادام نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ ویری گڈ شو ـــــ ان سب کو ایک منٹ توقف کئے بغیر قتل کرا دو ـــــ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ـــــ انہیں قتل کرا کر ان کی لاشیں بازاروں میں ڈال دو ـــــ ان کے گلے میں کارڈ ڈال دو کہ یہ اس سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں جس کی تعریف صدر ایکریمیا نے اپنی خاص پریس کانفرنس میں کی تھی"ـــــ میڈم نے مسرت بھرے لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ انسانوں کے قتل کا حکم دینے کی بجائے پاگل کتوں کو گولی مار دینے کا حکم دے رہی ہو۔

"ٹھیک ہے میڈم ـــــ یہ بہتر رہے گا"ـــــ مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور وہ عقربی پاورز کی ٹیم کا پتہ چلا ـــــ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ وہ کسی طرح تمہارے ہاتھ آ کر نکل گئی ہے ـــــ؟" میڈم نے پوچھا۔

"ہاں میڈم! ـــــ یہ ٹیم تین عورتوں اور تین مردوں پر مشتمل ہے ـــــ انتہائی تیز طرار ٹیم ہے ـــــ خاص طور پر وہ عورتیں تو بے حد تیز ہیں ـــــ سیکشن نمبر نائن ان کے پیچھے لگا ہوا ہے ـــــ جلد ہی انہیں ٹریس کر لیا جائے گا"۔ مادام نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ علی عمران اور اس کے ساتھیوں کے نمٹنے کے بعد مجھے مکمل رپورٹ دینا ـــــ اور عقربی پاورز ٹیم کو بھی سرگرمی سے تلاش کرو تاکہ جب میں واپس آؤں تو میدان صاف ہو ـــــ اور میں اطمینان سے مستقبل کے لئے کوئی نیا پلان سوچ سکوں ـــــ گڈ بائی"ـــــ میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی الماری کے پٹ صاف ہو گئے اور مادام نے ہینڈل ایڈجسٹ کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو رہا تھا کیونکہ

میڈم کی طرف سے اس اطلاع پر کہ جس ٹیم کی تعریفیں عالمی پولیس کانفرنس میں صدر اکیریمیا نے کی ہے وہ اتنی آسانی سے ہتھے چڑھ گئی ہے۔ وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے رسیور سیٹ کی طرف بڑھی تاکہ نمبر ٹائن سے رابطہ قائم کر کے اسے ان لوگوں کے فوری قتل کی ہدایات دے سکے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ رسیور اٹھاتی، ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مادام نے جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ——— مادام سپیکنگ" ——— مادام کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"مادام! ——— غضب ہو گیا ہے ——— میں ٹریننگ ہیڈ کوارٹر سے نمبر ٹو بول رہا ہوں ——— تمام ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے ——— میں خود شدید زخمی ہوں ——— بڑی مشکل سے ایک ٹیلیفون بوتھ تک پہنچا ہوں" دوسری طرف سے ایک گھبرائی اور بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا کہہ رہے ہو تم ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے" ——— مادام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے اس بری طرح بگڑ گیا جیسے وہ خوبصورت عورت کی بجائے کوئی خونی چڑیل ہو۔

"میں صحیح کہہ رہا ہوں مادام! ——— ہمارے اسلحہ خانے سے تین مائیکرو ٹائم بم چرا کر ٹریننگ سیکشن میں رکھ دیئے گئے ——— اور وہ بم ٹھیک دو بجے اکٹھے پھٹ گئے ——— پورے ہیڈ کوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ہے ——— وہاں موجود کام کرنے والے جو اپنے کوارٹروں میں تھے نکل بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ——— میں اس وقت اپنے دفتر میں تھا جو چونکہ ہیڈ کوارٹر سے کچھ دور ہے اس لئے میں بری طرح زخمی ہونے کے باوجود بچ گیا ہوں ——— اب وہاں پولیس اور فوج نے پہرہ لگا دیا ہے اور وہ آگ بجھا

رہے ہیں ——— شفٹ کے تمام ورکرز بھی ختم ہو گئے ہیں" ——— نمبر ٹو نے سسکتے ہوئے لہجے میں تفصیلات بتاتے کہا۔

"مگر ایسا کیسے ہوا ——— ؟ ایسا ناممکن ہے ——— کوئی مشکوک آدمی تو ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا" ——— مادام نے یقین نہ آنے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دراصل مادام! ——— ساڑھے گیارہ بجے مجھے اطلاع ملی کہ ٹریننگ سیکشن میں کام کرنے والی تین عورتیں جو سگی بہنیں ہیں، اپنے بنگلے کے غسل خانے میں بیہوش اور بندھی ہوئی پڑی ہیں ——— چنانچہ میں نے انہیں فوراً ہی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بھیج دیا اور چیف سپروائزر سے پوچھا کہ یہ عورتیں جب ہیڈ کوارٹر شفٹ میں نہ پہنچی تھیں تو مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی گئی ——— ؟ چیف سپروائزر نے بتایا کہ وہ تینوں عورتیں تو باقاعدہ شفٹ میں کام کر رہی ہیں اور تو خود وہ ایم ایم تھرانی سے گزر کر پہنچی تھیں ——— اس لئے ظاہر ہے کہ وہ مشکوک نہ ہو سکتی تھیں ——— جس پر میں نے ہدایات کیں کہ انہیں وہاں روکا جائے ——— معاملہ چونکہ بے حد سیریس ہو گیا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ بیہوش عورتوں کو ہوش میں لا کر ایم ایم تھرانی سے گزارا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی یہ عورتیں مشکوک ہیں ——— چنانچہ شفٹ میں کام کرنے والی تینوں عورتوں کو وہاں روک لیا گیا اور ہسپتال میں سے بیہوش ہونے والی تینوں عورتوں کو ایم ایم تھرانی سے گزارا گیا ——— میں دفتر میں بیٹھا انہیں چیک کر رہا تھا ——— یہ تینوں عورتیں بھی غیر مشکوک ثابت ہوئیں اور ایم ایم تھرانی نے انہیں صحیح قرار دے دیا ——— جب یہ شفٹ والے کیبن میں پہنچیں تو مجھے اطلاع ملی کہ تین انتہائی طاقتور اور خوفناک ٹائم بم

ہیڈ کوارٹر سے غائب پائے گئے ہیں ۔۔۔ ابھی میں آپ سے یہی بات کر رہی تھی کہ ٹی وی اسکرین پر دکھایا گیا کہ شیشے کے کیبن میں تین عورتیں اندر داخل ہو گئی ہیں ۔۔۔ یہ تینوں وہ عورتیں تھیں جو ٹنل میں کام کر رہی تھیں ۔۔۔ اس طرح کیبن میں چھ عورتیں اکٹھی ہو گئیں جو انتہائی حد تک ایک دوسری سے مشابہ تھیں ۔۔۔ ان تین عورتوں نے چیکنگ کا ریڈار اپنے قبضے میں لے کر بیگنگ مروٹ کر دیا ۔۔۔ ایم ایم قزلباش چونکہ ان تینوں کے اندر تھی اس لئے اس نے ریڈ سگنل دے دیا اور پھر آٹومیٹک سسٹم کے ذریعے بیرونی دروازے کے قریب کی وہ تصویر لے لی گئیں ۔۔۔ مگر اسی لمحے تینوں بم جو کیبن پر ٹنگے ہوئے سیکشن پر ان عورتوں نے چھپا رکھے تھے یکدم پھٹ گئے ۔۔۔ اور پھر ہر چیز تباہ ہو گئی ۔
نمبر ٹو نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ۔
"ہونہہ! ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ان تینوں عورتوں نے اندر داخل ہوتے وقت ایم ایم قزلباش کو بھی ڈاج دے دیا ۔۔۔ اور نہ صرف یہ بلکہ اسلحہ خانے سے بم حاصل کر کے انہوں نے مشینوں میں چھپا دیئے ۔۔۔ مگر وہ تینوں جو ٹنل میں تھیں ختم ہونے سے پہلے ٹریس نہ ہو جاتیں تو یہ عورتیں اطمینان سے ٹنل ختم کر کے نکل جاتیں اور ہیڈ کوارٹر تباہ ہو جاتا ۔۔۔ بہرحال یہ تینوں بھی اپنے انجام کو پہنچ گئیں ۔۔۔ یہ یقیناً مغربی پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس ہوں گی ۔۔۔ ان کے علاوہ اتنا بڑا نقصان تنظیم کو اور کوئی نہیں پہنچا سکتا" ۔۔۔ مادام نے یہ باتیں بڑبڑانے کے سے انداز میں کہیں ۔
"آپ کی بات درست ہے مادام! ۔۔۔ مگر یہ نقصان تنظیم کے لئے ناقابل تلافی ہے" ۔۔۔ نمبر ٹو نے دکھے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔
"اس ملبے میں کوئی ایسی چیز تو نہیں جو مین ہیڈ کوارٹر کا کلیو دے سکے" ۔۔۔

مادام نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد پوچھا ۔
"نہیں مادام! ۔۔۔ ایسی کوئی چیز نہیں ۔۔۔ پولیس ساری عمر سر پٹختی رہے تو کچھ نہیں کر سکتی" ۔۔۔ نمبر ٹو نے جواب دیا ۔
"پولیس کی مجھے پرواہ نہیں ہے ۔۔۔ یہاں کی پولیس اور سیکرٹ سروس کا ہر آدمی ہمارا خریدا ہوا ہے ۔۔۔ او کے" ۔۔۔ مادام نے کہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا ۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں ۔ ان لیڈی سیکرٹ ایجنٹوں نے واقعی تنظیم کو بے پناہ نقصان پہنچایا تھا ۔
پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر کی مشینیں اور وہاں موجود کاغذ کے علاوہ وہاں تنظیم کے اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ تھا ۔ وہ سب تباہ ہو گیا ۔
مادام اب سوچ رہی تھی کہ میڈم نیگ کو اس نقصان کی کیسے اطلاع دے وہ تو تمام کی کھال کھنچوا لے گی ۔ مگر اتنی بڑی بات چھپائی بھی نہیں جا سکتی ۔ اور پھر اسی لمحے اسے مغربی پاورز کے تین مرد سیکرٹ ایجنٹوں کا خیال آ گیا ۔ وہ بھی نکل جانے کے بعد ٹریس ہو رہے تھے ۔
ابھی وہ یہ باتیں سوچ ہی رہی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور مادام کا دل بری طرح دھڑک اٹھا ۔ مگر رسیور تو اس نے اٹھانا ہی تھا ۔
"یس ۔۔۔ مادام سپیکنگ" ۔۔۔ مادام کے لہجے میں ہلکے سے خوف کا تاثر تھا جیسے وہ کوئی اور بری خبر سننے کے لئے اپنے ذہن کو تیار کر رہی ہو ۔
"مادام! ۔۔۔ ہیڈ کوارٹر میں سامنے سے داخل ہونے والا شرابی اور گٹر سے داخل ہونے والے دونوں افراد غیر ملکی ثابت ہوئے ہیں ۔۔۔ بے ہوشی کے عالم میں ان کا مائنڈ چیک کیا گیا تو معلوم ہوا ہے کہ شرابی کا نام شاکل ہے

اس کا تعلق روسیاہ سے ہے ـــــ یہ روسیاہ سیکرٹ سروس کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہے ـــــ دوسرے آدمی کا تعلق شوگران سے ہے یہ وہاں کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ چوشان ہے ـــــ اور تیسرے آدمی کا نام بیک ہے ـــــ اس کا تعلق ایکریمیا سے ہے یہ بھی وہاں کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہے ـــــ یہ عقربی پاورز تنظیم جس میں تین عورتیں بھی تھیں ـــــ جن کا نام مس بوجر ـــــ کاشاکی ـــــ اور مارگریٹ تھا ـــــ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے یہاں آئے تھے ـــــ یہ دو گروپوں کی صورت میں کام کر رہے تھے ـــــ انہوں نے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا ـــــ اور پھر اپنے اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے لئے آ گئے ـــــ شاکل مصنوعی طور پر شرابی بن کر براہ راست مین گیٹ سے داخل ہوا مگر ذہنی چیکنگ میں ٹریس ہو گیا ـــــ جبکہ وہ دونوں دریا کی طرف سے گٹر کے ذریعے اندر داخل ہوتے ـــــ شاکل کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ آپ کی خلوت میں پہنچ کر آپ کو قابو کر کے ہیڈ کوارٹر کا انتظام سنبھال لیتا ـــــ اور باقی دونوں کا منصوبہ یہ تھا کہ اندر داخل ہو کر جس طرح بھی ممکن ہو سکتا ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیتے" ـــــ دوسری طرف سے تجزیے کی تفصیلات بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"ہوں! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ تینوں عقربی پاورز سیکرٹ ایجنٹس ہیں ـــــ اس وقت ان کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ؟ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں مزید بیہوش کرنے کے لئے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں ـــــ اور اب وہ بلیو روم میں موجود ہیں" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم فرنٹ سیکشن کے دس افراد کو بلیو روم میں بھجوا دو ـــــ

میں خود وہاں آ رہی ہوں ـــــ میں ان تینوں سے ایسا انتقام لوں گی کہ ان کے جسموں کا ریشہ ریشہ قیامت تک تڑپتا رہے گا" ـــــ مادام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ایک جھٹکے سے پھینک دیا۔ اسے تسلی ہو گئی تھی کہ عقربی پاورز تو اب اس کے ہاتھوں انجام تک پہنچ ہی گئی۔ پھر اس کا ذہن علی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف گیا تو اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"مادام سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی مادام نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نمبر نائن سپیکنگ مادام" ـــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ انتہائی مودبانہ تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں کی کیا صورت حال ہے" ـــــ؟ مادام نے پوچھا۔

"مادام! ـــــ اس کے ساتھیوں کو تو میں چیکنگ کر کے لے آیا ہوں ـــــ وہ سب بیہوش پڑے ہیں ـــــ جبکہ پرنس آف ڈھمپ اور اس کا حبشی باڈی گارڈ بھی جلد ہی میرے پاس پہنچ جائیں گے ـــــ میں اس سلسلے میں ہدایات لینے کے لئے آپ سے رابطہ قائم کرنے ہی والا تھا" ـــــ نمبر نائن نے جواب دیا۔

"یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں ـــــ ان کی مکمل نگرانی کرو ـــــ میں کسی بھی وقت تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی اور پھر میں اپنے سامنے ان کی بوٹیاں بوٹیاں علیحدہ کروں گی" ـــــ مادام نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے بیرونی دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ وہ عقربی پاورز کے خاتمے کے لئے بلیو روم کی طرف جا رہی تھی۔

کمرہ بہترین انداز میں سجا ہوا تھا۔ یہ ایک مکمل سوٹ تھا۔ جوزف کے لئے سائیڈ میں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کا دروازہ کمرے کی طرف سے تو بند ہو سکتا تھا مگر دوسری طرف سے نہیں۔

جیسے ہی عمران اور جوزف کمرے میں داخل ہوئے۔ عمران نے جوزف کی طرف منہ کر کے منہ پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک جدید قسم کا گائیگر نکال لیا۔

"واہ واہ۔۔۔ کیا خوبصورت کمرہ ہے۔۔۔ یہ لوگ شہزادوں کی بھی قدر کرتے ہیں۔۔۔ جی چاہتا ہے کہ پورا ہوٹل خرید کر اس کے مالکوں کو انعام میں دے دوں۔۔۔ یہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسی پرنس سے واسطہ پڑا ہے"۔۔۔ عمران گائیگر کے ساتھ کمرے کی دیواروں کو چیک کرنے کے ساتھ ساتھ مسلسل باتیں بھی کئے چلا جا رہا تھا تاکہ اگر وہاں ٹرانسمیٹر فٹ ہو تو دوسری طرف سے سننے والے ان کی مکمل خاموشی سے چونک نہ جائیں۔

"باس!۔۔۔ میرے لئے کیا حکم ہے۔۔۔ کیا میں بولوں یا چپ رہوں۔۔۔" جوزف نے جواب تک خاموش کھڑا تھا۔ عمران کو بولتے دیکھ کر نہ رہ سکا۔

"تمہارے پاس ریوالور کا لائسنس ہے۔۔۔" عمران نے بڑے فلسفیانہ انداز میں پوچھا۔

"یس باس"۔۔۔ جوزف نے اکڑتے ہوئے جواب دیا۔

"پاسپورٹ ہے"۔۔۔ عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"یس باس"۔۔۔ جوزف نے اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویزا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔ عمران ان سوالات کے ساتھ ساتھ گائیگر سے بدستور چیکنگ میں بھی مصروف رہا۔

"یس باس"۔۔۔ جوزف نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے جواب دیا۔ اسے شاید ان سوالات کی کوئی تک سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"باتیں کرنے کا لائسنس ہے"۔۔۔ عمران نے اچانک پوچھا۔

"نن۔۔۔ نو باس"۔۔۔ جوزف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر بغیر لائسنس کے تم کیسے بول سکتے ہو۔۔۔ شٹ اپ"۔۔۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس"۔۔۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

اتنی دیر میں عمران چیکنگ سے فارغ ہو چکا تھا۔ گائیگر نے کہیں بھی ٹرانسمیٹر کی موجودگی کی نشان دہی نہ کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کمرہ بالکل محفوظ ہے۔

"اس گائیگر نے تمہیں بولنے کا لائسنس دے دیا ہے۔۔۔ اس لئے اب

"بولو — کیا چاہتے ہو" — ؟ عمران نے ایک آرام کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے پوچھا۔

"باس لیں — کوٹہ ختم ہو گیا ہے" — جوزف نے ایسے انداز میں کہا جیسے شراب کے کوٹے کی بجائے زندگی کا کوٹہ ختم ہو گیا ہو۔

"دیکھو جوزف! — تم شراب چھوڑ نہیں سکتے" — ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"شراب چھوڑ دوں! — یہ ناممکن ہے باس! — شراب تو میری زندگی ہے — میری روح ہے — آپ جوزف سے اس کی زندگی اس کی روح چھیننا چاہتے ہیں" — جوزف نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو اگر تم شراب کو نہیں چھوڑ سکتے — تو شراب کو کہو کہ وہ تمہیں چھوڑ دے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ شراب منگوا کر اس سے کہہ دیں — شاید آپ کی بات مان جائے" — جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"چلو تمہارے اس خوبصورت جواب پر تمہیں معافی — ورنہ آج میرا موڈ بن گیا تھا کہ تم سے شراب چھڑا دوں" — عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر جوزف کے لئے شراب کی بوتل اور اپنے لئے کافی کا آرڈر دے دیا۔

"جب تک کافی آئے — میں نہا لوں" — عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ غسل خانے میں گھس گیا۔

غسل کرنے اور کپڑے بدلنے کے بعد جب عمران دوبارہ کمرے میں آیا تو اس نے دیکھا کہ جوزف وسکی کی بوتل منہ سے لگائے غٹاغٹ شراب پینے میں مصروف تھا اور سائیڈ ٹیبل پر کافی موجود تھی۔

"کتنی بوتلیں پی ڈالیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تو پہلی ہے باس" — جوزف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے پہلی بوتل کی بات کرتے ہوئے اسے بڑی ندامت ہو رہی ہو۔

"اچھا — پھر یہ پہلی ہی آج کے لئے آخری ثابت ہو گی" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر کافی پینے میں مصروف ہو گیا۔

"یہ — باس! — یہ ظلم ہے — ساری رات پڑی ہے" — جوزف نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"پڑی رہے — تم نہ اٹھانا اسے" — عمران نے جواب دیا اور کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ جوزف کچھ کہتا۔ عمران کے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی نے عمران کی کلائی پر ضربیں لگانی شروع کر دیں اور عمران نے چونک کر پیالی رکھی اور گھڑی کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبا کر کھینچ لیا۔ ونڈ بٹن کے کھینچتے ہی گھڑی کا ڈائل تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"صفدر سپیکنگ اوور" — دوسری طرف سے صفدر کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"یس — پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ۔ اوور" — عمران نے جواب دیا۔

"پرنس! — ہم سب ہوٹل ایڈن گیٹ میں رہ رہے ہیں — چوتھی منزل پر — روم نمبر تھرٹی سکس — سیون — اور ایٹ۔ ہم سب جینٹس

اور نیر میکسٹی ٹاؤن میں چن لیا ۔۔۔۔ اب ہم تھوڑی دیر بعد ہم سب شہر کی سیر کو جانے والے ہیں ۔۔۔ تاکہ یہاں کی سڑکوں اور عمارتوں سے واقف ہو سکیں۔ اوور" ۔۔۔۔۔ صفدر نے مکمل معلومات سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی بات سن کر عمران کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات پھیل گئے۔

"ٹھیک ہے! ۔۔۔۔ سیر کے ساتھ ساتھ ذرا اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر تمہارا تعاقب کیا جائے تو اسے کسی اکیلی جگہ لے جا کر ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کر لینا۔ اوور" ۔۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں بے پناہ طنز تھی۔

"ایسی امید تو نہیں کہ وہ لوگ ہمیں یوں مشکوک سمجھ لیں گے ۔۔۔ کیونکہ ہم سیاحوں کے روپ میں آئے ہیں ۔۔۔ اور یہاں سیاح تو بے شمار اور روزانہ ہی آتے رہتے ہیں ۔۔۔ پھر بھی آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا اوور" ۔۔۔ صفدر نے عام سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید جان بوجھ کر عمران کے طنز کو نظر انداز کر گیا تھا ۔۔۔۔ یا پھر دوسری صورت میں اس نے اسے محسوس نہ کیا تھا۔

"دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے صفدر! ۔۔۔۔ ہر چیز ہر وقت ممکن ہو سکتی ہے ۔۔۔ بہرحال ہوشیار رہنا ۔۔۔۔ میں جلد از جلد کھیل شروع کر دینا چاہتا ہوں کیونکہ دنیا کے معاشی حالات روز بروز بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اوور" ۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اوور" ۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ونڈ بٹن کو واپس دبا دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کاؤنٹرمین کو شہر کا تفصیلی نقشہ بھیجنے کے لئے کہا۔ اسے دراصل سینڈیکیٹ کی ذیلی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سے ایسا کلیو مل گیا تھا جس سے ثابت ہوتا تھا کہ گولڈن برج نامی کوئی عمارت ہی سینڈیکیٹ کا اصل ہیڈ کوارٹر ہے اور اس عمارت کا محل وقوع دیکھنا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر نے بڑا سا ایک نقشہ لا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا نوٹ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ ویٹر ادب سے سلام کر کے واپس مڑا اور باہر نکل گیا۔

عمران نے نقشہ کھولا اور پھر سب سے پہلے اپنے ہوٹل کا محل وقوع چیک کیا اور پھر اس نے گولڈن برج نامی عمارت نقشے میں تلاش کرنا شروع کر دی تھوڑی دیر بعد وہ اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گیا۔

یہ عمارت دریا کے ساتھ واقع تھی جس کی پشت دریا کی طرف تھی اور دونوں سائیڈوں میں خالی پلاٹ تھے۔ پھر عمران ہوٹل سے گولڈن برج تک کے راستوں کو چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر جب اس نے تمام راستے اچھی طرح ذہن نشین کر لئے تو مطمئن ہو کر اس نے نقشہ لپیٹ لیا۔

"اب سو جاتے ہیں جوزف! ۔۔۔۔ صبح کام شروع کرنا ہے ۔۔۔۔ اور پھر شاید سونا بھی نصیب ہوتا نہیں ۔۔۔۔ اس لئے بہتر ہے کہ کام سے پہلے مکمل آرام کر لیا جائے" ۔۔۔۔ عمران نے بستر پر دراز ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ سو جائیں باس! ۔۔۔۔ مجھے ابھی نیند نہیں آ رہی" ۔۔۔۔ جوزف نے جواب دیا اور عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے جان بوجھ کر ہلکے ہلکے خراٹے لینے شروع کر

دیتے۔ وہ جانتا تھا کہ جوزف کی ایک بوتل میں تسلی نہیں ہو سکی اس لئے وہ اس کے سونے کے انتظار میں ہے تاکہ دوسری بوتل منگوا سکے۔

اور پھر وہی ہوا۔ جوزف نے آہستگی سے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور وہسکی کی بوتل کا آرڈر دے کر رسیور رکھ دیا۔

عمران دھیرے سے مسکرایا مگر اس نے آنکھیں نہیں کھولیں کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ جب تک جوزف کی طلب پوری نہ ہوگی وہ اسی طرح بے چین رہے گا۔

اور پھر چند لمحوں بعد عمران واقعی نیند کی گہری وادیوں میں ڈوبتا چلا گیا مگر اسے اچانک نیند میں ہی ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہری کھائی میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں یہی آیا کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے مگر اس کی چھٹی حس نے اسے جھنجھوڑ کر بیدار کر دیا۔ اور اس کی آنکھیں خود بخود کھلتی چلی گئیں اور دوسرے لمحے اس نے سانس روک لی کیونکہ پورے کمرے میں دودھیا رنگ کی گیس تیرتی پھر رہی تھی۔ ابھی اس کی مقدار خاصی کم تھی اور آہستہ آہستہ وہ بڑھتی چلی جا رہی تھی اور عمران سمجھ گیا کہ انہیں بیہوش کیا جا رہا ہے۔ ایک لمحے کے لئے تو وہ اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ اس کی آمد کا راز میڈم بیٹ پر کھل چکا ہے اور میڈم بیٹ اسے اغوا کرنا چاہتی ہے اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اطمینان سے اغوا ہو جائے گا کیونکہ اس طرح وہ آسانی سے میڈم بیٹ کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ جائے گا اور وہاں پہنچ کر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

اس لئے وہ سانس روکے اطمینان سے پڑا رہا۔ گیس سے اب کمرہ بھر چکا تھا اور پھر آہستہ آہستہ گیس کم ہوتی چلی جا رہی تھی۔ شاید اس کے نکلنے کے لئے

کوئی راستہ کھول دیا گیا تھا۔

چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی اور پھر کمرے کی شمالی دیوار درمیان سے دونوں اطراف میں کھسکتی چلی گئی اور اس خلا میں سے چار افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر سرخ رنگ کے نقاب اور جسموں پر بھی سرخ رنگ کا چست لباس موجود تھا۔ وہ چاروں خاصے قوی ہیکل اور جسیم تھے۔ ان کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کی نبض دیکھی مگر سانس روک لینے کی وجہ سے وہ عمران کی مصنوعی بیہوشی کو چیک نہ کر سکا۔ دوسرا ساتھ والے کمرے میں موجود جوزف کی طرف بڑھ گیا۔

"دونوں بیہوش ہیں" ___ چند لمحوں بعد دونوں نے کہا۔

"ٹھیک ہے ___ انہیں اٹھا کر نیچے لے چلو" ___ ایک طرف کھڑے ہوئے نقاب پوش نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ وہ شاید اس دستے کا انچارج تھا۔

اور اس کی ہدایت پر ایک آدمی نے آگے بڑھ کر عمران کو اپنے کاندھے پر لاد لیا جبکہ دوسرے نے جوزف کو اٹھانا چاہا۔ مگر جوزف خاصا جسیم تھا اس لئے وہ اکیلا اسے نہ اٹھا سکا تو دوسرے نے آگے بڑھ کر اس کی مدد کی اور پھر ان دونوں نے مل کر جوزف کو اٹھایا اور دوسرے لمحے وہ اس خلا میں داخل ہو گئے۔ یہاں سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔

سیڑھیاں اتر کر وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ عمران نے ادھ کھلی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کمرے میں چاروں طرف الماریوں کی طرح مشینیں نصب تھیں اور ان پر مختلف کلروں کے میٹر نظر آ رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ مشینوں کے ساتھ لائٹیں تھیں جو بار بار جل بجھ رہی تھیں۔ کمرے میں دس بارہ آدمی سرخ لباس پہنے ان مشینوں کو آپریٹ کرنے میں مصروف تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ یہاں سے

نہ صرف ہر کمرے کی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ ان کی فلمیں بھی بنائی جا رہی ہیں تاکہ بعد میں انہیں بلیک میل کیا جا سکے۔

سرخ نقاب پوش انہیں اٹھائے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل آئے اور پھر ایک طویل راہداری سے گزر کر وہ جیسے ہی ایک دروازے سے باہر آئے وہاں ایک بند سٹیشن ویگن موجود تھی۔ ایک نقاب پوش نے آگے بڑھ کر سٹیشن ویگن کا پچھلا دروازہ کھولا اور پھر ان دونوں کو اندر فرش پر ایک دوسرے کے ساتھ لٹا دیا گیا۔ دو نقاب پوش ان کے ساتھ سیٹوں پر بیٹھ گئے اور پھر ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

خاصے بڑے کمرے کے فرش پر تنا کل۔ بلیک اور چوہان بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور دس بریٹ گنوں سے مسلح افراد کمرے کی دیواروں کے ساتھ لگے کھڑے تھے۔ یہ جیوری روم تھا جہاں دشمنوں کو ایذائیں دی جاتی تھیں اس کمرے کا فرش ایک بٹن دبانے سے درمیان سے کھل جاتا تھا اور نیچے ایک نہر تھی جو سیدھی دریا میں جا گرتی تھی۔ اس کمرے میں جو ہلاک ہوتا اس کی لاش اس نہر کے ذریعے دریا تک پہنچا دی جاتی اور پھر وہ بہتی ہوئی آگے نکل جاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور مادام اندر داخل ہوئی۔ وہ اس وقت بھی انتہائی باریک لباس پہنے ہوئے تھی جس سے اس کا انگ انگ نمایاں ہو رہا تھا مگر کمرے میں موجود تمام مسلح افراد اس کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر نہ دیکھ رہے تھے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مادام کی تیوری پر آنے والا بل انسانی جان کی قیمت وصول کرتا تھا۔ اور اس بل کے آنے کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔

"ویل ـــــ آج یہ تین عقری سپر پاورز کے سپر سیکرٹ ایجنٹس ـــــ مادام

نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں ان تینوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس مادام" ـــــ دروازے کے قریب کھڑے ہوئے ایک مسلح شخص نے جو شاید اس دستے کا انچارج تھا بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ ـــــ میں انہیں بتانا چاہتی ہوں کہ وہ کتنے بے بس ہیں" ـــــ مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام" ـــــ اس نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور پھر اس کا ڈھکن کھول کر اس نے سب سے پہلے شاکل کی ناک سے شیشی لگائی اور چند لمحوں بعد اس کی ناک سے ہٹا کر اس نے شیشی چوہان کی ناک سے لگا دی۔ یہی کام اس نے بلیک کے ساتھ کیا اور پھر ڈھکن بند کر کے اس نے شیشی واپس الماری میں رکھ کر مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ ابھی ہوش میں آ جائیں گے مادام" ـــــ مسلح شخص نے کہا۔

مادام خاموش کھڑی رہی اور پھر چند لمحوں بعد ہی ان تینوں کے جسموں میں حرکت ہونی شروع ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے ان تینوں نے آنکھیں کھول دیں۔ پہلے تو چند لمحے وہ بے خیالی کے عالم میں پڑے رہے۔ مگر جیسے ہی ان کے شعور نے کام کرنا شروع کر دیا وہ اچھل کر اٹھ بیٹھے۔ ان کی تیز نظریں بڑی حیرت سے کمرے کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر جب ان کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائیں تو وہ حیرت سے اچھل پڑے کیونکہ ان کے [illegible] ہو چکے تھے۔

"تم تینوں سپر پاورز کے سپر سیکرٹ ایجنٹ ہو ـــــ اور تم یہ سمجھ کر آئے تھے کہ ہمیں تباہ کر دو گے ـــــ مگر اب دیکھو کہ تم کس حال میں ہمارے

سامنے پڑے ہوئے ہو" ـــــ مادام نے بڑے طنزیہ لہجے میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میری زندگی ـــــ میری روح" ـــــ شاکل نے دوبارہ اپنا رول ادا کرنا شروع کر دیا۔

"شٹ اپ ـــــ تمہاری یہ ہیرو اداکاری اب یہاں نہیں چل سکتی ـــــ مجھے تمہارا شجرہ نسب معلوم ہے ـــــ اسے بتاؤ کہ یہ کون ہے" ـــــ مادام نے غصے سے چیختے ہوئے ساتھ کھڑے مسلح شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ حکومت روسیاہ کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شاکل ہے" ـــــ ساتھ کھڑے ہوئے شخص نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور ان دونوں کو بھی بتاؤ کہ یہ کون ہیں" ـــــ مادام نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ حکومت شوگران کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ چوہان ہے ـــــ اور یہ ایکریمیا کا ماسٹر بلیک ہے" ـــــ ساتھ والے شخص نے باقی دونوں کا بھی تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"انہیں تفصیل سے بتاؤ کہ یہ یہاں کیا کرنے آئے تھے ـــــ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ وہ کیسے لوگوں سے ٹکرانے آئے تھے جو ناقابل تسخیر ہیں" ـــــ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"روسیاہ، شوگران اور ایکریمیا کی حکومتوں نے ہماری تنظیم کے خاتمے کے لئے اپنے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹوں پر مشتمل ٹیم تیار کی تھی ـــــ جس میں روسیاہ کی طرف سے شاکل اور ایک لیڈی سیکرٹ ایجنٹ مادام بوچیہ ـــــ شوگران طرف سے یہ چوہان اور ایک لیڈی سیکرٹ ایجنٹ کاشاکی ـــــ اور ایکریمیا

کی طرف سے یہ مسٹر بلیک اور لیڈی سیکرٹ ایجنٹ مارگریٹ شامل تھی ۔ عورتوں اور مردوں نے علیحدہ علیحدہ ٹیمیں بنالیں اور ہمارے خلاف کام شروع کر دیا" اس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"مختصر بات کرو ـــــ زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ مادام نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

"یس مادام! ـــــ مختصر یہ کہ وہ تینوں عورتیں پیٹنگ سیل کو تباہ کرنے ہوئی خود بھی ہلاک ہو گئیں ـــــ اور یہ تینوں ہمارے ہتھے چڑھ گئے ـــــ ان میں سے شاکل شرابی بن کر اندر داخل ہوا ـــــ اور چیکنگ کاریڈار میں سے گزرتے ہوئے پکڑا گیا ـــــ باقی دو دریا کی طرف سے گٹڑ میں سے داخل ہوئے اور پکڑے گئے" ـــــ اس نے بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"سن لیا تم نے ـــــ بڑے سیکرٹ ایجنٹ بنے پھرتے تھے ـــــ جو ایک اونٹ پہاڑ کے نیچے آ گئے ـــــ وہ اپنے آپ کو سب سے بلند سمجھتا ہے" ـــــ مادام نے طنزیہ انداز میں ان تینوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ہی مادام کیٹ ہو" ـــــ شاکل نے اس بار قدرے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہاں! ـــــ اور یہ تمہاری آخری خوش قسمتی ہے کہ تم زندہ آنکھوں سے میرا دیدار کر رہے ہو ـــــ اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ" ـــــ مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اس کی بات سنتے ہی چاروں طرف موجود مسلح افراد نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی بیرین گنیں سیدھی کر لیں۔ وہ تینوں بھی مسلح افراد کا یہ انداز دیکھ کر ٹھٹھک کر کھڑے ہو گئے۔

"سنو مادام! ـــــ ابھی بھی وقت ہے کہ تم ہماری پناہ میں آجاؤ تاکہ تمہاری اس شیطانی تنظیم کے خاتمے کے ساتھ تمہاری ہڈیاں بھی ہمارے ہاتھوں علیحدہ نہ ہوں" ـــــ شاکل نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا۔ اور مادام اسے حیرت سے دیکھنے لگی اور اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ شاید موت کو سامنے دیکھ کر اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے ۔ اس کے لبوں پر تلخ سی مسکراہٹ تیرنے لگی اور پھر اس نے ایک قدم پیچھے کی طرف ہٹایا۔

"میں جھک کر تمہیں درخواست کرتا ہوں کہ ہماری بات مان جاؤ" ـــــ اچانک چوہان نے اپنے قدموں پر ہی جھکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام اس کے اس اچانک رکوع کے بل جھکنے پر حیرت کا اظہار کرتی، چوہان ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا بوٹ پوری قوت سے چھت کے درمیان میں لٹکنے والے اکلوتے بلب پر جا پڑا اور ایک جھٹکے سے دھماکے سے کمرے میں یکدم گہرا اندھیرا چھا گیا۔

"خبردار! ـــــ گولیاں نہ چلانا ـــــ تمہاری مادام ہمارے قبضے میں ہے" ـ اچانک شاکل کی دھاڑ کمرے میں گونجی اور اس کے ساتھ ہی مادام کی چیخ بلند ہوئی۔

"ایمرجنسی لائٹ آن کرو" ـــــ ایک آدمی نے چیخ کر کہا۔

مگر اسی لمحے بیرین گن کے قہقہے اور مختلف انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا ۔ کسی نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔

"رکو! ـــــ اس فائرنگ کو روکو" ـــــ اچانک مادام کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

مگر فائرنگ کہاں رکتی تھی۔ اب تو کمرہ مختلف اطراف سے بلند ہونے والے بیرین گنوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا اور ایک بار پھر کمرے میں انسانی چیخیں گونج

اٹھیں۔ اسی لمحے ایک ہلکی سی چٹ کی آواز ابھری اور کمرہ تیز روشنی میں نہا گیا۔

سامنے کمرے میں انسانی جسموں کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اور ہر طرف خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ کمرے کے درمیان میں پریشان پشت کے بل فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم میں گولیوں کے سینکڑوں سوراخ ہو چکے تھے۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

دوسرے کونے میں ایک دیوار کے ساتھ کھلیرن پڑا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ابھی تک برین گن پکڑی ہوئی تھی مگر اس کے سر کا صرف ایک چوتھائی حصہ جسم کے ساتھ باقی رہ گیا تھا باقی تین چوتھائی ادھر ادھر فرش پر بکھرا ہوا تھا۔ مادام سلطے کے آٹھ آدمی بھی گولیوں کا شکار ہو کر ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے۔

دروازے کے ساتھ والے کونے میں شاکل دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا جب کہ مادام اس کے بازوؤں میں لپٹی ہوئی اس کے سامنے تھی۔ اور مادام کے سامنے ایک مسلح شخص یوں کھڑا تھا جیسے اسے ڈھانپنے کی ناکام کوشش کر رہا ہو۔ البتہ مادام کا ایک آدمی ہاتھ میں برین گن پکڑے بالکل صحیح سلامت دروازے کے دوسرے کونے میں سمٹا کھڑا تھا۔

جیسے ہی کمرہ روشن ہوا وہ سب بیک وقت حرکت میں آئے۔ شاکل نے پوری قوت سے مادام اور اس کے سامنے کھڑے ہوئے آدمی کو دوسرے آدمی پر دھکیلا اور پھر اس نے قریب ہی ایک لاش کے قریب پڑی ہوئی برین گن کی طرف چھلانگ لگا دی۔ برین گن جھپٹ کر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا، اچانک برین گن کا تڑتڑاہٹ ایک بار پھر کمرے میں گونج اٹھا اور شاکل کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ گولیوں کی بوچھاڑ اس کے ہاتھوں پر پڑی تھی جس سے اس نے برین گن سنبھال رکھی تھی اور پھر برین گن نہ صرف اس کے ہاتھوں سے نکل گئی

بلکہ شاکل کے ہاتھ کئی انگلیوں سے بھی محروم ہو گئے۔ ہاتھوں پر پڑنے والی گولیوں نے انگلیاں یوں اڑا دی تھیں جیسے وہ سرے سے موجود ہی نہ ہوں۔ مگر دوسرے لمحے شاکل کسی گیند کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور سامنے موجود برین گن بردار آدمی سے پوری قوت سے جا ٹکرایا۔ اس کی دونوں ٹانگیں قینچی کی طرح اس آدمی کی گردن میں پڑیں اور اس کے ساتھ ہی شاکل ہوا میں قلابازی کھا گیا اور اس آدمی کی ایک دردناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا جس کی گردن شاکل کی ٹانگوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ شاکل نے اتنی تیزی سے قلابازی کھائی تھی کہ وہ آدمی اتنی تیزی سے اس کے ساتھ نہ گھوم سکا تھا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ ایک ہی چیخ مار سکا۔ اس کے بعد اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کرنے پر مجبور ہو گئی تھی۔

شاکل نے نیچے گرتے گرتے دروازے کی طرف بھاگتی ہوئی مادام کی ٹانگوں کی طرف ہاتھ بڑھا دیا اور پھر اس کی ایک ٹانگ اس کے ہاتھوں میں آ گئی اور اس نے جیسے ہی قلابازی کھائی مادام بھی اس کے ساتھ ہی قلابازی کھا کر اس کے قریب ہی فرش پر آ گری۔ شاکل نے دونوں ٹانگیں سمیٹیں اور پھرتی سے مادام کو پکڑ کر اٹھنے کی کوشش کی۔

مگر اسی لمحے مادام کا ایک دوسرا آدمی ایک برین گن جھپٹنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر جیسے ہی شاکل نے اٹھنے کی کوشش کی تو اس آدمی نے پوری قوت سے برین گن کا دستہ شاکل کے سر پر مار دیا۔ مگر شاکل آخری لمحے میں تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا اور برین گن کا دستہ اس کے سر پر پڑنے کی بجائے اس کے دائیں کندھے پر پڑا اور شاکل کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اس کے کندھے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور دایاں بازو بیکار ہو گیا تھا۔

چونکہ اسی ہاتھ سے اس نے مادام کی ٹانگ پکڑ رکھی تھی اس لئے کندھے پر ضرب پڑتے ہی اس کی ہاتھ کی گرفت مادام کی پنڈلی پر سے ختم ہو گئی اور مادام اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

مادام کے آدمی نے تیزی سے برین گن کو واپس اٹھایا۔ وہ شاید شاکل کے سر پر دوسرا وار کرنا چاہتا تھا کہ شاکل نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر اس کا پورا جسم سمٹ کر توپ کے گولے کی طرح اس آدمی کے سینے سے ٹکرایا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر پچھلی دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

شاکل کی خوفناک ٹکر نے اس آدمی کے سینے کی ہڈیاں توڑ ڈالی تھیں۔ ادھر شاکل کا دایاں ہاتھ بیکار ہو چکا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ زخمی تھے اس لئے نیچے گرنے کے بعد ان دونوں نے بیک وقت اٹھنے کی کوشش کی مگر اسی کوشش میں ایک بار پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔

ادھر مادام جیسے ہی شاکل کی گرفت سے آزاد ہو کر سیدھی ہوئی اس نے انتہائی تیزی سے ایک طرف پڑی ہوئی ایک برین گن اٹھالی اور اس نے اس کا رخ ان دونوں کی طرف کیا۔

وہ دونوں اس وقت دوبارہ ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھے کہ مادام نے برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور گولیوں کی بوچھاڑ نے ان دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ———— ان دونوں کے جسم ایک لمحے کے لئے تڑپے پھر فرش پر چپکتے چلے گئے۔ مادام نے اس وقت تک برین گن کے ٹریگر سے

ہاتھ نہ ہٹایا جب تک برین گن کا پورا میگزین نہ ختم ہو گیا اور بلا مبالغہ سینکڑوں گولیاں ان دونوں کے جسموں میں ترازو ہو چکی تھیں اور ان دونوں کے جسم یوں چھلنی ہو گئے تھے جیسے انسانی جسم نہ ہوں بلکہ شہد کی مکھیوں کے چھتے ہوں۔

"ہوں! بڑے آئے تھے سپر سیکرٹ ایجنٹ بن کر" ————

مادام نے بڑے حقارت آمیز انداز میں ایک طرف تھوکتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی — شاکل، بلیک اور جونتان کے ساتھ ساتھ مادام کے دس افراد کی لاشیں وہیں کمرے میں ہی پڑی رہ گئیں۔

صفدر کی جیسے ہی آنکھ کھلی وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسی کمرے کے فرش پر بیٹھا ہوا ہے جہاں انہیں بے ہوش کیا گیا تھا۔

"ہوش میں آ گئے صفدر صاحب! ـــــ سیر ہو گئی شہر کی ـــ" اچانک عمران کی آواز صفدر کے کانوں سے ٹکرائی اور وہ بے اختیار حیرت کے مارے گرتے گرتے بچا۔

صفدر نے مڑ کر دیکھا تو عمران بڑے اطمینان سے کمرے کے ایک کونے میں دیوار سے پشت لگائے آلتی پالتی مارے یوں بیٹھا تھا جیسے بدھ مذہب کا کوئی پیرو اپنی مخصوص عبادت میں مصروف ہو۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا۔

"عمران صاحب! ـــ آپ ـــ" صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! ـــ میں نے سوچا کہ تم اکیلے ہی سیر کیاں کرو ـــ مجھے بھی حق ہے سیر کرنے کا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہمارے ساتھ بہت بڑا دھوکہ ہوا ہے" ـــ صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل سے ہوٹل سے نکل کر یہاں تک پہنچنے کی سب کہانی سنا دی۔

"سنو صفدر! ـــ ان فرش پر پڑی ہوئی چھپکلیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ آگے بڑھنے کے لئے کوئی اقدام کیا جا سکے ـــ دراصل ہم سب ہی سے بنیادی غلطی ہوئی ہے ـــ ہم اتنی خوفناک اور بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کرنے کے لئے اس ملک میں ایسے وارد ہوئے ہیں ـــ جیسے کوئی شخص مچھلیوں کا شکار کھیلنے کے لئے دریا پر جاتا ہے ـــ اور اب ہمیں اس غلطی کا اندازہ ہوا ہے" ـــ عمران کا لہجہ اتنا سنجیدہ تھا کہ صفدر کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔ وہ عمران کے اس مخصوص موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا۔ عمران پر یہ موڈ کبھی کبھی ہی طاری ہوتا تھا۔ اور صفدر جانتا تھا کہ جب عمران پر ایسا موڈ طاری ہو تو پھر ہر طرف خون ہی خون بکھر جائے گا۔ نجانے کتنے لوگ اس کے اس خونی موڈ کی بھینٹ چڑھیں گے۔

صفدر نے انتہائی پھرتی سے فرش پر بکھرے ہوئے سیکرٹ سروس کے ارکان کو ہوش میں لانا شروع کر دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف سمیت سب لوگ ہوش میں آ چکے تھے۔

"باس! ـــ میں کہاں ہوں" ـــــ جوزف نے ہوش میں آتے ہی پوچھا۔

"جہاں لوگ وہسکی کی ڈبل بوتلیں پینے کے بعد پہنچ جاتے ہیں" ـــ عمران

نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا لہجہ اتنا سپاٹ تھا کہ جوزف کو دوسرے سوال کی ہمت ہی نہ پڑی۔

عمران بڑے بڑے قدم اٹھاتا کمرے کے اکلوتے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ لوہے کا بنا ہوا تھا اور ظاہر ہے باہر سے بند تھا۔ اس میں تالے کا کوئی سوراخ تک نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران دروازے کے قریب آ کر رک گیا اور پھر اس نے غور سے دروازے کو چاروں طرف سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"یہ دروازہ نہیں کھل سکتا ـــــ خوانخواہ ہم پر رعب ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے" ـــــ اچانک کمرے میں تنویر کی طنزیہ آواز سنائی دی۔ اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے کمرہ ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ عمران کا ہاتھ پوری قوت سے تنویر کے چہرے پر پڑا تھا اور لحیم و شحیم جسم رکھنے کے باوجود تنویر کسی گیند کی طرح تھپڑ کھا کر اڑتا ہوا کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے چہرے پر عمران کی انگلیوں کے پورے نشانات ثبت ہو کر رہ گئے تھے۔

"اب اگر تم نے بکواس کی تو اوپری بتیسی باہر نکال دوں گا" ـــــ عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں بھوکے بھیڑیے جیسی غراہٹ تھی۔

کمرے میں موجود سب لوگ سہم کر رہ گئے۔ تنویر بھی گال پر ہاتھ رکھے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے نفرت کا جوالا مکھی پھوٹ رہا تھا۔ مگر عمران کا لہجہ ایسا تھا کہ اسے بھی حلق سے کوئی آواز نکالنے کی ہمت نہ ہوئی اور عمران ایک بار پھر مڑ کر بڑے اطمینان سے دروازے کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا۔ اور پھر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دروازے کی درمیز کی سائیڈ پر

ایک چھوٹے سے سوراخ میں انگلی ڈالنے لگا۔ یہ سوراخ دروازے کے فریم کے ساتھ ہی دیوار میں موجود تھا۔ سوراخ اتنا چھوٹا تھا کہ عمران کی چھوٹی انگلی کی صرف پہلی پور ہی اس کے اندر جا سکی۔

عمران نے تیزی سے اپنا بوٹ اتارا اور پھر اس کی ایڑی کو مخصوص انداز میں فرش پر مارا۔ دوسرے لمحے جوتے کی ایڑی خود بخود علیحدہ ہوتی چلی گئی اور عمران نے ایڑی والی جگہ پر جوتے سے چمٹی ہوئیں ٹین کی بنی چھوٹی چھوٹی پتیوں میں سے ایک پتی کو ناخن سے اکھیڑا اور پھر پتی کو احتیاط سے ایک طرف فرش پر رکھ کر اس نے ایڑی کو اٹھا کر دوبارہ مخصوص انداز میں جوتے میں فٹ کر دیا اور جوتا دوبارہ پہن لیا۔ اب اس نے اس چھوٹی سی پتی کو اٹھا لیا۔ یہ پتی آدھا انچ چوڑی ایک انچ لمبی تھی اور بالکل چپٹی تھی عمران نے پتی کا ایک سرا اس سوراخ میں ڈالا اور جب آدھی پتی سوراخ میں داخل ہو گئی تو اس نے باقی آدھی پتی کو جھٹکا دے کر اوپر کی طرف موڑ دیا۔ اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔

"سب لوگ دیواروں سے سمٹ جاؤ ـــــ ابھی یہ دروازہ اکھڑ جائے گا ـــــ پھر جس حد تک ممکن ہو سکے کمرے سے نکل کر ہتھیاروں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرنا" ـــــ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا مگر ابھی اس کا فقرہ پوری طرح مکمل نہ ہوا تھا کہ ایک زوردار دھماکے میں اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔

یہ دھماکہ دروازے پر ہوا تھا اور پھر دھماکے کے ساتھ ہی کمرہ گرد و غبار میں ڈوبتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد جب گرد و غبار ہٹا تو پورا دروازہ ہی غائب ہو چکا تھا اور

دروازے کے قریب ہی اینٹوں کے ڈھیر اور لوہے کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے اور دروازے کی دوسری طرف موجود گیلری صاف نظر آ رہی تھی۔ اور پھر سب سے پہلے عمران اچھل کر دروازہ کی طرف بھاگا اور پھر اس کے پیچھے باقی لوگ بھی بھاگتے چلے گئے۔

راہداری میں دوڑتے ہوئے وہ اس چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے جس کا دروازہ راہداری میں کھلتا تھا۔ اور پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے کمرہ خود بخود کسی لفٹ کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اور عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب کمرے کی دیواروں سے چپٹ کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ وہ عمران کا اشارہ سمجھ گئے تھے کہ یہ لفٹ اوپر سے کسی نے منگوائی ہے۔ ظاہر ہے کوئی اس دھماکے کی وجہ جاننے کے لئے نیچے آنا چاہتا ہو گا۔

ایک لمحے بعد لفٹ خود بخود رک گئی اور پھر اس کا دروازہ کھل گیا اور دو نقاب پوش بڑے مطمئن انداز میں اندر داخل ہوئے۔ وہ دونوں برین گنوں سے مسلح تھے۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ عمران اور صفدر بیک وقت ان دونوں پر ٹوٹ پڑے اور ایک لمحے میں وہ دونوں ان کے بازوؤں کے شکنجے میں کسے گئے۔ عمران نے نقاب پوش کی گردن کے گرد حمائل بازو کو ایک زبردست جھٹکا دیا اور چیخ کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کا چہرہ ایک لمحے کے لئے بگڑتا چلا گیا۔ دوسرے لمحے اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی اور عمران نے دھکا دے کر اسے نیچے پھینک دیا۔

صفدر البتہ دوسرے کو بازوؤں میں کسے کھڑا تھا۔ اس کا بازو آہنی شکنجے

سے اس آدمی کی گردن میں کسا ہوا تھا کہ اس آدمی کی آواز نکلنی تو ایک طرف وہ سانس بھی بڑی مشکل سے لے رہا تھا۔

"مار کر پھینک دو اسے" ــــ عمران نے انتہائی سفاک لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر پہلے آدمی کے کندھے سے لٹکی ہوئی برین گن سنبھال کر وہ کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔

یہ گیلری باہر برآمدے تک چلی گئی تھی۔ گیلری میں تو کوئی شخص موجود نہ تھا البتہ برآمدے میں مسلح افراد کے چلنے پھرنے کی آوازیں آ رہی تھیں عمران اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران دیوار کے ساتھ لگے لگے برآمدے کی طرف بڑھنے لگے۔ صفدر بھی ان کے ساتھ آ ملا تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی برین گن تھی۔

وہ سب بڑی آہستگی سے قدم بڑھا رہے تھے کہ اچانک صفدر تیزی سے مڑا۔ اسے اپنے پیچھے آہٹ کا احساس ہوا تھا اور پھر دوسرے لمحے عمران سمیت تمام ممبران بری طرح اچھل پڑے جب صفدر کی برین گن سے نکلنے والی گولیوں کی آواز سے گیلری گونج اٹھی۔ صفدر نے ایک دروازے کی آڑ سے نکلنے والے دو افراد کو گولی ماردی تھی جو برین گنیں اٹھائے ان پر فائر کھولنے ہی والے تھے۔ اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی برین گن کا ٹریگر دبا دیا اور دو افراد گیلری کے سامنے کے رخ میں اس کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ وہ شاید اس اچانک فائرنگ کا پتہ کرنے گیلری کے دروازے پر نمودار ہوئے تھے۔

اب صورت حال انتہائی خطرناک ہو چکی تھی صفدر اور عمران کے علاوہ باقی سب نہتے تھے اور کھلی جگہ پر تھے۔ جبکہ بلڈنگ میں نجانے کتنے مسلح افراد

موجود تھے۔ گیلری میں مختلف کمروں کے دروازے تھے۔

"ان کمروں میں گھس جاؤ ـــــ جلدی کرو" ـــــ عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر چند لمحات میں سب افراد تیزی سے کمروں کے دروازوں پر زور آزمائی میں مصروف ہو گئے۔

جوزف کی ایک ہی ٹکر نے ایک دروازے کے پٹ یوں کھول دیئے جیسے اس نے بند ہونے کا صرف تکلف ہی کر رکھا ہو۔ دوسرا دروازہ کیپٹن نے کھول لیا اور پھر عمران اور صفدر کے علاوہ باقی سب افراد ان کمروں میں غائب ہو گئے عمران گیلری کی دیوار کے ساتھ چپٹا ہوا مسلسل فائرنگ کر رہا تھا لیکن اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی مسلسل اس صورت حال سے بچ نکلنے کی تدابیر کرنے میں مصروف تھی۔ کیونکہ میگزین کسی وقت بھی ختم ہو سکتا تھا اور اس کے بعد وہ بھیگے ہوئے چوہوں کی طرح مار ڈالے جاتے۔

فائرنگ کے ساتھ ساتھ وہ دونوں تیزی سے گیلری کے کناروں کی طرف کھسکتے جا رہے تھے۔ صفدر بھی مقابل کی دیوار کے ساتھ چپٹا ہوا چل رہا تھا وہ بیک وقت دونوں اطراف میں نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ گیلری کے کنارے پر پہنچ کر عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے مخصوص انداز میں آنکھیں جھپکا کر آئی کوڈ میں اسے وہیں رک کر فائرنگ کرنے کا پیغام دیا اور جیسے ہی صفدر نے سر ہلا کر اس کی تجویز سے اتفاق کیا۔ عمران نے فائرنگ روکی اور پھر توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح وہ بھاگتا ہوا برآمدے کے ستون کی آڑ میں جا کھڑا ہوا۔ جب کہ اس دوران صفدر نے مسلسل فائرنگ جاری رکھی

عمران جیسے ہی ستون کی آڑ میں پہنچا ستون پر گولیوں کی بارش ہو گئی مگر عمران صرف ایک لمحے پہلے ستون کی آڑ میں پہنچ چکا تھا اب عمران نے

برآمدے میں موجود مسلح افراد کا جائزہ لے لیا تھا۔

برآمدے میں اس وقت پانچ مسلح افراد موجود تھے اور پھر عمران کی ریپ گن نے مسلسل قہقہے برسانے شروع کر دیئے۔

عمران پر بھی گولیوں کی بارش ہوئی مگر عمران ایسے اینگل پر تھا کہ دونوں طراف میں سے کسی طرف کی گولی بھی اس کے جسم کو نہ چھو سکتی تھی اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے اندر عمران نے برآمدے میں موجود پانچوں افراد کو شوں میں تبدیل کر دیا۔

"صفدر آ جاؤ ـــــ باہر آ جاؤ ـــــ اور دوسرے لوگوں کو بھی بلا لو" ـــــ مران نے چیختے ہوئے کہا۔

اور پھر صفدر برآمدے میں آنے سے پہلے کمروں میں گھسا اور پھر صفدر ے ساتھ باقی سب افراد بھی برآمدے میں آ گئے۔

کیپٹن شکیل اور صدیقی نے ان دو افراد کی ریپ گنیں اٹھا لی تھیں جنہیں لری کے آخری حصے پر گولی ماری تھی اور باقی ریپ گنیں باقی افراد نے سنبھال ں۔ اب وہ سب مسلح ہو چکے تھے۔

"میرے خیال میں ان لوگوں کے علاوہ عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوائے صفدر اور تنویر کے باقی سب لوگ باہر نکل کر عمارت کی نگرانی کریں۔ فدر اور تنویر عمارت کے کمروں کی اچھی طرح تلاشی لیں گے ـــــ کوئی بھی م کی چیز مل جائے تو اسے اٹھا لینا ـــــ میں یہاں اندر آنے والوں کی رانی کروں گا ـــــ اور باہر سے نگرانی کرنے والے جیسے ہی کسی کو آتے محسوس ں ـــــ وہ کار کے ہارن کے بجنے کا مخصوص کوڈ دیں گے ـــــ تاکہ

"ہم لوگ ہوشیار ہو جائیں" ——— عمران نے سب کو باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور سب ممبروں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے اور پھر صفدر اور تنویر کے علاوہ باقی تمام ممبران جن میں جوزف بھی شامل تھا تیزی سے عمارت سے باہر کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

عمران نے ایک دیوار کے ساتھ موجود قد آدم باڑ کو چھپنے کے لئے منتخب کیا اور پھر وہ برین گن لئے اس باڑ کے پیچھے بیٹھ گیا ——— جبکہ صفدر اور تنویر عمارت کے اندر واپس گھستے چلے گئے۔

مادام ہیڈ روم سے نکل کر جیسے ہی اپنے مخصوص کمرے میں پہنچی۔ اسے کمرے میں بلی کی مخصوص میاؤں میاؤں کی آواز سنائی دی اور مادام انتہائی تیزی سے دوڑتی ہوئی اس الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی جس میں سے بلی کی آواز ابھر رہی تھی اس نے الماری کے ہینڈل کو مخصوص انداز میں اوپر نیچے کیا تو الماری کے پٹ سکرین کی طرح روشن ہو گئے اور گہرے سیاہ رنگ کی بلی کا ہیولہ اس پر ابھر آیا جس کی تیز سرخ آنکھیں مادام کو گھور رہی تھیں۔

"مادام سپیکنگ میڈم" ——— مادام نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میڈم کیٹ فرام دس اینڈ ——— مجھے اطلاع ملی ہے کہ پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے" ——— میڈم کیٹ کی غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس میڈم ——— آپ کو ملنے والی اطلاع درست ہے ——— پورا پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا ہے" ——— مادام نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس اطلاع کی تصدیق کرتے وقت اس کا رواں رواں

کانپ رہا تھا مگر ظاہر ہے اطلاع کی تصدیق تو اُسے کرنی ہی تھی۔

"کیا کہہ رہی ہو مادام ــــ؟ کیا میں نے ہیڈ کوارٹر تمہارے حوالے اسی لئے کیا تھا کہ تم سب کچھ تباہ کروا کر رکھ دو" ــــ؟ میڈم کیٹ اس بری طرح چیخی کہ مادام جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اُسے کسی نے کوڑا مار دیا ہو۔

"م ــــ میڈم! ــــ وہ سپر پاورز کی لیڈی سیکرٹ ایجنٹس نے کیا ہی کر دیا ہے ــــ ہم سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وہ ایم ایم تھراپی کو بھی ڈاج دینے میں کامیاب ہو جائیں گی ــــ وہ تینوں خود تو مر گئی ہیں ــــ لیکن انہوں نے ہمیں بھی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے" ــــ مادام نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایم ایم تھراپی کو کون ڈاج دے سکتا ہے ــــ؟ ایسا ناممکن ہے۔ تفصیل بتاؤ" ــــ میڈم نے چیختے ہوئے پوچھا۔ اور مادام نے نمبر ٹو سے ملی ہوئی رپورٹ حرف بحرف دوہرا دی۔

"ہوں! ــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ سیکرٹ ایجنٹس واقعی انتہائی خوفناک اور حیرت انگیز صلاحیتوں کی مالک تھیں ــــ ورنہ ایسا ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ــــ چلو وہ تینوں تو ختم ہو گئیں ــــ مگر ان کی جینئس ٹیم کا کیا ہوا ــــ؟ کہیں وہ بھی ہیڈ کوارٹر ہی نہ تباہ کر دیں" ــــ اس بار میڈم کے لہجے میں جھلاہٹ اور غصے کے اثرات قدرے کم تھے۔

"میڈم! ــــ میں چند لمحے پہلے ان تینوں کا خاتمہ کر کے آ رہی ہوں" مادام نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بلیو روم میں ہونے والی تمام کارروائی تفصیل سے سنا دی۔

"ویری گڈ! ــــ یہ ایک اچھا کام ہوا ہے ــــ اب ہمارے مقابلے میں پرنس آف ڈھمپ کی ٹیم باقی رہ گئی ہے ــــ تم نے بتایا تھا کہ وہ بھی گرفتار ہو چکے ہیں" ــــ میڈم نے اس بار کافی نرم لہجے میں کہا۔

"یس میڈم! ــــ میری نمبر ٹو ان سے بلیو روم جانے سے پہلے بات ہوئی تھی ــــ وہ سب سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں ــــ اور میرا خیال ہے کہ اب انہیں بھی بلیو روم میں منگوا کر ان کا خاتمہ کر دوں" ــــ مادام نے جواب دیا۔

"نہیں! ــــ وہ لوگ ان سے بھی زیادہ خطرناک ہیں ــــ انہیں یہاں مت بلواؤ ــــ بلکہ تم خود سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر چلی جاؤ اور اپنے سامنے ان لوگوں کی بوٹیاں اڑا دو ــــ اور سنو! ــــ میں کل ہیڈ کوارٹر پہنچ رہی ہوں ــــ میرے آنے تک ان کی لاشیں محفوظ رکھنا ــــ میں خود ان کی موت کی تسلی کرنا چاہتی ہوں ــــ اور ان سپر پاورز سیکرٹ ایجنٹس کی لاشیں بھی ابھی مت پھینکوانا ــــ میں خود چیک کروں گی" ــــ میڈم نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میڈم! ــــ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی" ــــ مادام نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ میڈم نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی الماری کی سکرین تاریک ہو گئی۔

مادام نے ہینڈل کو دوبارہ ایڈجسٹ کیا اور پھر مڑ کر وہ تیزی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے رسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

"یس مادام! ــــ" دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جلیو روم سے غیر ملکی ایجنٹوں کی تین لاشیں اٹھا کر کولڈ روم میں ڈلوا دو۔ اور باقی اپنے آدمیوں کی دس لاشیں دریا میں پھنکوا دو"۔۔۔ مادام نے ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔

"بہت بہتر مادام"۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام نے کریڈل پر انگلی سے دباؤ ڈال کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نمبر ناین سپیکنگ"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز ابھری۔

"مادام سپیکنگ۔۔۔ کیا پوزیشن ہے"۔۔۔ مادام نے پوچھا۔

"مادام۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ اور اس کا حبشی باڈی گارڈ اغوا ہو کر یہاں پہنچ گئے ہیں"۔۔۔ نمبر ناین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں کہاں رکھا ہے تم نے"۔۔۔ مادام نے پوچھا۔

"مادام۔۔۔ وہ تہہ خانوں میں بنے ہوئے سٹرانگ روم میں بیہوش پڑے ہوئے ہیں۔۔۔ میں نے بیہوش کرنے والی گیس وہاں چھوڑ کر انہیں بیہوش کر دیا تھا۔۔۔ وہ کم از کم دو گھنٹے مزید ہوش میں نہ آسکیں گے۔ پرنس آف ڈھمپ اور حبشی باڈی گارڈ کو سیکشن کے آدمیوں نے ہوٹل کے سپیشل روم میں ہی بیہوش کر دیا تھا۔۔۔ وہ بیہوشی کے عالم میں ہی یہاں لائے گئے ہیں"۔۔۔ نمبر ناین نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اس وقت تمہارے ہیڈ کوارٹر میں کتنے آدمی ہیں"۔۔۔ مادام نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"میرے علاوہ آٹھ مسلح افراد موجود ہیں۔۔۔ بیہوش آدمیوں کو تو ہیڈ کوارٹر

پہنچانے کے لیے دو آدمی ہی کافی ہیں"۔۔۔ نمبر ناین نے جواب دیا وہ سمجھا تھا کہ شاید مادام اسی لیے آدمیوں کی تعداد پوچھ رہی ہے کہ آسانی سے ان بیہوش افراد کو ہیڈ کوارٹر پہنچایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

"نہیں۔۔۔ نہیں ہیڈ کوارٹر لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ میں خود وہیں آ رہی ہوں"۔۔۔ مادام نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ میں گیٹ پر آپ کی آمد کے متعلق ہدایات دے دیتا ہوں۔۔۔ گیٹ آپ کو کھلا ملے گا"۔۔۔ نمبر ناین نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا کیونکہ یہ پہلا موقع تھا کہ مادام خود سیکشن ہیڈ کوارٹر میں آ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں تھوڑی دیر میں پہنچ جاؤں گی"۔۔۔ مادام نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام۔۔۔ ارے یہ دھماکہ"۔۔۔ دوسری طرف سے نمبر ناین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ شاید نمبر ناین نے ریسیور رکھ دیا تھا۔

"یہ کیسا دھماکہ تھا۔۔۔ جس سے نمبر ناین چونک گیا ہے۔۔۔ بہرحال میں خود جا کر معلوم کرتی ہوں۔۔۔ شاید کسی نے نکلنے کی کوشش کی ہو گی اور نمبر ناین کے آدمیوں نے اسے اڑا دیا ہو گا"۔۔۔ مادام نے دل ہی دل میں سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی غسل خانے کی طرف بڑھتی چلی گئی تاکہ لباس تبدیل کر کے سیکشن ناین ہیڈ کوارٹر جا سکے۔

عمران کو جھاڑیوں میں چھپے ہوئے ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک عمارت کے باہر سے یوں آواز سنائی دی جیسے کسی تیز رفتار کار کے ٹائر یکدم بریک لگ جانے کی وجہ سے چیخ اٹھے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ایک کار کی ہیڈ لائٹس تیزی سے مڑیں اور پھر وہ کھلے ہوئے پھاٹک سے اندر داخل ہو گئیں۔ پھاٹک اتفاق سے سیکرٹ سروس کے ممبران نے جاتے ہوئے بند نہ کیا تھا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی سیدھی پورچ میں آئی اور پھر ایک جھٹکے سے اس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی تیزی سے باہر نکل آئی۔ اس نے بدن پر انتہائی چست لباس پہنا ہوا تھا۔ لڑکی بے حد خوبصورت اور تیز طرار معلوم ہو رہی تھی۔ پورچ میں لگے ہوئے بلبوں کی روشنی میں اس کے چہرے پر انتہائی سختی کے آثار نمایاں نظر آ رہے تھے۔ وہ حیرت بھری نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کی نظریں برآمدے میں پڑی ہوئی پانچ لاشوں پر پڑیں اور وہ یوں اچھلی جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔ اور اسی لمحے عمران کو بھی احساس ہوا کہ برآمدے میں لاشیں چھوڑ کر اس سے

بہت بڑی حماقت ہوئی ہے۔ وہ انتہائی تیزی سے باڑ کے پیچھے سے نکلا اور پھر اس نے ادھر ادھر دیکھنے کی بجائے اندھا دھند انداز میں پھاٹک کی طرف دوڑ لگا دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ لڑکی لاشوں کو دیکھ کر انتہائی تیزی سے کار میں بیٹھ کر عمارت سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گی۔ اور اس کا اندازہ بالکل درست ثابت ہوا جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا اسے اپنے پیچھے کار کی تیز لائٹس آتی محسوس ہوئیں۔ عمران نے بڑی پھرتی سے پھاٹک کا ایک دروازہ بند کیا اور پھر وہ دوسرے دروازے کی طرف بھاگا۔ اسی لمحے کار اس کے انتہائی قریب پہنچ گئی۔ کار کی رفتار خاصی تیز تھی۔ عمران نے پوری قوت سے پھاٹک کے در کو دھکیل دیا اور پھر کار کے اگلے حصے کے پھاٹک تک پہنچنے سے ایک لمحہ پہلے پھاٹک کا دوسرا در بند ہو گیا۔ کار کے ٹائروں کے چیخنے کی آواز سنائی دی مگر کار ایک تو خاصی رفتار سے آ رہی تھی دوسرا وہ پھاٹک کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی اس لئے بریک لگنے کے باوجود کار ایک زبردست دھماکے سے پھاٹک سے ٹکرا گئی اور پھاٹک سے ٹکرا کر جیسے ہی وہ پیچھے ہٹی کار کا دروازہ کھلا اور اس لڑکی نے باہر چھلانگ لگا دی۔

"خبردار! ____ اگر کوئی حرکت کی تو گولی مار دوں گا" ____ عمران نے جو اسی انتظار میں تیار کھڑا تھا انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور لڑکی یوں رک گئی جیسے چابی بھرے کھلونے کی چابی ختم ہو گئی ہو۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا لئے۔ اس کے ساتھ ہی وہ گھومتی چلی گئی۔

"کون ہو تم ____ اور یہاں کیا کر رہے ہو" ____؟ لڑکی نے انتہائی سخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ تو تم بتاؤ گی جانِ من کہ تم کون ہو" ____ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں کے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ میرا نام گارشیا ہے ۔۔۔ اور میں جیری سے ملنے آئی تھی ۔۔۔ مگر برآمدے میں لاشیں پڑی ہیں" ۔۔۔ لڑکی نے اس بار قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ اس کے چہرے کی درشتگی یکدم نرمی میں بدل گئی تھی۔

اسی لمحے عمران نے صفدر اور تنویر کو بھی برآمدے سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ شاید کار کے پھاٹک سے ٹکرا جانے کی آواز سن کر باہر آئے تھے۔ لڑکی کی چونکہ ان دونوں کی طرف پشت تھی اس لئے وہ انہیں آتے نہ دیکھ سکی تھی۔

"واہ ۔۔۔ واہ ۔۔۔ گارشیا ۔۔۔ کتنا خوبصورت نام ہے ۔۔۔ اور جتنا تمہارا نام خوبصورت ہے ۔۔۔ اتنی ہی بھدی اداکاری بھی کر رہی ہو" ۔۔۔ عمران نے دو قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھ پر یقین کرو" ۔۔۔ لڑکی نے پہلے سے زیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ دوڑتی چلی گئی۔

مگر دوسرے لمحے عمران کے دونوں ہاتھوں کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ نہ صرف بریف گن اس کے ہاتھ سے نکلتی چلی گئی بلکہ وہ اپنی ہی جھونک میں تین چار قدم آگے دوڑتا چلا گیا۔

لڑکی نے دراصل بجلی کی سی تیزی سے عمران کے ہاتھوں سے بریف گن جھپٹ لی تھی۔ اور پھر جیسے ہی عمران رک کر سیدھا ہوا۔ لڑکی نے بریف گن سیدھا کر کے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ عمران کے لئے بچاؤ کا کوئی راستہ نہ تھا۔

ادھر صفدر اور تنویر کے ہاتھوں میں بریف گنیں تھیں مگر وہ بھی لڑکی کی بے پناہ پھرتی کے سامنے ششدر رہ گئے تھے۔ اس کے علاوہ وہ اس پوزیشن میں فائر بھی نہ کر سکتے تھے کیونکہ عمران درمیان میں تھا اور لڑکی تک گولیاں پہنچ

لڑکی نے جیسے ہی ٹریگر دبایا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے فضا میں چھلانگ لگا کر گولیوں سے بچنے کی کوشش کی مگر گولیوں سے بچنے کی نوبت ہی نہ آئی کیونکہ ٹریگر دبنے کے باوجود گولیاں چلنے کی آواز آنے کی بجائے ٹرچ کی آواز ہی سنائی دی تھی۔ عمران کی بریف گن کا میگزین پہلے ہی ختم ہو چکا تھا اور اس کے متعلق عمران کو بھی علم نہ تھا کہ وہ جو بریف گن اٹھائے ہوئے ہے وہ سونٹے کے علاوہ اور کسی کام نہ آ سکتی تھی۔

جیسے ہی لڑکی کو احساس ہوا کہ بریف گن بیکار ہے اس نے بریف گن پوری قوت سے عمران کی طرف اچھالی اور دوسرے لمحے کسی چھلاوے کی طرح اچھل کر قریب کھڑی کار پر جا گری اور پلک جھپکنے میں وہ کار کی چھت سے پھسل کر دوسری طرف جا پڑی۔

صفدر اور تنویر تیزی سے لڑکی کی طرف بھاگے۔ کار کی دوسری طرف ہونے کی وجہ سے وہ اس پر فائرنگ نہ کر سکتے تھے۔

ادھر عمران تیزی سے پھاٹک کی طرف دوڑا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ لڑکی کار اگر گیٹ سے باہر نکل جانے میں کامیاب نہ ہو جائے۔ مگر لان میں موجود گہرے اندھیرے کی وجہ سے لڑکی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اور صفدر اور تنویر دونوں کار کی دوسری طرف سے ہو کر عمران کے قریب پہنچ گئے مگر لڑکی تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح وہاں سے غائب ہو چکی تھی۔

"وہ لان میں کہیں چھپ گئی ہے ۔۔۔ اسے ڈھونڈو" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور صفدر اور تنویر دونوں تیزی سے لان کے اس طرف دوڑے جدھر قد آدم باڑ تھی۔

عمارت کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ عمران کو یقین تھا کہ لڑکی انہیں پھلانگ

کر باہر نہیں جا سکتی تھی اس لئے وہ اطمینان سے ہاتھ میں خالی ہرین گن پکڑے پھاٹک کے پاس کھڑا رہ گیا۔ اسے سب سے زیادہ خطرہ لڑکی کے پھاٹک کی طرف سے نکل جانے کا تھا۔ اس لئے وہ خود اس جگہ سے نہ ہٹا۔

چند لمحوں بعد اچانک عمران کو تنویر کی کراہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تنویر کے گرنے کی آواز سنائی دی اور پھر فضا ہرین گن کے قہقہوں سے گونج اٹھی۔ مگر ان قہقہوں میں کوئی انسانی چیخ شامل نہ تھی۔

چند لمحے تک فضا پر جیسے سکوت طاری رہا اور پھر اچانک فضا میں ایک دردناک نسوانی چیخ سنائی دی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی عورت انتہائی تکلیف دہ انداز میں چیخی تھی۔ اور یہ آواز سن کر عمران انتہائی تیزی سے اس طرف بھاگتا چلا گیا جدھر سے اسے یہ آواز سنائی دی تھی کیونکہ آواز بتا رہی تھی کہ اس لڑکی کو چھاپ لیا گیا ہے۔

آواز چونکہ لان کے شمالی کونے کی طرف سے آئی تھی اس لئے عمران تیزی سے ادھر بھاگتا چلا گیا مگر ابھی وہ شمالی کونے تک پہنچا بھی نہ تھا کہ اسے پھاٹک کے کھلنے کی آواز سنائی دی اور وہ ایک جھٹکے سے مڑا اور دوسرے لمحے اس کی آنکھیں حیرت اور ندامت سے پھٹتی چلی گئیں۔ اس نے لڑکی کو پھاٹک کھول کر باہر جاتے اچھی طرح دیکھ لیا تھا۔

اسی لمحے صفدر اور تنویر بھی بھاگتے ہوئے عمران کے قریب پہنچ گئے

"وہ نکل گئی" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر پھاٹک کی طرف بھاگنے لگا۔

پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے قریب پہنچا، کھلے ہوئے پھاٹک سے لڑکی جیسے اڑتی ہوئی واپس آئی اور عمران کے قدموں میں آگری۔ پھاٹک پر جوزف

شکل دکھائی دی تھی۔

"مس کی چوہوں کی طرح نکل جا رہی تھی باس" ——— جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"کھڑی ہو جاؤ لڑکی! ——— اس وقت تم دو ہرین گنوں کے نشانے پر ہو" ——— عمران نے غراتے ہوئے کہا اور لڑکی خاموشی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"بہت خوب! ——— لطف آگیا" ——— عمران نے اس کی پھرتی کی داد دیتے ہوئے کہا۔

لڑکی خاموش کھڑی بڑی معصومیت سے پلکیں جھپکا رہی تھی۔

"تم کراہ کر گرے کیسے تھے" ——— عمران نے تنویر سے پوچھا۔

"میرا پیر ایک جھاڑی میں اچانک اٹک گیا اور میں گر گیا ——— مجھے گرتا دیکھ کر صفدر نے فائرنگ کر دی" ——— تنویر نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"اور تمہاری چیخ تو میں نے شمالی کونے میں سنی تھی ——— پھر تم اتنی جلدی پھاٹک تک کیسے پہنچ گئیں" ——— عمران نے اس بار لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں کار کے نیچے چھپ گئی تھی ——— اور مجھے اس طرح چیخنے کی پوری ٹریننگ ہے کہ آواز دور سے آتی سنائی دے" ——— لڑکی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ ایسے مطمئن انداز میں بات کر رہی تھی جیسے دشمنوں کی بجائے دوستوں کی محفل میں کھڑی ہو۔

"تنویر! ——— اسے اندر لے چلو ——— میں اس فن میں اس کا شاگرد بننا چاہتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب! ——— آج میری ایک بات مان لیں" ——— تنویر نے

اچانک کہا۔

"کیا ۔۔۔۔۔ ؟" عمران نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"آج مجھے اس کا شاگرد بننے دیں ۔۔۔۔۔ میں اس کی ساری اُستادی اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔۔ تنویر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہارے بس کا روگ نہیں تنویر" ۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تم لوگ میرے متعلق اس طرح باتیں کر رہے ہو ۔۔۔ جیسے میں کوئی انسان کی بجائے پلاسٹک کی گڑیا ہوں ۔۔۔۔ یہ نامرد بھلا میرا مقابلہ کیا کرے گا جو ایک جھاڑی سے اٹک کر گرا جنے پر مجبور ہو گیا تھا" ۔۔۔۔۔ لڑکی نے چیلنج کے سے انداز میں تنویر کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔

اور تنویر کی کھوپڑی لڑکی کی بات سنتے ہی جیسے اڑ گئی اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اور عمران مداخلت کرتے، تنویر نے پوری قوت سے ایک ہاتھ گھما دیا۔ وہ شاید لڑکی کو تھپڑ مارنا چاہتا تھا اور شاید لڑکی کا داؤ بھی یہی تھا۔ تنویر کو اشتعال میں لا کر حرکت میں لے آئے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی۔

تنویر کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما تھا لیکن اس سے پہلے کہ تنویر کا تھپڑ لڑکی کے گال پہ پڑتا، لڑکی نے انتہائی پھرتی سے اس کا ہاتھ تھاما اور پھر ایک جھٹکے سے تنویر کسی لٹو کی طرح گھومتا چلا گیا اور پھر جب تنویر سیدھا ہوا تو لڑکی تنویر کی پشت سے اس طرح چپکی ہوئی تھی جیسے امربیل کسی درخت سے چمٹ جاتی ہے۔

صفدر نے تیزی سے گھوم کر لڑکی کی پشت پہ ریوالور گن کا بٹ مارنا چاہا مگر لڑکی نے اسی لمحے پوری قوت سے تنویر جیسے لحیم شحیم آدمی کو صفدر پہ دھکیل دیا اور تنویر اور صفدر دونوں ٹکرا کر نیچے جا گرے اور لڑکی نے اچھل کر ایک بار پھر پھاٹک کی طرف چھلانگ لگا دی۔ مگر عمران پہلے سے ہی شاید ایسے موقع کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے ٹانگ آگے بڑھا دی اور لڑکی منہ کے بل فرش پہ جا گری۔

اسی لمحے قریب کھڑے جوزف نے بڑی پھرتی سے لڑکی کی گردن پکڑی اور پھر اُسے یوں اپنے ہاتھوں میں اٹھا لیا جیسے وہ گوشت پوست کی لڑکی کی بجائے کوئی مردہ چھپکلی ہو۔

"مسی! ۔۔۔ باس کی اجازت کے بغیر تم باہر نہیں جا سکتی" ۔۔۔ جوزف نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے لڑکی کے دونوں ہاتھ فضا میں ایک لمحے کے لئے پھیلے اور پھر جوزف کے منہ سے نہ صرف کراہ نکل گئی بلکہ اس نے بے اختیار لڑکی کے گلے سے ہاتھ ہٹا لئے۔ لڑکی کی کھڑی ہتھیلیاں پوری قوت سے جوزف کی دونوں اطراف کی پسلیوں پر پڑی تھیں۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گا" ۔۔۔۔۔ تنویر کی دھاڑ سنائی دی۔

مگر اس سے پہلے کہ تنویر لڑکی تک پہنچتا، عمران کا ہاتھ فضا میں گھوما اور ایک زوردار تھپڑ کی آواز سے لان گونج اٹھا۔ لڑکی کسی گیند کی طرح اچھل کر پھاٹک سے ٹکرائی اور پھر نیچے گر پڑی۔ عمران نے شاید تھپڑ مارنے میں پوری قوت استعمال کر دی تھی کیونکہ اس بار لڑکی زمین پہ گر کر نہ اٹھ سکی اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

"جوزف! ۔۔۔ اسے اٹھا کر اندر لے آؤ ۔۔۔ یا تو یہ خود سیدھم کیٹ ہے

یا پھر اس تنظیم کا اہم ترین ممبر ہے" ____ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے آگے بڑھ کر بیہوش لڑکی کو اٹھا کر کندھے پر لاد لیا۔

"بڑی پھرتیلی لڑکی ہے ____ خدا کی پناہ! ____ بجلی ہے بجلی" ____ صفدر نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں! ____ بڑی بڑی تیز طرار لڑکیاں میں نے دیکھی ہیں ____ مگر یہ تو چھلاوہ ہے" ____ عمران نے کھلے دل سے لڑکی کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ تنویر بُرا سا منہ بنا کر خاموش رہا۔ شاید لڑکی کے ہاتھوں زک کھا کر وہ سب کے سامنے چور سا بن گیا تھا۔

جوزف ____ لڑکی کو اٹھا کر عمران کے اشارے پر عمارت کے ایک کمرے میں لے آیا۔

"اسے کرسی پر بٹھا کر اچھی طرح باندھ دو" ____ عمران نے جوزف سے کہا اور اسی لمحے صفدر کی نگاہ ایک الماری پر پڑ گئی تھی جس کا ایک پٹ کھلا ہوا تھا اور اس میں پڑا ہوا رسی کا گچھا صاف نظر آ رہا تھا۔ جب تک جوزف نے بیہوش لڑکی کو کرسی پر لٹایا۔ صفدر نے الماری سے رسی نکالی اور پھر اس نے لڑکی کو اس رسی کی مدد سے اس طرح باندھ دیا کہ اب لڑکی سوائے سر ہلانے کے جسم کے کسی اور حصے کو حرکت نہ دے سکتی تھی۔ لڑکی کا ایک گال عمران کا تھپڑ کھا کر پھٹ گیا تھا اور اس کی دونوں باچھوں سے خون رس رہا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" ____ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے لڑکی کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔

چھوٹے سے کمرے میں ایک میز کے گرد بیٹھے ہوئے چار قوی ہیکل نوجوان تاش کھیلنے میں مصروف تھے۔ ان کے چہروں میں ناگواری پڑی ہوئی تھیں ان سب نے اپنے گلوں میں سرخ رنگ کے بڑے بڑے رومال باندھے ہوئے تھے جن پر سیاہ رنگ کی بلی کی تصویریں جگہ جگہ بنی ہوئی تھیں۔ یہ میڈ کیٹ کی تنظیم کے ایک سیکشن مرڈر سیکشن سے تعلق رکھتے تھے اور یہی رومال ان کی مخصوص نشانی تھی۔ اس سیکشن سے تعلق رکھنے والا ہر شخص شہزادوں کی طرح زندگی گزارتا تھا۔ اس پورے سیکشن میں ہیڈ کوارٹر میں ڈیوٹی دینے والے دس ممبر تھے جن میں سے چار افراد کی ڈیوٹی مستقل طور پر ہیڈ کوارٹر کے اندر اور باقی چھ افراد کی ڈیوٹی شہر میں تھی۔

مرڈر سیکشن کا ہر ممبر بہترین نشانہ باز ____ اعلیٰ درجے کا لڑاکا ____ خطرناک فائٹر ____ اور انتہائی چست و چالاک تھا۔ جب بھی میڈ کیٹ کو کسی آدمی کو قتل کرنے کی ضرورت پیش آتی۔ وہ مرڈر سیکشن کے انچارج جو ایم ون کہلاتا تھا

اس کا نام و پتہ بتا دیتی اور پھر وہ آدمی چاہے کتنی بڑی شخصیت کا مالک کیوں نہ ہوتا۔ چاہے وہ سات حفاظتی حصاروں کے اندر ہی کیوں نہ رہتا ہو۔ مرڈر سیکشن کے آدمی اسے ہر قیمت پر قتل کر دیتے تھے۔ پورے شہر میں ان لوگوں کی اتنی دہشت تھی کہ کسی کے گلے میں بلی کی تصویر والا سرخ رومال نظر آ جاتا تو لوگ اس سے اس طرح خوف کھاتے جیسے انہوں نے مجسم موت کو اپنے سامنے دیکھ لیا ہو۔

ان کے کمرے کے ساتھ ہی مرڈر سیکشن کے انچارج ایم ون کا دفتر تھا۔ یہ ادھیڑ عمر کا شخص تھا مگر قاتلانہ حملوں کے منصوبے بنانے میں اس کا دماغ زرخیز تھا کہ آج تک اس کا بنایا ہوا منصوبہ کبھی ناکام نہ ہوا تھا۔

اس وقت بھی ایم ون اپنے سامنے ایک فائل رکھے اس کے مطالعے میں غرق تھا۔ یہ فائل ایک شکار سے متعلق تھی جسے ابھی حال میں ہی اس سیکشن نے موت کے گھاٹ اتارا تھا اور سیکشن کے قاتل نے قواعد کے مطابق اس قتل کی تمام تفصیلات کو ڈورڈز میں لکھ کر فائل سیکشن کو بھجوا دی تھی تاکہ وہ ریکارڈ کے طور پر سیکشن کی لائبریری میں محفوظ ہو سکے۔

ایم ون فائل کے صفحے پلٹنے میں مصروف تھا کہ قریب پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایم ون نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"ایم ون سپیکنگ" ______ ایم ون نے کرخت آواز میں کہا۔

"سیکرٹری ٹو مادام سپیکنگ" ______ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"یس مس" ______ اس بار ایم ون کے لہجے میں نرمی کی آمیزش تھی۔

"ایم ون! ______ مادام سیکشن نائن کے ہیڈ کوارٹر گئی ہیں تاکہ وہاں موجود طرناک ترین غیر ملکی جاسوسوں کو اپنے سامنے ٹھکانے لگا سکیں ______ انہیں لے ہوئے دس منٹ ہو چکے ہیں ______ میں نے انہیں وہاں ایک ضروری یام پہنچانے کے لئے کال کی ہے ______ مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا ______ پھر میں نے ٹیلیفون کرنے کی کوشش کی ______ مگر کسی نے یور نہیں اٹھایا ______ مجھے بے حد فکر ہو رہی ہے ______ پہلے تو ایسا ابھی نہیں ہوا" ______ سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ______ کیا مادام وہاں اکیلی گئی ہیں ______؟" ایم ون نے پریشان لہجے میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ______ بالکل اکیلی گئی ہیں ______ اسی لئے تو مجھے فکر لگ رہی ہے۔ نکہ میڈم کریٹ نے مادام کو آگاہ کیا تھا کہ وہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ______ ان علق پاکیشیا سے ہے ______ کوئی پرنس آف ڈھمپ علی عمران اور اس کے تھی ہیں" ______ سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"علی عمران! ______ پاکیشیا سے! ______ کیا کہہ رہی ہیں آپ" ______؟ ون نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ______ میڈم کریٹ نے یہی نام لیا تھا ______ کیوں کیا ہوا" ______؟ ٹری نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اوہ! ______ اگر واقعی یہ وہی آدمی ہے تو پھر ہر چیز ہو سکتی ہے ______ میں سے اچھی طرح جانتا ہوں ______ یہ دنیا کا چالاک ترین شخص ہے ______ مگر یہ سیکشن نائن کے پیچھے کیسے پڑ گئے" ______؟ ایم ون نے پوچھا۔

"اس کی تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے ______ بہرحال میرا آپ کو فون

کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ مادام کا پتہ کریں ـــــ کہیں وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئی ہوں" ـــــ سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اوکے! ـــــ میں ابھی پتہ کرتا ہوں ـــــ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے اطلاع کر دی" ـــــ ایم ون نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی ساتھ والے چھوٹے کمرے میں گھنٹی کی تیز آواز گونج اٹھی اور مرڈر سیکشن کے چاروں ممبر جو تاش کھیلنے میں منہمک تھے، بری طرح چونک پڑے۔ پھر انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے تاش کے پتے پھینکے اور جھک کر پیروں میں پڑی ہوئی مشین گنیں اٹھائیں اور بھاگتے ہوئے ایم ون کے کمرے میں پہنچ گئے۔

"فوراً سیکشن نائن ہیڈ کوارٹر پہنچو ـــــ مادام وہاں گئی ہے۔ وہاں سے کوئی رابطہ قائم نہیں ہو رہا ـــــ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہاں پاکیشیا کا خطرناک ترین جاسوس علی عمران اور اس کے ساتھی قید ہیں ـــــ ان کے خاتمے کے لئے مادام وہاں گئی ہے ـــــ رابطہ نہ ہونے سے مجھے شک پڑتا ہے کہ وہاں حالات بدل گئے ہوں گے ـــــ علی عمران اور اس کے ساتھی دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں ـــــ اس لئے تم وہاں جاؤ اور دیکھو ـــــ جیسی بھی پوزیشن ہو ـــــ ویسے ہی اقدام کرنا ـــــ ایم ون نے انہیں تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اگر عمران اور اس کے ساتھی وہاں موجود ہوں تو انہیں ختم کرنے کی اجازت ہے" ـــــ ایک نوجوان نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"بالکل اجازت ہے ـــــ مادام بھی تو وہاں اسی مقصد کے لئے گئی

ہے" ـــــ ایم ون نے جواب دیا۔

"اوکے باس! ـــــ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کتنے خطرناک جاسوس ہیں" ـــــ اسی نوجوان نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"سنو! ـــــ ڈرائیور ساتھ لے جانا اور مجھے وہاں کی صورت حال کی اطلاع دینا ـــــ ہو سکتا ہے کہ تمہیں سیکشن سے اور ممبر بھی کال کرنے پڑیں" ـــــ ایم ون نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں باس! ـــــ پچاس ساٹھ آدمیوں کے لئے تو ہم چار ہی کافی ہیں ـــــ اس سے زیادہ ہوئے تو پھر دیکھا جائے گا" ـــــ ایک نوجوان نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑے اور کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے تیز تیز قدم پورچ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ جہاں ان کی مخصوص سپیشل کاریں موجود تھیں۔

"میرے خیال میں ایک ہی کار میں چلا جائے ـــــ خواہ مخواہ کی بھیڑ بھاڑ اچھی نہیں ہوتی" ـــــ ان میں سے ایک نے پارکنگ میں پہنچتے ہوئے کہا۔ اور باقیوں نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔ اور پھر وہ سب ایک ہی کار میں سوار ہو گئے اور کار ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی اور پھر تیزی سے عمارت میں بنی ہوئی طویل سڑک پر دوڑتی ہوئی ہیڈ کوارٹر میں بنے ہوئے مرڈر سیکشن کے لئے مخصوص گیٹ کراس کرتی ہوئی مین روڈ پر آ گئی۔

سیکشن نائن کا ہیڈ کوارٹر انگن روڈ پر تھا اس لئے وہ خاصی تیز رفتاری سے کار دوڑاتے ہوئے مختلف سڑکوں سے ہوتے ہوئے انگن روڈ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ رات کے وقت چونکہ ان سڑکوں پر آنا زیادہ رش نہ تھا اس لئے ان کی کار بغیر کسی روک ٹوک کے انتہائی تیز رفتاری سے اپنی

منزلِ مقصود کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔

انگن روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچتے ہی اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کار ہیڈ کوارٹر سے کچھ فاصلے پر روک لینا ـــــ نجانے وہاں حالات کیا ہوں ـ ـ ہم یوں ہی اگر اندھا دھند وہاں پہنچ گئے تو مصیبت میں پھنس جائیں گے" ـــــ اس کا لہجہ قدرے تحکمانہ تھا کیونکہ وہ اس گروپ کا انچارج تھا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چند لمحوں بعد کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر ایک گھنے درخت کے نیچے اس نے کار روک دی اور وہ چاروں ٹامی گنیں سنبھالے نیچے اتر آئے۔ ہیڈ کوارٹر کی عمارت کچھ دور ہی واقع تھی۔ وہ کار سے اتر کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتے چلے گئے۔

عمارت کا گیٹ بند تھا اور اندر کی روشنیاں جل رہی تھیں۔

"بظاہر تو حالات پرسکون نظر آ رہے ہیں" ـــــ ایک نے کہا۔

"ہاں! ـــ ایسا ہے ـ ـ ـ نمبر الیون اور میں پہلے اندر جائیں گے ـــ حقرثمین اور ناگن باہر رہیں گے ـــــ اگر ہم نے کلیرنس کا سگنل دے دیا تو پھر وہ اطمینان سے اندر آ جائیں ـ ـ ورنہ ہم ریڈ سگنل دے دیں گے۔ اور پھر حالات کے مطابق اقدام کیا جائے" ـــــ انچارج نے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ان سب نے سر ہلا دیے۔

چنانچہ انچارج اور ایک اور نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے جب کہ باقی دو ہیڈ کوارٹر سے پہلے ہی اندھیرے کونوں میں سمٹتے چلے گئے۔

انچارج اور نمبر الیون بڑے محتاط انداز میں پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے

جا رہے تھے۔ ان کی سانپ کی سی آنکھیں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں مگر ہر طرف مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سڑک پر اکا دکا کاریں گزر جاتی تھیں۔

پھر جیسے ہی وہ پھاٹک کے پاس پہنچے اچانک کہیں قریب سے ہی انہیں کار کے زوردار بریکوں کی آواز سنائی دی اور وہ بُری طرح اچھل پڑے اور انہوں نے تیز نظروں سے ادھر اُدھر دیکھا مگر قریب کہیں بھی کار نہیں رکی تھی۔ پھر انہوں نے یہی سوچ کر کندھے ہلا دیے کہ شاید کسی قریبی سڑک پر ایسا ہوا ہوگا۔

پھاٹک کے دونوں پٹ باقاعدہ طور پر بند نہ تھے بلکہ ان دونوں کے درمیان کچھ رخنہ موجود تھا۔ اتنا رخنہ کہ ایک آدمی آسانی سے اندر گھس سکتا تھا۔ انچارج نے منہ اندر ڈال کر عمارت کے اندر کا جائزہ لیا۔ دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ پھاٹک سے کچھ دور بادام کی کار موجود تھی۔ مگر اس کی حالت سے صاف نظر آ رہا تھا کہ اس کا بُری طرح ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ ویسے تمام عمارت خالی پڑی تھی۔ وہاں کوئی آدمی بھی نہ تھا۔ البتہ بلب باقاعدگی سے جل رہے تھے۔

"آؤ! ـــــ میرا خیال ہے کہ کچھ گڑبڑ ہے" ـــــ انچارج نے اندر داخل ہوتے ہوئے نمبر الیون سے کہا اور پھر نمبر الیون بھی اندر داخل ہوا۔ وہ اندر داخل ہوتے ہی انتہائی تیزی سے دائیں طرف دیوار کے ساتھ لگی ہوئی قد آدم باڑ کے پیچھے چھپ گئے۔ چند لمحے وہ وہاں چھپے ہوئے ماحول کا جائزہ لیتے رہے۔ مگر جب انہوں نے کہیں بھی کوئی رد عمل نہ دیکھا تو وہ اس باڑ کے پیچھے آہستگی سے چلتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پورچ کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے اور پھر جیسے ہی ان کی نظریں برآمدے میں پڑی ہوئی سیکشن ناگن کے پانچ آدمیوں کی لاشوں پر پڑیں وہ بُری طرح چونک اٹھے۔

"یہاں زبردست جنگ ہوئی ہے ـــــ ہر طرف گولیوں کے خول بکھرے پڑے ہیں" ـــــ عبدالیون نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ معلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے ـــــ تم یہاں رکو ـــــ میں اندر دیکھتا ہوں ـــــ ویسے مجھے امید تو نہیں کہ وہ جاسوس اتنی جنگ کے باوجود اس عمارت میں ہوں گے لیکن پھر بھی" ـــــ اشپار سنگ نے کہا اور پھر وہ آہستگی سے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ ہر ممکن احتیاط سے کام لے رہا تھا۔

برآمدے سے ہوتا ہوا وہ گیلری میں داخل ہوا تو اسے قریبی کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ جیسے اندر کچھ لوگ موجود ہوں۔ وہ آہستگی سے دروازے کی طرف کھسکتا چلا گیا۔

کمرے کا دروازہ بند تھا مگر اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی ابھی وہ پوری طرح اندر کا جائزہ بھی نہ لے سکا تھا کہ اچانک اس کی کمر پر زوردار ضرب لگی اور وہ پوری قوت سے دروازے سے ٹکرایا۔ دروازہ شاید اندر سے کھلا ہوا تھا اس لئے دروازے سے ٹکراتے ہی وہ توپ کے گولے کی طرح اڑتا ہوا کمرے کے اندر جا گرا اور تقریباً اسی لمحے مشین گن کی خوفناک آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے جوزف کی بھیانک چیخ سے گیلری گونج اٹھی۔

صفدر مادام کو ہوش میں لے آنے کی کوششوں میں مصروف تھا کہ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جوزف! ـــــ تم باہر جا کر پہرہ دو ـــــ اور سنو! ـــــ اگر کسی ممبر کی طرف سے کار کے بریکوں کا مخصوص کوڈ سنائی دے تو مجھے ضرور اطلاع دینا ـــــ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی نہ کوئی اس لڑکی کا پتہ کرنے ضرور آئے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"تم بے فکر رہو باس! ـــــ میں جنگلی بکرے کی طرح لومڑی کی طرح چوکنا ہو کر پہرہ دونگا ـــــ اور آدمی تو آدمی ـــــ مکھی بھی تم تک نہ پہنچ سکے گی" ـــــ جوزف نے جواب دیا اور پھر وہ مسکراتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ باہر سے بھی بند کر دیا تھا۔

اب کمرے میں عمران، صفدر اور تنویر باقی رہ گئے تھے۔ صفدر کی کوششیں جلد ہی رنگ لے آئیں اور وہ لڑکی ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے

اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی مگر ظاہر ہے صفدر نے اسے اس طرح باندھا تھا کہ اس کے لئے سوائے سر ہلانے کے اور حرکت ناممکن ہو کر رہ گئی تھی۔

"ہاں تو محترمہ! ___ اب جلدی سے اپنا حدود اربعہ تفصیل سے بتا دو" ___؟ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے لڑکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔ عمران کے چہرے پر اس قدر سنجیدگی تھی کہ صفدر اور تنویر دونوں اس کا یہ روپ دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

"بتایا تو ہے کہ میرا نام کارشیا ہے ___ اور میں جیری سے ملنے آئی تھی۔" لڑکی نے بڑے جھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور عمران جو اس لڑکی کی آنکھوں میں مسلسل دیکھ رہا تھا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ لڑکی کی ناپ کو سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی تشدد کے سامنے نہیں جھکے گی اور اتنی چالاک و عیار ہے کہ کسی قسم کا بہلاوا بھی کام نہیں دے سکتا۔ اس لئے وہ کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا جس سے لڑکی جلد از جلد اصل راز اگل دے کیونکہ عمران کی چھٹی حس بار بار اسے خبردار کر رہی تھی کہ اس عمارت میں زیادہ دیر تک ٹھہرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے مگر وہ مجبور تھا کیونکہ شہر میں اس کی نظر میں ایسی کوئی عمارت نہ تھی جہاں وہ اس لڑکی کو لے جاتا۔

اور پھر اسی لمحے عمران کے ذہن میں ایک دلچسپ سی ترکیب آگئی۔ اسے یقین تھا کہ یہ لڑکی اس ترکیب سے سب کچھ بتا دے گی۔ گو ترکیب انتہائی مضحکہ خیز تھی لیکن عمران عورتوں کی نفسیات سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اس نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی ضرورت سے زیادہ خوبصورت ہے ___ اتنی خوبصورت لڑکی ہر آدمی کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔ ___ اس لئے میرا خیال

ہے کہ پہلے اسے بوڑھا کر دیا جائے ___ پھر اس سے بات کی جائے" ___ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ کس طرح ___؟ میں سمجھا نہیں" ___ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھو! ___ اگر ہم نے اس کے دانت توڑ دیئے تو یہ نئے لگوا لے گی۔ ناک کاٹ دی تو پلاسٹک سرجری سے دوسری ناک لگ جائے گی ___ آنکھیں نکالنا بہت بڑا ظلم ہے ___ اور میں اتنا بڑا ظلم نہیں کر سکتا ___ البتہ اسے بوڑھا کرنے کی ایک ترکیب ایسی ہے کہ جس کا کوئی مداوا نہیں ___ یہ اس عمر میں بھی ساٹھ سال کی بوڑھی لگے گی ___ اور کوئی آدمی اس کی طرف ایک نظر بھی اٹھا کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کرے گا" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کس طرح" ___؟ اس بار تنویر سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ بیس سال کی لڑکی کو ساٹھ سال کی بڑھیا آخر کیسے بنایا جا سکتا ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وہ پھر ٹھیک نہ ہو سکے۔

"سیدھی سی بات ہے کہ اس پر چالیس سال مزید گزار دیئے جائیں ___ اس کی زیادہ سے زیادہ عمر بیس سال ہو گی ___ چالیس سال گزر جائیں گے تو یہ ساٹھ سال کی ہو جائے گی ___ اور پھر چاہے یہ کچھ بھی کرے۔ دوبارہ بیس سال کی نہیں ہو سکتی" ___ عمران نے یوں جواب دیا جیسے کوئی شعبدہ گر شعبدہ دکھانے سے پہلے حاضرین کو انتہائی تجسس تک لے جاتا ہے۔

"کیا بیوقوفوں جیسی باتیں کر رہے ہو ___؟ کیا ہم چالیس سال تک اس کے سر پر کھڑے وقت گزرنے کا انتظار کرتے رہیں گے ___؟" تنویر نے

جھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں دوستو! ۔۔۔ یہ چالیس سال دس منٹوں میں گزر جائیں گے ۔۔۔ دیکھو میں تمہیں سمجھاتا ہوں ۔۔۔ انسانی جسم میں بڑھاپا اس طرح آتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم میں موجود رگیں سست ہوتی چلی جاتی ہیں ۔۔۔ اور خلیوں کی حرکت آہستہ آہستہ کم ہوتی چلی جاتی ہے ۔۔۔ یہ عمل چونکہ انتہائی آہستگی سے ہوتا ہے اس لئے محسوس نہیں ہوتا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آدمی بوڑھا ہوتا چلا جاتا ہے ۔۔۔ میرے پاس ایک ایسی دوا ہے جو اس عمل کو انتہائی تیز کر دیتی ہے اور جو کام ایک سال میں ہوتا ہے وہ ایک سیکنڈ میں ہو جاتا ہے ۔۔۔ اس طرح اس دوا کی ایک خوراک دس منٹ میں اس لڑکی کو چالیس چالیس سال آگے دھکیل دے گی اور پھر یہ لاکھ پلاسٹک سرجریاں کرائے لیکن جوانی واپس حاصل نہ ہو سکے گی" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے اس نے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی جس میں دو چھوٹی چھوٹی گولیاں پڑی ہوئی تھیں۔

"مگر اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"فائدہ نہ ہو تو نقصان بھی کیا ہو گا ۔۔۔ ہم زیادہ دیر تو اس عمارت میں ٹھہر نہیں سکتے ۔۔۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی عیار ہے اور عام سی لڑکی جیسی بدمعاشوں کی محبوبائیں ہوتی ہیں ۔۔۔ بس اسے ذرا سزا دینا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس نے شیشی کا ڈھکن کھول کر اس میں سے ایک گولی نکال کر ہتھیلی پر رکھ لی۔

مادام جو گہری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی اس کی سنجیدگی دیکھ کر دل ہی دل میں لرزنے لگی۔ اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ ایسی کوئی دوا ہو سکتی ہے

مگر وہ جانتی تھی کہ ایسی دوا کا ہونا ناممکنات میں سے بھی نہیں۔ اگر واقعی اس گولی میں ایسی تاثیر ہوئی تو وہ یکدم ستر سال کی بڑھیا ہو جائے گی۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی عمر بیس تیس سال ہے۔ وہ اسی تذبذب میں تھی کہ اس بات کو سچ سمجھے یا نہیں۔

"اس کا منہ کھولو صفدر! ۔۔۔ میں یہ گولی اس کے حلق میں اتار دوں ۔۔۔ پھر دیکھنا کیا تماشہ ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے گولی انگلیوں میں پکڑتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے مادام کا منہ کھولنے کے لئے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"ٹھہرو! ۔۔۔ رک جاؤ ۔۔۔ تم ایسا نہیں کر سکتے ۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تم مجھے نفسیاتی ڈاج دے رہے ہو" ۔۔۔ مادام نے بیک وقت متضاد باتیں کرتے ہوئے کہا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ اس کی ترکیب کارگر ہو رہی ہے۔ لڑکی کے دل میں اندیشے جاگ اٹھے ہیں اور یہی وہ چاہتا تھا۔

"ابھی پتہ چل جائے گا محترمہ! ۔۔۔ صرف دس منٹ رک جاؤ ۔۔۔ چلو صفدر جلدی کرو ۔۔۔ خواہ مخواہ وقت ضائع ہو رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور صفدر نے ایک بار پھر ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

"ٹھہرو! ۔۔۔ خدا کے لئے رک جاؤ ۔۔۔ تم جو پوچھنا چاہتے ہو ۔۔۔ میں بتا دیتی ہوں ۔۔۔ مگر ایسا نہ کرو ۔۔۔ میری جوانی مجھ سے نہ چھینو" ۔۔۔ آخر کار مادام نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا اور کیوں نہ ڈالتی۔ کچھ بھی ہو، تھی تو عورت۔ اور عورت جتنا بڑھاپے سے ڈرتی ہے اتنا موت سے بھی نہیں ڈرتی۔

"کیا بتانا چاہتی ہو ـــــ جلدی بتاؤ ـــــ ہمارا وقت ضائع نہ کرو" ـــــ عمران نے یوں کہا جیسے اب اُسے مادام کے بیان سے کوئی دلچسپی باقی نہ رہ گئی ہو۔

"میں مادام کیٹ ہوں ـــــ یہ سیکشن نائن کا ہیڈ کوارٹر ہے ـــــ مجھے میڈم کیٹ نے بتایا تھا کہ تم انتہائی خطرناک آدمی ہو ـــــ اس لئے میں اپنی آنکھوں کے سامنے تمہیں قتل کرانا چاہتی تھی، اسی لئے تمہیں ہیڈ کوارٹر ملنے کی بجائے میں خود یہاں چلی آئی" ـــــ مادام نے تیزی سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔

"مادام کیٹ اور میڈم کیٹ! ـــــ کیا مطلب ـــــ؟ کیا تم ہمیں بلیوں کے چکر میں الجھا کر ہمارا وقت ضائع کرنا چاہتی ہو" ـــــ؟ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم میڈم کیٹ کو نہیں جانتے ـــــ یہ وہ تنظیم ہے جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے ـــــ ایکریمیا کی پوری معیشت تباہ کر دی ہے ـــــ اگر ایکریمیا کے پاس سونے کے ہنگامی ذخیرے نہ ہوتے تو اس وقت ایکریمیا پر ہماری حکومت ہوتی" ـــــ مادام نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔ عورت جب اپنی بڑائی دکھانے پر آتی ہے تو پھر وہ یہ نہیں دیکھتی کہ وہ کس کے سامنے اور کس موقع پر کیا کہہ رہی ہے۔

"سُپر پاور کی ایک ٹیم تمہارے مقابلے کے لئے آئی تھی ـــــ جس میں ان کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ شامل تھے ـــــ ان کا کیا ہوا" ـــــ؟ عمران نے گولی کو انگلیوں میں نچاتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ! ـــــ وہ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ـــــ ان میں تین مرد اور تین عورتیں تھیں ـــــ یہ عورتیں تو آفت کا پرکالہ تھیں ـــــ مرتے مرتے بھی ہماری

کروڑوں روپے کی جعلی کرنسی چھاپنے والی مشینیں اور اسلحے کا بہت بڑا سٹور تباہ کر گئیں۔ البتہ وہ تینوں مرد تو بالکل بدھو تھے۔ یہاں آنے سے پہلے میں انہیں قتل کر کے آئی ہوں ـــــ ان کی لاشیں میں نے کولڈ روم میں رکھوا دی ہیں تاکہ میڈم کیٹ جب آئیں تو خود دیکھ لیں" ـــــ مادام نے جواب دیا۔

"میڈم کیٹ کہاں ہے ـــــ؟" عمران نے پوچھا۔

"وہ ایکریمیا میں ہیں ـــــ اور کل واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ جائیں گی" ـــــ مادام نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ بتاؤ" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"حلیہ! ـــــ اسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا ـــــ صرف اس کی آواز سنائی دیتی ہے ـــــ اور نشان کے طور پر سیاہ رنگ کی بلی سامنے آجاتی ہے" ـــــ مادام نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہیڈ کوارٹر کا مکمل نقشہ اور تمام کوڈ بتاؤ" ـــــ؟ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ مادام کچھ بتاتی، اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک نوجوان توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح ٹھیک عمران کے قدموں میں آگرا۔ اور اسی لمحے کمرے سے باہر ٹامی گین چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر جوزف کے حلق سے نکلنے والی بھیانک چیخ سے گیری تو ایک ٹرنٹ، کمرہ بھی گونج اٹھا۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ عمران سمیت سب چند لمحوں کے لئے ششدر کھڑے رہ گئے۔ ان کے ذہنوں کے شاید کسی کونے میں بھی یہ تصور نہ تھا کہ مادام کے ساتھی اس طرح اچانک ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ اور پھر ان

کی حیرت کے یہی لمحے ان پر بہت بھاری پڑے۔ کیونکہ عمران کے قدموں میں آ کر گرنے والا نوجوان زمین پر گرتے ہی بجلی کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے عمران اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ اور پلک جھپکنے میں اس نے عمران کو ان کے پیچھے کھڑے ہوئے صفدر اور تنویر پر دے مارا۔ اور پھر وہ تینوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گر پڑے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں اٹھتے اس نے انتہائی پھرتی سے کندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور اس کا رخ ان تینوں کی طرف کر کے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔

"ٹھہرو! ——— انہیں قتل نہ کرنا" ——— اچانک مادام کی کرخت آواز کمرے میں گونجی اور انچارج کی ٹریگر پر چڑھتی ہوئی انگلی یکلخت ٹریگر سے ہٹ گئی۔

اسی لمحے نمبر الیون بھی مشین گن سنبھالے دروازے میں نمودار ہو گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لو! ——— مادام کے ایک فقرے نے تمہاری زندگی کے چند لمحے اور بڑھا دیئے ہیں" ——— انچارج نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور عمران نے بڑے مطمئن انداز میں اپنے ہاتھ اوپر اٹھا لیے۔ اس کی وجہ سے صفدر اور تنویر کو بھی مجبوراً ہاتھ اٹھانے پڑے ورنہ ان کی کھوپڑیاں گھوم چکی تھیں اور وہ شاید مشین گنوں کی پرواہ کئے بغیر ان دونوں سے ٹکرا جاتے۔

"دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ ——— منہ دیوار کی طرف کر لو ——— جلدی کرو" انچارج نے ایک اور حکم دیا۔

اور پھر سب سے پہلے عمران گھوما اور صفدر اور تنویر نے بھی اس کی پیروی کی۔

"الیون! ——— مادام کو رسیوں سے آزاد کراؤ ——— اور ان تینوں کو بھی اسی طرح باندھ دو" ——— انچارج نے دوسرے مشین گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب! ——— آپ کیا کر رہے ہیں ——— ؟ اس طرح تو یہ ہمیں چوہوں کی طرح مار ڈالیں گے" ——— صفدر نے اردو میں قریب کھڑے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ اس طرح ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو جاؤں۔ اور کوئی بات نہیں" ——— عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ارے یہ تم کس زبان میں باتیں کر رہے ہو ——— بند کرو یہ باتیں۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا" ——— انچارج نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یعنی ہمیں بھونو گے تم" ——— عمران نے اچانک مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ انچارج کچھ سمجھتا، عمران کا بازو بجلی کی طرح حرکت میں آیا اور انچارج کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر اڑتی ہوئی دور کمرے کے کونے میں جا گری۔ نمبر الیون اپنی گن ایک طرف رکھے مادام کی رسیاں کھولنے میں مصروف تھا اس لیے وہ انچارج کی کوئی مدد نہ کر سکا۔ اور صفدر اور تنویر دونوں اس پر پل پڑے۔

اِدھر جیسے ہی عمران کی ضرب سے انچارج کے ہاتھوں سے مشین گن نکلی، اس کی ایک لات انتہائی تیزی سے حرکت میں آئی۔ اگر اس کے مقابلے میں عمران کی بجائے کوئی اور ہوتا تو یقیناً اس کے اس اچانک اور خوفناک وار سے اس کا بچنا ناممکن ہو جاتا اور پسلیوں پر پڑنے والی بھرپور لات مدمقابل کو ساتویں آسمان کی سیر ضرور کرا دیتی۔ مگر مقابلے پر تو عمران تھا۔

جیسے ہی انچارج کی لات حرکت میں آئی، عمران اچھل کر ایک قدم پیچھے ہٹا اور پھر جیسے ہی اس کی لات قوس کی صورت میں نیم دائرہ بناتی ہوئی عمران کے پیٹ کے سامنے سے گزری، عمران ہوا میں اچھلا اور اس کی دونوں ٹانگیں انتہائی قوت سے انچارج کے سینے پر پڑیں اور انچارج چیخ مار کر فرش پر جا گرا جبکہ عمران

ہوا میں ہی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

انچارج نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی مگر عمران کی دونوں لاتیں کسی مشین کی طرح حرکت میں آ گئیں اور پھر انچارج کے پہلوؤں میں اس طرح عمران کے بوٹوں کی ضربیں پڑنی شروع ہو گئیں کہ دونوں پیروں کی ضربوں کے درمیان شاید پلک جھپکنے کا بھی وقفہ نہ آتا تھا۔

انچارج نے کروٹ بدل کر اس کی ضربوں سے دور ہونا چاہا۔ مگر دوسری طرف کمرے کی دیوار تھی اس لئے وہ ہل بھی نہ سکا اور پھر اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ چیخیں آہستہ آہستہ خرخراہٹ میں تبدیل ہوتی چلی گئیں اور اس کے ناک اور منہ سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ عمران کی بے پناہ اور مسلسل ضربوں سے اس کا دل پھٹ گیا تھا۔

ادھر صفدر اور تنویر نے دوسرے آدمی کو مار مار کر بے حال کر دیا تھا اور تنویر نے بھی ہاتھ اس وقت روکے جب وہ بیہوش ہو کر نیچے گر گیا۔

مادام کرسی سے بندھی پھٹی پھٹی آنکھیں پھاڑے یہ سب صورت حال دیکھ رہی تھی۔ اسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ مرڈر سیکشن کے آدمی بھی اتنی آسانی سے مارے جا سکتے ہیں۔

عمران تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا جہاں سے اس نے جوزف کی چیخ سنی تھی۔ اور پھر اسے جوزف دروازے کے قریب ہی فرش پر پڑا ہوا نظر آ گیا۔ ایک گولی اس کی پسلیوں میں گھس گئی تھی اور وہاں سے خون تیزی سے ابل رہا تھا۔ جوزف کی حالت بے حد خراب تھی۔

"صفدر" ——— عمران نے چیخ کر کہا۔

"یس" ——— صفدر نے قریب آتے ہوئے پوچھا۔

"اسے اٹھا کر فوراً کسی ہسپتال پہنچاؤ ——— اسے فوری طبی امداد نہ ملی تو یہ مر جائے گا" ——— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے ان دونوں کے اور ساتھی باہر موجود ہوں" ——— صفدر نے جھک کر جوزف کو اٹھا کر کندھے پر لادنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو کہ اسے مادام کی کار میں ڈال کر لے جاؤ ——— وہ کار چل سکتی ہے۔ کار کہیں ہسپتال میں چھوڑ کر تم سیدھے وائیڈ پارک آ جانا" ——— عمران نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا

اور صفدر سر ہلاتا ہوا انتہائی تیزی سے برآمدہ پار کر کے پھاٹک کے قریب موجود کار کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر عمران اس وقت تک برآمدے میں ہی کھڑا رہا جب تک صفدر مادام کی کار سمیت پھاٹک سے باہر نہ نکل گیا۔ اور ابھی وہ پلٹنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ اسے باہر سے مشین گنیں چلنے کی آواز سنائی دی۔ مگر پہلے ہی راؤنڈ کے بعد فائرنگ ختم ہو گئی اور عمران جھپٹ کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ اندر آنے والوں کے باقی ساتھی باہر موجود ہیں اور انہوں نے صفدر کی کار پر فائرنگ کی ہو گی۔

اور پھر اس کے ساتھ ہی دو نوجوان دوڑتے ہوئے پھاٹک سے اندر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں اور وہ بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔ عمران چونکہ ستون کی آڑ میں تھا اس لئے وہ دونوں اسے نہ دیکھ سکے۔ اور پھر شاید عمارت کو خالی سمجھ کر وہ سیدھے برآمدے کی طرف بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ عمران اس وقت خالی ہاتھ تھا اس لئے وہ خاموشی سے کھڑا رہا۔ اسے صرف تنویر کی طرف سے خطرہ تھا کہ وہ آنے والوں کی آہٹ سن کر کہیں باہر نہ نکل آئے۔

ابھی ان دونوں نامی گن برداروں نے آدھا فاصلہ ہی پار کیا ہو گا کہ عمران کو گیٹ پر کیپٹن شکیل نظر آیا۔ اس کے ہاتھوں میں ابھی تک بریٹ گن موجود تھی جو شاید گیٹ کے ہاتھوں مجبور ہو کر اندر آیا تھا۔ اور پھر جب اس نے دو آدمیوں کو نامی گنیں اٹھائے تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتے دیکھا تو اس نے بریٹ گن سیدھی کر لی۔

"خبردار۔۔۔ رک جاؤ۔"۔۔۔ کیپٹن شکیل کی کڑک دار آواز سنائی دی اور برآمدے کی طرف آنے والے کسی چیتے کی طرح پلٹے۔ ان کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی نامی گنیں پلک جھپکتے میں سیدھی ہوئیں۔ مگر دوسری طرف کیپٹن شکیل تھا ان کے پلٹتے ہی اس نے انتہائی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور وہ اڑتا ہوا پھاٹک کے قریبی ستون کی آڑ میں چلا گیا اور نامی گنوں سے نکلنے والی گولیاں سیدھی پھاٹک کے ایک پٹ سے ٹکرائیں۔

اسی لمحے کیپٹن شکیل کی بریٹ گن سے شعلے لپکے اور ان دو انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ بریٹ گن سے نکلنے والی گولیوں نے ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر چھلنی کر دیا تھا۔

ان دونوں کے نیچے گرتے ہی عمران ستون کی آڑ سے باہر آ گیا۔ ادھر کیپٹن شکیل بھی باہر آ گیا تھا اور شاید گولیوں کی آوازوں نے کمرے میں موجود تنویر کو بھی باہر کھینچ لانے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ بھی ہاتھ میں بریٹ گن پکڑے برآمدے میں آ گیا۔

"کیپٹن شکیل۔۔۔ فوراً آؤ۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے چیخ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بھی واپس کمرے کی طرف بھاگ پڑا۔ تنویر بھی بغیر کچھ سوچے سمجھے اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔

کمرے میں مادام اسی طرح کرسی سے بندھی بیٹھی تھی جبکہ نمبر الیون بدستور

بیہوش پڑا ہوا تھا۔

"یہ باہر کیا ہو رہا ہے"۔۔۔ مادام نے پوچھا مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مادام کا چہرہ کنپٹی پر ضرب کھا کر گھوم گیا۔ ضرب اتنی بھرپور تھی کہ ایک ہی ضرب سے مادام بیہوش ہو گئی۔

"اسے کھول کر کاندھے پر اٹھا لو۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر کے ہاتھ تیزی سے مادام کی رسیاں کھولنے میں مصروف ہو گئے۔

"کیپٹن۔۔۔ اس بیہوش آدمی کو اٹھا کر کاندھے پر لاد دو۔۔۔ اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔۔۔ عمارت سے باہر نکلو۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ گولیوں کی آوازیں چند ہی لمحوں میں پولیس کو یہاں کھینچ کر لے آئیں گی۔

اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں دوڑتے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کیپٹن شکیل کے کاندھے پر نمبر الیون اور تنویر کے کاندھے پر مادام لدی ہوئی تھی۔ اب عمران ایک فیصلہ کن اقدام کرنے کا پروگرام بنا چکا تھا۔

عمارت سے باہر نکل کر جیسے ہی وہ ایک قریبی گلی میں پہنچے سیکرٹ سروس کے باقی ممبران بھی وہیں پہنچ گئے۔

"سب لوگ مختلف ٹیکسیوں سے ایشیا پارک پہنچو۔۔۔ تنویر اور کیپٹن شکیل تم بھی ٹیکسی کر لینا اور ان کی بیماری کا بہانہ کر لینا۔۔۔ میں وہیں پہنچ جاؤں گا"۔۔۔ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

باقی ممبر بھی اس کے آگے بڑھتے ہی تیزی سے گلیوں میں بکھرتے چلے گئے کیونکہ پولیس کاروں کے چیختے ہوئے ہارن اب تیزی سے نزدیک آتے سنائی

دینے لگے تھے۔

عمران مختلف گلیوں سے ہوتا ہوا عقبی سڑک پر جا نکلا اور پھر چند لمحوں بعد اسے ایک ٹیکسی مل گئی۔

"کاسابلانکا کالونی لے چلو ــــ جلدی"۔ ــــ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا کر گاڑی آگے بڑھا دی۔

تقریباً دس منٹ تک مختلف سڑکوں پر ٹیکسی دوڑانے کے بعد وہ متوسط درجے کے مکانات سے پر ایک کالونی میں داخل ہو گئے۔

"کالونی آ گئی ہے ــــ آپ نے کس نمبر پر جانا ہے"۔ ــــ ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا۔

"ایک سو چالیس"۔ ــــ عمران نے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے تیزی سے گاڑی ایک درمیانی سڑک پر ڈال دی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ مکان کے سامنے جا کر رک گئی۔ دروازے پر ایک سو چالیس کے حروف چمک رہے تھے۔ عمران تیزی سے باہر آیا اور پھر اس نے میٹر دیکھ کر ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا۔ جب ٹیکسی آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مکان کے برآمدے میں آیا اور اس نے کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ اس نے اس وقت تک بٹن سے انگلی نہ ہٹائی جب تک سامنے کا دروازہ ایک دھماکے سے نہ کھل گیا۔ دروازے پر ایک موٹا سا آدمی سخت جھلاہٹ کے عالم میں نمودار ہوا۔

"کیا مصیبت آ گئی ہے ــــ؟" موٹے نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ اگر مصیبت ہے ــــ تو مصیبت حاضر ہے مسٹر فرینک"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور موٹا فرینک پرنس آف ڈھمپ کے الفاظ سن کر یوں اچھلا کہ گرتے گرتے بچا۔ وہ آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہا تھا اس کی پھٹی پھٹی آنکھیں سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس نے اچانک اپنے سامنے کسی بھوت کو دیکھ لیا ہو۔ مگر چند لمحوں بعد اس کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھر آئی۔

"ارے پرنس تم اور یہاں میرے مکان پر"۔ ــــ موٹے نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور پھر موٹا ہونے کے باوجود اس نے اتنی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا کہ عمران خود بھی اس کی اس بے پناہ پھرتی پر ششدر رہ گیا۔

موٹا فرینک عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑے یوں خوشی سے ناچ رہا تھا جیسے اس وقت اسے زندگی کی سب سے بڑی دولت اچانک میسر آ گئی ہو۔

"ارے اب چھوڑ بھی ــــ میرا تو تم نے ایک ایک جوڑ ہلا کر رکھ دیا ہے"۔ عمران نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے آزاد کراتے ہوئے کہا۔

"آؤ اندر آ جاؤ ــــ یقین کرو پرنس ــــ میں خواب میں بھی نہ سوچ سکتا تھا کہ کسی دن تم بھی میرے گھر آ ؤ گے"۔ ــــ فرینک کے لہجے سے مسرت کا چشمہ ابل رہا تھا۔

عمران اس کے ساتھ مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ فرینک بال بچوں کے جھمیلے سے اب تک آزاد تھا۔ اس لئے عمران بھی بلا جھجک اندر چلا گیا تھا۔

"بیٹھو پرنس بیٹھو ــــ میں تمہارے لئے ایک دعوت کا انتظام کرنا چاہتا ہوں ــــ تم اتنی دیر میں یہ سارے اخبار پڑھو ــــ میں سامان اکٹھا کر لوں"۔ ــــ فرینک نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سنو فرینک ــــ اس وقت میرا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے ــــ میرے

ساتھی دشمنوں کی زد میں سڑکوں پر آوارہ گردوں کی طرح پھر رہے ہیں ۔۔۔۔ مجھے فوری طور پر ایک ایسی عمارت چاہیے جہاں میں اور میرے ساتھی بغیر کسی مداخلت کے کچھ دن رہ سکیں ۔۔۔ امید ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

"پرنس کی بات کو میں نہ سمجھونگا تو اور کون سمجھے گا ۔۔۔۔ تم بے فکر رہو۔ ابھی بندوبست کر دیتا ہوں ۔۔۔۔ فرینک نے بے حد سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے آگے بڑھ کر میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فرینک سپیکنگ جانی! ۔۔۔ پرائیویٹ نمبر الیون کی چابیاں فوراً میرے مکان پر پہنچا دو ۔۔۔۔ میں نے فوراً کہا ہے سمجھے ۔۔۔۔ فرینک نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"یہ عمارت الیف کالونی کے آخری حصے میں ہے ۔۔۔ بالکل الگ تھلگ ۔ پولیس سمیت ہر ایک کی نظروں سے بچی ہوئی ہے ۔۔۔ وہاں تین کاریں بھی موجود ہیں ۔۔۔ اور کھانے پینے کا تمام سامان بھی موجود ہے ۔۔۔ کیا خیال ہے پرنس! ۔۔۔ یہ تمہاری ضرورت کے لئے کافی رہے گی ۔۔۔ فرینک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تھینک یو! ۔۔۔ اس کے علاوہ مجھے کچھ جدید ترین اسلحہ اور میک اپ کا جدید ترین سامان بھی چاہیے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم جو کچھ کہو گے ۔۔۔ حاضر ہو جائے گا ۔۔۔۔ جانی تمہارے ساتھ جائے گا ۔۔۔ تم اسے جو کچھ لکھ دو گے ۔۔۔۔ یہ چراغ کے جن کی طرح سب کچھ حاضر کر دے گا" ۔۔۔۔ فرینک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ جانی کیسا آدمی ہے ۔۔۔۔ دراصل بات یہ ہے کہ اس وقت مقابلہ ایک بہت بڑی مچھلی سے ہے ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ یہ جانی اس مچھلی کا کانٹا ثابت ہو۔ عمران نے کہا۔

"جانی میرا سب سے قابل اعتماد آدمی ہے ۔۔۔۔ میرے کہنے پر یہ اپنے آپ کو بھی گولی مارنے سے دریغ نہ کرے گا ۔۔۔ ویسے اگر تم فرینک پر اعتماد کرو تو مجھے بتاؤ کہ کون تمہارے مقابل ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے میں تمہارے تصور سے بھی زیادہ تمہارے کام آ جاؤں" ۔۔۔ فرینک نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"اس وقت مقابلہ میڈم کیٹ سے ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور فرینک میڈم کیٹ کا نام سن کر یوں اچھلا جیسے اس نے عزرائیل کا نام سن لیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ میڈم کیٹ پر ہاتھ ڈالنا چاہتے ہو ۔۔۔ کیوں موت کو آواز دے رہے ہو ۔۔۔ مادام کے حکم کے بغیر تو اس ملک میں مکھی بھی پر نہیں ہلا سکتی" ۔۔۔۔ فرینک کے لہجے میں گھبراہٹ تھی۔

"اب کہو کیا ارادہ ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے نرم لہجے میں پوچھا۔

"مجھے معذرت کرو پرنس ۔۔۔۔ تم نے جو احسان اپنے ملک میں میری ذات پر کیا تھا ۔۔۔ میں احسان فراموش نہیں ۔۔۔ تمہاری خاطر مادام کیٹ تو کیا ۔۔۔ میں پوری دنیا سے لڑ سکتا ہوں ۔۔۔۔ لیکن حقائق بہرحال حقائق ہیں یہ تنظیم اتنی خوفناک ہے اور انہوں نے مکڑی کے جالے کی طرح ملک کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے کہ ان سے بچ نکلنا ناممکن ہو چکا ہے" ۔۔۔۔ فرینک نے بڑے مخلصانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور فرینک تیزی سے اٹھ کر دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔

آنے والا شاید جانی تھا۔ کیونکہ چند لمحوں بعد جب فرینک واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چابیوں کا ایک گچھا موجود تھا۔

"میں نے جانی کو بھیج دیا ہے ـــــ کیونکہ مادام کیٹ سے مقابلے کا سن کر مجھے اپنے علاوہ کسی پر اعتماد نہیں رہا" ـــــ فرینک نے چابیاں عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سنو فرینک ـــــ تم اپنے پرنس کو ابھی اچھی طرح نہیں جانتے ۔ بہرحال اتنا بتا دوں کہ مادام کیٹ اس وقت میرے قبضے میں ہے ـــــ اور مادام کیٹ کا ایک اہم مہرہ بھی ـــــ مادام کے سنڈیکیشن ناتن کا ہیڈ کوارٹر میں نے تباہ کر دیا ہے ـــــ وہاں اس وقت لاشیں ہی لاشیں بکھری پڑی ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو پرنس ! ـــــ مادام کیٹ تمہارے قبضے میں ہے ـــــ؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ اگر ایسا ہوتا تو اس وقت تک پورے شہر کی اینٹ سے اینٹ بج چکی ہوتی" ـــــ فرینک نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"دراصل سب لوگ اب تک یہی سمجھتے آئے ہیں کہ مادام کیٹ ہی اس تنظیم کی سربراہ ہے ـــــ میری اطلاع بھی یہی تھی ـــــ مگر اب معلوم ہوا ہے کہ اصل سربراہ میڈم کیٹ ہے ـــــ اور مادام کیٹ تو ایک مہرہ ہے" ـــــ عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ! ـــــ تو یہ بات ہے ـــــ بہرحال پھر بھی مادام کی گرفتاری اتنی بڑی خبر ہے کہ اب تک سب کچھ تلپٹ کر دیا گیا ہوتا" ـــــ فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ میرے ساتھ چلو ـــــ میں نے اپنے ساتھیوں کو ہائیڈ پارک میں اکٹھا ہونے کو کہا ہے ـــــ وہ ایسی جگہ ہے جہاں اس وقت بھانت بھانت کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اور کسی کو ایک دوسرے کی پرواہ نہیں ہوتی ۔ مادام بھی وہیں ہوگی ـــــ ہم ان سب کو لے کر تمہاری عمارت میں چلے جائیں گے ـــــ اور پھر میرے ذہن میں ایک پروگرام ہے کہ کس طرح میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر کو تباہ کیا جا سکتا ہے ـــــ ہو سکتا ہے ـــــ مجھے تمہارے مشورے کی ضرورت پڑ جائے" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بالکل مناسب تجویز ہے ـــــ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں ـــــ میری کار سامنے والے گیراج میں ہے" ـــــ فرینک نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد فرینک کی کار میں سوار عمران تیزی سے ہائیڈ پارک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی تو مرڈر سیکشن کے انچارج ایم ون نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایم ون سپیکنگ" ـــــ ایم ون نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"نمبر تھرٹی ایم سپیکنگ باس ـــــ ایک عجیب و غریب کام ہوتا میں نے دیکھا ہے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ لہجہ قدرے گھبرایا ہوا تھا۔

"کیا مطلب ـــــ کیا تم نشے میں ہو ـــــ؟ سیدھی بات کرو" ـــــ ایم ون کا لہجہ یکلخت بے حد کرخت ہو گیا۔

"باس ـــــ سیکشن نائن کے ہیڈ کوارٹر کو پولیس نے گھیر رکھا ہے ـــــ وہاں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں بکھری ہوئی ہیں ـــــ اتفاق سے میں وہاں سے گزرا تو وہاں میں نے ایک پولیس آفیسر کو دیکھ لیا ـــــ اس سے میرے تعلقات ہیں اور اس کے ساتھ میں بھی اندر چلا گیا ـــــ وہاں میں نے سیکشن نائن کے آدھے افراد کی لاشیں دیکھیں جن میں نمبر نائن کی اپنی لاش بھی تھی ـــــ اس کی

گردن توڑ دی گئی تھی ـــــ اس کے علاوہ ہمارے مرڈر سیکشن کے نمبر تھرٹین اور نائن کی لاشیں عمارت کے وسط میں گولیوں سے چھلنی ہوئی پڑی تھیں ـــــ اندر کمرے میں نمبر ٹو کی لاش پڑی ہوئی ہے ـــــ پولیس کے مطابق وہاں بے تحاشا خودکار اسلحے سے فائرنگ ہوئی تو کسی نے پولیس کو اطلاع کر دی ـــــ مگر پولیس کے وہاں پہنچنے تک مجرم بھاگ گئے ـــــ صرف لاشیں ہی لاشیں رہ گئی ہیں" ـــــ نمبر تھرٹی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ـــــ اس کا مطلب ہے کہ حالات توقع سے زیادہ خراب ہیں سنو نمبر تھرٹی ـــــ شہر میں پھیل جاؤ ـــــ جو ایشیائی آدمی مشکوک حالت میں نظر آئے اس کی نگرانی کرو ـــــ اور پھر مجھے رپورٹ دو ـــــ اٹ از ایمرجنسی ـــــ میں دوسرے نمبرز کو بھی یہی ہدایات دے رہا ہوں" ـــــ ایم ون نے کہا اور پھر اس نے انگلی سے کریڈل دبا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس ـــــ" دوسری طرف سے مادام کیٹ کی سیکرٹری کی آواز ابھری۔

"سنو مس ـــــ حالات بے حد خراب ہو چکے ہیں ـــــ مادام کو اغوا کر لیا گیا ہے ـــــ سیکشن نائن کا پورا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے ـــــ نمبر نائن خود بھی مارا گیا ہے ـــــ میرے سیکشن کے تین آدمی بھی ہلاک ہو گئے ہیں اور بدھے کو تمام اغوا کر لیا گیا ہے" ـــــ ایم ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اوہ ـــــ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ـــــ مادام کو کیسے اغوا کیا جا سکتا ہے ـــــ یہ ناممکن ہے" ـــــ سیکرٹری کی خوفزدہ سی آواز سنائی دی۔

"سب کچھ ہو چکا ہے ـــــ تم ایسا کرو کہ مادام کیٹ کو ایمرجنسی فریکوئنسی پر کال کر کے حالات بتاؤ ـــــ اور اس کے ساتھ ساتھ پورے شہر میں موجود اپنے

آدمیوں کو الرٹ کر دو کہ وہ مادام کو تلاش کریں ـــ اور ساتھ ساتھ ہیڈکوارٹر میں حفاظتی انتظامات بھی سخت کر دیئے جائیں" ایم ـ ون نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے! ـــ میں ابھی میڈم کیٹ کو کال کرتی ہوں" ـــ سیکرٹری نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایم ـ ون اب شہر میں موجود مرڈر سیکشن کے دوسرے ممبرز کو کال کر کے انہیں ہدایات دینے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے فی الحال نگرانی کے احکامات جاری کئے تھے۔ کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق جب تک مادام نہ مل جائے قتل و غارت نہیں ہونی چاہیئے ـــ کیونکہ خطرہ تھا کہ غیر ملکی جاسوس کہیں انتقامی طور پر مادام کو بھی ہلاک نہ کر دیں۔

ابھی وہ تمام ممبرز کو ہدایات دے کر فارغ ہی ہوا تھا کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز گونج اٹھی اور ایم ـ ون بری طرح چونک اٹھا۔ اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں ایک آواز ابھری۔ یہ میڈم کیٹ کی کرخت آواز تھی۔

"ایم ـ ون! ـــ یہ مادام کیٹ کی سیکرٹری نے کیا رپورٹ دی ہے؟ اوور" ـــ میڈم کیٹ کے لہجے میں بے پناہ تشنگی تھی۔

"رپورٹ درست ہے میڈم" ـــ ایم ون نے جواب دیا اور پھر اس نے نمبر تھرٹی سے ملنے والی اطلاع تفصیل سے دوہرا دی۔

"سارے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دو ـــ تمام سیکشنوں کو حرکت میں لے آؤ ـــ میں تمہیں اس آپریشن کا انچارج بناتی ہوں ـــ میں دو گھنٹے بعد ہیڈکوارٹر پہنچ رہی ہوں ـــ میرے پہنچنے سے پہلے مادام واپس پہنچ چکی

ہو۔ اور تمام غیر ملکی جاسوس بھی زندہ یا مردہ ہیڈکوارٹر میں موجود ہونے چاہئیں ـــ میں اپنے دانتوں سے ان کا ریشہ ریشہ الگ کرنا چاہتی ہوں" ـــ میڈم کیٹ کے لہجے میں اتنی سفاکی تھی کہ ایم ون جیسے سفاک آدمی کا بھی رواں رواں کانپ اٹھا۔

"بہتر میڈم" ـــ ایم ون نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ویسے اگر ہو سکے تو کوشش کرنا کہ یہ لوگ زندہ ہی گرفتار ہو جائیں ـــ میں خود اپنے دانتوں سے ان کی ہڈیاں توڑنا چاہتی ہوں" ـــ میڈم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

ایم ون نے بٹن دبا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ایم ون نے فون اٹھا لیا۔

"ایم ون سپیکنگ" ـــ ایم ون نے کہا۔

"انچارج سیکشن تھرٹین سپیکنگ ـــ مجھے سیکرٹری نے مادام کے اغوا ہونے کی خبر دی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ آپ کا سیکشن اس سلسلے میں کام کر رہا ہے ـــ ابھی ابھی میرے سیکشن کے ایک ممبر نے اطلاع دی ہے کہ اس نے مادام کو بیہوشی کے عالم میں ہائیڈ پارک میں دیکھا ہے ـــ آپ کے سیکشن کا نمبر الیون بھی وہیں موجود ہے ـــ وہ بھی بیہوش ہے ـــ یہ دونوں بھی ابھی وہاں پہنچے ہیں ـــ ان کے علاوہ مختلف ٹیکسیوں میں اور بھی ایشیائی وہاں پہنچ رہے ہیں" ـــ نمبر تھرٹین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ ویری گڈ نیوز ـــ ایسا کرو کہ ہائیڈ پارک کے گرد گھیرا ڈال دو۔ اور وہاں بیہوش کر دینے والی گیس پھیلا دو ـــ اور جتنے بھی ایشیائی وہاں ہیں ان سب کو اٹھا کر ہیڈکوارٹر پہنچا دو ـــ پولیس وغیرہ کی فکر نہ کرنا۔ کھل کر کام کرنا ـــ مادام اور الیون ایم کو خاص طور پر پہلے کور کر لینا ـــ ہمیں

مادام کے ساتھ ساتھ وہاں موجود تمام ایشیائی زندہ حالت میں مرقیت پر ہیڈ کوارٹر میں جا سکیں ۔۔۔ چاہے پورے شہر کو کیوں نہ ہلاک کرنا پڑے" ۔۔۔ ایم ۔ وان نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ ۔۔۔ یہ کام میرے لئے بے حد آسان ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ایم ۔ وان نے رسیور رکھنے کے بعد ہیڈ کوارٹر کے بیرونی گیٹ انچارج کو فون کرنا شروع کر دیا تاکہ اسے آنے والوں کو سپیشل روم میں پہنچانے کی ہدایت کر سکے۔

گیٹ انچارج کو ہدایات دینے کے بعد ایم ۔ وان نے اطمینان کا طویل سانس لیا کیونکہ اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ نہ صرف مادام صحیح سلامت واپس آ جائے گی بلکہ تمام جاسوس بھی پکڑے جائیں گے ۔ وہ سیکشن تھرٹین کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگوں کو اغوا کرنے میں کس قدر ماہر ہیں۔

فرینک ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ عمران اس کی ساتھ والی سیٹ پر براجمان تھا۔ فرینک بھی ایک مجرم تنظیم کا انچارج تھا لیکن اس کی لائن صرف منشیات تھی۔ بلیک کیس کے سلسلے میں فرینک اور اس کے مخالف گروہ کا مقابلہ ہوا تھا جس میں فرینک کے تمام ساتھی مارے گئے تھے اور فرینک اپنے دشمنوں کے نرغے میں اس طرح پھنس گیا تھا کہ اس کا زندہ بچ جانا محال تھا۔ اب یہ فرینک کی خوش قسمتی تھی کہ فرینک اپنے دشمنوں سے چھپتا چھپاتا عمران کے فلیٹ میں جا گھسا اور چونکہ عمران کے فلیٹ پر بھی دشمنوں نے دھاوا بول دیا تھا۔ اب اسے فرینک کے مخالفوں کی بدبختی ہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کا مقابلہ صرف فرینک سے نہیں بلکہ عمران سے ہو گیا اور نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ دشمنوں کو پسپا ہونا پڑا۔ تب سے فرینک عمران کا عقیدت مند ہوا تھا کہ کئی بار وہ عمران سے ملنے اس کے ملک آیا تھا۔ اور ہر بار وہ عمران کو اپنے ملک آنے کی دعوت دیتا تھا۔ مگر ظاہر ہے کہ عمران کے پاس اتنی فرصت کہاں کہ وہ یونہی سیر و تفریح کرتا پھرے۔ اب یہ تو اتفاق تھا کہ مادام کیٹ کا ہیڈ کوارٹر

ناراحتہ پول میں تھا۔

عمران کا پروگرام بھی یہی تھا کہ ہوٹل میں رہائش رکھنے کے بعد وہ فرینک سے رابطہ قائم کریگا اور پھر اسی کی مدد سے آگے بڑھے گا۔ مگر یہاں آتے ہی وہ پکڑا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ تمام پروگرام افراتفری میں بنانا پڑ گیا۔ فرینک سے ملنے سے پہلے وہ ممبرز کو کسی عمارت کا پتہ نہ بتا سکتا تھا اس لئے مجبوراً اُسے ہائیڈ پارک کا سہارا لینا پڑا۔

ہائیڈ پارک دراصل ایک وسیع و عریض پارک تھا جہاں شام ہوتے ہی شہر کے لوگ اور سیاح اکٹھے ہونے شروع ہو جاتے اور پھر وہاں باقاعدہ ایک شہر آباد ہو جاتا۔ وہ سب لوگ وہیں کسی نہ کسی کونے میں پڑ رہتے۔ پولیس اس پارک میں رہنے والوں کو کچھ نہ کہتی تھی اس لئے جن لوگوں کے پاس سر چھپانے کی جگہ نہ ہوتی تھی یا ان کی جیب مہنگے ہوٹلوں کے کرائے ادا نہ کر سکتی تھی وہ رات کو ہائیڈ پارک کا سہارا لیتے تھے۔

اس پارک کی سب سے اچھی روایت یہ تھی کہ یہاں کوئی دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کرتا تھا۔ چاہے کوئی مر ہی کیوں نہ رہا ہو، ساتھ بیٹھا ہوا شخص قطعاً مداخلت نہ کرتا تھا۔ اس لئے عمران کو اطمینان تھا کہ مادام اور نمبر الیون کی بیہوشی کو چونکنے پہ مجبور نہ کرے گی۔

فرینک خاموشی سے کار دوڑائے چلا جا رہا تھا اور پھر جیسے ہی وہ ایک موڑ سے دائیں ہاتھ والی سڑک پر مڑا۔ فرینک اور عمران دونوں چونک پڑے کیونکہ یہاں پولیس کی گاڑیوں کے سائرن انتہائی کریہہ آواز میں چیخ رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دور سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس سڑک پر گاڑیوں کا ایک ہجوم تھا جو انتہائی تیز رفتاری سے واپس دوڑے چلے جا رہے تھے۔ یوں لگتا

جیسے اس سڑک کے آخری حصے پہ کوئی زبردست مقابلہ ہو رہا ہے۔

"اوہ! ——— میرا خیال ہے کہ یہ فائرنگ ہائیڈ پارک میں ہو رہی ہے" ——— فرینک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہائیڈ پارک میں ——— مگر میرے ساتھیوں کے پاس تو اسلحہ نہیں ہے" ——— عمران نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پھر کوئی اور پارٹی ایک دوسرے سے الجھ پڑی ہوگی" ——— فرینک نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر بعد پولیس نے ان کی گاڑی روک لی۔ وہ صرف وہاں سے گاڑیوں کو شہر کی طرف جانے کی اجازت دے رہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے" ——— فرینک نے ایک پولیس مین سے پوچھا۔

"ہائیڈ پارک میں پہلے بیہوش کر دینے والی گیس کے بے تحاشا گولے پھینکے گئے تھے ——— پھر پارک کے چاروں طرف بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی گئی ہے ——— میرا خیال ہے کہ مجرموں کی دو بڑی پارٹیاں آپس میں لڑ پڑی ہیں" ——— پولیس مین نے جواب دیا۔

"اور ہائیڈ پارک میں موجود لوگوں کا کیا ہوا ———؟" عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کچھ معلوم نہیں ——— وہاں بے تحاشا بھگدڑ مچی ہوئی ہے ——— بے شمار لوگ وہاں بیہوش پڑے ہوئے ہیں ——— کچھ نکل نکل کر بھاگ رہے ہیں" ——— پولیس مین نے جواب دیا۔

فائرنگ کی آوازیں اب تواتر سے سنائی دے رہی تھیں اور پھر یکلخت ایک سرخ رنگ کا ستارہ سا آسمان پہ ٹوٹا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ یکلخت یوں

رک گئی جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اب صرف پولیس سائرنوں کی کریہہ آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں۔

"اب کیا کریں" ___ فرینک نے عمران سے پوچھا۔

"فی الحال انتظار ہی کیا جا سکتا ہے ___ جب مطلع صاف ہو گا پھر چیک کریں گے ___ ہو سکتا ہے یہ سب کچھ ہم سے متعلق نہ ہو" ___ عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں پرنس! ___ اتنا بڑا اقدام یہاں صرف میڈم کیٹ گروپ ہی کر سکتا ہے ___ اس کے علاوہ کسی تنظیم میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ یوں کھلے عام فائرنگ کر سکے ___ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ میڈم کیٹ کا گروپ کر رہا ہے ___ اب یہ معلوم نہیں کہ ان کا مقصد کیا ہے" ___ فرینک نے جواب دیا۔

اب وہ دونوں کار سے نکل کر فٹ پاتھ پر کھڑے تھے اور بے تحاشا واپس جانے والی گاڑیوں کو دیکھ رہے تھے۔ گاڑیوں کے علاوہ پیدل لوگوں کا بھی ایک ہجوم دوڑا چلا جا رہا تھا۔

ابھی انہیں وہاں کھڑے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک عمران کا بازو کسی نے پکڑ کر ہلکا سا جھٹکا دیا اور عمران نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو دوسرے لمحے اس نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ یہ صفدر تھا جو اسے اپنی طرف متوجہ کر کے اب ایک طرف منہ کر کے سگریٹ سلگانے میں مصروف تھا۔ وہ شاید فرینک کی وجہ سے براہ راست عمران سے مخاطب نہ ہوا تھا۔

"صفدر! ___ یہ اپنے دوست فرینک ہیں ___ اور فرینک! ___ ان سے ملو ___ یہ میرے ساتھی مسٹر صفدر سعید ہیں" ___ عمران نے باقاعدہ

فرینک اور صفدر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ تو کیا مسٹر صفدر بھی ہائیڈ پارک میں تھے ___؟ پھر تو ان سے سب حالات معلوم ہو سکتے ہیں پرنس" ___ فرینک نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں بس ذرا دیر میں پہنچا ___ اس وقت تک مجرم اپنا کام دکھا چکے تھے ___ انہوں نے ماورا کے ساتھ ساتھ تمام ساتھیوں کو بے ہوش کر کے اغوا کر لیا ہے اور ایک بڑی سی ویگن میں ڈال کر لے گئے ہیں ___ مجھے فوری طور پر کوئی ٹیکسی نہ مل سکی کہ ان کا تعاقب کرتا" ___ صفدر نے جواب دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو ___؟ تفصیل سے بتاؤ" ___ عمران نے بے چین لہجے میں کہا۔

"میں جوزف کو ہسپتال میں داخل کرانے کے بعد جب ہائیڈ پارک کے قریب پہنچا تو ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے ہائیڈ پارک کے پہلے چوک پر ہی اتار دیا ___ میں جب ہائیڈ پارک میں داخل ہوا تو وہاں بے شمار لوگ موجود تھے ___ میں اپنے ساتھیوں کو ڈھونڈتا پھر رہا تھا کہ اچانک پارک پر چاروں طرف سے گولوں کی بارش ہو گئی ___ یہ گولے زمین پر گرتے ہی پھٹ جاتے اور ان میں سے سفید رنگ کا گہرا دھواں نکل کر سرعت سے پھیلتا چلا جا رہا تھا ___ ان گولوں کے پھٹنے سے پارک میں بھگدڑ مچ گئی ___ لوگوں نے بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا ___ گولوں سے نکلنے والی گیس اتنی زود اثر تھی کہ لوگ چند قدم دوڑتے اور پھر لڑکھڑا کر گر پڑتے ___ بہرحال میں بھی بھاگا اور پھر اچانک مجھے ایک سین نظر آ گیا۔ ایک بہت بڑی ویگن پارک کے جنوبی کنارے پر موجود تھی اور گیس ماسک لگائے ہوئے تقریباً دس افراد وہاں بے ہوش پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر ویگن میں ڈال رہے تھے ___ میں سانس روکے بھاگتا ہوا جب وہاں پہنچا تو وہ آخری

آدمی کو ویگن میں ڈال رہے تھے ـــــ اور پھر میں نے ویگن میں ڈالے جانے والے اپنے ساتھیوں کو پہچان لیا۔ میں نے دوڑنے کی رفتار تیز کر دی ـــــ لیکن چونکہ میں نے سانس روک رکھا تھا اس لئے میں زیادہ تیز نہ دوڑ سکا۔ اگر میں سانس لے لیتا تو ہر طرف پھیلی ہوئی گیس مجھے ایک قدم بھی نہ اٹھانے دیتی ـــــ چنانچہ جب میں ویگن کے قریب پہنچا تو ویگن سٹارٹ ہو کر سڑک پر پہنچ گئی اور اسی لمحے چاروں طرف سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور میں سڑک پر پہنچ گیا ـــــ میں نے کوشش کی کہ کوئی خالی ٹیکسی مل جائے اور میں اس ویگن کا تعاقب کروں ـــــ مگر وہاں اتنی بھگدڑ مچی ہوئی تھی کہ ٹیکسی تو ایک طرف ـ کوئی موٹر سائیکل بھی خالی نظر نہ آ رہا تھا ـــــ ہر شخص بے تحاشا دوڑا چلا جا رہا تھا اس لئے مجبوراً میں بھی پیدل چل پڑا۔ اور اب اتفاق سے میری نظریں آپ پر پڑ گئیں" ـــــ صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری گڑبڑ صرف مادام اور ہمارے ساتھیوں کے اغوا کے لئے پھیلائی گئی ہے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت اتنی گہری سنجیدگی تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے وہ گوشت پوست کی بجائے پتھر سے تراشا گیا ہو۔

"اب تمہارے ساتھیوں کا بچنا محال ہے ـــــ اب ان لوگوں کو میڈم کیٹ کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچا دیا گیا ہو گا ـــــ اور وہاں پہنچنے والا ہمیشہ تابوت یا موت سے ہمکنار ہو کر ہی باہر آ سکتا ہے" ـ فرینک نے تاسف بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں! ـــــ ایسا نہیں ہو سکتا ـــــ میڈم کیٹ نے یہ قدم اٹھا کر اپنے

تابوت میں آخری کیل گاڑ دی ہے ـــــ فرینک! ـــــ تمہیں میڈم کیٹ کے مین ہیڈ کوارٹر کا علم ہے" ـــــ عمران نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اس کا کسے علم نہیں ہے ـــــ یہ گولڈن برج نامی عمارت ہے ـ جو قلعہ نما ہے ـــــ اس کے تین اطراف میں وسیع میدان ہیں ـــــ جہاں انتہائی سخت حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں اور پچھلی طرف دریائے ڈینوب ہے۔ وہاں سپاٹ اور ٹھوس دیواریں ہیں اور عمارت کے اوپر چیکنگ ٹاور بنا ہوا ہے جہاں مشین گنوں سے مسلح دربان چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے ہیں اور ذرا سا شک پڑنے پر فائر کھول دیتے ہیں" ـــــ فرینک نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یہاں کی پولیس کیا کرتی ہے" ـــــ صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"ہوں! ـــــ پولیس تو کیا ـــــ یہاں کے ہر محکمے کا چپڑاسی سے لے کر اعلیٰ ترین افسر تک میڈم کیٹ کا تنخواہ دار ہے" ـــــ فرینک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فرینک! ـــــ تم ہمیں گولڈن برج تک پہنچا دو ـــــ میں فوراً ہی اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچنا چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے کچھ دیر تک سوچنے کے بعد آخر کار فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"مگر وہاں داخلہ ناممکن ہے ـــــ وہاں جدید ترین سائنسی آلات سے مزین حفاظتی نظام کے ساتھ ساتھ چپے چپے پر مسلح افراد گھومتے رہتے ہیں۔ وہاں کا رخ کرنا تو صریحاً خودکشی کرنا ہے" ـــــ فرینک نے جواب دیا۔

"کچھ بھی ہو ـــــ میں نے وہاں ضرور جانا ہے ـــــ بس تم ہمیں وہاں پہنچا دو ـــــ اس کے بعد تمہارا کام ختم" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"سنو پرنس! — جذباتی نہ ہو ... — مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس عمارت کے پہلے مالک نے ایک بار مجھے اپنی عمارت کے بارے میں بڑے فخر سے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا تھا کہ عمارت کا پانی ایک بہت بڑے گٹر کی صورت میں دریا کی تہہ میں گرتا ہے — اور یہ گٹر دریا کی سطح سے نظر نہیں آتا۔ البتہ اس نے بتایا تھا کہ یہ عمارت کے عین وسط میں ہے — میں نے تو ظاہر ہے اندر جانا نہ تھا اس لئے میں نے بات نظر انداز کر دی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس گٹر کو تلاش کر لیں تو اس کے ذریعے یقیناً اندر داخل ہو سکتے ہیں" — فرینک نے جواب دیا۔

"بہت خوب! — لیکن اس کے لئے کچھ سامان کی ضرورت پڑے گی مثلاً غوطہ خوری کا سامان — کیونکہ نجانے اس گٹر کی تلاش میں ہمیں کتنی دیر پانی میں رہنا پڑے" — عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اس بات کی فکر نہ کرو — دریا کے ایک گھاٹ پر سیاحوں کے لئے غوطہ خوری کا سامان کرایہ پر ملتا ہے — ہم وہاں سے آسانی سے ہر قسم کا سامان حاصل کر سکتے ہیں" — فرینک نے جواب دیا۔

"گڈ — اس کے علاوہ اسلحہ بھی ہمیں چاہئے اور جلدی — اب مزید وقت ضائع نہیں کیا جا سکتا" — عمران نے کہا۔

"ہر قسم کا اسلحہ میری کار کی سیٹوں کے نیچے بنے ہوئے خفیہ خانوں میں موجود ہے" — فرینک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"او کے — پھر تو میڈم کیٹ کو اچھا سبق سکھایا جا سکتا ہے — آؤ چلیں" — عمران نے تیزی سے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر صفدر بھی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا اور فرینک نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور کار کو موڑنے کی

کوشش شروع کر دی۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے شہر کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک پل پر پہنچے جو دریا کے اوپر بنایا گیا تھا اور پل پار کر کے فرینک دریا کے ساتھ ساتھ جانے والی سڑک پر کار دوڑاتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ ایک گھاٹ پر پہنچ گئے جہاں سیاحوں کا بے شمار رش تھا۔ رات کا وقت ہونے کے باوجود وہاں پر اتنا رش تھا کہ یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بہت بڑا میلہ لگا ہو۔ بے شمار کشتیاں دریا میں تیرتی پھر رہی تھیں۔ ان میں موٹر بوٹس بھی تھیں اور چپوؤں سے چلنے والی کشتیاں بھی۔

فرینک نے گھاٹ سے ذرا آگے کر کے کار روکی اور پھر نیچے اترتے ہوئے عمران سے کہنے لگا۔

"میں غوطہ خوری کا سامان لے آؤں — آپ اس وقت تک سیٹیں اٹھا کر اپنی مرضی کا اسلحہ منتخب کر لیں" — فرینک نے سیٹوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — جلدی آنا — ایک ایک لمحہ قیمتی ہے" — عمران نے کہا اور فرینک کے آگے بڑھ جانے کے بعد اس نے آگے والی سیٹوں کو پیچھے کی طرف دھکیلا تو سیٹوں کے نیچے سے ایک بڑا بکس نظر آیا۔ عمران نے بکس کا ڈھکن اٹھایا تو اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں کیونکہ بکس میں جدید ترین اسلحہ موجود تھا۔

عمران نے تین ہلکی مشین گنیں اور بم مارنے والی چھوٹی نالی کی بندوقیں اٹھا لیں۔

تین جدید ریوالور بھی اٹھا لیے ـــــــ اور پھر جدید ترین میگنٹ بموں کا ایک بڑا سا پیڈا اٹھا کر بکس بند کر دیا۔

" یہ ریوالور بھر کر ـــــ اور میزائل پشنگ بندوق رکھ لو ـــــ یہ کام آئیں گی ـــــ اور یہ واٹر پروف ہیں" ـــــــ عمران نے خوشی سے قلقاری مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ایسے کھلا ہوا تھا جیسے بچے کو اپنا من پسند کھلونا مل جائے۔

باقی سامان عمران نے اپنی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر فرینک کا انتظار کرنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد فرینک واپس آگیا۔ اس کے پاس تین بڑے تھیلے تھے۔ عمران نے اُسے بھی اسلحہ دیا اور پھر ان تینوں نے بڑی پھرتی سے غوطہ خوری کا لباس پہنا اور گرد کسی کو نہ پا کر خاموشی سے دریا میں اتر گئے۔

سپیشل رُوم ہیڈ کوارٹر میں اس کمرے کو کہا جاتا تھا جس کے اندر تشدد کیے جدید ترین آلات دیواروں میں نصب تھے اور اس کے گرد حفاظت کا دوہرا مانسی نظام تھا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کے دائیں کونے میں بلٹ پروف شیشے ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ اس کیبن میں ان آلات کا آپریٹنگ نظام بنا یا گیا تھا شل روم میں تشدد کے لئے ایسے ایسے خوفناک آلات موجود تھے کہ ان کا تصور کے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور یہ تمام آلات خود کار تھے بن اس شیشے کے کیبن سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ سپیشل رُوم ساؤنڈ پروف ہونے کے ساتھ ساتھ بلٹ پروف بھی تھا۔ اس کی دیواروں پر کتنا ہی طاقتور بم کیوں راجائے۔ دیواروں پر نشان تک نہ پڑ سکتا تھا۔ سپیشل روم کا کوئی دروازہ نہ ۔ چاروں طرف سپاٹ دیواریں تھیں۔ اونچی چھت سے ایک ٹرالی نیچے آتی ں جس کے ذریعے کسی کو اس کمرے میں پہنچایا یا نکالا جاتا تھا۔ اس کمرے میں نچنے کے بعد آج تک کوئی زندہ باہر نہ نکل سکا تھا۔ کمرے کے فرش کے نیچے

ایک ایسی مشین موجود تھی جس میں تیز دھار والی بے شمار چھریاں منسلک تھیں۔ مرنے کے بعد فرش ہٹا کر لاش کو اس مشین میں پھینک دیا جاتا۔ جو چند لمحوں میں لاش کا باریک قیمہ بنا دیتی اور پھر یہ قیمہ نما مغلوبہ ایک پائپ کے راستے ہوتا ہوا ایک گٹر میں جا گرتا اور وہاں سے دریا میں پہنچ جاتا۔

سپیشل روم میں وہی لوگ پہنچائے جاتے تھے جن پر میڈم کیٹ نے خود تشدد کرنا ہوتا تھا اور میڈم کیٹ شیشے کے کیبن میں بیٹھ کر اپنی مرضی سے سپیشل روم میں موجود شکار پر سائنسی آلات کی مدد سے تشدد کرتی اور تماشہ دیکھتی۔ جب اس کا دل بھر جاتا تو پھر اسے ختم کر کے قیمہ بنانے والی مشین کے حوالے کر دیا جاتا۔ اس طرح شکار ہمیشہ کے لئے صفحہ ہستی سے ہی نیست و نابود ہو جاتا تھا۔

ایم۔ ون اس وقت سپیشل روم کے سامنے ہی موجود تھا۔ اسے اطلاع مل گئی تھی کہ سیکشن تھرٹین نے بڑی کامیابی سے سب مطلوبہ آدمیوں کو اغوا کر لیا ہے۔ اور اب وہ انہیں ویگن میں ڈالے ہیڈ کوارٹر کی طرف لا رہے ہیں۔

ادھر میڈم کیٹ کے آنے کا وقت بھی ہو گیا تھا اور ایم۔ ون چاہتا تھا کہ میڈم کیٹ کے آنے سے پہلے ہی وہ ان لوگوں کو سپیشل روم میں پہنچا دے۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ میڈم کیٹ انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے نہ بھون ڈالے اور اس طرح وہ اتنے آدمیوں پر متوقع سائنسی تشدد سے محظوظ نہ ہو سکے کیونکہ ایم۔ ون بھی فطری طور پر میڈم کیٹ کی طرح انتہائی سفاک تھا اور اسے تڑپتے اور چیختے ہوئے لوگ بے حد پسند آتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ میڈم کیٹ نے اسے تھرڈ سیکشن کا انچارج بنا دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد سامنے والی راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز

سنائی دی اور پھر ایک لمبی سی ٹرالی کو کھینچتے ہوئے چند آدمی نظر آئے۔ بڑی سی ٹرالی پر اس وقت چھ آدمی بے ہوشی کے عالم میں گٹھڑیوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے پانچ مرد ایک یورپین عورت تھی۔ ٹرالی کے آگے ایک لمبا تڑنگا نقاب پوش بڑے مضبوط قدم اٹھاتا چلا آ رہا تھا۔

"نمبر تھرٹین" ـــــ اس نقاب پوش نے ایم۔ ون کے سامنے پہنچ کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہم تمہاری کارکردگی پر بے حد خوش ہیں ـــــ میڈم کیٹ بھی تعریف کریں گی" ـــــ ایم۔ ون نے جواب دیا۔

"مادام کو ان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا ہے ـــــ آپ کا آدمی بھی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ہے ـــــ باقی یہ پانچ مرد اور ایک عورت ہاتھ آئی ہے۔ انہیں میں لے آیا ہوں" ـــــ سیکشن تھرٹین کے انچارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مگر ہائیڈ پارک میں تو بے شمار لوگ ہوں گے ـــــ تم نے انہیں کیسے اپنا شکار منتخب کر لیا" ـــــ ایم۔ ون نے پوچھا۔

"یہ آئے تو علیحدہ علیحدہ تھے ـــــ مگر ہائیڈ پارک میں اکٹھے ہو گئے ـــــ مادام اور آپ کے آدمی کی وجہ سے ہم انہیں پہچان گئے اور پھر ان کی نگرانی کی جانے لگی ـــــ جب ہمیں اندازہ ہو گیا کہ اب مزید کسی نے نہیں آنا تو ہم نے آپریشن شروع کر دیا ـــــ اور نتیجہ یہ کہ یہاں پہنچ گئے ہیں" ـــــ نمبر تھرٹین نے جواب دیا۔

"او کے" ـــــ ایم۔ ون نے کہا اور پھر اس نے اپنے پیچھے کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں سپیشل روم میں پہنچا دو" ـــــــ ایم۔ ون کا لہجہ تحکمانہ تھا۔ اور پیچھے کھڑے ہوئے آدمی نے مؤدبانہ انداز میں سر ہلایا اور پھر ٹرالی کھینچنے والوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔

ٹرالی آہستہ آہستہ آگے بڑھتی ہوئی ایک اور راہداری میں مڑ گئی اور اب وہاں ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین ہی رہ گئے۔

تقریباً دس منٹ بعد خالی ٹرالی واپس ہوئی اور ٹرالی لے جانے والے نے ایم۔ ون کو آکر بتایا کہ اس عورت اور پانچ مردوں کو سپیشل روم میں پہنچایا جا چکا ہے۔

"گڈ" ـــــــ ایم۔ ون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر تقریباً دس منٹ بعد راہداری میں ایک بار پھر قدموں کی آواز ابھری اور پھر چار مسلح آدمی قطار کی صورت میں بڑے مؤدبانہ انداز میں آگے بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ ان کے پیچھے ایک درمیانے قد کی نوجوان عورت بڑے باوقار انداز میں چل رہی تھی۔ اس کے تمام جسم پر سیاہ لباس تھا اور منہ پر بھی سیاہ رنگ کا نقاب لگا ہوا تھا۔ نقاب میں سے اس کی بڑی بڑی مگر انتہائی گہری اور سرخ آنکھیں دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح نظر آ رہی تھیں۔ یہ میڈم کیٹ تھی۔ اس خوفناک اور بین الاقوامی تنظیم کی سربراہ ـــــــ اس کے پیچھے مادام تھی جو بڑے ڈھیلے انداز میں چل رہی تھی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا اور یوں لگتا تھا جیسے وہ گہری نیند سے بیدار ہو کر آ رہی ہو۔ اور ان کے پیچھے پھر چار مسلح افراد تھے۔

"کیا پوزیشن ہے ایم ون" ـــــــ میڈم کیٹ کی انتہائی کرخت آواز سنائی دی۔

"شکار سپیشل روم میں آپ کے منتظر ہیں میڈم" ـــــــ ایم۔ ون نے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ آؤ میرے ساتھ ـــــ اور نمبر تھرٹین تم بھی آؤ ـــــ تم نے آج بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے اور اس کے انعام میں آج تم بھی اس نظارے سے لطف اندوز ہو سکتے ہو ـــــ جو سپیشل روم میں ہونا ہے" ـــــ میڈم کیٹ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو میڈم" ـــــــ نمبر تھرٹین نے بھی رکوع کے بل جھکتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر میڈم کیٹ نے آگے قدم بڑھا دیئے۔ مادام اس کے پیچھے تھی۔ اور ایم۔ ون اور نمبر تھرٹین ان کے پیچھے بڑے مؤدبانہ انداز میں چلنے لگے۔

ایک راہداری مڑنے کے بعد وہ اس راہداری کے آخری سرے پر موجود ایک بڑے سے دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ ایم۔ ون نے آگے بڑھ کر دروازے کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی دروازہ تیزی سے کسی تختے کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا اور پھر وہ سب آگے بڑھ کر دروازہ پار کر گئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ ایک بار پھر نیچے آ گرا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ دروازہ بند ہوتے ہی ایم۔ ون نے کونے میں موجود سوئچ بورڈ پر نصب ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا اور یہ چھوٹا سا کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد کمرہ ایک جھٹکے سے رکا اور پھر وہ سب تیزی سے ایک کمرے میں نکلتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ایم۔ ون نے اسی کونے میں لگا ہوا ایک

چھوٹا سا بٹن دبایا تو کمرے کے فرش کا وہی چھوٹا سا ٹکڑا کسی ٹرالی کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سب ایک چھوٹے سے شیشے کے بنے ہوئے کیبن میں موجود تھے۔ یہاں دو بڑی بڑی مشینیں میز پر رکھی ہوئی تھیں جن پر بے شمار بٹن، ڈائل اور چھوٹے چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے دو آرام دہ کرسیاں پڑی تھیں اور ان سے ذرا پیچھے ہٹ کر سطح سے قدرے بلند دو اور کرسیاں موجود تھیں۔

میڈم کیٹ اور مادام ان مشینوں کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئیں جب کہ ان کے پیچھے ایم۔ون اور نمبر تھرٹین اونچی کرسیوں پر ٹک گئے۔ میڈم کیٹ نے مشین پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے نہ صرف مشینوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی بلکہ سامنے کا اندھا شیشہ بھی اس طرح روشن ہو گیا کہ دوسری طرف کا منظر یوں دکھائی دینے لگا جیسے درمیان میں کوئی چیز ہی نہ ہو۔ دوسری طرف ایک طویل و عریض کمرہ تھا جس کے فرش پر اس وقت پانچ مرد اور ایک عورت گٹھڑیوں کی صورت میں بیہوش پڑے تھے۔ یہ عورت جولیا اور مردوں میں کیپٹن شکیل ___ نعمانی ___ چوہان ___ صدیقی ___ اور تنویر شامل تھے۔

میڈم کیٹ کی آنکھیں انہیں دیکھ کر اور زیادہ سرخ ہو گئیں۔ اس نے مشین پر لگی ہوئی ایک ناب کو بائیں طرف گھما دیا اور پھر اس کے ساتھ موجود ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ ناب کے اوپر موجود ڈائل پر سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے آگے بڑھی اور پھر ڈائل کے درمیان میں آ کر تھرتھرانے لگی۔

چند لمحوں بعد سپیشل روم میں پڑے ہوئے سیکرٹ سروس کے ممبران کے

جسموں میں تھرتھراہٹ سی پیدا ہوئی اور آہستہ آہستہ ان کے جسم کھلتے چلے گئے وہ ہوش میں آ رہے تھے۔

سب سے پہلے کیپٹن شکیل کی آنکھیں کھلیں۔ آنکھیں کھلتے ہی وہ اچھل کر بیٹھ گیا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے باقی بھی ہوش میں آتے چلے گئے۔

"دیکھو مادام! ___ ان میں سے کون ہے جس نے تم پر تشدد کیا تھا ___"

میڈم نے کرخت لہجے میں قریب بیٹھی مادام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ان میں سے نہیں ہے ___ ان میں صرف ایک آدمی یہاں موجود ہے ___" مادام نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ اس کا مطلب ہے کہ علی عمران ان میں شامل نہیں ہے ___"

میڈم کیٹ کا لہجہ یکدم بگڑ گیا۔

"نہ صرف علی عمران ___ بلکہ اس کا حبشی باڈی گارڈ ___ اور اس کا ایک اور ساتھی جو میرے سامنے اس وقت موجود تھا، ان میں سے کوئی بھی نہیں رہا ہے۔"

مادام نے جواب دیا۔

"نمبر تھرٹین" ___ میڈم نے مڑ کر نمبر تھرٹین کی طرف دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"یس میڈم ___" نمبر تھرٹین نے گھبرا کر کرسی سے اترتے ہوئے جواب دیا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ سب پکڑے گئے ہیں ___ مگر بڑی مچھلیاں تو غائب ہیں ___" میڈم کیٹ کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ نمبر تھرٹین کوئی جواب دیتا۔ اچانک مشین کے ایک کونے سے ایک انسانی آواز ابھری۔

"الیون ون سپیکنگ میڈم ___ ایمرجنسی کال ___ پلیز اٹینڈ اوور" ___

بولنے والے کا لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"یس میڈم کیٹ اٹنڈنگ یو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ میڈم کیٹ نے چونک کر ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ۔۔۔ مین گنڈر میں لگے ہوئے آلات نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ تین غوطہ خور گنڈر میں داخل ہو رہے ہیں ۔۔۔ ان کے جسموں پر گھاٹ پر کیا جانے والا لباس ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شوقیہ غوطہ خور ہوں ۔۔۔ میں نے اس لئے کال کیا ہے کہ ان کا کیا کیا جائے ۔۔۔ اگر یہ شوقیہ غوطہ خور ہیں اور اتفاق سے گنڈر میں آ گھسے ہیں تو پھر خود ہی واپس چلے جائیں گے ۔۔۔ لیکن اگر آپ کہیں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے ۔۔۔ یا ۔۔۔ پکڑ لیا جائے۔ اوور" ۔۔۔ الیون ون نے مودبانہ انداز میں پوچھتے ہوئے کہا۔

"انہیں سپیشل روم کے ساتھ منسلک کر دو ۔۔۔ میں خود چیک کرتی ہوں۔ اوور" ۔۔۔ میڈم کیٹ نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد کہا اور پھر اس نے مشین کے دائیں کونے پر لگے ہوئے بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے مشین کے دائیں طرف بنی ہوئی ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک بہت بڑے گنڈر کا منظر نمایاں تھا اور تین غوطہ خور تیزی سے گنڈر میں آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ میڈم نے ایک ناب کو گھمانا شروع کیا تو سکرین پر ان غوطہ خوروں کا کلوز اپ دکھائی دینا شروع ہو گیا۔ پھر ایک غوطہ خور کا چہرہ غوطہ خوری کے شیشے سے بنے ہوئے نقاب میں بہت واضح ہو گیا۔

"میڈم! ۔۔۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مجھ پر تشدد کیا تھا ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ یہ علی عمران ہے" ۔۔۔ مادام نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ اچھا ہوا کہ میں نے کلوز اپ دیکھ لیا ۔۔۔ ورنہ میں یہی سوچ رہی تھی کہ کوئی شوقیہ غوطہ خور ہیں۔ خود ہی گنڈر میں سیر کر کے واپس چلے جائیں گے ۔۔۔

میڈم کیٹ نے کہا۔

اور پھر مادام نے ایک بٹن دبا دیا۔

"الیون ون! ۔۔۔ یہ تینوں بے حد خطرناک دشمن ہیں ۔۔۔ انہیں بیہوش کر کے فوراً سپیشل روم میں پہنچا دو ۔۔۔ میں ان کا انتظار کر رہی ہوں۔ اوور" ۔۔۔ میڈم کیٹ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کام انتہائی احتیاط سے کرنا ۔۔۔ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں۔ اوور" ۔ میڈم نے ایک بار پھر تاکید کرتے ہوئے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں میڈم! ۔۔۔ آپ کا یہ خادم اپنے کام میں ماہر ہے۔ اوور" ۔۔۔ الیون ون نے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوور اینڈ آل" ۔۔۔ میڈم نے کہا اور پھر اس نے بٹن بند کر دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ان تینوں کو بھی سپیشل روم میں پہنچنے دیا جائے۔ پھر ان سب کا اکٹھا ہی فیصلہ کیا جائے" ۔۔۔ میڈم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔

بٹن دبتے ہی سامنے والی سکرین ایک بار پھر اندھا ہو گیا۔ اب سپیشل روم کا منظر ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

دریا میں غوطہ لگاتے ہی عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ صفدر اور فرنیک اس کے پیچھے تھے۔ ان تینوں کی پشت پر گیس کے بڑے بڑے سلنڈر موجود تھے اور عمران کو اطمینان تھا کہ سلنڈر کی ہوا کم از کم تین گھنٹوں سے پہلے ختم نہ ہوگی۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے دریا کی گہرائی میں تیرتے چلے گئے۔ عمران کے ایک ہاتھ میں واٹر ٹارچ تھی اور دوسرے ہاتھ میں میزائل گن۔

تقریباً پندرہ منٹ تک مسلسل تیرنے کے بعد وہ اس عمارت کے قریب پہنچ گئے جو میڈ کریٹ کے ہیڈ کوارٹر کا پشتی حصہ تھا۔ اور پھر انہوں نے مزید گہرائی میں غوطہ مارا اور عمارت کی دیوار کے ساتھ ساتھ تیرتے چلے گئے۔

عمران نے ٹارچ روشن کر لی تھی اور واٹر پروف ٹارچ کی تیز روشنی نے پانی کے اندر کے منظر کو خوب روشن کر دیا تھا۔ عمران ٹارچ کی روشنی دیوار پر ڈالتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر اچانک وہ رک گیا۔ دیوار میں ایک خاصا بڑا سوراخ تھا جس کے باہر ایک جالی لگی ہوئی تھی۔

اسی لمحے فرنیک آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے عمران کو بتایا کہ یہ وہ گٹر نہیں ہے جس کی تلاش میں ہم ہیں۔ چنانچہ عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے ٹارچ کی روشنی میں عمارت کی عین جڑ میں ایک بہت بڑے گٹر کا دہانہ دیکھ لیا۔ یہ دہانہ اتنا بڑا تھا کہ اس میں بیک وقت تین آدمی اندر داخل ہو سکتے تھے۔ اس کے باہر کوئی جالی وغیرہ نہ تھی۔ اور یہ اس مہارت سے بنایا گیا تھا کہ اس کے اندر دریا کا پانی بھرا ہوا تھا مگر اس کے باوجود اندر کا گندہ پانی دریا کے پانی کے ساتھ مل کر باہر نکلتا جا رہا تھا۔ یہ گٹر نیچے سے اوپر کی طرف پھیلتا جا رہا تھا۔ دہانے سے کچھ فاصلے تک تو دریا کا پانی موجود تھا مگر اس کے بعد اس میں دریا کے پانی کی ملاوٹ کم اور گندے پانی کی مقدار زیادہ ہوتی چلی جا رہی تھی۔

فرنیک نے جب اس دہانے کو دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا تو عمران اس دہانے کے اندر داخل ہوگیا۔ صفدر اور فرنیک اس کے پیچھے تھے۔ وہ تینوں تیزی سے ہاتھ مارتے ہوئے اوپر بلندی کی طرف تیرتے چلے جا رہے تھے۔ گٹر نجانے کتنا طویل تھا کہ اس کا دوسرا سرا انہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ بھی دریا کی ہی ایک شاخ ہو۔

وہ ذرا آگے بڑھے تو انہیں گٹر میں ہلکی ہلکی روشنی نظر آنے لگی۔ اور پھر جوں جوں وہ آگے بڑھتے چلے گئے روشنی تیز ہوتی چلی گئی۔

وہ تینوں تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک عمران کو نامعلوم سا احساس ہونے لگا کہ کوئی انہیں دیکھ رہا ہے۔ اس نے ٹارچ کی روشنی ڈال کر ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں گٹر کی مضبوط دیواروں اور پانی کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ عمران نے سوچا کہ شاید یہ اس کا وہم ہوگا کہ اچانک انہیں اپنے پیچھے ایک تیز

سر سراہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور وہ تینوں یکلخت تیزی سے پلٹے۔ دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ پیچھے ٹھوس دیوار کمرے کی ایک دیوار سے دوسری دیوار تک پھیلی ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس سے آگے کوئی چیز ہی نہ ہو۔

ابھی وہ حیرت سے اس دیوار کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک تیز سرسراہٹ کی آواز انہیں دوسری طرف سنائی دی اور پھر جیسے ہی وہ پلٹے اس طرف بھی ایک ٹھوس دیوار بن گئی تھی۔ اور اب وہ چاروں طرف سے بند ہوتے ایک چھوٹے سے کمرے میں قید تھے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی اور اس کا رخ سامنے والی دیوار کی طرف کر کے اس نے ٹریگر پر انگلی رکھی ہی تھی کہ اچانک گڑگڑاہٹ کی ایک دیوار سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور سیدھی عمران کی پشت پر لدے ہوئے گیس سلنڈر پر پڑی اور دوسرے لمحے عمران کو اتنے زور کا جھٹکا لگا کہ وہ پانی میں ہی قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ سلنڈر شعاع کے پڑتے ہی ایک دھماکے سے پھٹ گیا تھا اور عمران کو یکلخت یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دم گھٹ گیا ہو اس نے سانس روک لیا۔ اور پھر اسے صفدر اور ٹائیگر کا بھی یہی حشر ہوتا دکھائی دیا اور وہ بھی بری طرح پانی میں ہاتھ پیر مارنے لگے۔ ان کے گیس سلنڈر بھی اس شعاع سے پھاڑ دیئے گئے تھے۔

عمران سانس روکے انہیں دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن اچانک جھٹکا لگنے سے نکل کر نجانے کہاں جا گری تھی۔ یہی حشر ٹارچ کا ہوا تھا جو اس نے لباس میں بنے ہوئے ایک خانے میں ٹھونس لی تھی۔ پھر اس نے ٹائیگر اور صفدر دونوں کو بے حس و حرکت ہوتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اچانک ہوا کا سلسلہ منقطع

ہونے سے وہ بے ہوش ہو گئے ہیں۔

اب عمران کو بھی سانس روکنے میں بے حد تکلیف ہو رہی تھی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے دماغ پر جیسے اندھیروں کی یلغار ہوتی چلی گئی۔ عمران نے جھٹکے دے دے کر اپنے ذہن کو ہوشیار کرنے کی کوشش کی لیکن کب تک ـــــ چند لمحوں بعد اس کا دماغ مکمل اندھیرے کی گرفت میں آ گیا۔

"عمران ـــــ عمران ـــــ ہوش میں آؤ ـــــ" اچانک عمران کے کانوں میں کہیں دور سے جولیا کی مانوس لیکن گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ پر چھائے ہوئے اندھیرے آہستہ آہستہ چھٹتے چلے جا رہے ہوں۔

چند لمحوں بعد وہ پوری طرح ہوش میں آگیا اور اس نے نہ صرف آنکھیں کھول دیں بلکہ وہ اچھل کر بیٹھ گیا۔ واقعی جولیا اس پر جھکی ہوئی اسے آوازیں دے رہی تھی۔ اور پھر عمران نے ایک لمحے میں ہی دیکھ لیا کہ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ ہے جس کے ایک کونے میں شیشے کا ایک بڑا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ کیبن کا شیشہ آر پار روشن تھا کہ دوسری طرف موجود لوگ صاف نظر آ رہے تھے۔ سامنے ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی جس نے چہرے پر سیاہ رنگ کا نقاب چڑھایا ہوا تھا اور نقاب میں سے جھانکتی ہوئی اس کی آنکھیں خونی کبوتر کی طرح سرخ تھیں۔ یہ سرخ آنکھیں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ ساتھ والی کرسی پر مادام بریجان تھی۔ وہی مادام جسے اس نے بوڑھا کرنے کی دھمکی دے کر سب کچھ اگلوا لیا تھا۔ ان کے پیچھے دو اور نقاب پوش بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران نے دیکھا کہ اس بڑے سے کمرے میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران اکٹھے

تھے۔ صرف جوزف باہر تھا۔ اور جوزف کی خاتون فرینک نے کر دی تھی جو ہوش میں آکر خوف زدہ انداز میں ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔

"علی عمران! ـــــ تمہیں دیکھ کر تم اور تمہاری سیکرٹ سروس کے سب لوگ کتنی آسانی سے میرے ہاتھ آ گئے ہیں"۔ ـــــ اچانک کمرے میں میڈم کیٹ کی کرخت آواز سنائی دی۔

"ارے میڈم! ـــــ تم جیسی عورتیں تو میری کمزوری ہیں۔ ـــــ تم مسکرا کر بلا لیتیں تو میں سر کے بل آ جاتا۔ ـــــ خوامخواہ اتنا تکلف کیا"۔ ـــــ عمران نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں! ـــــ خاصا طنز کر لیتے ہو ـــــ بہرحال کافی دنوں کے بعد ایک تماشہ ہاتھ آیا ہے ـــــ آج میں اس تماشے سے پوری طرح محظوظ ہونا چاہتی ہوں"۔ ـــــ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔

اور پھر عمران نے دیکھا کہ میڈم کیٹ کا ہاتھ سامنے رکھی ہوئی مشین کی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے عمران سمیت سب لوگوں کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلتی چلی گئیں۔ ان سب کو اپنے پیروں میں بجلی کے شدید جھٹکے لگتے محسوس ہوتے تھے اور وہ بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

مگر جیسے ہی ان کے پیر دوبارہ فرش پر لگے وہ پہلے سے بھی زیادہ اچھلے۔ کیونکہ اس بار کرنٹ زیادہ طاقتور تھا۔

میڈم نے یقیناً فرش پر کرنٹ چھوڑ دیا تھا اور کرنٹ خاصا طاقتور تھی۔ اور شاید اسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ان سب کے پیروں سے جوتے پہلے ہی اتار لئے گئے تھے۔

صورت حال عمران کے بس سے باہر ہوتی جا رہی تھی کیونکہ تمام لوگ گیند کی

طرح فرش پر اچھل رہے تھے اور کرنٹ لمحہ بہ لمحہ زیادہ طاقتور ہوتا جا رہا تھا اور جیسے جیسے کرنٹ میں طاقت آتی جا رہی تھی اتنی ہی اونچی چھلانگیں سب لوگ لگا رہے تھے۔

"دیکھا علی عمران! ـــــ کتنا دلچسپ تماشہ ہے ـــــ مگر ابھی یہ آغاز ہے"۔ میڈم کیٹ کی طنزیہ آواز عمران کے کانوں میں پڑی تو اس کے اچھلتے ہوئے جسم میں ایک عجیب سی سرسراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ یقیناً اب اس کے ذہن نے سنجیدگی کی طرف پرواز کرنی شروع کر دی تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے پہنا ہوا کوٹ اتارا اور اسے فرش پر پھینک کر اس پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب کرنٹ مفقود ہو چکا تھا اور وہ اطمینان سے کھڑا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سب نے اس کی پیروی کی اور نتیجہ یہ کہ وہ سب اچھلتے ہوئے اپنے اپنے لباسوں پر جمے کھڑے تھے۔ جوش اور مسلسل اچھلنے کی وجہ سے ان کے چہرے کافی حد تک بگڑ چکے تھے۔

"خوب! ـــــ خاصے عقلمند ہو"۔ ـــــ میڈم کیٹ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کا ہاتھ ایک بار پھر مشین کی طرف بڑھا۔

ادھر عمران سوچ رہا تھا کہ اب اس سچویشن کو فوری طور پر بدلنا چاہیے ورنہ میڈم کیٹ تو انہیں اسی طرح نچا نچا کر مار ڈالے گی۔

لیکن ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک کمرے کی دیواروں سے چپو نما لوہے کی لٹھیں باہر نکلیں اور پھر وہ اتنی تیزی سے دائیں بائیں حرکت کرنے لگیں کہ عمران اور اس کے ساتھی ان سے ٹکرا کر گیند کی طرح آگے پیچھے اچھلنے لگے۔ یہ چپو جب انہیں سامنے سے لگتے تو وہ پیچھے الٹ جاتے اور پھر پچھلا چپو پوری قوت سے ان کی کمر سے لگتا تو وہ آگے جا گرتے۔

چپوؤں کی یہ قطاریں چھت سے زمین تک چلی گئی تھیں۔ عمران نے تیزی سے ایک چپو کو پکڑنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ علیحدہ ہو گیا

کیونکہ لوہے کے پنجوں میں تیز طاقتور کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی انہیں لاٹھیوں سے بری طرح پیٹ رہا ہو۔ اور اسی رفتار سے سیکرٹ سروس کے ممبران کے حلق سے چیخیں برآمد ہو رہی تھیں۔ ان پنجوں سے بچنے کی کوئی راہ نظر نہ آ رہی تھی اور اسی لمحے میڈم کیٹ کا زہریلا قہقہہ کمرے میں گونج اٹھا۔ وہ شاید اس منظر سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھی اور شاید یہی لمحہ تھا جب عمران کی کھوپڑی آؤٹ آف کنٹرول ہو گئی۔

عمران نے انتہائی پھرتی سے ایک پنجے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دوسرے پنجے پر پیر رکھ کر اس نے زوردار ہائی جمپ لگایا اور پھر اس کا جسم جیسے ہوا میں تیرتا ہوا سیدھا چھت کی طرف گیا۔ چھت کے قریب ہی ایک ٹرالی نما تختہ موجود تھا۔ جس کے ذریعے سپیشل روم میں لوگوں کو لایا اور لے جایا جاتا تھا۔ اور عمران سیدھا سرکس کے ماہر کی طرح اس ٹرالی کے تختے پر پہنچ گیا۔

ٹرالی کا تختہ چھت سے قدرے نیچے تھا۔ وہ پوری طرح چھت میں فکس نہ تھا تختے پر پہنچتے ہی عمران نے دونوں ہاتھ اوپر بڑھائے اور پھر وہ اچھل کر تختے اور چھت کے درمیانی خلا سے نکلتا ہوا چھت پر پہنچ گیا اور عین اسی لمحے تختہ ایک زور دار جھٹکے سے چھت سے فکس ہو گیا۔ اگر عمران کو ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو یقیناً بھاری تختے اور مضبوط چھت کے درمیان اس کا جسم سینڈوچ بن چکا ہوتا۔

عمران چھت پر پہنچتے ہی انتہائی تیزی سے آگے بڑھا۔ سامنے ہی ایک دروازہ نظر آ رہا تھا اور عمران جانتا تھا کہ اس کے دروازے تک پہنچتے ہی میڈم کے کارندے وہاں پہنچ جائیں گے اور مسلح مجرموں کے مقابلے میں وہ خالی ہاتھ زیادہ دیر تک

ٹھہر نہ سکتا۔ اس لئے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کے قریب پہنچا اور پھر ستون کی آڑ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے اس دروازے کی دوسری جانب تیزی سے بڑھتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ آنے والوں کی رفتار بتا رہی تھی کہ وہ آندھی اور طوفان کی طرح چلے آ رہے ہیں اور یہ بات عمران کے حق میں ہی جاتی تھی۔ اور چند لمحوں بعد وہی ہوا۔ ایک لحیم شحیم نقاب پوش توپ کے گولے کی طرح دروازے سے نمودار ہوا۔ مگر عمران اس کے لئے تیار تھا۔

عمران نے ستون کی آڑ سے ہی پیر آگے بڑھا دیا اور لحیم شحیم نقاب پوش قلابازیاں کھاتا ہوا چھت پر گھسٹتا چلا گیا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن اس کے ہاتھوں سے نکل کر دائیں طرف جا گری۔ اور عمران نے اس مشین گن کو اٹھانے کے لئے اپنی زندگی کی تیز ترین دوڑ لگائی۔ چنانچہ جب تک وہ نقاب پوش سنبھلتا، عمران مشین گن پر قبضہ کر چکا تھا اور عین اسی لمحے دوسرا نقاب پوش دروازے میں نمودار ہوا۔ اور عمران کی مشین گن نے گولیاں اگلنی شروع کر دیں۔ مشین گن کا پہلا شکار دروازے میں نمودار ہونے والا نقاب پوش بنا جب کہ دوسرا شکار وہ بنا جس کی مشین گن پر عمران نے قبضہ کیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے دونوں کو گھسیٹ کر ستون کی آڑ میں کیا اور پھر اس نے انتہائی پھرتی سے ان میں سے ایک نقاب پوش کے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے کیونکہ دوسرا نقاب پوش اس سے جسمانی طور پر کہیں زیادہ لحیم شحیم تھا۔ اس کے کپڑے اسے ڈھیلے آتے۔ مشین گن کی گولیوں کے سوراخ اس لباس پر بھی موجود تھے اور خون کے دھبے بھی۔ لیکن اب اس کے سوا چارہ نہ تھا۔

اس لئے عمران نے نقاب پوش کا لباس پہنا۔ اس کی نقاب لگائی اور مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

چھت پر آنے اور لباس بدل کر باہر نکلنے میں بہت ہی کم وقت لگا تھا۔ شاید پانچ یا چھ منٹ ۔۔ لیکن اتنے کم وقت میں بھی اسے احساس تھا کہ اس کے ساتھیوں پر سیٹیشن روم میں کیا قیامت گزر گئی ہوگی۔ اور خاص پر جولیا پر ۔۔ جو اسے اس وقت بھی جب وہ نکلنے لگا تھا قریباً ختم ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

عمران دروازے سے باہر نکلتے ہی اچانک ٹھٹک کر رک گیا کیونکہ اس کے حساس کانوں میں کہیں قریب ہی جنریٹر چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی عمران کی آنکھوں میں مسرت کی چمک ابھر آئی۔ وہ تیزی سے اس طرف مڑتا چلا گیا۔

یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کے آخر میں لوہے کا ایک دروازہ تھا۔ دروازے کے باہر دو مشین گنوں سے مسلح دربان موجود تھے۔ مگر عمران اطمینان سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے یقین تھا کہ اس لباس میں فوری طور پر وہ اسے کچھ نہ کہیں گے۔ جنریٹر چلنے کی مخصوص آواز خاصی تیز ہو گئی تھی۔

"تم ادھر کیوں آ رہے ہو۔۔۔ سکسٹی ون"۔۔۔ اچانک ان دونوں نے مشین گنوں کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم کا آرڈر ہے"۔۔۔ عمران نے لہجے کو بھاری بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب ان دونوں کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔

"کیا آرڈر ہے"۔۔۔ ان میں سے ایک نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جنریٹر روم کا دروازہ کھولو۔۔۔ میں نے ایک پرزہ تبدیل کرنا ہے جلدی"

عمران نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور وہ دونوں ایک لمحے کے لئے سوچ میں پڑ گئے۔

"جلدی کرو!۔۔۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے"۔۔۔ عمران نے پہلے سے زیادہ کرخت لہجے میں کہا اور ان دونوں نے بے اختیار کندھے جھٹکے۔ پھر ان میں سے ایک نے مڑ کر دروازے کی چوکھٹ کے پاس مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری اور ٹھوکر لگتے ہی مضبوط دروازہ کھٹ سے کھلتا چلا گیا۔ "ارے یہ خون"۔۔۔ اچانک ایک دربان چلایا۔

اسی لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور وہ دونوں چیخے بغیر ڈھیر ہو گئے۔ اور عمران نے ان کے بکھرتے جسموں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے میں وقت ضائع کئے بغیر جنریٹر روم کے اندر چھلانگ لگا دی۔

یہ ایک بہت بڑا کمرہ تھا جس میں انتہائی جدید ترین اور بہت بڑا جنریٹر چل رہا تھا۔ شاید یہ خودکار تھا۔ اس لئے وہاں کسی آدمی کی ڈیوٹی نہ لگائی گئی تھی۔

عمران کی نظریں جنریٹر کے ایک مخصوص حصے پر جم گئیں۔ یہ جنریٹر کا کنٹرولنگ پینل تھا اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ میں پکڑی مشین گن کا رخ اس پینل کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں بارش کی طرح اس کنٹرولنگ پینل پر پڑیں اور پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور کنٹرولنگ پینل کے پرخچے اڑ گئے اس کے ساتھ ہی ایک جھماکا سا ہوا۔ بجلی ایک لمحے کیلئے جا کر دوبارہ آ گئی۔ اور عمران کا رخ خودبخود بائیں طرف مڑ گیا۔ اس بڑے جنریٹر کے تباہ ہوتے ہی کونے میں موجود ایک ایمرجنسی جنریٹر خودبخود چلنا شروع ہو گیا تھا اور عمران سیڈم کیٹ کے حسن انتظام پر دل ہی دل میں عش عش کر اٹھا۔ مگر اس کی انگلی ایک بار پھر ٹریگر کو حرکت میں لے آئی اور اس بار گولیوں نے ایمرجنسی جنریٹر کے کنٹرولنگ پینل کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور ایک اور دھماکہ سے کمرہ گونج اٹھا اور پھر چلتے ہی ہر طرف تاریکی سی چھا گئی۔ عمران نے تاریکی ہوتے ہی تیزی سے دروازے سے باہر چھلانگ لگائی اور وہ ناک کی سیدھ میں دوڑتا چلا گیا۔

"وہ بھاگ رہا ہے میڈم" ---- مادام نے چیختے ہوئے کہا اور میڈم کا ہاتھ انتہائی تیزی سے مشین کی طرف بڑھا اور اس نے پوری قوت سے ناب گھما دی۔ ناب گھومتے ہی چھت سے ذرا نیچے موجود تختہ انتہائی تیزی سے چھت میں فکس ہوتا چلا گیا۔

"وہ نکل گیا ہے میڈم" ---- ایم ون نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"اسے گولی مار دو ---- جلدی کرو" ---- میڈم نے چیخ کر کہا اور پھر اس کا ہاتھ ایک اور بٹن پر پڑا اور بٹن آف ہو گیا۔

اس بٹن کے آف ہوتے ہی سپیشل روم میں دیواروں سے نکل کر چلنے والے چوہے واپس دیواروں میں غائب ہو گئے اور ویسے بھی اب ان کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ سپیشل روم میں موجود تمام لوگ باری باری بیہوش ہو کر فرش پر گر چکے تھے۔ ان کے جسم پر شدید زخم آ چکے تھے۔ لوہے کے منحوس چوہوں کی مسلسل ضربوں نے شاید ان کی ہڈیاں بھی توڑ ڈالی تھیں

میڈم کا حکم ملتے ہی ایم ون بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ وہ چیخ چیخ کر کسی کو چھت پر جانے اور نہتے عمران کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم دے رہا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ان لاشوں کو قیمہ بنانے والی مشین میں ڈال دینا چاہیئے" میڈم نے ہاتھ ایک سرخ رنگ کے بٹن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں میڈم ---- ابھی نہیں ---- میں چاہتی ہوں کہ یہ عمران اپنی آنکھوں سے اپنے ساتھیوں کا حشر دیکھے" ---- اچانک مادام نے جواب دیا۔

"کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ---- سنا نہیں کہ عمران کو گولی مارنے کا حکم دے دیا گیا ہے ---- وہ اب آنکھوں سے ان لوگوں کا کیا حشر دیکھے گا ---- البتہ اس کی لاش ان میں شامل کی جا سکتی ہے" ---- میڈم نے کرخت لہجے میں کہا۔ البتہ بٹن کی طرف بڑھا ہوا اس کا ہاتھ واپس آ گیا تھا۔ اور اسی لمحے انہیں دور سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں۔

"وہ مارا گیا" ---- میڈم نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور یہ مسرت خود بخود اس کے اندر سے نکلی تھی کیونکہ جب سے یہ سپیشل روم بنایا گیا تھا عمران شاید پہلا آدمی تھا جو زندہ اپنی مرضی سے اس میں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوا تھا اور ایسا بھی صرف معمولی سی غفلت سے ہوا تھا۔ میڈم نے ٹرالی فکسنگ ناب کو اچھی طرح نہ گھمایا تھا اور پھر ان کے ذہن میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص اتنی اونچی چھت تک پہنچ سکتا ہے۔

"مجھے یہ شخص کوئی مافوق الفطرت معلوم ہوتا ہے ---- جب تک میں اس کی لاش اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں ---- مجھے اس کی موت کا یقین نہ آئے گا" ---- مادام نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"چونکہ تم اس کے ہاتھوں گرفتار ہو گئی تھی ـــــ اس لئے اس کی دہشت تم پر بیٹھ گئی ہے ـــــ تم فکر نہ کرو ـــــ ابھی چند لمحوں بعد تم اس کی لاش دیکھو گی ـــــ نہتا آدمی مشین گنوں کے مقابلے میں کہاں لڑ سکتا ہے"۔ میڈم کیٹ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم! ـــــ وہ مارا گیا ہے ـــــ ابھی چند لمحوں بعد اس کی لاش یہاں آ جائے گی" ـــــ ایم ون نے دروازے سے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ہوں! ـــــ ٹھیک ہے" ـــــ میڈم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ان سیکرٹ سروس کے ممبران کی لاشیں غائب کرنے کی بجائے انہیں بطور تحفہ صدر ایکریمیا کو روانہ کر دیا جائے ـــــ تاکہ اسے معلوم ہو کہ جس ٹیم کی تعریفیں وہ عالمی پریس کانفرنس میں کر رہا تھا ان کا یہ حشر ہم نے کیا ہے" ـــــ مادام نے میڈم کیٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گڈ آئیڈیا! ـــــ یہ ٹھیک ہے ـــــ اس طرح پوری دنیا پر ہماری دہشت چھا جائے گی" ـــــ میڈم کیٹ نے اچھلتے ہوئے کہا۔ اسے شاید یہ آئیڈیا بے حد پسند آیا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس آئیڈیا کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی اقدام کرتی۔ اچانک انہیں دور ایک زوردار دھماکہ سنائی دیا اور چند سیکنڈ بعد ایک اور دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف گہری تاریکی چھا گئی۔

"یہ کیا ہوا ـــــ یہ دونوں جنریٹر کیسے خراب ہو گئے ـــــ؟" ان دونوں نے بیک وقت اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف لپکیں اور شاید اسی لمحے پیچھے بیٹھا ہوا نمبر تھرٹین بھی آگے بڑھا تھا۔ اس لئے وہ تینوں ہی ٹکرا

کر دروازے کے پاس گر گئے۔

"یہ کون ہے ـــــ ٹاپ ایمرجنسی جنریٹر چلاؤ ـــــ جلدی" ـــــ میڈم کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر وہ تیزی سے گرتی پڑتی دروازے سے باہر نکل گئی لیکن گھپ اندھیرے میں ہر طرف چیخ و پکار سی مچی ہوئی تھی۔ لوگ ایک دوسرے کو آوازیں دے رہے تھے۔

ایم ون چیخ چیخ کر ٹاپ ایمرجنسی جنریٹر چلانے کے احکام دے رہا تھا۔ اس کی آواز دروازے سے تھوڑی دور ہی سنائی دے رہی تھی۔

"ایم ون!" ـــــ اچانک میڈم نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس میڈم" ـــــ ایم ون کی آواز سنائی دی۔

"یہ آخر سب کچھ ہوا کیسے ـــــ؟" میڈم نے چیخ کر کہا۔

"معلوم نہیں میڈم! ـــــ لائٹ آنے پر پتہ چلے گا ـــــ آپ آپریٹنگ روم میں تشریف رکھیں ـــــ باہر نہ آئیں ـــــ ایسا نہ ہو کہ اندھیرے میں آپ کو کوئی نقصان پہنچ جائے" ـــــ ایم ون نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ مادام آؤ" ـــــ میڈم نے اس کا مشورہ مانتے ہوئے کہا اور پھر وہ اندھوں کی طرح دیوار کو ٹٹولتی ہوئی واپس دروازے سے کمرے میں داخل ہو گئی۔ مادام بھی اس کے پیچھے تھی۔

پھر جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئیں انہیں کسی اور کی بھی اندر آنے کی آہٹ سنائی دی۔ اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔

"کون ہے ـــــ؟" میڈم نے چیختے ہوئے کہا۔

"ایم ون میڈم" ـــــ ایم ون کی آواز سنائی دی اور میڈم نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"مگر یہ دروازہ کیوں بند کیا ہے تم نے" ——— میڈم نے کہا مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا بجلی ایک بار پھر آگئی اور اچانک بجلی آنے کی وجہ سے میڈم اور مادام دونوں کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔

مگر دوسرے لمحے مادام کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔

"کک ——— کیا ہوا" ——— میڈم نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے اسے دروازے کے قریب کھڑا نقاب پوش نظر آنے لگ گیا۔ اس نے مشین گن کا بٹ میڈم کے پیچھے کھڑی ہوئی مادام کے سر پر پوری قوت سے مارا تھا اور اب میڈم اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کے نشانے پر تھی۔ اس نقاب پوش کے جسم پر پہنے ہوئے لباس پر گولیوں کے نشانات اور خون کے دھبے نمایاں نظر آ رہے تھے۔

"کک ——— کون ہو تم" ——— میڈم کیٹ کے لہجے میں شاید زندگی میں پہلی بار بوکھلاہٹ نمایاں ہوئی تھی۔

"پرنس آف ڈھمپ میڈم" ——— نقاب پوش نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میڈم ——— میڈم! ——— دروازہ کھولئے ——— ایم ون کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے" ——— دروازے کے باہر سے فرتھرٹین کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ مگر عمران جانتا تھا کہ دروازہ خودکار ہے۔ اب یہ اندر سے ہی کھولا جا سکتا ہے۔ اس لئے وہ اطمینان سے کھڑا رہا۔

"تم کیا چاہتے ہو" ——— میڈم نے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"اطمینان سے اس کرسی پر بیٹھ جاؤ" ——— عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا اور پھر مشین گن کی نال میڈم کے سینے سے لگا دی۔ اور میڈم اس کی نقاب

میں سے جھانکتی ہوئی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کسی سحر زدہ شخص کی طرح خاموشی سے پچھلی کرسی کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اور پھر جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھی، عمران کے ہاتھ نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور اس بار مشین گن کا بٹ پوری قوت سے میڈم کے سر پر پڑا۔ اور میڈم بغیر کوئی آواز نکالے کرسی پر سے گر کر فرش پر ڈھیر ہو گئی۔

"کوئی مداخلت نہ کرے" ——— اچانک عمران نے میڈم کیٹ کی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور دروازے پر ہونے والی بے پناہ دستک اس آواز کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔

"کیا حکم ہے میڈم" ——— دوسری طرف سے اس بار مودبانہ آواز سنائی دی۔ یہ نمبر تھرٹین تھا۔

"میرے حکم کا انتظار کرو" ——— عمران نے میڈم کے لہجے میں جواب دیا۔ دراصل ابھی اس کے ذہن میں کوئی بات واضح نہ ہوئی تھی۔ اس لئے اس نے ایسا کہہ دیا تھا۔ پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور مشین کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

سپیشل روم میں پڑے ہوئے عمران کے ساتھی اُسے صاف نظر آ رہے تھے۔ عمران نے غور سے مشین کو دیکھا اور پھر وہ اس کی ساخت کو سمجھنے کے لئے ذہن پر زور دینے لگا۔ وہ کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ شیطانی چرخہ ایک غلط بٹن کے دبتے ہی اس کے ساتھیوں کو موت کے عمیق غاروں میں دھکیل سکتا ہے۔ لیکن مشین خاصی پیچیدہ تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کے ذہن میں مشین کی ساخت سمجھ آنے لگ گئی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبایا اور بٹن دبتے ہی نتیجہ اس کی توقع کے مطابق رہا۔ اس شیشے کے کیبن میں سپیشل روم

کی طرف ایک دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

عمران دروازہ کھلتے ہی کرسی سے اٹھا اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا سپیشل روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے سب سے پہلے جولیا کی نبض دیکھی اور اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ جولیا کی نبض ٹھیک تھی۔ اس نے پھرتی سے جولیا کی ناک اور منہ بیک وقت بند کیا اور چند لمحوں بعد جولیا نے پھڑ پھڑا کر آنکھیں کھول دیں۔

"جولیا ۔۔۔ ہوش میں آؤ ۔۔۔ جلدی ہوش میں آؤ" ۔۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

اور شاید یہ عمران کی مانوس آواز کا اثر تھا ۔ یا ۔۔۔ اس کے تحکمانہ لہجے کا کہ جولیا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

"میرے ساتھ آؤ ۔۔۔ جلدی ۔۔۔" ۔۔۔ عمران واپس کیبن کی طرف مڑ گیا۔ اور جولیا لڑکھڑاتی ہوئی اس کے پیچھے چل دی۔ چلنے سے شاید اسے بے پناہ تکلیف ہو رہی تھی۔ اس لئے اس کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔ مگر وہ ضبط کئے اس کے پیچھے چلی آئی۔

کیبن میں آ کر عمران نے فرش پر پڑی ہوئی بیہوش میڈم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اس سے لباس بدل لو ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ میں اتنے میں باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آتا ہوں" ۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے کہا اور خود دوبارہ مشین کی طرف متوجہ ہو گیا اور پھر اس نے پھرتی سے دو چار بٹن اوپر نیچے کئے اور اس کے ساتھ ہی سپیشل روم میں ہلکی سی گونج کی آواز پیدا ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سپیشل روم میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبران کے جسموں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب ہوش میں آ گئے۔

"میں نے لباس بدل لیا ہے" ۔۔۔۔۔ پیچھے سے جولیا کی آواز سنائی دی اور عمران نے مڑ کر دیکھا تو جولیا میڈم کیٹ کے لباس میں کھڑی تھی۔ وہی نقاب جو اس کے چہرے پر موجود تھا۔ اور آنکھیں بھی اسی طرح گہری سرخ تھیں۔ شاید یہ تکلیف اور بیہوشی کی وجہ سے تھا۔ بہرحال اس سے میک اپ خود بخود مکمل ہو گیا تھا۔

"میڈم کیٹ ہوں ۔۔۔ اس تنظیم کی سربراہ" ۔۔۔۔۔ عمران نے میڈم کیٹ کے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور ذہین جولیا سمجھ گئی کہ عمران نے یہ فقرہ کیوں بولا ہے۔ اس نے فوراً ہی یہی فقرہ میڈم کی آواز میں دہرایا۔

"ذرا سی سرخشگی پیدا کرو" ۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جب جولیا بولی تو عمران نے اطمینان سے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے عمران نے کیپٹن شکیل کو تیزی سے کیبن کی طرف بڑھتے دیکھا۔

"شکیل ۔۔۔ باقی ساتھیوں کے ساتھ ٹھہرو" ۔۔۔۔۔ عمران نے شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور شکیل ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ وہ عمران کو شاید دشمن سمجھ کر آ رہا تھا۔

اور پھر عمران نے ایک بٹن دبا کر دروازہ بند کر دیا۔

"دیکھو جولیا ۔۔۔ اب تم نے میڈم کیٹ کا روپ بدل لیا ہے ۔۔۔ میں چند لمحوں بعد دروازہ کھولوں گا ۔۔۔۔۔ تم مسلح لوگوں کو حکم دینا کہ ان لوگوں کو یعنی اپنے ساتھیوں کو اس کمرے سے نکال کر اپنے مخصوص کمرے میں پہنچایا جائے۔ اور خود یہاں سے اسلحہ سٹور کی طرف جانا ۔۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں گا" ۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

عمران نے مشین کا ایک بٹن دبایا۔

کیپٹن شکیل ____ صفدر اور باقی لوگ سمجھ لیں کہ جولیا دراصل میڈم کیٹ
کے روپ میں ہے ____ حالات بے حد نازک ہیں ____ تمہیں جہاں پہنچایا
جائے ____ تم وہاں بغیر کسی حیل و حجت کے چلے جانا ____ ہم دونوں بعد میں
تم سے آملیں گے" ____ عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور
ان کے سر ہلانے پر مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"مگر عمران صاحب! ____ ان دونوں کا کیا کرنا ہے" ____ جولیا نے
میڈم اور مادام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میڈم کا چہرہ شاید ان میں سے کسی نے نہیں دیکھا ____ اس لئے تم حکم دینا
کہ اسے بھی باقی ساتھیوں کے ساتھ مخصوص کمرے میں بھیج دیا جائے ____ یہ ابھی
جلدی ہوش میں نہ آسکے گی ____ بعد میں اس کا میک اپ کر لیں گے" ____
عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر کیبن کا دروازہ کھول دیا۔

"اندر آجاؤ" ____ جولیا نے جو دروازے کے قریب کھڑی تھی بڑے تحکمانہ
لہجے میں کہا جب کہ عمران مشین گن سنبھالے دروازے کے ساتھ رک گیا۔ دوسرے
لمحے نمبر تھرٹین تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"ان لوگوں کو صحیح سلامت میرے کمرے میں پہنچا دو ____ مادام اور اس
عورت کو بھی ____ جلدی کرو" ____ جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں نمبر تھرٹین
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر میڈم یہ ____" نمبر تھرٹین نے تیز نظروں سے عمران اور
مادام اور میڈم پر نظریں ڈالتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔

"حکم کی فوری تعمیل کرو" ____ جولیا نے چیخ کر کہا اور نمبر تھرٹین نے
تیزی سے سر ہلا دیا اور جولیا تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل آئی۔ عمران اس

کے پیچھے تھا۔ اس کے باہر نکلتے ہی راہداری میں موجود چار مسلح افراد تیزی سے
میڈم کی طرف بڑھے۔

"اسلحے کے سٹور کی طرف چلو" ____ جولیا نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا
اور انہوں نے سر ہلا دیئے اور پھر دو مسلح افراد تیزی سے آگے بڑھے۔ جولیا اور عمران
ان کے پیچھے چل پڑے۔ جبکہ دو مسلح افراد ان کے پیچھے تھے۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ لفٹ کے ذریعے اوپر چڑھے اور
پھر ایک بار مختلف راہداریوں میں گھومتے ہوئے ایک بڑے سے دروازے
پر رک گئے۔ اس دروازے کے باہر دو مسلح دربان موجود تھے۔

"دروازہ کھولو" ____ میڈم نے کرخت لہجے میں کہا۔ دروازے پر موجود
مسلح افراد نے تیزی سے مخصوص بٹن دبا کر دروازہ کھول دیا۔

"تم اندر جاؤ ____ اور جو حکم میں نے دیا ہے وہ پورا کرو" ____ جولیا نے
اس بار انتہائی تحکمانہ انداز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس میڈم" ____ عمران نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر
تیز تیز قدم اٹھاتا اسلحے کے گودام میں داخل ہو گیا۔ باقی تمام لوگ باہر ہی رہے
عمران قریباً دس منٹ بعد واپس آگیا۔

"حکم کی تعمیل ہو گئی ہے میڈم" ____ عمران نے مودبانہ انداز میں کہا۔

"دروازہ بند کر دو ____ اب میں اپنے کمرے میں جانا چاہتی ہوں" ____
جولیا کا لہجہ بدستور تحکمانہ تھا۔

اس کے حکم پر مسلح افراد نے دروازہ بند کر دیا اور میڈم کے باڈی گارڈ تیزی
سے مڑے۔ عمران اور جولیا ان کے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔
عمران نے اسلحے کے گودام میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر انتہائی طاقتور ٹائم بموں پر آدھے

گھنٹے کا وقت فکس کر دیا تھا۔ اس بڑے کمرے میں جس قدر خوفناک اسلحہ موجود تھا اسے دیکھتے ہوئے عمران کو یقین تھا کہ جب یہ بم پھٹے اور اس کے ساتھ اسلحے کا یہ بے پناہ ڈھیر پھٹا تو ہیڈ کوارٹر کی ایک اینٹ بھی باقی نہ رہے گی۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ جیسے ہی ایک راہداری میں مڑے سامنے والے دروازے سے اصل میڈم چیختی ہوئی باہر نکلی۔

"گولی مار دو ۔۔۔ یہ نقلی میڈم ہے" ۔۔۔۔۔ میڈم کی چیخ سے راہداری گونج اٹھی مگر اس سے پہلے کہ جولیا کے آگے پیچھے چلنے والے مسلح افراد سچویشن کو سمجھتے، عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے راہداری مشین گن کی آواز اور مسلح افراد کی چیخوں سے گونج اٹھی۔

ایک لمحے میں عمران نے ان چاروں مسلح افراد کو خون میں نہلا دیا تھا۔ میڈم چیختی ہوئی واپس دروازے کی طرف دوڑی اور اسی لمحے عمران بھی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ چاہتا تو میڈم کو بھی گولی مار دیتا لیکن اس نے ایسا نہ کیا تھا اور پھر آگے پیچھے دوڑتے ہوئے وہ کمرے میں داخل ہوئے تو میڈم تیزی سے ایک کونے میں رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کی طرف لپک رہی تھی۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کے ہاتھ ٹرانسمیٹر تک پہنچتے، عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ ایک بار پھر میڈم کی کھوپڑی پر پڑا اور وہ چیختی ہوئی نیچے گر پڑی۔ جولیا اب اندر آ گئی تھی۔

اسی لمحے عمران کو ساتھ والے کمرے سے اپنے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران نے آگے بڑھ کر وہ دروازہ کھول دیا تو اسے سارے ساتھی رسیوں سے بندھے ہوئے فرش پر پڑے نظر آئے۔

"جولیا ۔۔۔ تم ٹرانسمیٹر آن کر کے ایک بڑی ویگن لے آنے کا حکم دو تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں ۔۔۔ میں انہیں کھولتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے کہا اور

پھر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اس نے اپنے تمام ساتھیوں کی بندشیں کھولیں اور انہیں لیکر واپس آیا۔

"ویگن چند لمحوں میں پہنچ رہی ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے عمران کو بتایا۔

"صفدر! ۔۔۔ راہداری میں پڑی ہوئی چار لاشوں کو گھسیٹ کر اندر ڈال دو ۔۔۔ کہیں آنے والے مشکوک نہ ہو جائیں" ۔۔۔۔۔ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر، کیپٹن شکیل، نعمانی اور چوہان باہر کی طرف دوڑے۔ البتہ صدیقی اور تنویر وہیں کھڑے رہے۔ ان کے چہروں پر شدید تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔ انہیں شاید چیونٹوں نے کچھ زیادہ ہی پیٹ ڈالا تھا اور پھر چند لمحوں میں لاشیں اندر پہنچ گئیں۔

"یہ مادام یہاں بیہوش پڑی ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے ایک صوفے پر پڑی ہوئی مادام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔

"کون ہے" ۔۔۔۔ ؟ جولیا نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

"نمبر تھرٹین میڈم! ۔۔۔ آپ کے حکم کے مطابق ویگن پہنچ چکی ہے۔

باہر سے نمبر تھرٹین کی آواز سنائی دی۔

"اندر آ جاؤ" ۔۔۔۔ جولیا نے عمران کے اشارے پر کہا اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور نمبر تھرٹین اندر داخل ہوا۔

مگر دروازے کے ساتھ کھڑے ہوئے عمران کا ہاتھ اس کے اندر داخل ہوتے ہی حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے نمبر تھرٹین کے سر کے دائیں طرف پڑا اور وہ چیخ مار کر نیچے جا گرا۔ عمران کی ایک ہی ضرب نے اسے دنیا و مافیہا

سے غافل کر دیا تھا۔

عمران نے بڑی پھرتی سے اس کا لباس اتارا اور پھر پہلے نقاب پوش کا لباس جو اس نے پہنا ہوا تھا، اتار کر پھینک دیا اور نمبر تھرٹین کا لباس پہن لیا۔

"میڈم اور مادام کو اٹھا کر باہر چلو" ——— عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد جولیا آگے آگے۔ اس کے پیچھے نمبر تھرٹین کے روپ میں عمران اور آخر میں باقی ساتھی تھے۔ صفدر نے بیہوش مادام کو اور کیپٹن شکیل نے میڈم کو کاندھے پر لادا ہوا تھا۔

راہداری کے دائیں طرف دروازے سے باہر ایک بڑی سی بند ویگن نظر آ رہی تھی۔ جس کے پاس ایک باوردی ڈرائیور بڑے مودبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"پچھلا دروازہ کھولو" ——— جولیا نے باہر نکل کر ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور تیزی سے ویگن کی پچھلی طرف مڑ گیا۔

عمران کے اشارے پر سب ساتھی میڈم اور مادام سمیت ویگن کے پچھلے حصے میں سوار ہو گئے۔ جبکہ عمران اور جولیا اگلی سیٹوں پر بیٹھے۔ ڈرائیور بڑے مودبانہ انداز میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر سے باہر چلو ——— اور جتنا تیز چلا سکتے ہو چلاؤ" ——— جولیا نے ڈرائیور کو حکم دیا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ویگن آگے دوڑا دی۔

عمران بار بار کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھ رہا تھا۔ بم پھٹنے میں اب صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

"اور تیز چلو" ——— عمران نے اس بار ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈرائیور نے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔

وسیع و عریض عمارت کی سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ویگن جلد ہی عمارت سے نکلی اور وسیع و عریض میدان سے نکل کر مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ یہ میدان ہی اتنا وسیع تھا کہ گیٹ تک پہنچتے پہنچتے ویگن کو آٹھ منٹ مزید لگ گئے۔

ویگن کو آتے دیکھ کر گیٹ پر موجود مسلح دربانوں نے بڑا دروازہ خود بخود کھول دیا تھا۔ اور پھر ویگن شائیں کی آواز سے مین گیٹ سے گزر کر بیرونی سڑک پر آ گئی۔ یہاں سے سڑک چونکہ سیدھی جاتی تھی اس لئے ڈرائیور ویگن کو آگے بڑھائے چلا گیا۔ ادھر دو منٹ پورے ہونے والے تھے۔

"ویگن روکو" ——— عمران نے چند سیکنڈ پہلے ڈرائیور سے کہا اور پھر ڈرائیور نے تیزی سے بریک لگا دیے۔ گاڑی رکتے رکتے چند سیکنڈ لگے۔ اور اسی لمحے ان کی پشت پر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران تیزی سے ویگن سے باہر آ گیا۔ ڈرائیور بھی شاید بوکھلا کر نیچے اتر آیا تھا۔ اور وہ حیرت سے پیچھے ہیڈ کوارٹر کو دیکھ رہا تھا جہاں سے اب مسلسل خوفناک دھماکے سنائی دے رہے تھے۔ اور آگ کی تیز لپٹیں نکل رہی تھیں۔ ——— عمران نے اس کے سر پر چوٹ مار کر اس کی حیرت کو بیہوشی میں بدل دیا اب اسکے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

وسیع و عریض ہال دنیا بھر کے اخباری نمائندوں اور کیمرہ مینوں سے بھرا ہوا تھا۔ صدر ایکریمیا نے اچانک عالمی پریس کانفرنس طلب کی تھی۔ اور یہ اعلان بھی کیا گیا تھا کہ ایکریمیا میں کا غذی قیامت برپا کرنے اور پوری دنیا کے معاشی نظام کو بلا کر رکھ دینے والی خوفناک بین الاقوامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور اس کی تفصیلات کے لئے یہ پریس کانفرنس بلائی جا رہی ہے یہی وجہ تھی کہ نہ صرف ہال میں موجود ہر چہرے پر اشتیاق پھیلا ہوا تھا بلکہ اس پریس کانفرنس پر پوری دنیا میں جس جس کے پاس ٹیلیویژن تھا وہ اسے آن کئے اس پریس کانفرنس کے انتظار میں بیٹھا تھا۔

پھر صدر ایکریمیا دو مرکزی وزراء کے ساتھ ہال میں داخل ہوئے اور ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ صدر ایکریمیا نے مسکراتے ہوئے تالیوں کا جواب دیا۔

"دوستو! ——— میں انتہائی فخر و مسرت سے اس بات کا اعلان کرتا ہوں

کہ مجرموں کی ہولناک تنظیم کا نہ صرف خاتمہ کر دیا گیا ہے ——— بلکہ ان کے سربراہوں کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ہے ——— ان پر بین الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلے گا" ——— صدر ایکریمیا نے کہا اور پھر انہوں نے مڑ کر اشارہ کیا اور دوسرے لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو عورتوں کو سٹیج گارڈ دھکیلتے ہوئے سٹیج پر لے آئے۔ ان کے ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک میڈم کیٹ تھی جب کہ دوسری مادام کیٹ تھی۔

"یہ میڈم ڈارو جیلی ہے ——— اس خوفناک تنظیم کی چیف سربراہ بین الاقوامی مجرمہ ——— اس نے دونام میڈم کیٹ رکھے ہوئے ہے ——— اور یہ دوسری اس کی سوتیلی بیٹی مادام شوبا میری ہے ——— ناراتھ پول ان کا ہیڈ کوارٹر تھا ——— وہاں مادام شوبا میری مادام کیٹ کے نام سے کام کرتی تھی ——— جبکہ میڈم ڈارو جیلی پس منظر میں رہتی تھی ——— وہاں انہوں نے بہت بڑا اور جدید ترین سائنسی آلات سے مزین ہیڈ کوارٹر بنا رکھا تھا۔ اور ان کی تنظیم پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی ——— اور مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ اس تنظیم کا خاتمہ ایک ایشیائی ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس جس کا چیف ایکسٹو ہے کی کوششوں سے ہوا ہے ——— سپر پاورز کی ٹیم میں شامل تین لیڈی سیکرٹ ایجنٹوں نے ان کا پرنٹنگ ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا تھا مگر وہ خود بھی ہلاک ہو گئی تھیں ——— جب کہ تین مرد سیکرٹ ایجنٹ ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی ان کے ہاتھوں مارے گئے تھے" ——— صدر ایکریمیا نے کہا اور پھر انہوں نے تفصیل سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی کوششوں کا ذکر کیا۔

"اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو چکا ہے ——— ان سربراہوں سے ان

کے دنیا میں پھیلے ہوئے تمام ساتھیوں کا پتہ چلا لیا گیا ہے اور ان سب کو گرفتار کر لیا گیا ہے ۔۔ اس طرح یہ خوفناک تنظیم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی ہے ۔۔ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کو ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر دنیا کا سب سے بڑا اعزازیہ آئرکراس دیا گیا ہے" ۔۔۔ صدر ایکریمیا نے کہا ۔

" جناب صدر ! ۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران سے بھی ہمارا تعارف کرایا جائے تاکہ ہم دنیا کے ان عظیم سپوتوں کو دیکھ سکیں" ۔۔۔ ایک شخص نے اٹھ کر کہا ۔

" آپ کی خواہش بجا ہے ۔۔۔ لیکن چونکہ سیکرٹ سروس بین الاقوامی قوانین کے تحت پبلک کے سامنے نہیں آتی ۔۔ اس لئے مجبوراً ان کا تعارف نہیں کرایا جا سکتا ۔۔ البتہ دنیا کی اس عظیم سیکرٹ سروس کے سربراہ نے اپنا خاص نمائندہ اس پریس کانفرنس میں بھیجا ہے ۔۔۔ بقول ان کے یہ سیکرٹ سروس کے رُوحِ رواں ہیں ۔۔ لیکن سیکرٹ سروس کے باقاعدہ ممبر نہیں ہیں مسٹر علی عمران" ۔۔۔ صدر ایکریمیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر دروازہ کھلا اور عمران اپنے مخصوص تیکنی کلر لباس میں چہرے پر حماقتوں کا سمندر پھیلائے لجاتا اور شرماتا اسٹیج پر آگیا ۔

عمران کے استقبال کے لئے صدر ایکریمیا اور ان کے ساتھی اور پھر ہال میں موجود ہر شخص اٹھ کھڑا ہوا ۔

" بب ۔۔ بب ۔۔ بیٹھئے ! ۔۔۔ میں ماسٹر نہیں ہوں کہ کلاس سٹینڈ اپ ہو گئی ہے ۔۔ میں تو علی عمران ایم ۔ ایس سی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ سی (آکسن) ہوں ۔۔ جیسے اس کے باورچی سلیمان نے مونگ کی دال کھلا کھلا کر

کر اس حال تک پہنچا دیا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے لجاتے ہوئے انداز میں کہا اور پورا ہال بے اختیار حلق سے نکلنے والے زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا ۔ اور عمران یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہال میں موجود لوگوں کو دیکھنے لگا جیسے سب اُسے پاگل نظر آ رہے ہوں جو اچھی خاصی سنجیدہ بات پر خواہ مخواہ ہنس رہے ہیں

ختم شد